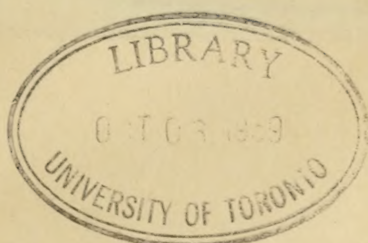
'Abdul Ghaffār, Hāfiz

Ihsān al-Islām



۷۸۶

الحمد للہ کہ کتاب

[illegible]

پہلا حصہ مؤلفہ حافظ عبد الغفار [illegible]

[illegible] اسلام کے دلائل [illegible]

[illegible]

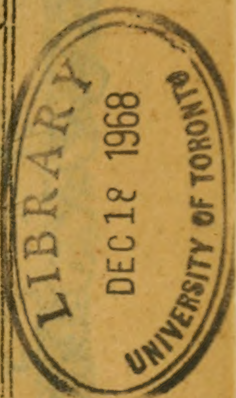
[illegible] مطبع [illegible] مراد آباد [illegible]

طبع اول ۵۰۰ جلد

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۹	ابن جریر نے	کہا ابن جریر نے
۹	۲	وجہ تھی	وجہ یہ تھی
۱۲	۳	تو قربان	تو قربان کہا کہ [illegible]
۱۳	۱۹	کہ حضرت	کہ یہ حضرت
۱۴	۱۹	ربیعہ بن کے	ربیعہ بن عبدہ کے
۲۱	۷	حیف کا کعبہ	حیف کعبہ
۲۳	۵	دبائی	دربانی
۲۴	۷	اوس نے نکال کر	اوسکو نکال کر
۲۵	۱۰	آن	اِن
۳۲	۲۸	زیادہ	زیادہ ہم
۴۰	۲۴	شمار کی	عمار کی
۴۵	۸	طرف سے	طرف بھیجے سے
۵۱	۲۴	بانٹنے کا	کا [illegible]
۵۳	۲	فیخرم	فیخرم [illegible] داود [illegible] الاخیرۃ [illegible] سورۃ المثلثہ
۶۱	۲۰	بادلی	بالی
۶۲	۲۲	بڑہو	بڑہا
۶۸	۵	کثرت کلی	کثرت [illegible]
۶۹	۲	بذریعہ [illegible]	بذریعہ [illegible] لکھا رہا
۷۳	۵	کرتے	کرتے
۷۹	۳	نام	نام کا ہے
۸۴	۱	کریم	کریم سے
۸۶	۳	سے صفت	کے ساتھ صفت
۸۶	۱۹	بیچارا	بیچارہ کہا
۸۷	۱	ادرے	اترے
۸۷	۱۵	مقام	مقام میں
۹۰	۲۰	مستفادہ	[illegible]
۹۴	۳	ہوا کہنے	ہوا کو کہتے
۹۴	۹	نذاری	گنہاری کے تھے
۹۶	۱۸	جلکہ ہم	جلکہ بہم
۹۹	۱۳	ثریا کو کہہ	ثریا کی کو کہہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۸	دوسرے معبود	دوسرے کو معبود
۱۱	۲۱	نام احرام	نام کے احرام
۱۳	۳	زمین [illegible]	زمین [illegible]
۱۴	۱۵	اون پرستش	اون کی پرستش
۱۶	۵	السلام تو	السلام ابن تو
۲۳	۱۲	نام یاد	نام سے یاد
۲۳	۲۴	نخلہ ہم	نخلہ کی ہم
۲۵	۷	تعا	تعالی
۲۸	۵	الی اللہ	الی الہیم
۳۳	۱۰	بجارجون	بجارون
۴۹	۸	افرد	اور دل
۵۱	۱۵	تعالی عنہا	تعالے عنہ
۵۲	۲۳	جو گذرے	جو کر گذرتے
۵۴	۷	جمع [illegible]	جمع کے واسطے
۵۷	۱۳	ساتھ کے	[illegible]
۵۹	۳	کی القاسم	کی ابوالقاسم
۶۳	۱۱	عظام کے	عظام [illegible] کے
۶۶	۸	دارغ	[illegible]
۶۸	۱۳	توشہ و شیفہ کے	[illegible]
۷۰	۱	نمایت کہ	غایت یہ کہ
۷۲	۲۵	جاجا	جا بجا
۸۰	۸	[illegible]	[illegible]
۸۵	۹	اول [illegible]	[illegible]
۸۶	۵	[illegible]	[illegible]
۸۶	۲۱	[illegible]	[illegible]
۸۷	۱۴	تہا	[illegible]
۸۹	۴	[illegible]	[illegible]
۹۲	۷	الی یاای	الی [illegible]
۹۴	۵	وعیرہ	وغیرہ [illegible]
۹۶	۱۳	آپ [illegible]	آپ [illegible]
۹۷	۱۹	کسی [illegible]	کسی کو تو
۱۰۰	۹	بی بی نام	بی بی کا نام





حامداً للّٰہ فی ازمانکم	والصلوٰۃ دائماً فی ہادکم	سید الکونین ختم المرسلین	نازل فی آلہ امجادکم
کان برہانا ونوراً ذاتہ	محمد الارسال امی ہادکم	جاء بالاسلام نعم ساطع	شاع شرقاً مغرباً من نادیکم
حق کو پیارا دین یہ اسلام ہے	دیکھی داد اسکی کیا دیتے ہو تم	جان و مال اسپر صحابہ کے فدا	اسپہ شیدا کنکو ہیں ہوتے ہو تم
	یا من و دین تمہین اندھیر کے	جاہلیت جنکو اب کہتے ہو تم	

باغ اسلام کی پرورش میں صحابہ اسلام کی جان نثاریاں تاریخی واقعات دیکھئے وانو نیبر پوشیدہ نہین مبادا وغیرہ
مورخین یورپ کی تاریخین تک جسکی داد دے رہی ہین۔ سچ تو یہ ہے ان ہاتھوں کے لگائے ہوے جسنے پہلی پودے پہلے ہین انکی
آبپاشی کا کام صحابہ کرام کے خون سے دیا ہے اور اسپر مال فدا کر دینا جان قربان کر دینے والونکے نزدیک تو چیز ہی
کیا تہا اس کا کسیقدر تفصیل سے بیان بمناسبت مقام حصہ دویم مین آئیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

دہ بگارے کو خسر شاہ امم   جل لسبی توحید از عرب عجم

آسمانی کتاب نفری نصاب ہمنے و انکا تو ذکر ہی کیا ہے۔ نصاریٰ صاحب کتاب پہلی ملت والے تھے جب انھوں نے
ہی اعتقاد توحید کو جو از آدم تا اینندم کتب عہد عتیق کا سبق محکم اور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اعتقاد چلا آتا
چلا آتا تہا تثلیث پر قربان کر دیا۔ اور مشرکین کے تعدد الٰہ کے اعتقاد کو سہارا۔ اور دم دیا۔ تو دوسروں سے
اونکی کیا شکایت۔ چونکہ توحید سمعاً و عقلاً دلائل سے ثابت ہے اسلئے بجز مجوس منافی توحید کے تثلیث وغیرہ کا
اعتقاد رکھنے والے بھی زبانی جمع خرچ سے توحید کا دم بھرتے اور باوجود اشتراک شرک کہلانے سے
ناخوش ہوتے ہین۔ نصاریٰ کے ان تراشے خیالات نہ ہونیکی وجہ سے زمانہ گذشتہ ہی میں اٹھا رہم

اُنکا کارن یعنی روح اور شیو اور مادہ کی ذات کو بہی گئے مجوسی یا اہرمن و یزدان دو مستقل خدا مانتے تھے یہود کی ایک جماعت تو
عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا ٹھہرا چکے تھے۔ جیسے نصاریٰ ابن نصاریٰ کو اپنے تان بعض الفاظ کتب عہد جدید سے
خدا کا اکلوتا بیٹا نکالنے کی تکلیف اوٹھانا پڑی۔ کواکب و عناصر پرستی اور ظہورات طبیعی کے پوجنے کا شرک تو
عالمگیر ہو چلا تھا۔ خالص توحید کا ڈھیر دہریا نہ کوئی عرب میں نظر آتا تھا نہ عجم میں۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے شرک
حقیقی مانع نجات اور شرک صوری کا انحصار اپنے رسالہ تقسیم انواع شرک میں چھ قسموں میں کیا ہے۔ چنانچہ
عبارت رسالہ مذکور کی یہ ذیل کرتے ہیں۔

اُنواعُ الشرکِ ستۃٌ شرکُ الاستقلال
وَھُوَ اثباتُ الٰھینِ المستقلینِ
کشرکِ المجوسِ وَشرکُ تبعیضٍ
وَترکیبٍ بالالٰہ مِنَ الھۃٍ کشرکِ
النصاریٰ وَشرکُ تقریبٍ وَھوَ
عبادۃُ غیرِ اللّٰہِ لیقرّبَ الی اللّٰہ کشرکِ
مُتقدّمی الجاھلیۃِ وَشرکُ تقلیدٍ
وَھُوَ عبادۃُ غیرِ اللّٰہِ تبعًا للغیرِ
کشرکِ مُتاخّری الجاھلیۃِ وشرکُ
الاسبابِ وَھوَ الاسنادُ التاثیر
الاسبابِ العادیۃِ کشرکِ الفلاسفۃ
والطبائعیین ومن تبعھم علی ذلک
وشرکُ الاغراضِ وھو العمل
لغیر اللّٰہ وحکم الاربعۃ الاول الکفر
بالاجماع وحکم السادس المعصیۃ
من غیر کفر بالاجماع وحکم الخامس
التفصیل فمن قال فی الاسباب
العادیۃ انھا تؤثر بالذات او بطبعھا
فقد حکی الاجماع علی کفرہ ومن

قسمیں شرک کی چھ ہیں ایک شرکِ استقلال کا اور وہ ثابت کرنا دو
مستقل معبودوں کا ہے (یعنی ہر ایک کو اپنی ہستی میں دوسرے
سے بے نیاز خود بخود موجود ازلی ابدی ماننا) جیسے شرک مجوس کا
اور دوسرا شرکِ تبعیض اور جوڑ بنانا ایک معبود کو کئی معبودوں سے جیسے شرک نصاریٰ کا
اور (تیسرا) شرک نزدیک کر دینے کا ہے اور وہ پوجنا غیر کا ہے تاکہ
وہ غیر اپنے پجاری کو اللہ کے قریب یا نزدیک کر دے جیسے شرک (زمانہ)
جاہلیت کے متقدموں کا۔ اور (چوتھا) شرک تقلید کا ہے[۵] اور وہ
عبادت غیر اللہ کی ہے غیر کی تابعداری سے جیسے شرک (زمانہ) جاہلیت
کے پچھلوں کا اور (پانچواں) شرک اسباب کا ہے اور وہ منسوب کرنا
تاثیر کا ہے اسباب عادیہ کے لیے جیسے شرک فلاسفہ اور طبائعیین اور
اونکا ہے جو اسمیں اونکے تابع ہیں۔ اور (چھٹا) شرک اغراض کا اور وہ
عمل کرنا ہے غیر اللہ کے لیے۔ اور حکم پہلی چار قسموں کا (جنمیں مجوس
اور نصاریٰ اور اگلے اور پچھلے جاہلیت کے مبتلا ہوتے) کفر (مانع نجات)
ہے بالاتفاق اور حکم چھٹی قسم کے شرک (صوری) کا بالاتفاق معصیت
ہے نہ کفر (اسلیے کہ دکھانے سنانے لوگوں سے اپنی غرض بھرنے کو
اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا ہے۔ مگر وہ ریاکار اوس عبادت کو اون لوگوں
کے لیے کرنے اونکو معبود بنانے پر ہرگز راضی نہوگا لہذا شرک

[۵] قولہ شرکِ تقلید کا یعنی جیسے دوسروں کی تقلید سے غیر اللہ پوجے وہ
منفرد نہیں شرک ہی ہے ایسے ہی دوسروں کی تقلید سے توحید ماننے والا بھی موحد ہے

قال انها تؤثر بقوة اودعها الله فيها
فهو فاسق مبتدع وفي كفره قولان
انتهى ملخصا فمن يعتقد ان الاشياء
تؤثر باعطاء تاثير الله تعالى فيها
ولا يعتقد ان الله اودع فيها
التاثير مرة فهو ثبت لك التاثير
المودع ابدا لا حاجة الى اعطاء
التاثير الجديد (الى ان قال) واتفق
من اوله الى اخره ملوق هذا الباب
ان المؤثر في الحقيقة هو الله تعالى
فيكفي للعاقل اية واحدة منه
قال الله تعالى في موضع مخاطبا
له صلى الله عليه وآله وسلم
ان يمسسك الله بضر فلا كاشف
له الا هو وان يردك بخير فلا
راد لفضله يصيب به من يشاء
قال ابن حجر المكي في الفتح المبين
شرح الاربعين ان الغرض
من هذه الاية توحيد الله تعالى
في الحاق الضر وحصول النفع
فالضار والنافع والمعطي المانع
هو الله تعالى فقط لانه غنى عن
سائر الموجودات في بقائه وهكذا
قال النبي صلى الله عليه وسلم
احاديث منها حديث واحد

ہوا لمن عبادت الٰہی کو دوسرون سے اپنی غرض پورا کرنے کے
لئے کیا لہذا عاصی ہوا) اور حکم پانچوین قسم کا تفصیل رکہتاہے
پس جو کہے اسباب عادیہ (کے بارہ) مین کہ وہ اپنی ذاتی اور طبعی تاثیر
اثر کرتے ہین تو حکایت کیا گیا ہے اجماع اوس کے کفر پر اور جو کہے کہ
وہ اسباب عادیہ اثر کرتے ہین اوس قوت سے جسکو ودیعت فرمایا اور
رکہدیا ہے اُن مین اللہ نے تو وہ فاسق اور بدعتی ہے۔
اور اوس کے کفر مین دو قول ہین۔ ترجمہ رسالہ مذکور کی عبارت کا تمام ہوا
خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اعتقاد رکہے اس امر کا کہ چیزین تاثیر کرتی ہین اون
چیزون مین اللہ تعالےٰ کے تاثیر عطا فرمانے کے سبب اور یہ اعتقاد
نہ رکہے کہ اللہ نے اُن مین ایک بار تاثیر سونپ دی ہے پس اُس سونپی
ہوئی تاثیر کے سبب ہمیشہ اثر کرتی رہتی ہین (نئی) نئی تاثیر عطا فرمانے کی
محتاج نہین (یہانتک کہ کہا) اور قرآن مجید اول سے آخر تک بہرا ہوا ہے
اس باب مین اس سے کہ مؤثر حقیقت مین اللہ تعالےٰ ہے۔ بس
کافی ہے واسطے عاقل کے ایک آیت اوس سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
ایک جگہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرماکر
کہ اگر ضرر پہنچائے تجکو اللہ تو اوس کے سوا کوئی اوس مصیبت
کا کہولنے والا نہین۔ اور اگر ارادہ کرے تجکو بہلائی دینے کا
(یعنی نفع رسانی کا) تو کوئی اوس کے فضل کو رد کرنے والا (روکنے
والا) نہین پہنچائیگا اُسکو جسکو چاہیگا ابن حجر مکی نے اربعین کی شرح
فتح المبین مین بیشک غرض اس آیت سے یکتائی ثابت کرنا ہے اللہ تعالیٰ
کی ضرر لاحق کرنے اور نفع ہوجانے مین۔ پس نفع اور ضرر پہنچانے
والا اور عطا فرمانے والا اور منع کرنے والا فقط وہی اللہ تعالیٰ ہے
اسلئے کہ پاک تمام موجودات کی اوس کے ہاتھ مین ہے۔ اور ایسے ہی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہین بہت حدیثین جنمین سے
ایک وہ جامع حدیث ہے جسکو روایت کیا ہے ترمذی نے کہ

لجامع رواه الترمذی انتہی
فاسئل الله واذا استعنت
فاستعن بالله ان الامة
ای جمیع الخلق من الخاصة
والعامة والانبیاء والاولیاء
وسائر الائمة لو اجتمعت
علی ان ینفعوك بشئ لم
ینفعوك الا بشئ کتبه الله
علیك الحدیث ولاجل ذلك
قال فی التفسیر الکبیر ومن المشرکین
من قال انها ای الکواکب ممکنة
الوجود لذاتها ومحدثة و
خالقها الله الا انه فوض تدبیر
العالم الاسفل الیها انتہی۔

جسوقت مانگے تو مانگ اللہ سے اور جسوقت مدد چاہے تو بس مدد
مانگ اللہ سے بیشک امت یعنی تمام خلق خاص اور عام انبیاء
اور اولیاء اور سارے پیشوا اگر جمع ہو جاویں اسپر کہ نفع پہنچاویں تجھکو
ساتھ کسی چیز کے (تو) نہیں نفع پہنچا سکینگے تجھکو مگر ساتھ اوسی چیز کے
جسکو لکھدیا تجھپر اللہ نے الحدیث اور اسی سبب سے فرمایا تفسیر کبیر میں
اور منجملہ مشرکین وہ ہے جو کہتا ہے بیشک وہ یعنی کواکب ممکن الوجود
ہیں اپنی ذات میں اور نو پیدا اور پیدا کرنیوالا اُن کا اللہ ہے مگر
اللہ نے سونپدیا ہے نیچے کے جہان کی تدبیر کو طرف اونکی ترجمہ
ابن حجر کی شرح کا تمام ہوا علامہ سیوطی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ قائل
اس امر کا کہ اسباب مادیہ اپنے اندر خدا کی ودیعت فرمائی ہوئی قوت سے
اثر کرتے ہیں بار بار کرنے میں اُنکو تاثیر جدید عطا فرماتے جانے کی
حاجت نہیں فاسق مبتدع ہے جسکے کفر میں دو قول ہیں اور امام
معظم فخر الدین رازی کی اس تفسیر سے اور ءانت قلت للناس اتخذونی
وامی الٰہین من دون اللہ الآیہ کی تفسیر سے اور آیت سبا
قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض وما لهم
فیهما من شرك وما له منهم من ظهیر کی تفسیر سے صراحۃً ثابت ہے کہ جو معتقد ہے اسکا کہ کواکب باوجود
حادث اور مخلوق الٰہی ہونے کے اللہ تعالے کی تفویض سے عالم اسفل کی تدبیر کرتے ہیں۔ یہ کام اللہ نے
اونکی سپرد کر دیا ہے تو وہ حقیقی مشرک یعنی شرک جلی یعنی کافر ہے۔ اور یہ ایک مذہب ہے منجملہ چار مذہبوں شرک
کے وجہ اس فرق کی یہ ہے کہ پہلی صورت میں اللہ سبحانہ کی صفت فعلی تکوین کا کہ تدبیر بھی اسکی ایک نوع ہے
ذات باری سے جدا ہو کر مخلوق کو ملنا لازم نہیں آتا اور پچھلی صورت تفویض میں لازم آتا ہے۔ پس اسباب
مادیہ خواہ وہ سورج چاند وغیرہ کواکب ہوں یا دیوتا اور فرشتے یا انسان اور ظہورات طبیعی اُنکی تاثیر نے جتنی
چیزوں میں اثر کیا ہے اُنکے وہی خالق اور مدبر اس مذہب پر ٹھیرینگے۔ اور یہ مخلوقات مخلوق الٰہی ہونے سے
نکل جاینگی حق اس مخلوق کے اللہ سبحانہ اس مخلوق کا معبود بھی نرہیگا اسلئے کہ جو جسکا خالق مکون مدبر
وہی اوسکا معبود۔ اسی استلزام پر بیضاوی کو اللہ سبحانہ کی الوہیت کی نفی کرنے والا ٹھیرایا ہے آیت اولی
منقولہ صدر میں کما سیاتی اور کوئی اسلامی فرقہ اس کا قائل نہیں ہاں صاحب الامن والعلی نے شنوف حسب

اہل اللہ میں اس روش کو اختیار کر لیا ہے۔ چنانچہ الامن والعلی مطبوعہ [illegible] کے صفحہ ۲۴ میں رقم

فرماتے ہیں۔ اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں قال اللہ تعالے فالمدبرات امرا [illegible]

اُن مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں انتہی فالمدبرات امرا کے ذیل [illegible]

کہ اسناد التدبیر الیہا لانہا من اسبابہا یعنی اسناد تدبیر کی طرف [illegible] کے اسطے [illegible]

اسباب ہیں تدبیر کے انتہی۔ نہ فاعل تدبیر نوع تکوین کے اور ضمناً ایسی اسناد کتاب وسنت عرف [illegible]

محاورات میں بکثرت مستعمل ہے۔ مشین کا بنا ہوا کپڑا مشین کی بنائی ہوئی دیاسلائی مشین [illegible]

بولا جاتا ہے اور جسکی کھوپڑی میں تھوڑی سی بھی عقل ہے اُس کو اس کا وہم بھی نہیں ہوتا [illegible]

کے ان مشینوں نے خودی کپڑا بن لیا ہے۔ دیاسلائی بنائی ہے کپڑا سی لیا ہے۔ ایسے ہی [illegible]

لنگ (مردی) اور جلہری (عورت کی شرمگاہ) کو اولاد کی داتا خیال کرکے اولاد کی [illegible]

مؤلف الامن کو اقسام اسناد نہ پہچاننے [illegible] سے ای الامن میں بڑی شکایت تھی آپ اس [illegible]

میں ایسی موٹی بات نہ سمجھے یا دیدہ و دانستہ گریز فرما گئے۔ [illegible] وهم بامره يعملون [illegible]

کے بموجب فرشتے اللہ کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور عمل کسب کی خبر دیا ہے [illegible]

کمائی سے کن یعنی ہوجا کہکر ناموجود کو موجود کر دینے کی اور تکوین اس بغیر ہو نہیں سکتی۔ کتاب و سنت [illegible]

میں کہیں وارد نہیں ہوا کہ عطاء الہی اللہ کے مقبول بندے بے محنت مشقت کمائی کن کہکر ناموجود کو موجود

کر لیتے ہیں۔ ائمہ اہل بیت کے ساتھ امور تکوین کو وابستہ جاننے کی حکایت [illegible]

کی جیسے فاعل کی ساتھ ہوتی ہے مفعول کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ [illegible]

ہوجاتے ہیں جو تکوین الہی کے تحت آنیوالا ہو۔ رضا بقضا کا مشرب [illegible]

ابویزید بسطامی اور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالے عنہما نے اپنے اس مقام سے خبر دی ہے [illegible]

تکوین کسیقدر کائنات کے ہوگئے ہوں چند خیالات بر صاحب الامن کے کچھ عرض [illegible]

انشاء اللہ تعالے۔

توحید القرآن نمبر۳۔ اسوقت تک میں نے قرآنی توحید کے متعلق چند [illegible]

دیکھا اُن کا حاصل تو صرف اسقدر تھا (۱) کہ موحد منکر ہے (تعدد اللہ کا) مشرک [illegible]

اسلئے استدلال و برہان کی اہم ذمہ داری مشرک کے سر ہے۔ موحد اس [illegible] (۲) اسکے

بعد اسنے تنبیہ کی کہ تمام کائنات کی متحرک مشین چلانے کے لئے اسی طرح عالم کی [illegible]

کافی سمجھتی ہے دوسرے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی (۳) یہاں سکے بعد اسنے [illegible]

بلکہ توحید کا ساتہ شرک کی نظریہ سے بہرحال انسانون کے حق مین مفید ہے (اور شرک کا ڈہکوسلا مضر ومہلک)
ہمنے تفصیل کے ساتہ تینون اسلوبون پر اقسام کے گذشتہ نمبرون مین بحث کی ہے - بہرحال قرآن مجید
اب اور آگے بڑہتا ہے بلند آواز اور اونچا ہوکر دنیا کے تمام مشرکانہ دماغون کو ایک زبردست دہکا دیتے ہوے
دعوے کرتا ہے توحید ہی یقینی اور نہ ہلنے والا خیال ہے - سچائی صرف اسی مین ہے کہ اس عالم کے لئے ایک ہی
موجد ایک ہی خالق اور جہان کے رہنے والون کے لئے ایک ہی معبود مانا جاوے - شرک ایک وسوسہ ہے
جسکی سرشت مین فقط برائی اور فساد ہی نہین بلکہ بطلان اور زہوق بہی ہے - مشرک صرف خرابیون مین ہی
مبتلا نہین بلکہ ایک جہوٹا عقیدہ رکہتا ہے - اوسکی تمام کارروائیان جہوٹی ہین - توحید مین اگر صدق و راستی کے
سوا کسی کمزوری اور برائی کا وہم نہین تو بجنسہ اسی طرح شرک کے گہراؤن مین باطل و لغو اور بیہودگی و خرافات کے
سوا اور کسی قسم کا سامان نہین - قبل اسکے کہ ہم قرآن مجید کے اس غیر مکذوب و غیر متزلزل دلیل کو معرض بیان
مین لائین ایک تمہیدی گفتگو کو دماغون کے آگے پہیلا دینا ضرور سمجہتے ہین - اس کے بعد مقصد قرآنی
باسانی روحون مین اتر سکتا ہے واللّٰہ الموفق حکمت قاسمیہ کے اصول کو پیش نظر رکہتے ہوے جب ہم
اس وسیع کارخانہ عالم اور عظیم الشان سلسلۂ نظام کائنات مین غور کرتے ہین تو ہم دیکہتے ہین کہ اس دنیا کی کوئی
ایسی چیز نہین جسکی طرف انسان محتاج نہو - بہتے ہوے دریا چمکتا ہوا آفتاب - پہیلی ہوئی زمین - چلنے والی
ہوائین الغرض جس چیز کو ہم دیکہتے ہین صاف نظر آتا ہے کہ بنی آدم کو اسکی حاجت ہے - اگر پانی نہو تو ہم
مر جائین - ہوا نہو تو ہمارا سانس رک کر ہمین قبر تک پہنچا دے - زمین نہو تو ہماری غذائین دوائین -
خوراک - پوشاک - سکونت کے اسباب کہانسے مہیا ہو سکتے ہین - آفتاب کی کرنونکی بارش اگر رک جاے
تو روشنی کے تمام فائدون سے ہم محروم ہو جاوینگے - نہ ہمارے درختون کے پہل پک سکتے ہین نہ کہیتون مین
کہیتی کی ہرہوار غلہ کی پیداوار کا نظارہ نظر آسکتا ہے - اور صرف یہی نہین بلکہ پہاڑون کی ترائیون مین اگے ہوے
ہوے جنگلون کی کنج مین پیدا ہونے والی جڑیون کے متعلق اگر تمہین علم نہین تو ڈاکٹرون طبیبون سے پوچہو
کہ تمہاری بیماریون کی کتنی شفائین ان مین مستور ہین - الغرض سوچنے والون نے سمجہا ہے کہ اس کائنات کا
ہر جز خواہ علوی ہو یا سفلی بنی آدم کی خدمت گذاری مین مصروف ہے - شیراز کے عارف پر جب یہ مسئلہ کہلا
تو وجد و سرور مین بیساختہ اسکی زبان پر جاری تہا ع ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند * تا تو نانے
بکف آری و بغفلت نخوری * جلیل القدر نوامیس سماوی کے محافظون نے مختلف پیرایون مین اس جملہ کو
فرمایا کہ اِنَّمَا الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَ اِنَّمَا خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم
آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو - قرآن مجید نے ایک جگہ نہین بلکہ بہت جگہ اسپر آگاہ کیا تسخیر

شمس و قمر آسمان و زمین کے نظریہ کا بار بار ذکر کر کے یہی سمجھایا کہ کائنات کا ہر ذرہ انسانون کی ضرورت کے
لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر اس کا کوئی حصہ درمیان سے نکال لیا جائے تو بھی آدم زندہ نہین رہ سکینگے۔
ایک ہوا ہی ہو انسان ایک سکنڈ زندہ نہین رہ سکتا۔ بلکہ اُسکے ہان محتاج بہت سے اوس کے ساتھ فنا ہو
جائینگے۔ بہرحال یہ اب بدیہی مسئلہ ہو گیا ہے کہ انسان دنیا کی ہر چیز کی طرف اپنی بقا اور کمال کے لئے
ہر امر محتاج ہے۔ ہوا کو اپنی ناک کے رستہ سے دل تک پہنچا کر اُسکی حدت مین کمی پیدا کرتا ہے۔ پانی کی خنکی سے
سیرابی حاصل کرتا ہے الحاصل جمادات نباتات حیوانات پر نہایت آزادی کے ساتھ متصرف ہے۔ اُسکی صورت
دودھ سے گھی سے بلکہ گوشت (اور پوست وغیرہ) سے بھی فائدہ اوٹھاتا اور اوسے اپنا حق جائز قرار دیتا ہے
اب اسکے بعد غور کرو کہ اگر اس کائنات کی ایجاد مین (العیاذ باللہ) چند خدا شریک ہون مثلاً ہوا کا پیدا
کرنے والا اور ہو۔ پانی کا خالق اور ہو۔ زمین کا موجد اور ہو آسمان کا فاطر اور ہو انسانون کا خالق اور
ہو تو کیا اسکے بعد یہ نظام قایم رہ سکتا ہے ہرگز نہین۔ سوچو اگر تم مین خود تدبر و تفکر کا مادہ نہین تو آؤ قرآن
کی روشنی مین دیکھو وہ دعوے کرتا اور اس سوال کے جواب مین اعلان دیتا ہے کہ اگر دنیا کی صورت
اس طرح تسلیم کی جائے اور چند شریک اس پر حکمران ہون تو کائنات کا یہ چند ہا پایا شیرازہ آن کی آن مین
درہم برہم ہو جائیگا۔ دنیا تباہ ہو جائیگی۔ آسمان و زمین کا نگران ہو جائیگا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے
لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر آسمانون اور زمینون مین چند خدا علاوہ اللہ
تعالیٰ کے ہونگے تو یہ نظام برباد ہو جائیگا۔ یہ تو گویا بصورت دعوے دلیل کا ایک جزء ہے۔ اب اسکی تکمیل
با دلیل کو یون مدلل کرتا ہے إِذًا لَذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ یعنی اوس وقت
ہر ایک خدا اپنی پیدا کی ہوئی چیزون کو لے بھاگیگا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کریگا اس آسمانی
حکمت کو صحیح طور سے دماغ مین جگہ دینے کے لئے ذیل کے مقدمات پر نظر ڈالو (۱) ثابت ہو چکا کہ
انسان اپنی بقا و کمال مین کائنات کے ہر ذرہ کی طرف محتاج ہے جب تک ان کو استعمال مین نہین
لائیگا وہ کبھی زندہ نہین رہ سکتا (۲) عقل نے اور مشرک و موحد دونون کے اجماع نے یہ طے کر دیا ہے
کہ خدا ظلم سے منزہ اور پاک ہے (۳) پس اگر جہان کے ہر جزء کا خالق الگ الگ ہوگا تو ہر ایک خالق کو
اپنی مخلوقات کی حفاظت دوسرے خالق کی مخلوقات کے جبر و تعدی سے ضروری ہے ورنہ ظلم کا جرم اُسپر
عائد ہوگا آخر اوس سے زیادہ بے درد ظالم بادشاہ اور کون ہو سکتا ہے جو اپنی رعایا کو دوسرے بادشاہون
کی رعایا کے ہاتھون سے پٹتا مرتا دیکھے اور کچھ نہ بولے۔ اسکے بعد ظاہر ہے کہ انسان جسوقت اس
[illegible] کے کسی حصہ کو مثلاً پانی کو ہوا کو حیوان کو اپنے صرف مین لائیگا تو ان چیزون کا خالق ان کو

اس سے بچا سکیگا نہ بچا سکے تو ظالم گنا جائیگا پس اگر بچا سکا تو انسانوں کی تباہی لازم آئی کہ وہ بغیر ان پانی ہوا وغیرہ مخلوقات کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور اگر وہ اپنی مخلوقات کو دوسرے خدا کی مخلوقات سے بچانے میں عاجز آ تو لامحالہ دونوں خداؤں میں اپنی اپنی مخلوقات کی حمایت کے لئے جنگ ہو جاتی اور دونوں کی مخلوقات اس تصادم کی وجہ سے برباد ہو جاتی۔ ایک دوسرے پر چڑھ جاتی۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جسکی طرف قرآن نے ہمارے خیال میں اشارہ کیا کہ لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا پس جبکہ یہ عالم ابتدائے آدم سے اب تک موجود ہے۔ اور اونکی اولاد بلا کسی مزاحمت دنیا کے ہر چیز پر متصرف ہے یہی دلیل ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق مالک ایک ہی ہے (اور جو خالق مالک وہی معبود لہٰذا وہی ایک معبود ہے دوسرے معبود ٹھہرانا مشرکانہ بغاوت ہے) یہ ماخوذ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی دامت برکاتہم کی تقریر سے جو القاسم نمبر ۲ جلد ۹ سے ہے۔ افسوس ہے اوس کج خیال والے کی کج خیالی پر جو اپنے خرچ میں کئے والی چیزوں اور خالق کل کے مسخر کئے خدمت انسانی پر لگی ہوئی اشیا کو اس وجہ سے پوجنے پر آمادہ کرے کہ ان پر ہمارا حیات ہے اور خالق تعالے شانہ کے استحقاق عبادت میں اپنے خدمتگاروں کو شریک کرے یہ تو ایسی مثال ہوئی جیسے لکڑی اپنے کو پھاڑنے سے بچانے کے لئے کلہاڑی کے آگے ہاتھ جوڑے خوشامد کرے کہ تو مجھکو مت پھاڑ اور بڑھئی سے معافی نہ مانگے۔ اور نجار اوسکی اس حق فراموشی پر فوراً اس لکڑی کو پھاڑ ڈالے تو کلہاڑی کے آگے کی ہاتھ جوڑ اسکو نہیں بچا سکتی۔

تین سو اور ساٹھ بت کعبہ میں تھے ہر قبیلہ کا تھا بت ایک الگ بنا	گرد اسکے ہی تین سو جہت پر ہم بت پرستی کی تھی زور و بند و دم کیوں ضرورت ہو نہ اس اللہ پر ہم میں	دو میں تھی سارے مزینہ عارتی بت سے خالی تھا نہ صحرا اور نگر نور حق کی طالب حق محترم	جولان ہبل کی خزاعہ جم کے حرم گھر بہ گھر تھے وثن قائم اور صنم

بلاد میں ہتی کی خصائص کبریٰ میں یہ روایت ابن عمر کے وارد ہے کہ خانہ کے گرد چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ اور کعبہ کے اندر بھی تین سو ساٹھ ہی بت تھے جنکو فتح مکہ کے روز خود آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے بھی دیکھا تھا۔ اور ابو نعیم کی دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہم کی روایت میں کعبہ کی چھت پر بھی تین سو بتوں کے ہونیکا ذکر ہے اور مواہب لدنیہ کی روایت میں ہے کہ اندرون کعبہ اسقدر بت تھے کہ آپ داخل نہو سکے احمق کفار کا اسقدر کثرت سے بتوں کو جمع کرنا یا تو حاجتوں کی کثرت کی وجہ سے تھا یا وجہ یہ تھی کہ خانہ کعبہ بالاتفاق اہل حجاز خانہ خدا تھا۔ بس لازم ہوا کہ ہر ایک حاجتمند کا ایک ایک وکیل بادشاہ کی عدالت میں پہنچکر اپنی حاجتیں پوری کرائے۔ اور یہی مطلب آیت هٰٓؤُلَاۤءِ شُفَعَاۤؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ سے ترشح ہوتا ہے۔ یعنی کفار کہا کرتے تھے کہ یہ بت ہماری مرادیں

بوزہی کرانے کی اللہ کے پاس سفارش کرتے ہین اللہ سبحانہ نے فرمایا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
کیا اللہ اکیلا کافی نہین اپنے بندہ کو یاد رہے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے خدا کے پاس جانا بُرا
جانتا تھا انتہی مانی الاحسن ملخصا و ملتقطا قرآن کریم نے جس شفاعت بالاذن کو ثابت کیا ہے وہ
اللہ وحدہ کے کافی ہونے کے مضمون سے باہر نہین جسکی تفصیل اور رفعت شان کے بیان کا محل حصہ
سویم ہے اس کتاب کا ہان نصاری کے اعتقاد کفارہ کی شفاعت مین معاذ اللہ سبحانہ ناکافی
قرار پاتا ہے اور گنہگارونکے بدلے مین بیگناہ پکڑا جاتا ہے اور یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ
اور لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ جسکی شان ہے یعنی جو چاہے کرے اور حکم کرے[1] اوس چیز کا جسکا ارادہ کرے
اوسکے حکم کو کوئی ٹال نہین سکتا وہ تعالی شانہ اعتقاد نصاری بر درنحی فریق کی نسبت جو اوس نے
ارادہ کیا ہے اُسمین نامراد ٹھہرتا ہے معبودان باطلہ کی کثرت کے خیال نے ایک معبود تبلانے اور
معبودان باطلہ کے باطل ٹھہرانے پر جو پیچ و تاب کھایا ہے اور اس اصلاح کی بدولت جو موحدین نے
دُکھ اوٹھایا ہے قرآن سے دریافت کیجئے اَوَّلُ الرُّسُلْ سیدنا نوح علیہ الصلوۃ والسلام پر اس ابطال کی
بدولت کیا بہارت گذر گیا وہ کونسی ایذا ہے جو مشرکین عرب نے اس ابطال کے صلہ مین سید الرسل
صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہنچائی ہو ایک جماعت صحابہ کی جیسے ہمارے سادات حضرات بلال و عمار و یاسر و سمیہ
جسکا بیان رمضا پہاڑ پر رہی ہین باندہکر گھسیٹ لیجانے اور اونکے سینہ پر پتھر رکھکر آگ جلانے اور کسیکو
پانی مین لیجاکے غوطے دیتے کوڑے مارتے جلتے ریتے مین ڈالنے اور دوسری ایذائین پہنچانیکا
حصہ دویم مین آئیگا انشاء اللہ تعالے جسکو سنکر کلیجہ کانپ جائیگا۔
توحید کا کلمہ سنا کانون کو ایسا ناگوار اور یہی معلوم ہوتا تھا کہ کسی کو سننا گوارا نہ تھا۔ جب آپ نے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی دعوت دی مشرک چلّا اُٹھے کہتے ہے کیا ساری معبودونکو ملیا میٹ
کرکے ایک ہی معبود ٹھہرالیا۔ چنانچہ سورہ ص کی آیت مین حکی ہے وہ آیت مع تفسیر جلالین یہ ہے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِھَۃَ اِلٰھًا وَّاحِدًا
حیث قال لھم قولوا لا الہ الا اللہ
ای کیف یسع الخلق کلھم
الہ واحد اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ

کیا آپ نے کردی بہت سے معبودونکی عبادات کے بدل ایک ہی معبود
کی عبادت اس حیثیت سے کہ فرمایا کہو لا الہ الا اللہ یعنی کیسے کفایت
کریگا ساری مخلوقات کو ایک معبود بیشک یہ تعجب کی بات ہے
اور چل کہڑے ہوئے کتنے سردار اون مین سے۔ ابو طالب کے

---

[1] مراد اس سے حکم کونی ہے ۱۲

عجیب وانطلق الملاء منھم من مجلس اجتماعھم عند ابی طالب وسماعھم فیہ النبی صلی اللہ والہ وسلم قولوا لا الہ الا اللہ ان امشوا واصبروا علی الھتکم اثبتوا علی عبادتھا ان ھذا المذکور من التوحید لشیء یراد منا ما سمعنا بھذا فی الملۃ الاخرۃ ای فی ملۃ عیسٰی ص ۳۷۲ جلالین ای ملۃ عیسٰی لانھا اخر الملل وھم لا یوحدون بل یقولون ثالث ثلثۃ کذا روی عن ابن عباس ومقاتل والکلبی (کمالین)

پاس اکٹھے ہونے کے مجلس سے اوس مجلس مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنکر کہ کہو لا الہ الا اللہ یعنی سزاوار عبادت اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہین (یہ کہتے ہوئے ایک دوسرے سے) کہ چلو اور صبر کرو اپنے معبودون پر جمے رہو اونکی پوجا پر بیشک یہ جو ذکر کیا جاتا ہے توحید کا (یعنی آپکے ایک ہی خدا کی عبادت کا) یہ ایسی چیز ہے ہم سے جسکے (منوانے) کا ارادہ کیا جاتا ہے نہین سنا ہمنے اسکو پچھلی ملت مین یعنی ملت عیسوی مین - کمالین مین ہے اسلئے کہ یہ ملت عیسوی انبیاء سلف کی ملتون سے پیچھے ہے اور وہ نصاری ایک معبود نہین مانتے ہین بلکہ اللہ کو تیسرا معبود منجملہ تین معبودون کے مانتے ہین - ایسا ہی مروی ہے ابن عباس اور مقاتل اور کلبی سے ترجمہ تمام ہوا توریت شریف کے دس احکام لوحی جن مین سب سے بڑا اہتمم بالشان منجملہ مدار نجات اعتقاد ہے توحید کا یا ین مضمون کہ اے موسٰے تیرے معبود میرے سوا دوسرا معبود نہو خارج مین دوسرا معبود موجود ہونا تو کیسا خیال موسوی نے بہی دوسرے معبود کے موجود ہونیکی نفی کی جاتی ہے تو پہلا اور دوسرا اور تیسرا معبود ماننا نجات کا امیدوار ہونا آفتاب نیمروز کی روشنی کو شب دیجور ٹھیرانا ہے - افسوس اعتقاد توحید جو سبق اولی ہے تمام آسمانی کتابون اور انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت اور تعلیم کا اوس مین روڑا اٹکانے کیلئے یہی اعتقاد تثلیث کا ہو گیا ہے بہت سے معبودان باطلہ کی عبادت کے جواز کیلئے مشرکین عرب کو بھی یہی اعتقاد جائے پناہ سوجھا - اور جن قبایل کا ذکر دوسری بیت مین ہے اُنکے بتون اور اونکی بت پرستی کی کیفیت وغیرہ کا بیان آئندہ آتا ہے -

نائلہ عورت ہی کعبہ مین اساف	کر زنا دونون ہوے پتھر صنم ایسی عبرت کو نجے اونکو لگے	گت بنی اُنکی دکھانیکے لئے عقل پر پتھر پڑے حسرت ہے غم	انکو رکھا در پہ تا ذرے ہو بھم

تفسیر روح البیان مین ہے اساف ایک مرد نائلہ ایک عورت یمن کی جن مین باہمی ناجائز دوستی کا تعلق تھا یہ دونون جاہلیت کے رسم ورواج کے موافق حج کرنے گئے - داخلہ کے وقت ان نالائقون نے کعبہ کے اندر زنا کیا - ان پر اللہ کا قہر ٹوٹ پڑا - دونون پتھر کے ہو گئے - ادھر ادھر باہر رکھ دیئے گئے -

چند روز بعد یہ ملعون بت اہل مکہ کے لئے معبود بن گئے بڑے زور شور سے اونکی پرستش ہونے لگی
آپ نے ہی انکو پجتا دیکھا - مگر اللہ سبحانہ نے آپ کے مبارک ہاتھون سے اُنہین غارت کیا دنیا کے
بُت پرست اپنے بزرگ نیک لوگون کی مورتین بناکر پوجتے ہین - مگر عرب کی عقل پر ایسے پتھر پڑے تھے کہ دو
بدکار زناکار خدا کی لعنت مین گرفتار عین کعبہ کے اندر زنا کرنے والونکو معبود بنالیا جان بوجھ کر بیت اللہ کے
طواف کے ساتھ ساتھ ان ناپاک مورتون کی بھی پوجا کیا کرتے تھے - سب سے بڑی غلطی عرب کی شان الہی مین تھی
جنکی بت پرستی کے واقعات دنیا سے نرالے ہین مسند دارمی مین وارد ہے قَالَ کَانُوْا کَانَ
الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا سَافَرَ حَمَلَ مَعَهُ اَرْبَعَةَ اَحْجَارٍ ثَلٰثَةٌ لِقِدْرِهٖ وَالرَّابِعُ يَعْبُدُهٗ
یعنی ہارون فرماتے ہین عرب کی جاہلیت کا یہ حال تھا کہ کہین مسافرت مین چار پتھر راستہ مین سے اُٹھالئے
تین پتھرون سے استنجا کیا - چوتھے کو پوج لیا - وہی استنجے کے ڈھیلے تھے اور وہی خدا اور معبود -

دودھ مکھن کو چڑھا دیکھے پیا	سگ نے موتا منہ پہ سب تر تھا صنم اس سے بھی عبرت نہوتی ہائے حیف	لومڑی نے بول تو جہاد رکھا کیتی یہ بھی راز ہے عبد الصنم	کھا چڑھاوا تر پہ تراب ہین صنم

مسند دارمی مین مجاہد سے روایت ہے عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَوْلَايَ اَنَّ اَهْلَهٗ
بَعَثُوْا مَعَهٗ بِقَدَحٍ لَبَنٍ وَقَدَحٍ زُبْدٍ اِلَى اٰلِهَتِهِمْ قَالَ فَمَنَعَنِيْ اَنْ اٰكُلَ الزُّبْدَ مَخَافَتُهَا
قَالَ فَجَاءَ الْكَلْبُ فَاَكَلَ الزُّبْدَ وَشَرِبَ اللَّبَنَ ثُمَّ بَالَ عَلَى الصَّنَمِ وَهُوَ اِسَافٌ وَنَائِلَةُ
یعنی مجاہد کہتے ہین کہ مجھسے میرے آقا نے بیان کیا کہ ایک دفعہ زمانہ جاہلیت مین ہمارے گھر والون نے ایک پیالہ مین
دودھ دوسرے مین مکھن دیکر مجھے اپنے معبودون کے پاس بھیجا کہ جاؤ انکی نذر کر آؤ حسب الحکم مین چڑھاوا
لیکر چلا راستہ مین جی چاہا کہ یہ نعمت مین کھالون مگر اُن بتون کے ڈر کے مارے نہ کہا سکا اُسی طرح جلد کہا
رکہتے ہی کتا اُن بتون کے پاس آیا - دودھ پیا - مکھن کہایا اور چلتے وقت اُس بت کے مُنہ پر موت گیا - اور وہ
اساف اور نائلہ تھے انتہی وہان جہالت کی کوئی انتہا نتھی - ایسے واقعات سے بھی عبرت تو کہان بلکہ اس
شرمناک واقعہ کو ایک غیبی اسرار سمجھتے تھے - پھر تھوڑے عرصہ کے بعد یہ بت یہان سے اُٹھا کر صفا مروہ
پہاڑ و نپر رکہدئے گئے - اب تو ان بتون کے نام احرام بندھنے لگے - ان کا طواف اور حج ہونے لگا - چنانچہ
یہ مضمون آیت اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ کے تحت تفسیر وہین موجود ہے - تاریخ مین ابن اثیر
کی مروی ہے - حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہین کہ پرانے بتون کی پوجا چھوڑ کر انکو نکال انکی جگہہ نئے بتون
کی بھرتی پو فا زمانہ جاہلیت کا دستور تہا - دلائل ابو نعیم کی روایت مین ایک صحابی کے اسلام لانے کی
وجہ بیان ہوئی ہے کہ وہ سواع بت پر چڑھاوا چڑھا رہے تھے کہ یکایک اندر سے آواز آئی اَلْعَجَبُ

قُل العجب من خروج نبیٍ من بنی عبد المطلب یعنی قابل تعجب یہ بات ہے کہ ایک نبی اولاد عبد المطلب سے اس جہان میں تشریف لائے ہیں راشد بت کے منہ سے یہ کلام سنکر حیران ہوئے گھر آکر صبح کو پھر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بت کے سامنے رکھی ہوئے اُن چڑھاوونکو لومڑیاں کہا کہا کر برابر بت کے منہ پر پیشاب کرتی جارہی ہیں اس ناپاک واقعہ کو دیکھکر راشد کے دل میں نفرت پیدا ہوئی اور یہ شعر پڑھا ۔

أَرَبٌّ يَبُوْلُ الثُّعْلُبَانُ بِرَاسِهٖ	لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَيْهِ الثَّعَالِبُ

یعنی بہلا وہ چیز بھی رب ہوسکتی ہے جسکے منہ پر لومڑیاں پیشاب کریں اور وہ عاجز (منہ بر متوسلین) رات بھر گھبرانے سے اونکو منع نہ کرسکے ۔ پھر اسیدن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ مارا اور مشرف باسلام ہوگئے ۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت ابوذر غفاری کے ساتھ ہوا سفر میں بڑے بت کو ہمراہ لے گئے تھے لب بت اُسے ہٹا جنگل گئے وہانسے واپس آنکر دیکھا کہ وہ تو تربہ تر ہوئے بیٹھے ہیں گویا جناب نے ابھی غسل کیا ہے ۔ موسم نہایت گرم خشک ۔ عرب کا جنگل جہاں پانی عنقا ہیں غسل کے لئے پانی کہانسے میسر ہوا تعجب سے فرمایا ۔

لَمْ تُمْطِرِ السَّمَاءُ قَطْرًا	فَمِنْ اَيْنَ اُمْطِرَتْ عَلَيْكَ مَطَرًا

آسماں سے بوند تک برسی نہیں لومڑی سے منہ یہ کیوں منگوالیا	خشک جنگل جس میں ایک قطرہ نہیں دیوتاجی آپکو کیوں لا نہیں	ٹہاکر و اشنان کہاں سے کرلیا کیا مرادین خاک نم برلاؤ گے	تر بتر بیٹہے ہو کچہ کہتے نہیں خود کو کہاں گھلے سے نستارا ہین

اصل واقعہ کی تحقیقات کی غرض سے خیمہ کی آڑ میں کھڑے ہوکر دیکھا تھوڑے عرصہ کے بعد ایک لومڑی آئی پہلے بت کو سونگہا ۔ پھر حسب عادت ٹانگ اوٹھا کر منہ پر موتا ۔ حضرت ابوذر نے یہ واقعہ دیکھکر فرمایا واہ جناب جب ہمارے معبود ایسے پاک مبارک پانی سے اشنان کریں تو بتاؤ اون کے پجاری اس پانی سے اچہا (گنگا) اور کونسا پانی غسل کے لئے لائینگے ۔ فوراً جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگئے (یہ ماخوذ ہے احسن المواعظ ۔ اور تقریر نظم و نثر شیخ جے ہے

ہے ہشام ابن محمد سے بیان لائیں کو انکی پہاڑی غار میں راستہ اس کوہ پر سطح تہا جو کہ تھے قابیل کی اولاد سے سب پہلے بت تراشی اُسنے کی	باپ سے کرتے روایت میں رقم شیث کی اولاد نے رکہا ہم گہو مکر جاتے تھی سب اہل امم جسکا ہے قرآن میں قصہ رقم مورت آدم بناکر کے بہم	بت پرستی کا سبب پہلا ہے یہ ہند میں اُسکا ذہن تہا وہ پہاڑ خیال کرکے اسکو مرقد کا طواف بولا ایک قابیل کی اولاد کا اُسکا ہی کرنے لگے تہے وہ طواف	حضرت آدم سے جہوڑا جبکہ دم و دنیا میں پیدا وہم بریا یہ کم کچہ کہی اعتقاد آدم سے ہم جانیں نہ وہ محروم رہوں اس دم بعد میں پینے لگا پھر وہ صنم

مثلہٗ ہشام بن محمد بن سائب کلبی کہتے ہیں کہ مجھسے میرے باپ نے کہا ہے کہ آغاز بت پرستی کا اس طرح ہوا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب وفات پائی تو اون کے بیٹے شیث علیہ السلام کی اولاد نے اُن کو اُس پہاڑ کے غار میں رکھا جسپر حضرت آدم ہند کی زمین میں اوتارے گئے تہے - اور اُس پہاڑ کو نود کہتے ہیں وہ زمین کے پہاڑوں میں سب سے ارزانی رکھتا ہے - ہشام کہتے ہیں پھر مجکو میرے باپ نے ابوصالح سے اُسنے حضرت ابن عباس سے سنکر خبر دی کہ بعد اس ماجرے کے حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے پاس اوس غار میں آتی تہی اور اونکی تعظیم اور اونپر دعا کرتی تھی پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد میں سے کہا کہ اے اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بُت ہے کہ اوس کے گرد گہومتے ہیں اور اوسکی تعظیم کرتے ہیں - تمہارے یہاں کچہہ نہیں پھر اُسنے اُنکے لیئے ایک بت تراشا - یعقوب (آدم) کا اور سب سے پہلے اُسنے بت بنایا (ترجمہ اغانیہ)

باپ نے کرتی روایت ہیں ہشام
دور میں یکماہ کے وہ مر گئے
نیک اُنمیں جان پر سکتی نہیں
سو رتو بنکا اُنکی وہ کرتے طواف

کیوں نے اور کیوں بچی پانچوں صنم
گشت کنبہ کا ہوا اونپر بہم
لوبے بہتر ہی گرہی پانچوں صنم
قرن بنجم میں شفاعت کے بکرم
حق نے بہیجا اُنپہ تب ادریس کو

ایک دو دیم سواع سوم یغوث
بولا یکہ قابیل کی اولاد کا
یہ زمانہ میں نہیں تہی پند سے
کی بہت تعظیم پہر پوجنے لگے
دین حق بتلا دین اُنکا پہر

ایک یعوق اور نسر پانچم صنم
اُنکی صورت کے بناتا ہوں صنم
پانچویں پشت تھی آدم سی بہم
آٹھویں پشت ہوے کافر اتم

اُنکو جہٹلایا اُٹھا اُنکو لیا
قالو الاتذرن آخر تک سنو

آسمان پر جب گیا تو کہیں ہم
بولے پوجی نہ چہوڑو اک صنم

پوجتی تھی بہت بت قوم نوح
ہر طرح سمجھایا پر مانی نہ قوم

خاص تہے اُن سبہوں میں یہ پانچوں صنم
ڈوب کر ایک بار نیلے سے ہم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ لَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ اُولٰٓئِكَ وَنُسِيَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ - رواہ البخاری

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام ہیں جب یہ مر گئے تو شیطان نے اونکی قوم سے کہا (یعنی وسوسہ دیا) کہ جن بیٹہکوں میں یہ بیٹہتے تھے وہاں بت (یعنی اونکی یادگارین) قایم کرو اور اُن مورتوں کے نام اُن (ود سواع یغوث یعوق نسر) کے نام پر رکہو اونہوں نے ایسا ہی کیا پر اُن بتوں کی پرستش نہیں ہوئی یہانتک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تب اونکی پوجا ہونے لگی ترجمہ تمام ہوا

ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتے ہین کہ یہ لوگ بنی آدمؑ مین سے نیک تھے اور اون کے پیرو تھے
جو اُن کی اقتدا (یعنی پیروی) کرتے تھے جب وہ مر گئے تو اون کے تابعین نے کہا کہ اگر ہم اون کی تصویرین
بنا لین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلا ئین گے جب ہم اون کو یاد کرینگے اس نظر سے اُن کی تصویرین بنا ئین
جب یہ تابعین مر گئے اور دوسرے لوگ آئے شیطان نے اُنہین وسوسہ دیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اون کی
عبادت کیا کرتے تھے اور اُنہین کے باعث مینہ دئے جاتے تھے۔ پس اون لوگون نے اونکی پرستش
کی ص ۵۶۷ ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے کہا کہ ودّ ص ۵۶۹ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر
نیک لوگ تھے وہ ایک مہینہ مین مر گئے۔ اُن کے۔ اور براون کے اقارب کا گشت نکلا تو ایک نے قابل
کی اولاد مین سے کہا کہ لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بنا دون مگر مجھہ مین
یہ طاقت نہین کہ اون مین جان ڈالدون بولے بہتر (تب) اُسنے اُنکے لئے پانچ بت تراشکر کھڑے کر دئے
اور حال یہ ہوا کہ آدمی اپنے بھائی اور چچا کے پاس آتا اور اُسکی تعظیم کرتا اُسکے گرد دوڑتا (یعنی اُن پانچون
بتون سے جنکے عزیز و اقارب زیارت کو آتے طواف کئے بغیر نہ جاتے) حتی کہ یہ قرن گذر گیا اور یہ بت یرد
بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کے عہد مین بنائے گئے تھے۔ پھر اُس پیڑہی کے
بعد دوسری پیڑہی کے لوگ آئے جنہون نے اُن کی تعظیم پہلے قرن سے زیادہ کی پھر دوسرے کے
بعد تیسرے قرن نے کہا ہمارے اگلون نے جو اُن کی تعظیم کی تو صرف اسلئے کہ وہ خدا کے یہان اُن کی
سفارش کی توقع رکھتے تھے۔ اسی لئے تیسری پیڑہی والون نے اونکی پرستش کی اور اُن کا کفر بڑھ گیا
تب اللہ تعالے نے حضرت ادریس علیہ السلام کو اون کی طرف بھیجا اونہون نے اونکو دین حق کی طرف
بلایا پس اُنہون نے حضرت ادریس علیہ السلام کو جھٹلایا تو اللہ نے اُنکو اونچے مکان مین اوٹھا لیا
(جدا سکے) لوگونکا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا (یعنی کفر مین بڑھتے رہے) ص ۵۶۹ ترجمہ اغاثہ

دب گئی ریتی مین تھی طوفان سے
حج کی موسم مین وہ ایسے لار کھے
عبد ودّ اُسے رکھا تھا جو کا نام
باپ نے بھیجا کہا وو کو بلا

یا جبکہ وہ اکھڑ وائی صنم
اُنکی پوجا پر بلایا جب کے جم
کلب نے دومہ مین پوجا صنم
دودہ وہ تیر خدا ہی لے قدم

عمرو کاہن کو بتایا خواب مین
دیدیا مذرا کے بیٹے عوف کو
بولی کلبی تھی مالک نے کہا
راوی کہتا ہے کہ خالد بن ولید

ریت مین جدّہ کے تھے پانچون صنم
ودّ جو تھا صورت انسان صنم
اپنی آنکھون دیکھا ہے اوسکا صنم
توڑ دی تھی وہ گاو رہا نہ تھی صنم

کلبی نے ابو صالح سے اور اوس نے ابن عباسؓ سے جو روایت کی ہے۔ اوس مین قوم کو نوح علیہ السلام
کے ایک سو بیس برس تک خدا تعالے کی طرف بلانے کا ذکر ہے۔ پھر دعوت نوح نہ ماننے پر قوم کے
ڈوبنے کا اور طوفان کے آنے سے بتون کے جدہ پہونچکر پھر ہوا سے ریتے کے تلے دب جانیکا بیان

کلبی کہتے ہین کہ عمرو بن لحی کاہن تہا اور ایک جن اوسکا دوست تہا اوس نے اوس سے کہا کہ تو تہامہ (یعنی مکہ) سے خیر سلامتی کے ساتھ جلد سفر کرکے جدہ جا وہان تجہکو بت طیار ملینگے اُنکو تہامہ مین لے آ۔ اور تامل مت کر بعد عرب کو اونکی پوجا پر بلا تیرا قول مانا جائیگا۔ عمرو جدہ گیا اور اُن بتون کو کہود اپہر اُنکو تہامہ مین لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہوکر تمام عرب کو اونکی عبادت کی طرف بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرہ بن زید اللات نے مانا۔ عمرو نے وہ بت اُسکو دیا جسکا نام وَدّ تہا عوف اوسکو اوٹہا لایا اور یہ دومۃ الجندل کے وادی قری مین تہا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبدوَدّ رکہا اور ودّ کے نام اول اُسیکا نام رکہا گیا۔ اور عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اُس بت کا خادم مقرر کیا۔ پس اوسکی اولاد ہمیشہ اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے اسلام کو لایا۔ کلبی نے کہا ہے کہ مجہسے مالک بن حارثہ نے کہا کہ مینے دیکہا ہے۔ میرا باپ مجکو دودہ لیکر ودّ کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہ دودہ اپنے خدا کو پلادے مین اوس کو پلادیتا تہا۔ راوی کہتا ہے کہ پہر مین نے خالد بن ولید کو دیکہا کہ اُنہون نے اُسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کردیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو اوسکے ڈہانے کو بہیجا تہا۔ عذرہ اور عامر کی اولاد نے اون کو روکا آپ نے اُن سے جہاد کرکے اُنکو تہ تیغ کیا اور ودّ کو ڈہاکر ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ کلبی نے کہا ہے کہ مین نے عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجہسے ودّ کا حال ایسا بیان کر کہ گویا مین اوسکو دیکہ رہا ہون اوس نے کہا کہ وہ ایک بڑے مرد کی مورت تہی جسکا دنیا ستی لباس دو کپڑون کا تہا۔ ایک کو وہ تہمد کئے تہا اور ایک کو چادر اوڑہے تہا اور ایک تلوار بہی جسکو حمائل کئے تہا۔ اور شانہ مین کمان ڈالے ہوئے تہا اور سامنے اوس کے ایک نیزہ تہا جسمین جہنڈا تہا اور ایک ترکش تہا جسمین تیر تہے الخ

تتمہ باوجودیکہ کتب عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اوٹہادی ہے۔ مگر نام رکہنے مین کسی نبی یا فرشتہ کا بندہ نہ کوئی کتاب بتلاتی ہے نہ کسی نبی نے ایسے نام رکہنے کی اجازت دی اناجیل تک سید نا عیسی علیہ السلام کو جبریل بخش نام سے یاد نہین کرتین قرآن مجید سے یہ نام سجوز نا صاحب الائمن والعلی اکی دمعیکاد مبنگی ہے۔ عبد العزیٰ نام رکہتا ہود مین اور عبد المسیح نصاری مین اور دیبی داس وغیرہ نام ہنود مین رکہے جاتے تہے جسکا ابطال اور ذم قرآن مجید نے پہلے ہی کردی۔ فرمایا اللہ تعالے نے فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا الآیہ ترجمہ جبکہ دیا اُسی اللہ نے اُن دونون کو (بیٹا) صحیح و سالم ٹہرائے اونہون نے واسطے اُسی اللہ کے شریک اوس مین جسکو دیا تہا اونکو آخر تک یعنی اللہ کی عطا فرمائی ہوئی اولاد مین

غیر اللہ کا بندہ نام رکھنے کی وجہ سے غیر اللہ کو شریک ٹھہرایا ہے اگر مراد اس سے قصی اور زوجہ قصی ہے جیسا کہ شرکا بصیغہ جمع لانا اس پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کا نام عبد العزی۔ عبد مناف۔ عبد الشمس۔ عبد الدار۔ عبد قصی رکھا تھا چونکہ پانچ بیٹوں کو پانچ کا بندہ کہا تو پانچ کے لیے صیغہ جمع کا یعنی شرکا لایا گیا۔ پس قصی اور زوجہ قصی کا ان ناموں کے رکھنے میں مشرک ہونا اور ان ناموں کا اسماء شرکیہ ہونا علی الحقیقۃ ظاہر ہے۔ اور اگر مراد اس سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام تو بموجب اصح روایات تفاسیر و روایت حاکم اولاد جینے بعافیت رہنے کی امید پر اپنے بیٹے کا نام حضرت حوا نے عبد الحارث شیطانی دھوکا ہونے سے رکھا تھا۔ اس خیال سے کہ حارث کسان کھیتی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور یہ مخلوق اللہ سبحانہ کی کھیتی باڑی ہے اور اللہ اس کا حارث ہے تو عبد الحارث نام رکھنا افادہ میں عبد اللہ نام رکھنے کی برابر ہے حالانکہ حارث نام شیطان کا تھا اگرچہ حضرت حوا کو اس کا علم نہ تھا تو اس نام رکھائی میں یہ ملحوظ کیسے ہوتا پس اس کا وہم و گمان بھی انکی طرف شرک منسوب کرنے کے لیے نہ کرنا چاہیے۔ یہ بات دوسری ہے کہ ایہام شرک کو نفس لفظ سے ملحوظ فرما کر اللہ سبحانہ نے شرک کے نام سے ہی رد فرمایا ہے۔ اور باوجودیکہ حضرت آدم علیہ السلام اس نام رکھائی میں شریک نہ تھے جیسا کہ روایت حاکم سے ظاہر ہے۔ تاہم چونکہ انکے گھر میں یہ نام رکھائی ہوئی تھی لہذا اس انتساب میں انکو بھی لے لیا ع جنکے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔ الامن کے صفحہ ۹۴ میں جو جبرئیل بخش۔ مدار بخش۔ سالار بخش نام رکھنے کو جائز بنانے کے لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ؁ سے تمام مفسرین سلف و خلف کے خلاف دیا ہے اس تحریفی خیال کے ابطال کو بھی پوری آیت بس ہے قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ؁ یعنی کہا انہیں جبرئیل نے سوائے اسکے نہیں (اے مریم) میں تو تیرے رب کا پاکیزہ لڑکا بخشش جانے کے لیے بھیجا ہوا رسول ہوں۔ تمام تفاسیر سلف و خلف اور محاورات دیکھیے اللہ کی طرف سے نرالی بخشش اور انعام دیے جانے والا کہو کہ میں تجھکو بخشش دے چلا ہوں کہا تو اس سے وہ بخشش الٰہی اوس سفیر و رسول کی بخشش نہو جائیگی۔ اور بھلا ائمہ مجتہدین فقہا و محدثین میں سے کسی نے بھی اس آیت سے ایسے نام رکھنے کے جواز کو نصاً یا استنباطاً ثابت کر کے حبالہ شرک کا رالا کو ٹالا ہے۔ یہ تو سب نرالی جدت طرازی تعبدی امور میں انہیں حضرات کے ہی نئے دین کا نرالا حصہ ہی جو وہابیت کے رد کے صلہ میں انکا ہو چکا تھا۔ چنانچہ الامن میں فرماتے ہیں خامہ برق ۴۳ بار رفتار میں ہوزہی تحقیقات میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے انتہی۔ غیر اللہ کا بندہ نام رکھنے کے منع کرنے پر صاحب الامن کو جو غصہ اور غضب لاحق ہوا اوس کا اندازہ اس سے کیجیے الامن میں ایک مثنوی سے بندگان کو یہ تو

صٓ ۹ مناکر لکھتے ہیں اسپر تو دیکھا چاہیے دہابیت کا جن کھاجیلے بخدیت کی آگ کہانتک جھلے۔ آگے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کا درّہ سیاست دکھایا اور نجدیت کی آگ پر شاہ ولی اللہ صاحب کے پانی کا چھینٹا یون دیاہے کہ شاہ صاحب ازالۃ الخفا مین قول عمر کُنتُ عَبدُہٗ وخادِمَہٗ نقل فرمارہے ہین جسکا ترجمہ آپ ہی نے دو جگہ یون کیاہے کہ مین حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ مین تہا حضور کے ساتھ تہا اور مین حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتگار تہا الخ دونو جگہہ ممکن ہے ہجرت کی قید اس سفر کے بیان مین ہیچ بندہ ہونیکے کیسی بندہ تو ساتھ ہو جب بھی بندہ جدا ہو جب بھی بندہ راز یہ ہے کہ یہان عطف تفسیری عبد کو خادم کے معنی مین متعین کرکے عبودیت کے معنی کے احتمال کو اُٹھارہاہے ایسے ہی بندگان کوئے تو مین کہ تیرے کوچہ کے خادم ہین اور دیگر بد تسمیہ بھی تو ہین جسمین محل عبودیت ہے چونکہ شاہ ہی پانی اوڑا یہ چالاکی کی گئی ہے۔ لہذا ہم بھی انہین شاہ صاحب کے پانی کو جسکو مولف الامن آگ بجہانے لیجلے ہین خرمن پیر پرستی و نصیریت ہونکے مین کالدہن فی النار کا کام دیتا دکھائی دیتے ہین۔ یہی شیخ المشایخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالی عنہ حُجّۃُ اللّٰہِ البالغۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

وَمنهم من اعتقد ان الله هو السيد وهو المدبر لكنه قد يخلع على بعض عبيده لباس الشرف والتألّه ويجعله متصرفا في بعض الامور الخاصة ويقبل شفاعته في عباده بمنزلة ملك الملوك يبعث على كل قطر ملكا ويقلده تدبير المملكة فيما عدا الامور العظام فيتجاسر لسانه ان يسميهم عباد الله فيسويهم وغيرهم فعدل عن ذلك الى تسميتهم ابناء الله ومحبوبي الله وسمى نفسه عبدا لهم كعبد المسيح و

اور انہیں مشرکون مین سے وہ ہیں جو معتقد ہین اس امر کے کہ سردار اور مدبر تو اللہ ہی ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض بندوں کو شریف ہونے اور معبود بننے کا خلعت عنایت فرماتاہے اور انکو بعض امور خاص مین تصرف کا اختیار دیدیتا ہے۔ اور اُن کی شفاعت بندون کے حق مین قبول فرماتا ہے جیسے شہنشاہ کہ ہر جانب مین ایک بادشاہ صوبہ دار بھیجتا ہے اور تدبیر اور انتظام اُس ملک کا باستثنائے امور عظام اُس کے ذمہ کردیتاہے۔ پس زبان اُسکی اُن کو بندگان خدا نام رکھنے سے اسلئے کہ اس طرح وہ دوسرون کے برابر ہوجاوینگے تو اس سے گذرکر اُن کا نام اللہ کا بیٹا اللہ کا محبوب رکھتا ہے اور اپنا نام ان کا بندہ رکھتاہے جیسے عبد المسیح اور عبد العزی۔ اور یہی مرض جمہور یہود و نصاریٰ و مشرکین کا ہے اور بعض غالیون کا وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منافقون

وعبد العزیٰ وهذا امر عن جمهور الیهود والنصاریٰ والمشرکین ونعوذ بالله من منافقی دین محمد صلی الله علیه وسلم یومنا هذا

ہے ہمارے اس زمانہ مین۔ ترجمہ تمام ہوا
دیکھو تو یہ وہی شاہ صاحب ہین جنکے پانی کا چھینٹا لیکر وہابیہ کی آگ بجھانے چلے تھے۔ وہی غیر اللہ کا بندہ نام رکھنے کو رسم جمہور یہود و نصاریٰ و مشرکین اور اپنے زمانہ کے دین محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقون کا بتلاتے ہین۔ اب فرمائیے
یہ تو تیا دودھ نہ اُگلتا نہ نگلتا ہوگیا جن کو اپنا حامی بنایا تھا اُنھون نے ہی ایسے نام رکھنے کی بدولت غالی منافق ہونے کا خطاب دیکر ہمرنگ یہود و نصاریٰ و مشرکین بنا دیا اور وہ بھی کیا کرین وہ ملا آتا ہوا مما الی الآنہ مجبور کر رہی ہے جیسکے ذیل وہی فرماتے ہین۔ مترجم گویا این تصویر است حال آدمی را کہ نزدیک نسل عمل نیت اخلاص درست کنند و چون فرزند بوجود آید آثار افراط ہوش سازد و در تسمیہ اشراک کنند و اثر بیجا وابستہ شدہ کہ شرک در تسمیہ نوعی از شرک است۔ چنانچہ اہل زمانہ ما غلام فلان و عبد فلان نام نہند واللہ اعلم۔ حضرت[1] مولینا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بھی ایسا ہی فرماتے ہین صاحب الانہ نے جن کو وہابیت ساز ٹھہرایا ہے وہ ابن حجر مکی عبد النبی عبد الکعبہ عبد الدار عبد علی عبد الحسین نام رکھنے کو ایہام شرک کی وجہ سے حرام فرماتے ہیں علی قاری ظاہرہ کفر فرما رہے ہین اور فصول علامی مین اس کو منع فرمایا ہے اور رد المحتار مین ہی وما لا کفر علی المعتقد حقیقۃ العبودیۃ کما لا یجوز عبد اللات یعنی اور اکثر علما اس کے ممنوع ہونے پر ہین بسبب اعتقاد حقیقت عبودیت کے۔ پھر بصورت اعتقاد ان کے حق مین کہ جو صفت فعلی تکوین الٰہی مین تفویض اور عطا کے معتقد ہون اس لئے جن کا تدبیر وغیرہ صفت مختصہ الٰہیہ مین یہ اعتقاد ہے اونکو عبارت حجۃ اللہ البالغہ کی شرک تبلا رہی ہے۔ اس لئے کہ خدا کی تدبیر نوع تکوین محنت مشقت کمائی کی احتیاج سے منزہ ہے جیسے ناموجود کو بس کن کہا یعنی ہوجا فرمایا نہین اور وہ موجود ہوا انہین بخلاف مخلوق کی تدبیر کے وہ کمائی کا اثر ہے نہ کن کہا:

تہو سوانح کو پوچھنے والی پہیلی اور یوں ہو ہان کا ملا دستر	اور یہی شان اندھیر کے تہاہم ذہی علاج کی بات وجا کا سم	پوچھا اسکو کسی تو تم مرادو پوچھتے تھے آنکو تب بھیجا رسول	پھر مطلقی نسل نے پوجا وہم حق کی تازہ تو رکو د بنا ڈہبہ

[1] قول حضرت الرحال فی فتح العزیز بحث قوله تعالیٰ ولا تجعلوا لله اندادا الخ اندادا ... نام ... عبد فلان میگویند و این شرک تسمیہ است وقال شاہ ولی الله فی البدور البازغة ... سموا انفسهم عبد المسیح و غلام فلان الخ وقال ابن حجر المکی فی شرح المنهاج ویحرم ... لانه لیس لغیر الله وکذا عبد النبی وعبد الکعبه وعبد الدار وعلی الحسین لایهام التشریک وقال علی قاری فی شرح الفقه الاکبر واما ما اشتهر من التسمیة بعبد النبی فظاهره کفر الا ان یراد بالعبد المملوک انتهی وفی الفصول العلامی ولا عبد فلان انتهی

ہی بخاری مین کہ دیکہا آگ مین | عمرو بن عامر کو جلتا دیرالم | اپنی آنتون کو گہسیٹی تہا مین | دین ابراہیم بدلا اسکے دم

بقیہ بروایت سابقہ کا یہ ہے اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر و نزار نے بھی مانا اسلیئے اوس نے سواع نامی بت (جسکو کمالین مین عورت کی شکل پر بیان کیا ہے) ہذیل کی قوم مین سے حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے حوالہ کیا اور یہ بت بطن نخلہ مین ہے وہاں مقام پر تہا اوس کے پاس رہنے والی مضر کی قوم اوسکو پوجتی تھی اور اوس عمرو بن لحی کا کہنا مذحج نے بھی مانا تو اوسنے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کے حوالہ کیا یہ بت یمن کے ٹیلہ پر تہا مذحج کی قوم اور انکے دوست اوسکو پوجتے تھے اور اوس کا کہنا (قبیلہ) ہمدان نے قبول کیا تو یعوق کو مالک بن مرثد بن جشم کے حوالہ کیا اور یہ خیوان کا لون مین تہا اور ہمدان قوم اور اونکی موافق لوگ یمن مین اسے اوسکی پرستش کرتے تھے اور اون کا کہنا حمیر نے مانا تو اوس نے نسر کو ذی رعین قوم کے ایک شخص معد یکرب نام کے حوالہ کیا اور یہ بت سبا کی ایک جگہہ بلخع مین تہا اور (قوم) حمیر اور اوس کے موافق لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تھے۔ غرضکہ یہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہے یہانتک کہ ذونواس نے اونکو یہودی بنایا اور انہیں بتون کی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا اور صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو گھسیٹتا ہے اور یہ وہ تہا جسنے اول سانڈ چہوڑایا اور ایک روایت مین ہی کہ اوسنے دین ابراہیم کو بدلڈالا آئندہ اسی بیان کی روایت محمد بن ابراہیم سے مروی جو ابن اسحاق سے نقل کی ہے اوس مین عمرو بن لحی کے دوزخ مین آنت گہسیٹنے کے ذکر کے بعد اوسکو اکثم کے مشابہ اور اوس مشابہت سے کچھہ ضرر نہ ہونا بیان فرمکر اوس کے دین اسمٰعیل بدلنے اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام بنانے کا ذکر فرمایا ہے۔ اور عمرو بن لحی اور عمرو بن عامر ایک ہی شخص ہے جسکے باپ کا نام عامر اور لقب لحی ہے۔

ہی کمالین بیان پر شکل مرد | ود کی صورت تھی سواع عورت صنم | تہا یغوث یک شیر گہوڑا تہا | نسر تہا کرگس کی صورت کا صنم

کمالین مین کتب تفاسیر سے نقل کیا کہ ود مرد کی شکل پر سواع عورت کی صورت پر یغوث شیر کی شان صورت پر یعوق گہوڑے کی صورت نسر کرگس کی شکل پر بنائے گئے تھے صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح حدیثون سے بتون کا مرد ہونا اور اولاد آدم سے ہونا ثابت ہے پس ان صورتون مین تراشنا بنانا اونکا شاید مناسبت اوصاف ہو جسمین شیر کی سی صولت اور بہادری تھی اوس کو شیر کی شکل مین بھی بعضون نے اوتارا ہو وعلی ہذا دوسری صورتون مورتون مین

بیان دریا کنارے پر منات | اوس پر ذبح کرتے پا یا صنم | سر منڈاتے اوس جگہ اوس جگہہ | آج پہلی یہ بلا قبر و شبہ عظم

سنڈتی ہی قبر پہ چھپا طفل کی رامپور کے مولوی ارشاد حسین جہل کا کروی خدا خانہ خراب عرض جبلہ نکی سنا دین کان مین	کفر ہی بر کے جھے بال و پشم دیتے ہین فتوا دیک علما کا جم کفر کرنا اس سے ہی تسہ مین جہم وہ مجاور اوس صنم کرنا ہی غم اسمین زائد ہین وعیدین بیشمار	قبر پہ چیلی چھپری جو رہتی ہی کہین یہ چڑہانا فعل فاسق ہے حرام گانون دیوی مین ہی جو ننگ و بد کا جانین ہین اہل اسلام کے بحر جوان حیف اونکا بھی اگر نہین کچہ خوف و غم	شہر کہین عرس کی ہوتے مین قلم اور چڑہاوا ہی حرام اوسکا دوم بجگیا وارث علی کا بھی صنم مورتین کہنا بنانا ہے ستم

ص۲۶ ہشام کہتے ہین کہ مجھسے ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن ابی عبیدہ سے اور اسحٰق محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہی کہ اوس اور خزرج اور اہل یثرب وغیرہ کے عرب جو انکے ہمسایہ تھے حج کرتے تھے اور سب ٹھہرنے کی جگہہ مین وقوف کرتے تھے۔ مگر اپنا سر نہین منڈاتے تھے۔ اور جب اپنے مکان کو واپس جاتے تھے تو اوس منات بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تھے اور اوس کے پاس ٹھہرتے تھے اور اپنے حج کو بدون اس فعل کے پورا نہ جانتے تھے اور منات ہذیل اور خزاعہ کا تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال بھیجا آپ نے اوس کو ڈھا ڈالا الحدیث یہ پہلا بت منات نام دریا کے کنارے مشلل کے ایک طرف کو جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہہ ہے کہڑا ہوا تھا الخ ص۲۵) اوسکے واسطے قربانیان بہیجتے تھے اور اوس کے واسطے ذبح کرتے تھے۔ ص۲۵ بطور التقاط نقل کیا اسکو ترجمہ ہے اغاثہ کے جو بہر سر منڈانے اونکی ہیئت چڑھانے کی بلا رکہ جس مسلمان کی ایمانی نگاہ مین ہی اوسکی غیرت اسلامی شہر اور آباد وغیرہ کے بعض مزار و بزرگو نکی چھپا منڈلانے رکہانے دہیلی ہیلی چھپری چڑہانے کو ہرگز تجویز نہ کریگی۔ بزرگون کے مزار مہبط انوار کو منات کا ہمرنگ بنانا کمال بے ادبی ہے۔ خود اس خاندان کے اہل علم حضرات رامپور ان حرکتونکو معیوب جانتے ہین۔ ملا علی محمد مرحوم پہلپانوی کے استفتا کے جواب مین مولانا ارشاد حسین صاحب مرحوم اور اون کے تلامذہ و دیگر علماء رامپور نے بنقل عبارات کتب فقہیہ وآیت وتفسیر بتصریح کردی ہی کہ قبرون کا چڑہاوا حرام ہے اور چڑہانا فعل فاسق کا جبا حرام ہے منا ہے اپنے شیخ ہے۔ اور انہون نے حافظ مولوی عبدالرحمن صاحب امروہہ والا آباد کو کہ دیوہ میں حاجی وارث علی صاحب کی تصویر بنائی گئی ہے اوس کے بانی مین مجاور اونکو مریدونکی عرض معروض کرتے ہین یہ ایسا فتنہ ہے جسکی نظیر دوسری جگہ مسلمانون مین نہ ملے گی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس مورتی پوجن بت پرستی کے مٹانے مین جو کچھ اذیت اوٹھائی ہے مسلمانون کے دل اور کان اوس سے نا آشنا نہین خود سید الکائنات علیہ وآلہ وسلم نے اس بلا کے دور کرنے کی شانین وہ کونسا صدمہ ہی جو نہ اوٹھایا۔ پھر اسکو جلانا مسلمانونکو زیبا نہین بخاری ومسلم مین حضرت عبداللہ

بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک سب لوگون سے زیادہ[۱] عذاب تصویر بنانے والون کو ہوگا اور بخاری اور مسلم کی دوسری روایت مین دوسری اسناد سے بھی ایساہی آیا ہے - اور یہ کہ مصورین کو حکم ہوگا کہ جلاؤ جن کو تمنے بنایا اور اسی روایت مین پردہ پر بارنگ مورتین ہونے کی وجہ سے آپ کا گھر مین داخل نہونا مذکور ہے (ترجمہ مشارق ملخصا) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین داخل ہوتے فرشتے[۲] جس گھر مین کتا یا تصویر ہو (اصلاح الرسوم) آئندہ فوٹو کی تصویر کو بھی اسمین داخل کیا اور ثبوت کو پہنچادیا ہے

عمرو نے اولاد اسماعیل کو کردیا بے شہر خارج از حرم
گرم چشمہ پر گیا بلقا کے وہ اور مارب پر کبھی قائم خیمہ
وہان لوگون کو شامی مین غنی بت پرستی کی بدولت خوش ہم

جیف کا کعبہ کا مجاور بن گیا ہر جگہ ہی آخر ہوا جب نیم دم
تھا ہوا جنگا وہان سے بت اٹھا لاکے کعبہ کے پاس اپنا صنم
رن کو جیتا تا ہی برساتا ہی مینہ کرلیا بیت خدا بیت الصنم

حدیث کہ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ مجھسے کسی علم والے نے کہا ہے کہ عمرو بن لحی مکہ سے شام کی طرف اپنے کسی کام مین نکلا جب زمین بلقا سے مارب میں آیا وہاں اُن دنوں عمالقہ کی قوم تھی جو عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں - انکو دیکھا کہ بت پرستی کرتے ہین - پس اُن سے پوچھا کہ یہ کیسے بت ہیں جن کو تم پوجتے ہو - اونہون نے جواب دیا کہ ہم اُن سے مینہ کی درخواست کرتے ہین تو بارش ہوتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے نصرت چاہتے ہین تو فتح ہوتی ہے - اوس نے کہا تم ایک بت مجکو دو کہ میں عرب میں لیجاؤں اور وہ اسکی پرستش کریں - اُنہون نے اُسکو ایک بت دیا جسکا نام ہبل تھا وہ اُس کو مکہ مین لایا اور نصب کرکے اُن کو اُسکی تعظیم اور عبادت کے واسطے کہا ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میرے باپ نے اور اور لوگون نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جب مکہ مین رہے اور اُس حضرت آپ سے اولاد پیدا ہوکر اتنی بڑھی کہ اُن سے بھر گیا - اور اُنھون نے مکہ سے عمالقہ کے لوگون کو نکال دیا تو مکہ اونپر تنگ ہوا اور اُن میں آپسمیں لڑائیاں اور عداوتیں ہوگئین بعضون نے بعضون کو نکال دیا یہ لوگ معاش کی جستجو مین ادہر ادہر شہروں میں ہوگئے - ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ ہبل سرخ عقیق کا بشکل انسان داہنا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا عرب کو ٹوٹاہی ملا تھا اونہون نے اُسکا ہاتھ سونیکا بنایا تھا جسنے اُس کو اول کھڑا کیا تھا وہ خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا اور یہ بت خانہ کعبہ کے اندر تھا جسکے سامنے تیر تھے ایک پر صریح اور دوسرے پر ملصق لکھا ہوا تھا

[۱] تصویر کی تحریم سے بعد والے مصورونکو [illegible] فرشتے رحمت کے ۱۲

جس لڑکے مین شک ہوتا تو ہبل کے لئے قربانی کرتے تیر مارتے صحیح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے ملصق نکلتا تو الدیتے جھگڑون کے فیصلے سفر جانے کی اجازت ممانعت سب تیرون پر تھی یہ ہی بت تہا جسکو احد کی لڑائی میں ابوسفیان نے کہا تہا اُعل یا ھبل آپ نے فرمایا اسکے جواب مین کہ اس سے کہہ د اللہ برتر اور بزرگ تر ہے (یہ خلاصہ ہی اغانہ کا) ہبل کو زمین ملقا کے مارب مقام سے لاکر کعبہ سے باہر کھڑا کرنا یہ کام تو عمرو بن لحی کا تہا اور پھر خانہ کعبہ کے اندر کھڑا کرنا یہ کام خزیمہ کا تہا اس سے دونون روایتون مین تطبیق ہو جاتی ہی اور دوسری روایت جو اغانہ مین نقل کی ہے اُس مین عمرو بن لحی کے مارب کے گرم چشمہ سے نہا کر چنگا ہو جانیکا بھی ذکر ہے۔ ناقل کہتا ہے۔ عرب مین بت پرستی کے جلد مروج ہو جانیکا ایک سبب یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو عرب نے شام کے لوگون کو سرسبز کھیتی باڑی میوہ جات سے مالامال دیکھا اور وہ لوگ بت پرستی مین ڈوبے ہوئے تھے تو بت پرستی کو تونگری اور غنا کا سبب خیال کیا اور جھٹ پٹ بت پرستی پر جھک پڑے اور ایسے ہی موہوم لالچون کے سبب متبرک مقام چلے جاتے تھے تبور وغیرہ قسم قسم کے چڑھاوون کی بھرمار سے پجنے لگے ہین لات کی قبر پجتے پجتے آخر کو تہان ہو گئی بت کے نام یاد کی جانے لگی۔

بت پرستی کا سبب دویم یہ ہے	جاتا جو مکہ سے باہر محترم	ایک پتھر شوق سے وان سے اٹھا	ساتھ رکھتا گھومتا اس پر ہم

بقیہ روایت صدر کا یہ ہے اور جس بات نے اُن کو بتون مورتون پتھرون کی پوجا پر آمادہ کیا تہا وہ یہ ہے کہ جب کوئی سفر کرنے والا مکہ سے باہر جاتا تہا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سے حرم کا ایک پتھر اُٹھا لیجاتا اور جہان وہ ٹھہرتے وہان اُس پتھر کو رکھکر اُس کے گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی محبت اور اشتیاق مین کیا کرتے تھے۔ اور باوجود اس کے وہ لوگ بموجب ارشاد حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کے بیت اللہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے تھے پھر اونھون نے جس پتھر کو اچہا جانا اوسکی عبادت کی اور جس دین پر وہ تھے اوسکو بھول گئے (چھوٹ گئے) اور دین ابراہیمی کو دوسرے دین سے بدل ڈالا۔ بتونکو پوجنے لگے اور اس طریق پر ہو گئے جسپر اُن سے پہلے (مشرک) قومین تھین اور جن بتونکو قوم نوح پوجتی تھی اونکو حرام جانا۔ اور باوجود اسکے اُن مین حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے وقت کی باتین بھی باقی تھین جنپر اُن کا مسلک تہا از قسم بیت اللہ اوسکا طواف اور حج اور عمرہ عرفات اور مزدلفہ مین ٹھہرنا اور اونٹونکی قربانی بھیجنی اور نزار کی قوم اپنے لبیک کہنے مین یون کہا کرتی لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِلَّا شَرِیْکٌ هُوَ لَکَ تَمْلِکُهٗ وَمَا مَلَکَ یعنی مین حاضر ہون تیرا کوئی شریک نہین مگر ایک سا جھی جو تیرا ہے تو اوس کا مالک ہے اور وہ مالک نہین۔ اور سب سے پہلے جسنے دین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بدلا اور بت کھڑے کئے وہ

اور سائبہ چھوڑا اور وصیلہ اور حامی ٹھہرایے (وہ) عمرو بن ربیعہ اور ربیعہ لحی بن حارثہ ہے اور حارثہ
خزاعہ کا بیٹا ہے۔ اور عمرو کی ماں فہیرہ عامر بن حارثہ کی لڑکی ہے اور یہ حارثہ وہی ہے جو خانہ کعبہ کا محافظ
اور متولی تھا۔ جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارث سے تولیت کے باب میں جھگڑا اُسکے لیے کشت و خون کیا
اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد بر خرہانی کی اور آخرکار و بنی فتح پاکر کعبہ سے اُنکو جلاوطن کردیا۔ اور مکہ کے
شہروں میں سے نکالدیا اور بیت اللہ کی دربانی کا متولی بن بیٹھا۔ پھر وہ سخت بیمار ہوا (آگے وہی بیان ہے شام
کی زمین بلقا کے گرم چشمہ پر نہاکر اچھے ہونے اور وہاں سے ہبل بت لاکر کعبہ کے گرد کھڑے کرکے بجوانے کا)
(اغاثہ)

لات کا بت اصل تھی جسکی منات	تھا مغیرہ نے کیا جسکو بھسم

آیت اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ کے ذیل تفاسیر سلف سے اغاثۃ اللہفان میں اور قاضی بیضاوی نے اپنی
تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کَانَ یَلُتُّ لَہُمُ السَّوِیْقَ فَلَمَّا مَاتَ عَکَفُوْا عَلٰی قَبْرِہٖ یعنی لات
جو خادم تھا ود سواع یغوث یعوق نسر اوس زمانہ کے بجیتے اولیاء اللہ کا وہ اُنکے لیے ستو گھولا کرتا تھا
پس جب وہ مرگیا تو لوگ اوسکی قبر پر معتکف ہوئے۔ یعنی اوسپر حجرہ باوے چڑھاویے کے لئے اوسکی قبر کے
مجاور بن بیٹھے۔ چونکہ لات کے معنی ستو گھولنے والے اور گھولنے کے ہیں لہٰذا اس مناسبت سے اُسے لات کہنے
لگے تھے۔

بقیہ روایت سابقہ کا یہ ہے پھر اُن لوگوں نے لات کو طائف میں بنایا اور یہ بُت منات سے نیا تھا اور ایک مربع
پتھر تھا اوس کے خادم (مجاور پجاری) ثقیف میں سے تھے اُنہوں نے اوسپر مکان بنایا تھا۔ قریش اور تمام عرب
اوسکی تعظیم کرتے تھے اور اوسی کے نام سے اہل عرب زَیْدُ اللّٰاتِ اور تَیْمُ اللّٰاتِ نام رکھا کرتے تھے اور یہ بُت
اُس جگہ تھا جہاں آج مسجد طائف کا بایاں مینارہ ہے۔ اور یہ اسی طرح رہا یہانتک کہ ثقیف کے لوگ مسلمان ہوے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا اونہوں نے اوسکو توڑکر آگ سے جلادیا الخ
لات کی قبر کے ساتھ کفار کا وہ معاملہ تھا جسکا ذکر اغاثہ اور بیضاوی کی روایت سے اوپر بیان ہوا۔ لات کے
نام کے بُت کے ساتھ یہ معاملہ تھا۔ یا اوسکی قبر پر ہی یہ پتھر رکھدیا ہو اور قبر ہی زیادہ زمانہ گذرنے کے بعد
تہان قرار پائی ہو پھر پتھر رکھکر اوسکا پجاپا شروع ہوگیا ہو۔

تھا عزّیٰ بھی تب پیڑ کی حکم نبوی سے کٹے تینوں درخت ضرب سے خالد نے مارا اوسکا پیر	اُس میں عورت وادی نکلا پھر دیکھی جس نے بال بکھرے دست تھم کوئلہ وہ ہوگئی ناپاک دم آنکہ سارہ مسنا یا ماجرا	جسکے اوپر تھا بنایا ایک مکان کہتا تھا ذو الخلصہ خادم تھا لقب قتل پھر خادم کو بھی اُسکے کیا بولے عزیٰ کی تھی یہ ہر اکو دم	اُس مکان سے سنتے تھے آواز ہم بولی خالد نے یہ کہہ کر دیتے ہیں ہم کاٹ ڈالا پھر دیئے آگ کا وہم

بقیہ اوس بعتیہ کا روایت سالبقہ کے یہ ہو اغاثہ ہے ۔ بعدہٗ لوگون نے عزّیٰ کو بنایا جولات کی نسبت کرتا تہا
جسکو ظالم بن اسعد نے بنایا تھا ۔ بہ صورت وادی نخلہ بن ذات عرق کے اوپر بھی لوگون نے اوس کا ویر
مکان بنایا تہا اور اوس مین سے آواز سنا کرتے تھے ۔ ہشام کہتے ہین کہ میرے باپ نے ابو صالح سے اور
اوس نے ابن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ عزّیٰ ایک جُھٹنی تھی بطن نخلہ مین تین درخت پر ہاکرتی تھی جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ معظمہ کو فتح کیا تو خالد بن ولید کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ مین جاؤ
تمکو وہان تین درخت ملینگے اُنمین سے پہلے کو کاٹ ڈالنا اونہون نے جاکر اوسکو کاٹ ڈالا جب خدمت
عالی مین حاضر ہوئے آپ نے پوچہا کہ تمنے کچھہ دیکھا عرض کیا کچھہ نہین فرمایا اب دوسرے کو کاٹو اونکو کاٹ کر
واپس آئے تو آپ نے پوچھا کہ تمنے کچھہ دیکھا ۔ عرض کیا کہ نہین ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو
وہ کاٹنے گئے تو دیکھا کہ ایک حبشن بال بکھیرے ہاتھہ مونڈہو پر دھرے دانت بجاتی ہے ۔ اور اوس کے پیچھے اوس کا
خادم ہے ۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ مین تجہکو ماننے والا نہین تو ناپاک ہے ۔ مینے دیکھا کہ خدا تعالےٰ نے تجہکو
ذلیل کیا ۔ پھر ایک ضرب ماری اوسکا سر چیر دیا ۔ پھر جو دیکھا تو وہ کوئلہ ہو گئی ۔ پھر درخت کو کاٹا اور خادم کو
مار ڈالا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آکر ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ یہ عزّیٰ
تھی اُسکے بعد عرب والون کے لئے عزّیٰ نہین (اغاثہ) جیسا کہ اُعل یا ہُبل یعنی بالا ہو تو اسے ہُبل
ہُبل کی نسبت ابو سفیان نے کہا تہا ایسا ہی عزّیٰ کی نسبت بھی ابو سفیان کا قول صحیح بخاری کی روایت
مین حکایت کیا گیا ہے مواہب اللدنیہ کی روایت مین سعد بن ظالم غطفانی کا ذکر کا صغا مروہ سے پتھر لیجا
قریب طائف اپنے گانون مین لا رکھنا اور یہ کہنا کہ لو یہ تمہارا خدا ہے ۔ صفا مروہ یہان آگئے ہین ۔ مکہ
جانے کی ضرورت نہین ۔ رفتہ رفتہ جاہلون کا اُس کو پوجنا پھر اوس جگہ کا تیرتھہ گاہ بنجانا عرصہ کے بعد
عمرو بن لحے کا یہ کشف لوگون سے بیان کرنا کہ آسمان کا خدا موسم گرما مین اس عزّیٰ بت کے پاس رہتا ہے
اور جاڑے کے موسم مین مکہ مین لات کے پاس بسر کرتا ہے ۔ اُسی دن سے اُس بت کا نام عزّیٰ یعنی بڑی
عزت والا ہو جانا اور وہان بڑی عمارت بنجانا مذکور ہے ۔ سب سے بڑا خدا کفار مکہ کے خیال مین یہی بت تہا ۔
ہنود دہرم بھی برمہشور کو سردی گرمی میر کرانے مین کفار عرب کا ہمخیال ہے ۔ بموقع مناسب ان مین کے
منتہ وید سے آئندہ نقل کرینگے ۔ منفیان کے قریب سے ایکو امن نہ ہونا چاہئے ۔ ہمارے شیخ کے مسکن قدیم
کے قریب بھی ایک بھلے مانس نے نواب ... رتنا شاہ کی قبر کا ڈہب بنکر جلوے ماندون کے جبہ یادو کی
پھر مارے بجنے لگی ۔ قوالی سے بھی نوازی جانی ہے سنہ ہلانے وار بار کے گانون مین کئی اہل علم موجود ہیں
مگر کسی کی غیرت ایمانی حرکت مین نہین آتی جو اُس فتنہ کی قباحت بھی بیان کر دیتا ۔ وما علینا ...

مرجون کے تو تڑسے نے اُنھیں مرعوب کر کر کہا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جنیان جو ہو فرشتو بیٹیان — حق کو بتلائین تم اُف رے ستم
بجلے جب خشکی مین آجلتے لسین — جب تباہی بیچ آجا تا جہاز
جو بنلاتے اپنی معبودونکی ہم — یک خدا ہے سے لو کلاتے ہو ہم

وقال الضحاک اراد بالاناث الملائکة فانّھم کانوا یقولون الملائکة بنات اللّٰہ تعالیٰ قال اللّٰہ تعالیٰ وجعلوا الملائکة الذین ھم عباد الرحمٰن اناثا (مظہری جلد منزل ا صفحہ ۲۰۷) یعنی ان یدعون الا یہ کی تفسیر مین فرمایا ضحاک نے ارادہ کیا اللہ سبحانہ نے ساتھ اناث کے فرشتون کا اسلیئے کہ وہ فرشتونکو خدا کی بیٹیان کہتے تھے ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ٹھہرایا اُنھون نے فرشتونکو جو بندے ہین رحمان کے مادینین ۔ نصاریٰ کی طرح عرب بھی تھے بنو ملیح وغیرہم بھی فرشتونکو خدا کی بیٹیان اور جنون کے سردارون کی بیٹیون کو معاذ اللہ تعالیٰ خدا کی جوروان کہتے تھے ۔ مظہری اینما ہی عبارت مذکورہ سے اوپر یہ ہے فرمایا امام بغوی نے نازل ہوا ہے حق مین اہل مکہ کے اللہ تعالیٰ کا یہ قول اَن یدعون الا یہ یعنی نہین پکارتے ہین نہین پوجتے ہین مگر مادینون کو ۔ جلالین مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۲۳۲ مین مرقوم ہے قُلِ ادعوا الذین زعمتم انھم الھة من دونه کالملائکة وعیسیٰ وعزیر فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا له الی غیرکم ترجمہ کہدو اُن کافرون سے کہ پکارو تم اون کو جن کو گمان کیا ہے تمنے کہ بیشک وہ معبود ہین سوا اللہ تعالیٰ کے جیسے فرشتے اور عیسیٰ اور عزیر بس وہ مالک نہین تکلیف اور مصیبت (مرض وغیرہ) کھونے کے اور نہ اوسکو تمسے ہٹا کر تمھارے غیر کی طرف پلٹ دینے کے ترجمہ تمام ہوا تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۵۲۵ مین دیکھ لو اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مجاہد نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کی (اس آیت مین) من دونه سے حضرت عیسیٰ اور اونکی ما اور عزیر اور فرشتے اور سورج اور چاند اور تارے ہین ۔ اور تفسیر بیضاوی چھاپہ نولکشور کی جلد اول صفحہ ۵۰۴ مین ۔ اور تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ حنفی دہلی کے صفحہ ۲۶۲ مین اور تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول جلد پنجم کے صفحہ ۱۶ مین لکھا کہ مراد اللہ تعالیٰ کی اس (من دونه) سے عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام مین اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ ای ملائکتی وعیسیٰ وعزیرا مِنْ دُوْنِیْ اَوْلِیَاءَ اربابا (الی قوله) المعنی اظنوا ان الاتخاذ المذکور لا یغضبنی ولا اعاقبھم علیه کلا اِنَّا اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ ھؤلاء وغیرھم نُزُلًا ای ھی معدة لھم (جلالین مجتبائی جزو ۱۷ کہف اخیر صفحہ ۲۵۱) ترجمہ اب کیا سمجھتے ہین کافر یہ کہ ٹھہراوین میرے بندون کو یعنی میرے فرشتون اور عیسیٰ اور عزیر کو میرے سوا اپنا حمایتی (الی قوله) معنی اس آیت کے یہ ہین کہ کیا گمان کیا کافرون نے یہ کہ ایسا ٹھہرانا حکام مذکور کیا ہوا فرشتہ ایسا

اور عیسیٰ اور عزیر علیہم السلام کے حمایتی کارساز رب ٹھہرا لینے کی قسم سے) پر غضبناک نہ کریگا مجکو اور آپ پر
نہ عذاب کرونگا میں اُن کو نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بیشک ہمنے تیار کر رکھی ہے جہنم اونکی اور اونکے غیر کفار
کی مہمانی کیلئے۔ ترجمہ تمام ہوا تفسیر ابی السعود میں بھی مراد اس من دونی سے فرشتے اور عیسیٰ اور عزیر تبلایا
اور بیضاوی اور مدارک میں فرشتے اور مسیح علیہم السلام جب مذکورہ بالا حاجت روائی مشکل کشائی کا مالک
ذی اختیار نصوص قرآنیہ ملائکہ عیسیٰ عزیر مریم علیہم السلام سورج چاند تارون کسیکو نہیں تبلاتے صحابہ کرام
تک ان کی تفسیر میں ایساہی فرماتے ہیں اور ان امور میں اُن کی کارسازی کے اعتقاد کو کفر اور ایسا اعتقاد
رکھنے والیکو کافر بحیلی آیت تبلاکر اُنکی مہمانی کے لئے دوزخ تیار بتلاتی ہے۔ اور اس نصرانیت بھرے زہر سے
مسلمانوں کو بچانے کے وہ اہتمام ہورہے ہیں جسکی نورانیت کی جھلک سے نصوص حصر قرآنی مالامال ہین
بطور نمونہ جنمین سے قدرے اوپر نقل کر کے ہدیہ نظر ناظرین کر چکا تو اس زہر کو اہل اللہ کی محبت کے شربت مین
گھولکر ہونے ہمارے افراد کو مسلمانوں کی دنیا مشرقی گا یا مغربی کا مسلمانو پر ستم کرنا اور انکو ہند ودھرم کے
سماج۔ مجوسی آرمن نصرانی ہپ تسما دینا سکھاتا ہے اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنا۔ غیر اللہ
کے پوجنے اور اُن حاجتوں مصیبتوں میں جن کا برلانا رفع کرنا خواص الوہیت سے ہے۔ غیر اللہ کی پکارنے
کی تقبیح مین جب آیات قرآنی کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور اون کے عمومات سے اہل اللہ سے بھی ان معاملو
کے ممنوع ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے تو بوارق بدایونی میں دکھایا جاتا ہے کہ مراد اس سے بت ہیں
نہ انبیاء اور اولیا۔ اور فرشتے تو اُن کو اپنی حاجت روائی مشکل کشائی میں پکارنا اور اُن کو حاجت روا
اور مشکل کشا ماننا بالالحاظ تفرقہ سواساتہ وغیرہ اساۃ سب درست وہ ہر جگہ حاضر ناظر ہین جنکی نذر منت ہونگی نذر منت کے
ہم حکم نہین اسلیئے کہ مولف الامن کی تصریح ہو جب صفات الٰہیہ اور اللہ کے مقبول بندون کی
صفات مین صرف ذاتی عطائی کا فرق ہے تو جو کام مثلاً تکوین کا کہ تخلیق اور مارنا جلانا اور تدبیر کرنا
وغیرہ جسکی نوعین ہیں اللہ سبحانہ کرلیتا ہے وہی کام بعطاء قدرت الٰہی محبوبان خدا بھی کرسکتے ہیں۔ تمام
فرق اسلامیہ سے نرالا یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جسکو معنی تکوین ہی کے خود باطل کرتے ہیں اعلام الاذکیا کے
صفحہ ۱۰ مین ابن حجر مکی سے نقل کیا کہ صفات الٰہیہ کے ہمنام جو صفات مخلوق ہین وہ صفات الٰہیہ کے غیر ہین
اور ذاتی عطائی کا فرق جب کرسی نشین ہو جب صفات مخلوق صفات الٰہیہ کے عین ہون مثلاً جیسے
اللہ سبحانہ بلا احتیاج محنت مشقت کمائی کے صرف کن یعنی ہو جا فرماکر ہر نا موجود کو موجود کرلیتا ہے
ایسے ہی محبوبان خدا بھی کن یعنی ہو جا کہکر موجود کرلین مثلاً روح قبض کرلینے کے لیئے اُن کو آنکڑے
ڈالکر آنکڑے بدن میں ڈبا ڈبا کر یا خود ڈوب ڈوب کر جان نکالنے کے لئے محنت مشقت کمائی نہ کرنی

بڑے اور جب ایسا ہوا تو آپ ہی یہ تدبیر یعنی سبب تدبیر تدبیر الٰہی کے غیر ٹھہری تدبیر الٰہی ایسی کمائی
جانکاہی کی احتیاج سے منزہ ہے وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا الآیہ اور وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ
الآیہ وغیرہ نصوص قرآنیہ شاہد ہیں اور محبوبان خدا کے دوسرے کام بھی احتیاج مذکور سے خالی ہیں
اور صفت الٰہی[1] کا کیسے حد وجود میں تصرف فرما کر اپنا کام کر جانا خدائی کام ہے نہ بندہ کا۔ سورۂ آل عمران میں
تیسرے پارہ کے چوتھے ربع کی یہ آیت دیکھیے وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ
أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ ترجمہ اور نہ کہے تمکو (وہ بشر جسکو رسالت
ونبوت سے اللہ سبحانہ نے سرفراز فرمایا اور کتاب دی ہے) کہ ٹھہراؤ فرشتوں اور نبیوں کو رب کیا تمکو کفر
سکھلائیگا بعد اس کے تم مسلمان ہو چکے ترجمہ تمام ہوا صریح بعبارۃ النص اس آیت میں منصوص کہ فرشتوں
اور نبیوں کو رب ٹھہرانا اُن کو کفر سکھلانا ہے اول سے آخر تک قرآن کریم میں دیکھ لو کوئی آیت صفت
مختصۃ الٰہیہ ربوبیت کو غیر اللہ کے لئے نہ ذاتی ثابت کرتی ہے نہ عطائی۔ رب بمعنی آقا کہنا کسیکو یہ دوسری
بات ہے عموماً رب بمعنی مختص ٹھہرانے کو فرشتوں اور نبیوں کے جب آیت صدر نے صاف کفر کہا
عطائی نوع کو اس سے نہ نکالا تو تفرقہ مذکور طبعی جدت سے دوہنا تحریف معنوی ہے خواص الوہیت
میں عطا کا دخل کیسا اُن کی سمائی کو الوہیت درکار ہے عبودیت میں اسکی سمائی بھی محال ہے کما یاتی
من التفاسیر ہر غیر اللہ کی اُس پکار کو جسکو آیت وحدیث آئندہ نے عبادت فرمایا ہے عباد کو پکارا
جائے یا جماد کو باطل کردیگی اور یہاں تو آیات صدر میں من دونہ اور من دونی سے مراد الٰہی صحابہ
وتابعین وغیرہم کی مفسرین ملائکہ وعیسیٰ وعزیر ومریم سورج چاند تارونکو بتلا چکے آیت آل عمران میں
ملائکہ وانبیا کی تنصیص موجود ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا ہی عبادت ہے
پھر فرمایا (یعنی پڑھا اپنے اس قول کے استشہاد میں) وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ
يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي الآیہ کو روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور چاروں سنن والوں نے اس آیت
میں حکم فرمایا اللہ سبحانہ نے دعا کا اور جواب امر میں قبولیت دعا کا وعدہ فرما کر دعا سے تکبر کرنے والوں کو
اپنی عبادت سے تکبر کرنے والا جتلا کر آگاہ کیا کہ ایسی دعا ندا پکار عبادت ہے (غیر اللہ سے جسکا

---

[1] حضرت امام مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب شریف سے آئندہ آئیگا کہ اس وقت میں بندہ مظہر صفت الٰہی کے سایہ کا ہوتا ہے نہ عین صفت الٰہی کا۔ اس لیے کہ صفت الٰہی ذات الٰہی سے منفک یعنی جدا نہیں ہوتی ۔۱۲

برتاو نہ چاہیے، دوسری آیت مع تفسیر جلالین یہ ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین
لہ الدین اے الدعاء اے لا یدعون معہ غیرہ لانہم ولا یکشفہا الا ہو الخ ترجمہ
پس جبکہ سوار ہوتے کشتیون مین پکارتے اللہ کو اللہ کے لیے خالص دین کرکے یعنی پکارتے اللہ وحدہ کو
یعنی نہین پکارتے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو اسلیے کہ وہ اس ایسی سخت مصیبت مین ہوتے جسکو اللہ کے
سوا کوئی کہول نہین سکتا الخ آگے آیت فلما انجاہم الی اللہ اذا ہم یشرکون مین ارشاد ہے کہ پس
جب نجات دیتا ہے اللہ ونکو (اس مصیبت سے) جنگل اور خشکی مین پہنچا دینے سے (تو) اوسوقت مین
وہ شرک کرتے ہین جلالین وغیرہ تفسیرین بتلا رہی ہین کہ وہ اوسوقت مین بجاے اللہ کے غیر اونکو پکارنے لگتے
ہین جن بلاؤن اور مصیبتوں کا دفع کرنا اللہ سبحانہ کے ساتھ مخصوص ہے اور سوا اسکے کی امداد و استمداد کو
اوس مین دخل نہین ایسی مصیبتوں مین غیر اللہ کے پکارنیکو آیت شرک کرنا بتلا رہی ہے اور مشرکین عرب جب
اسلام لائے ہین تب اس بلا شرکیہ سے اونکو نجات ملی ہے اور پھر ایک آیت مع تفسیر بیضاوی یہ ہے
وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُمْ (انکار) ان یکون احدٌ اضلّ
من المشرکین حیث ترکوا عبادة السمیع المجیب القادر الی عبادة من لا یستجیب لهم
لو سمع دعائهم فضلا ان یعلم سرائرهم ویراعی مصالحهم الی یوم القیمة ما دامت
الدنیا وهم عن دعائهم غافلون ۔ لانهم اما جماد واما عباد مسخرون ومشغولون باحوالهم انتهی
ترجمہ اور کون زیادہ گمراہ ہے اوس سے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا اوسکو جو نہ جواب دے اونکو یعنی مشرکوں سے زیادہ کوئی
گمراہ نہین کیونکہ انہون نے پوجا پکار اللہ پکار کے سننے والے دعا کے قبول کرنے والے قادر کی چھوڑ اونکی پوجا پکار کی جو اونکو
جواب نہین دیتے دعا نہین قبول کرتے اگر سن بھی لین پکارنا اونکا اور یہ تو زیادہ رہا کہ جانین اونکے بھید اور رعایت کرین
اونکی مصلحتوں کی اختتام دنیا تک جب تک دنیا ہے اور وہ اون کی پکار سننے دعا مانگنے سے
غافل ہین اسلیے کہ وہ جن کو وہ پکارتے ہین یا تو بے جان ہین (جیسے بت) یا اللہ کے بندے
(جاندار) مسخر و مشغول ہین اپنے احوال مین انتہی (جیسے فرشتے جن کو و مسیح وغیرہ اہل عرب پوجتے
پکارتے تھے بموجب تفاسیر سلف جن مین سے ضحاک کی تفسیر ان یدعون الا اناثا
کی نسبت فرشتوں کے پکارنے کی تصریح کی اوپر مظہری سے نقل ہو چکے
اور دوسرے نیک بندوں کو پکارنا آڑی مصیبت مین اون کے پجاریوں کا
جیسے نصاری حضرت عیسی علیہ السلام کو پکارتے اور صلیب سے مدد چاہتے تھے۔
لڑائیوں وغیرہ میں جیسا کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے۔ دومۃ الجندل والے مشرک ودکو پوجتے پکارین

یا دناطہ پر سواع کو ہذیل وسطر پوجیں پکاریں یا مین کے ٹیلے پر کے یغوث کو مذحج کی قوم اوراون کے ساتھی
پوجیں پکارین اور سیوان گاوٓن والے یعوق کو ہمدان اوریہی پوجین پکارین یا نسر کو قبیلہ حمیر وغیرہ کا
ہندمین جو وہ مشہور مقامون مین شولنگ کی پوجا گنگا جل دھارن کرکے ہو یا نرمدون باطل معبودونکی گنگا
جمنا یہ سہری دوارا جی کی سب پکارین کفار ہند یا کو سلا پرسب کی پوجا پکار بعموم بنصوص قرانی گمرہی
گمراہی - اس سبب فاضل بدایونی کا وہ مشہور عذر بد فروغ ہوا کہ یہ آیتین بتونکی پوجا پکار کی تقبیح مین نازل
ہوئی ہین نہ اہل اللہ کی اسلئے کہ غیر اللہ صرف بتہی نہین ہین اور ہم غافلون اور ہن یقتمر و مظہر و موصول
صیغہ عقلا کے آیت مین مخصوص اور تفسیر مکن اجماد عباد دونون مذکور مادیونکی پکار کا خود آیت مین صریح
بیان بموجب تفسیر ضحاک جس سے مراد فرشتے اور آیات صدر مین دو نہ ومن دونہ سے مراد الہی صحابہ
و تابعین وغیرہم کے مفسرین ملائکہ عیسیٰ - عزیر - مریم - سورج - چاند تارونکو تبلا رہے مین کما تر
ود سواع یغوث یعوق نسر اولیاء کی حدیثون اور آیتون میں تصریح - اور پھر یہ کچھ بھی ہوتا تو بموجب تصریحات
کتب اصول خصوص مورد کا قادح عموم لفظ کا نہیں ہوتا اور یہان تو عموم بھی متبادر ہے اذہان مذکورین
بالا کی طرف دوڑا دینے والا ہوتے ساتے ان امور کے عذر مذکور کا موقع نہین بے قابو بات مین پکار بیکار
قابو کی بات مین حد سماعت کے اندر ابواب مواساۃ مین پکار ندبہ اور شوق کی پکار مجازاً محسب اس سے
برکنار - لہذا یہ عبادت نہین ایسے ہی مراسلت اور مکاتبت کے خطابات معاینہ پر سب کھلانے لگاتے ہین
اور حضور اقدس فداہ ابی وامی وروحی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین تو دنیاوی ڈاکون سے
نہایت تیز ڈاک فرشتون کی صلوٰۃ وسلام پہنچانے پر مامور الصلوٰۃ السلام علیک یا رسول اللہ
کلام اعتقاد فاسد میں ہے فتاویٰ بزازیہ میں مرقوم ہے من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ
تعلم یکفر یعنی جو کہے ارواح پیرونکی حاضر مین جانتے ہین کافر ہوجاتا ہے ورتل القرآن ترتیلا
کے ذیل تفسیر فتح العزیز مین مسطور ہے - دربن نوع تقرب اللہ کا دو چیز سے باید اول حافظی یاذکار قلبیہ
ولسانیہ ذاکرین با وصف تخالف امکنہ و ازمنہ و مدرکہ والسنہ تا ذکر قلبی و لسانی ہر ذاکر را معلوم کند دوم
قوت نزدیک شدن ذاکر تولی و این ہر دو صفت خاصہ ذات پاک او تعالےٰ است ہیچ مخلوق را حاصل

سلہ جنکی یہ عبارت ہے اونکی نسبت جناب مولانا فضل الحق رامپوری ابن مولانا فضل حق صاحب مدظلہما الہدیہ میں
یون فرماتے ہیں - حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ چونکہ ایک جامع شریعت و طریقت عالم ہین اسلئے مقلد وغیر مقلد ہادی
وغیرو ہابی سب کے نزدیک مسلم ہین

نیست از رے کفرہ ورحق بعضے از معبودان خود بپریشان از زمرہ مسلمین درحق پیران خود امر اول را ثابت

میکنند و در وقت احتیاج بہمین اعتقاد ازآنہا استعانت مینمایند الخ **ترجمہ** اور اس قسم کے تقرب میں اللہ

کو دو چیزیں چاہئیں اول احاطہ علمی ذاکروں کے دلی اور زبانی ذکروں کے ساتھ باوصف باہم مختلف

ہونے مکانوں زمانوں اور انکی زبانوں کے تو کہ ذکر قلبی و زبانی کو ہر ذاکر کے جانے دوسرے

قوت نزدیک ہونے کی عرف شرع میں جسکو دنو و تدلی قرب و نزول کہتے ہیں الخ اور یہ دونوں صفتیں خاصہ

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا ہیں کسی مخلوق کو حاصل ہونے کی چیز نہیں - ہاں کفار اپنے بعض معبودوں کے حق

میں اور پیر پرست فرقہ مسلمانوں میں کا اپنے پیروں کے حق میں امر اول کو ثابت کرتے اور حاجتوں کی وقت

ساتھ اسی اعتقاد کے اُن سے مدد چاہتے ہیں الخ ترجمہ تمام ہوا حضرت عطار قدس سرہ پندنامہ شریف

میں فرماتے ہیں — در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ✢ زانکہ نبود جز خدا فریاد رس ✢ ہر کہ خواند غیر حق را ای پسر

کیست در دنیا ازو گمراہ تر ✢ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری **توشیح** میں فرماتے ہیں ومنہم الذین

یدعون الانبیاء والاولیاء باعتقاد ان ارواحہم حاضرۃ تسمع النداء وتعلم

الحوائج وذلک شرک قبیح وجہل صریح قال اللہ تعالی ومن اضل ممن یدعوا

من دون اللہ الآیۃ **ترجمہ** اور منجملہ مشرکین وہ ہیں جو پکارتے ہیں انبیا علیہم السلام اور اولیا

علیہم الرحمۃ کو باین اعتقاد کہ روحیں اونکی حاضر ہیں سنتی ہیں پکار اور ندا کو اور جانتی ہیں حاجتوں کو اور یہ

شرک قبیح ہے اور جہل صریح فرمایا اللہ تعالے نے اور کون زیادہ گمراہ اوس سے ہے جو پکارتا ہے غیر اللہ کو

الآیۃ اولیا ء اللہ قدس اسرارہم کی شان میں جو ہم القاسم میں افادات علماء دیوبند سے یہ دیکھ چکے ہیں

کہ ایک ہی وقت میں ایک ولی کا بہت سے مقاموں پر حاضر و موجود ہونا ثابت ہے ہمکو اس کے ماننے میں

عذر نہیں مگر اوس کے معنی وہ ہیں جو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں نہ وہ جسکی

وہم میں پیر پرستوں نے اپنا اعتقاد خراب کر رکھا ہے ایسا ہی فیض و برکات و تصرفات روحانی اولیاء اللہ

کا حال ہے - امام موصوف مکتوبات شریف جلد اول کے ۲۱۶ مکتوب بنام میرزا حسام الدین احمد میں فرماتے

ہیں - و اولیاء کہ صاحب علم و کشف اند جائز است کہ بر بعضے از خوارق خود اطلاع پیدا کنند بلکہ متصور

له قولہ ممن یدعوا الخ کالکواکب والنجوم المسخرۃ قال الملا علی القاری فی المنح الازہر اتفقوا کلہم علی ان ما یفعلہ

من جہلۃ نعوت الکواکب لسبعۃ او غیرہا والمنتاجہا او حفظہا او السجود بہا والتقرب بما ناسبہا من بما ناسبہا

من اللباس للمخوانیم والتبخیر دبخور ذلک فانہ کفر انتہی ناقلا من الجزء الخامس من کتاب المواعظ سیحنا رحمہ

مثالیہ ایشان را در اماکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کارہائے عجیبہ از ان صور بظہور آرند

کہ صاحب آن صور را از انہا اطلاع نیست ع از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند * حضرت مخدومی قبلہ گاہی

قدس سرہ مے فرمودند کہ عزیزی می گفت عجائب کاروبار است مردم از اطراف و جوانب می آیند بعضے

میگویند کہ ترا در مکہ معظمہ دیدہ ام و در موسم حج حاضر بودہ اید و باتفاق حج کردہ ایم و بعضے دیگر میگویند کہ ترا

در بغداد دیدہ بودیم و اظہار اشتیاق مینمایند و من ہرگز از خانہ خود نہ بر آمدہ ام و ہرگز این قسم مردم را

ندیدہ ام چہ تہمتی است کہ بر من میکنند اللہ سبحانہ اعلم بحقایق الامور کلہا زیادہ بر این اطناب است صفحہ ۲۴۲

اس سے مثل آفتاب نیمروز کھل گیا کہ متعددہ مقاموں پر ایک ولی کا ایک ہی وقت میں ظہور جو واقع ہوتا ہے

اُس مین بجائے خود تو وہ ولی حقیقۃً ہوتے ہین باقی مقامون مین اونکی مثالی صورتین ہوتی ہین ۔

نہ حقیقی ۔ حقیقی صورت کو تو اونکی خبر بھی نہین ہوتی ۔ آنحضرت نے اپنے والد ماجد کے فرمان سے بھی یہی

ثابت کیا کہ اونکو اُنکے عزیز نے سنایا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ تجکو موسم حج میں مکہ معظمہ مین دیکھا اور ساتھ

ہمارے حج کیا ہے ۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اُسی موسم مین بغداد مین دیکھا ہے اور حال یہ ہے کہ میں اوس وقت

میں گھر سے باہر نہیں گیا نہ ان لوگوں کو میں نے دیکھا ۔ اللہ سبحانہ کی قدرت ان صور مثالی سے عجیب و غریب

کام لیتا ہے مولف کہتا ہے جہاز کو تباہی سے بچانا مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے بچانا اللہ تعالے

جس صورت سے جو چاہے کام لے ۔ صورت مثالی سے یعقوب علیہ السلام کی وہ کام لیا کہ یوسف علیہ السلام

کو مہلکہ سے بچالیا ۔ جائز ہے کہ ان صور مثالی مین فرشتون کا ظہور کرائے اور بعض موقع اوس ولی کو بھی

اطلاع بخشی اور حضرت شیخ محقق دہلوی کے کلام (و آن شخص مقدس کہ آسودہ وحی است ہمان جا است

و این صورت کہ در متخیلہ او انداختہ اند صورت مثالی است) سے بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اگرچہ محل

ظہور صورت مثالی خارجی مقام نہین متخیلہ ہے خیال کرنے والے کا دماغ مین ۔ اور اوسی کے ۲۶

مکتوب مین فرماتے ہین ۔ و انوار ارشاد و ہدایت او شامل تمام عالم است از محیط عرش تا مرکز فرش

ہر کسے را کہ رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل میشود از راہ او مے آید و از و مستفاد میگردد ۔

بلا توسط او ہیچ کس بآن دولت نمے رسد مثلاً نور او در رنگ دریا ئے محیط تمام عالم را فرا گرفتہ

است و آن دریا گویا منجمد است اصلا حرکت ندارد و شخصیکہ متوجہ آن بزرگ است و با و اخلاص

دارد یا آنکہ آن بزرگ متوجہ حال طالبی شدہ در وقت توجہ گویا روزنی در دل طالب کشادہ میشود

و از ان راہ بقدر توجہ و اخلاص از دریا سیراب میگردد الخ ۳۱۲ قطب عالم کے انوار ارشاد و

ہدایت سے تمام عالم بھرا ہوا ہے جس کسیکو رشد و ہدایت و ایمان و معرفت حاصل ہوتی ہے

ادسی راہ سے آتی ہے بیواسطہ اوس کے کوئی اس دولت کو نہین پہنچتا اور یہ انوار شاد و ہدایت گویا دریاے محیط منجمد ہے جو ہرگز حرکت نہین رکہتا - جو شخص اوس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا وہ بزرگ متوجہ حال طالب ہوتا ہے تو توجہ کے وقت گویا ایک روزن طالب کے دل مین کہل جاتا ہے اور اوس روزن کی راہ سے اوس دریاے انوار منجمد سے بقدر توجہ و اخلاص کے سیراب ہوتا ہے - بہرحال یہ توجہ اور تصرفات اور فیوض و برکات اوس احاطہ علمی کے ثبوت کو سہارا نہین دے سکتے جسکو عزیزی مین منجملہ خواص الوہیت بتلایا ہے - اور جسکی بنیاد پر توضیح اور فتاوی بزازیہ اور پندنامہ مین ارواح مشایخ ہرجا حاضری اور ہر جگہہ کی ہر مصیبت کے جاننے کے اعتقاد کو کفر و شرک اور گہری گمراہی فرمایا ہے آیت سے استدلال فرماکر ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین - کل فقہا متفق ہین اسپر کہ جو کچہہ صات ستارون سیارون وغیرہ سے دعا مانگنے کی جنس سے یا اونکو مخاطب کرنے یا اونکو سجدہ کرنے یا اونکی تقریب مناسب لباس اور انگشتریون اور بخور کرنے کی قسم سے اور مثل اسکی ہوتا ہے یہ بلاشبہہ کفر ہے ترجمہ تمام ہوا بلفظہ اوبیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہے کہ ہر ایک کام امنین سے جدا جدا کفر ہے - خواہ کوئی یون دعا مانگے کہ اے سیدا ساداتہ مریخ میرے فلان دشمن کو قتل کر یا اونکو خطاب کرکے پکارے یا دوسرے امور مذکورہ کرے کافر ہو جاویگا

بھیڑ بکری اونٹ کی جو تھی نیاز	جبل کو ونکو کھلا دیتے تھے کل مذاہب توہیت گی رنگ مین تھے	سائبہ حامی وصیلہ سائبہ بھی بت بدہی بند ہمونیہ کرتے سر کو خم	تھی جبھی بھیڑ بہے بحایم اور غنم

جونکہ عرب کی ساری جائداد اونٹ بھیڑ بکری کے گلے تھے اسلئے وہی بتون کی نیاز چڑہائے جاتے تھے اور آسمان کی طرف اوچہال اوچہال جبل کو ونکو اون کا گوشت کہلایا جاتا تھا - چنانچہ وفد خولان جب مسلمان ہوئے تو اوںھون نے جاہلیت کے عم انس کا قصہ اس طرح بیان کیا کہ یا رسول اللہ ایک وقت وہ تھا کہ ہم اوس مورت کو جسکو اپنے ہاتھون بناکر عم انس نام رکہا تہا حاجت روا سمجھتے اپنی کھیتیون مویشیو مین اوس کا حصہ مقرر کرتے اور سبر چڑہاوے چڑہانے کو برکت اور وسعت کا وسیلہ جانا کرتے تھے - ہمین خوب یاد ہے کہ ایک بار ہماری بستی مین ایسا سخت قحط پڑا کہ ہم مردار اور ہڈیان کہانے پر مجبور ہو گئے - آخر جب بچون کا بلکنا آنکھون سے نہ دیکہا گیا تو سب نے ملکر سو اونٹ جمع کئے اور عم انس کے پاس آئے کہ انکو قبول کرو ہمسے راضی ہو جاو - ہمارے بے زبان بچون پر ترس کہاو غضب کی نگاہ اوٹھاو - مینہ برساو قحط کی مصیبت دور کرو اوس کے بعد ہمنے وہ اونٹ ذبح کرکے ہوائی جانور جبل کو ونکو کہلاتے - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمنے حق تعالی کی اوسوقت اوس گوشت کے پرندون سے زیادہ حاجتمند تھے - مگر یہ دلون مین پڑی ہوئی شیطانی بات کا اثر تھا کہ خود بھوکے بیٹو بہر بہر پاندھے دبلے فاقو نکے مارے ہوے

ناتوان بچون کو بہلا پہلا کر کاندہون پر چڑہاتے ہوئے تھے ۔ اور گدہ کو دنکو گوشت کہاتا ہوا دیکہکر خوش
ہو رہے تھے ۔ اب یہ فتنہ عظیم تہا کہ اس حرکت کے بعد بادل امنڈ آیا ۔ اتفاق سے مینہ برسا دیا جسکو ہم
عمل الشیطان کا کام سمجھے اور یہ عقیدہ لئے ہوئے لوٹے کہ دیوتاؤن کو بڑی قدرت ہے ۔ اور اون کا راضی رکھنا
خدا کے راضی رکھنے سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ یہ خدائی پیشکار ہیں اور پیشکارون کو حاکم کے فرائض
بہت کچھ دخل ہوتا ہے ۔ غرض دنیا تاریک بنی ہوئی تھی ۔ رسومات نے مذہب کے قایم مقام بنکر لوگون کو اتنا
گرویدہ بنالیا تہا کہ اون رسومات کی برائی اور مذمت سننے کی اونکو سہار نہ تھی ۔ مین گھر بیٹھ رہکین جنپر عقلا
کو ہنسی آتی ہے اونکے عقیدے سے بیٹھ ہوئے تھے ۔ پے در پے دس بچے جننے والی اونٹنی سایبہ
کہلاتی آزاد کر دیجاتی ۔ اوس پر چڑہنا اوس کو ذبح کرنا حرام ۔ مہمان کے سوا و رسفر لکو اوسکا دودہ پینا ممنوع
تہا اوس سے جو بچہ ہوتا وہ بھی اوسی کی طرح سانڈ بنا کان کاٹ کر چہوڑ دیا جاتا بحیرہ کہلاتا (ایسے جانور مثل
ہنود کے سانڈون بچارون کے بہتیرے پھرا کرتے تھے) پاک ناپاک حلال حرام مین کوئی امتیاز نہ تھی مردار کو
خدا کا مارا مذبوح کو اپنا مارا بتلا کر ذبیحہ سے مردار کو اولی سمجھتے ۔ زندے اونٹنی کے کوہان زندے
دنبہ کی چکتی کاٹکر کہا جاتے ۔ جانورون کی درد مصیبت مین مبتلا ہونیکا ترس نہ کرتے ۔ اسی طرح جس نر اونٹ
سے دس بارہ بچے پیدا ہو جاتے وہ بہی سانڈ بنا چہوڑ دیا جاتا ۔ اوس کی اون تک نہ کترتے ۔ حام اوس کا
نام رکھتے ۔ اسیطرح بتونکے نام کی اونٹنی کعبہ کے مجاورون کے حوالہ ہوتی ۔ محتاج اور مسافر کے
سوا کوئی اوس کا دودہ نہ پیتا اور جو اونٹ اپنے بچہ کا بچہ دیکھ لے متبرک سمجھکر آزاد کیا جاتا ۔ سفر دراز سے واپس
آنے والا اپنی سواری کے اونٹ کی کمر پر ایک مہرہ یا ہڈی لٹکا لیتا گویا منت پوری کر دی سواری باربرداری
سے ایسا اونٹ بھی حام نام رکھکر محفوظ ہو جاتا ۔ چھہ مرتبہ دو دو بچیان دیکر ساتوین مرتبہ بچہ یا بکرا دینے والی
بکری کی پچھلی بچی وصیلہ کہلاتی ۔ دو بکرے درمیانی بیاہتون کے بتونکی تہانون پر چڑہائے جاتے
(ان مردہ رسومات کفار نے قدرے روپ بدلکر جاہل مجاورون کی کوشش سے اسلام کا نام بدنام کرنے کے
لئے یون جنم لیا ہے ۔ بعض مقبرے دہیلی پہلی چہیری ۔ بعض پر مرغ بعض پر نقد و شیرینی وغیرہ چڑہائی
جاتی ہے ۔ ایصال ثواب کا مشروع طور چہوڑ حضرت بو علی شاہ قلندر قدس سرہ کے نام کی چڑہایا ہوا
بکرا کہتے ۔ اونکے نام پر آتا کالو کی نیاز بڑی پہلی ۔ قلندر کی سہتی ۔ پیران کی آواہی حتے کہ [illegible] کا
روٹ بہادر غنی نوین کو ظاہر ہوان [illegible] والی سوالیان گرج دوہرے وغیرہ جو کچھ مسلمونین مروج [illegible] ہین اور
اب بہوتی [illegible] رہی ہیں ۔ یہ سب یادگار جاہلیت کی اونہین رسمونکی ہیں جنکو شکر ہے عرب کی زمین پر [illegible] تہا
نہوا) سوا اونٹ والا ہر سال ایک اونٹ بتون کے نام پر ذبح کرتا ۔ اس قربانی کا نام فرع تہا ۔ [illegible]

ہیں بھی ایک قربانی ہوتی کے لئے کیجاتی جسکا نام رجبیہ اور عتیرہ تہا ۔ دو شخص جو ٹا موٹی مقابلہ کرکے
اکثر قربانیاں کرتے اسکا نام تعاقرہ تہا ۔ جو اس میں بڑھ جاتا معزز اور فیاض کہا جاتا (اس مادہ کے متا
کئے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف فرمادیا لا تقبلوا دعوۃ المتباریین یعنی ہم
موٹی باہم ایک دوسرے پر بڑھ جانیکے لئے شیخی جتلانے کو جو کہانا کرتے ہیں اونکی دعوت مت
قبول کرو ۔ یہ ماخوذ ہے فاضل میرٹھی سلمہ کے الاسلام وغیرہ سے ۔

لڑکیاں جیتی دفن کرتے تھے اور کنوئیں میں جھونکدیا کرتے تھے

بہت سے شہر عرب کے عار سے بعض پرورش کے بار سے بعضے غنیم کے ہاتھ پڑ جانے کے خیال باطل
سے دختر کشی کرتے تھے ۔ عرب کے سپوت اور ہند کے رجپوت اس ہتیا سے نہ چوکتے تھے ۔ اللہ بھلا
ہماری گورنمنٹ کو جزاء خیر دے کہ ہند سے یہ ظلم جانکاہ جسکی بدولت دفع ہوا ۔ اور عرب کے گردن پر
میں جو بہشت سے بے زبان بچے کنواری ہونے نے جنکو زندہ دفن کردے معاذ اللہ دین عیسوی نے اوسکی
ہرگز اجازت نہ دی تھی ۔ عرب میں شوہر کے تیور بدلے دیکھکر ماں ہی اپنے بچے زندہ بلکہنی گڑھے میں پاٹ آتی
تھی ۔ جو باکر مارنا پہاڑ پر سے دھکیل کر مار ڈالنا چھ برس کی ہو جاتی اور خود نہ مرے تو دختر بچی کو سجا کر
کنواں جھنکانا اور پیچھے سے دھکا دیکر اسے گڑھے میں پاٹ آنا منہ میں کلا ۔ دبا مار ڈالنا ماند کے بچو زندہ
۔ ہاتھی جو بادتا تھا ضلع مراد آباد علاقہ چندیدیا ستہ رامپور کے قریب ہی باد ریان میں ماندوں والا با
مشہور ہے جسمیں کہود نے سے صدہا ماندیں نکلی ہیں جن میں بیگناہ جیتی بچیاں دفن کی گئی تہیں اونکی کہال تک
پائی گئی تہیں ۔ افسوس جیو ہتیا ماننے والے ملک میں یہ ظالمانہ حرکت ایک تعجب خیز معاملہ ہے ۔

عورتیں ترکہ نپاتیں اور یتیم	ہونے والی سوتیں حصہ پاتیں	آناسانی جو ردسی جو رو بدل	باپ کی جورو بنا لیتے تھے جو

بہنوں بیٹیوں یتیم لڑکوں کو مرنے والے کے یہ کہکر ترکہ سے محروم کردیا جاتا تہا کہ جو دشمن سے لڑے
وہی ترکہ پر قبضہ کرے ۔ مطلقہ کو طلاق دیکر رجوع کرلیتے پہر پہر طلاق دیکر لٹکائے رکہتے ۔ نفقہ
نفقہ تو درکنار دیا ہوا مہر پہیر لیتے ۔ زیور کپڑے اوتار بہر از دولت نکالدیتے ۔ بالجبر اس سے خلع کیا
کراتے ۔ یتیم بچوں کا مال جلد اوڑا دیا جاتا ۔ نابالغ لڑکیوں کے ولی و عصبہ بطمع رکھتے ہی مال کی طمع پر

لے ڈس مقدس نے جو نماء عمر کنواری بیٹیاں ہاتھ سے یا ترکہ نہ پانے کے لئے حکم دیا تہا تو کہا اورخون نے معاذ اللہ نہ کیا کاری
اولاد ڈالی کی جان بڑی کو کہہ دیا کہ تم جنہیں نہ دیا ان پر ۔ ۔ ۔ زندہ گور کیا کرنا یاد رہے زیادہ مشہور ہو
تو کہہ سکتا ہے کہ اس حکم میں نفقہ مال پہ نظر نہیں کی گئی وہ ہانپتی کو کام میں فرمایا گیا ۔

خود نکاح کرنے - یہ صورتیں خلاف طبیعت ہوتیں تو نہ خود نکاح کرتے نہ دوسروں کے ساتھ کراتے تاکہ مال
ہاتھ سے نہ نکل جائے اسی طرح ڈالا گیا ہے - اور اس ظالم کو شجاعت و حسن تدبیر سمجھکر ناز کیا کرتے تھے غرض
و دیگر شرفا میں تو نکاح کا رواج نہ تھا ورنہ عام طور پر نکاح کوئی چیز نہ تھا - عورتوں سے حاجت روائی
کی مختلف صورتیں نکال رکھی تھیں - بچے نہ نجیب و شریف ہوتے تھے اور بہادر ہونے کی ہوس
میں وضع شوہر اپنی عورت کو کسی مشہور شریف یا سخی یا بہادر کا نام لیکر اوس سے بچہ لینے کی اجازت دیتا
تا ظہور حمل آپ ہم بستری نہ کرتا اسکا نام استبضاع تھا نو مرد شرکت میں ایک عورت سے کام نکالتے دیگر ہندو
دھرم کا نیوگ بیوہ سہاگن کے واسطے مردوں ہی کو کھ ہری کر لینے کے بیان میں کمال فیاضی کا برتاو ہے
جسکے مسائل دھرم پستکوں سے آئیندہ آئینگے اور اوس کے ساتھ ہی ہندو وغیرہ سے رنڈی بازی کے
بیان میں دیتے ہیں نہ استے بازیستہ والے بستی اور رنڈی پر جو دوسرے خرچی کا ڈانڈ ہے اوسکے سماچار
وہیں ملاحظہ ہوں - اور بعض فرق اسلامیہ کے متعہ کی تجویز پر جو ناحق سے مخالفوں نے اعتراض کئے ہیں اور آئے
اور بے اعتراضات متعہ کی نسبت ہیں اور ان شبہات کا اور اون کے وہ ان کا مکمل جواب بھی ہیں
درج کرینگے) رنڈی فاحشہ اپنے دروازہ پر جھنڈا کھڑا کرتی تاکہ سب جانیں یہ بازار ہے - اپنی بہن یا بیٹی یا
بھتیجی دیکر اسکی بہن یا بیٹی یا بھتیجی سے بلا مہر نکاح کرتے یہی بدلہ مہر تھا - اسلام نے اس کو نکاح شغار
کہتے ہیں و بعض اپنی بیویوں کا مبادلہ کرتے (م) عورتہ نہ کرتے وہ ہر میں آٹھ قسم کے وداع یعنی باہ
عجیب شان رکھتے تھے قانونی کتابوں تک میں انکی تفریق اور تشریح اور مناظرہ دعوے بیان ہوتے آتنا
جھپی بار بیاہا جاتا ہے - عورتوں کی حالت میں نہیں (جیسے شریعت موسوی میں تھیں) وہ ہنوز کو ایک وقت
میں زیادہ رکھتا رہتا تھا - جو بھی چاہتا طلاق دیتی جمعہ کے بدلنا اوسکی علامت تھی - بڑا بیٹا
باپ کی وفات کے بعد سوتیلی ماں کے سر پر چادر ڈال اوسکا شوہر بنجاتا وہ نہ چاہتا تو اوس کے دوسرے
بھائیوں کو درجہ بدرجہ یہ حق حاصل ہوتا - حالت سفر میں مفلس اور غنی ہوکر کہتے تاکہ جسکو ایک بیوی بنا
اوسکو بھاپی چھوٹی دختروں سے اس مضمون کی روایت سنن ابی داود سے اتقن المواعظ کے صفحہ ۲۲ پر منقول ہے
خاوند کے مرنے کا سوگ سال بھر کیا جاتا تھا اکثر سے ملنا ناخن کاٹنا تیل ملنا سر منڈانا سب موقوف رہتا

سلہ جیسیں طلاق نکاح وہ متعہ کا کام تھا ۱۱
سلہ شریعت موسوی جب زنا کو حرام کر چکی تھی تو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرنا جو میں انکی
میں اب اس کا موقع نہ تھا لہذا قابل طعن ہے ۱۲ منہ

جب سال پورا ہوتا تو کسی جانور یا پرند کے کسی حصہ بدن سے اپنی شرمگاہ رگڑ کر سوگ کی کال کوٹھری سے نکل آتی - منگنیاں جھولی میں ڈال گلی کوچہ لوگوں کے مارتی پھرتی تب وہ جانتے کہ اسکی عدت تمام ہوئی تب لوگ اوس سے نکاح کی خواہش کرتے تو وہ جس سے چاہتی نکاح کرتی - اس مضمون کو ان ہیم جاہلیت کی حدیث میں بھی بیان کیا ہے جسکو چھوٹوں اماموں نے روایت کیا ہے - جمید بن انس سے تلخیص الصحاح جلد ۴ باب الحداد والاستبراء کی فصل ۲ کی پہلی حدیث دیکھو (یہ ماخوذ ہے ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ اور **الرشاد** وغیرہ سے) یہ سب کچھ تھا مگر شریف عورتوں میں زنا جب بھی اپنے کی بات مانا جاتا تھا کما یاتی

تھی شراب یک تا کرتب تھا جوا مات دختر کی تھی کسب منانہ	لوٹنگے لوٹنے سنگوں بہ دسبدم ذوق سے مردار کو کرتے ہضم	سود خواری بچنے میں دادگھات شاعروں کے ہاتھ میں تھی صلح و جنگ	کاہنا اور پیر تھی کاکہنا تھا دہرم ریخ والفت شاعری کرتے بہم

اہل جاہلیت کے معاملات اسقدر بگڑے ہوئے تھے کہ بیع حصاۃ اور بیع ملامۃ میں بائع مشتری کی رضامندی اور اختیار کوئی چیز نہ تھے - دکاندار خریدار سے کہتا کنکری پھینک جس تھان پر گرے گی وہ ایک درہم میں تیرا ہے بیع ملامۃ اندھیرے میں تھان وغیرہ چھونے سے ہو جاتی ؏ کاظہ بہ مذہبی میلا ہر روز سہتا قیدی ایسی حالت میں کہ بادشاہ کوئی رشتہ دار فدیہ دیکر چھڑا لیتا - اسی بازار میں اقرع بن حابس وغیرہ سا کلان حکومت کو فرمان اور حکمنامے حوالہ کرتے قوم اور قبیلہ کا سردار مقرر کرتے تھے - ایک بیع حَبَلُ الحَبَلَہ اونٹنی کے بچہ ہونے پھر اوس بچے کے بچہ ہونے کے وعدہ پر ہوتی تھی - سود کھلم کھلا لیا جاتا تھا - جوا کھیلنا کمالات انسانی میں شمار کیا جاتا تھا جو نہ کھیلتا اسکو بخیل کہتا بہت قسم کے جوے مروج تھے - دس پانسوں کا جو بڑی شان رکھتا تھا مال نہ تھا بلکہ چند اونٹ گھسیٹ کے جاتے - جیتنے والا انکو لونڈی غلام بناتا - شراب پلانے والی عورتیں خوبصورت ہوتی تھیں جو دو شراب میں نابیتی رہتی تھیں - پھر مستی اور بیہوشی میں جو کچھ بھی ہو اوسکو دیکھنے والا کون - ناقل کہتا ہے کہ شراب نوشی کے عیوب پہیاری نے اُسکی ڈپریٹ سینہ میں اوس کے سب بیچنے والے جو دو دن کی پیتے ہیں -

صحیح بخاری کے باب من یستحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ کی ایک حدیث میں خمری شراب کا نام ام الفواحش

[illegible] بعض شاہان تعیار سے کا جوے میں مار جانا [illegible] بلد دنیا - [illegible] جانا تھا تیر اور پانسوں کے جوے کی عادت بورڈ وال [illegible] وغیرہ کا بیان [illegible] [illegible]

[illegible] وغیرہ [illegible] تاریخ [illegible] نا جا کا نا [illegible]

[illegible]

یعنی خوشبوؤں اور نذرانوں کی مان رکھنا کفار کا حکایت کیا گیا ہے ۔ ہُبَل کا نام خود اہل علم کو بہشت کا ہبوط
کہنا بھی قریب قریب اسی کے ہے انتہی کلامہ) جانور کلا گھونٹا ہوا ہو یا پہاڑ پر سے گر کر مرا ہو یا درندہ کا بس خوردہ
سب حرام - خیال پرستی اس قدر بڑھی تھی کہ جاہلیت میں ہاتھ ڈالکر پانسا نکالتے حکم کا نکلتا تو کام کرتے
منع کا نکلتا تو کام رک جاتے فیصلے کے پانسے کعبہ کے متولی کے پاس تھے کاہن اور نجومی تو گویا اُنکے نزدیک خدا سے تھے
کہ اونکی زبان سے نکلی ہوئی بات نہ ٹلتی نہ بدل سکتی ۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جب آئندہ کے برے بھلے دن انکو
معلوم ہوتے تو اپنے گھر والوں پر وہ مصیبتیں کیوں نازل ہوتیں اونکے دفعیہ کا ان سے بندوبست کرایا ہوتا
عمرو بن لحی جسنے عرب کو شرک کی گندگی میں سانا ہے وہ کاہن تھا کہانت ہی کی بدولت اوسکو عرب نے
پیغمبروں کی طرح مانا یہ بدنصیب ہے جسنے ملک و قوم کو دین و دنیا دونوں میں تباہ کیا بیت اللہ کا متولی اس وجہ فیاض
تھا کہ موسم حج میں ہمیشہ دس ہزار اونٹوں کی قربانی سے دعوت عام کرتا دس ہزار جوڑے کپڑے
پہناتا ۔ اسی الٹے پاسنگ چلائی ہوئی بت پرستی چلتی رہی ۔ یہاں تک کہ علاوہ مذکورہ بالا بتوں کے مکہ کے اندر
ہر گھر میں ایک بت تھا جسکو وہ سوتے جاگتے کے وقت سفر سے آنے کے وقتوں میں پوجا کرتے تھے
ریگستان کے سفر کو جاتے چار پتھر ساتھ لیجاتے تین کا چولہا بناتے چوتھے کو پوجتے ۔ نہ ملتا تو پتھر
سفید اور خوبصورت پاتے اسی کو پوجتے ۔ پتھر نہ ملتا تو ریت کا ٹیلا پوجتے ۔ ٹیلا نہ ملتا تو ریت کا ٹیلا بناکر
اوسپر بکری یا اونٹنی کا دودھ دوہکر تر کرکے ٹیلا بنا اوسکو پوجتے ۔ کچھ نہ ملتا ستو کا بت بناکر اوسی کو پوجتے
سادہ پتھر بے صورت کے انصاب کہلاتے اونپر بھی قربانیاں کرتے حلوے مانڈے کے طباق چڑھاتے
بتونکو ہار پہناتے ۔ شتر مرغ کے انڈے چڑھاتے منتیں مانتے ۔ جو شخص ان بتوں کے میلوں میں شریک
ہوتا بڑا خوش نصیب سمجھا جاتا ۔ جو شریک ہوا ر شوالے کے عزت اور عہدوں میں رسوخ پاتا مشہور قوم ہوجاتا
بتونکی پوجا کے طریق جو مختلف تھے ۔ کسی کی پوجا سجدہ سے کسی کی اوسکے گرد گھومنے سے کسی سے
کسی کی چھونے اور بوسہ دینے سے کسی کی بت پر قربانی کرنے سے کسی کا پردہ دودھ کا ۔ علاوہ بالائی چڑھانے
اونکی پوجا کرتے تھے (چھونا بوسہ دینا گھومنا ۔ اگرچہ افعال عبادت میں محصور نہیں ۔ بچوں کا بوسہ لینا چھونا
پیار کے طور پر گرد گھومنا محبت کے مقتضا پر جیسے مور مورنی کے اور مرغ مرغی کے گرد گھومتا کبوتر کبوتری کا
بوسہ لیتا ہے ۔ بزرگوں کی پیشانی و ہاتھوں اور ستونوں کو چومتے بوسہ دیتے ہیں جیسے حجر اسود کے درمیان
چونکہ اقرار نامہ درباره توحید لکھا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا محفوظ کرکے رکھا ہوا ہے جسکو اللہ کی کبریائی
اور بڑائی ہونا [illegible] بزرگ [illegible] جو [illegible] ادب پتھر کی [illegible] لہذا یہ افعال عبادت
نہیں ۔ اور جب چونکہ یہ افعال عبادت کی نیت سے کیے جاتے ہیں اسلئے انکو طریق عبادت کہہ دیا

بیان کیا ہے ورنہ دراصل یہ کام عبادت کے نہین)

بارہا ایسا ہوا ہے کہ اہرسے کتے نے آنکر بتون کے سامنے رکہے ہوئے دودہ گہن کے چڑہاوے کو
کہا بہی لیا مگر اون کے اس عقیدہ مین کمی نہین آئی کہ یہ خدائی جیسکا رہمارے حاجت روا ہین مینہہ برساتے
عورتون کے رحم مین بچے ڈالتے حمل کی لڑکیون کو لڑکون سے بدلدیتے مصیبتین ٹالتے ہین۔ تخیلات
وہمیات کا اتنا غلبہ تہا کہ کوئی کام شگون ٹونے ٹوٹکے سے خالی نہتا۔ جب سفر کا ارادہ کرتے پرند اوڑاتے
داہنے بازو کی طرف کو اوڑجاتا سفر کرتے بائین جانب کو اڑتا رک جاتے کوتے کے گہر پر آن بولنے کو
جدائی کی اطلاع سمجہکر منحوس ٹہراتے۔ بیماری کو اڑکر لگنے کو حق سمجہتے۔ چیچک وغیرہ کے مریضون سے الگ
ہوجاتے۔ سہیل کے طلوع سے جو بالون مین مری پہیلنے کا اعتقاد رکہتے۔ مہمان کے پیچہے برتن پہوڑدیتا اوس کے
پہرنہ آنیکا ٹوٹکا تہا۔ مسافر مڑکر پیچہے کو دیکہتا تو کہتے اسے راستہ سے لوٹنا پڑیگا۔ بڑے شخص کی موت سے
سورج گہن یا چاند گہن ہونا مانتے۔ کال پڑتا تو سلع اور عشر کی لکڑیون کا گٹہا گائے کی پونچہ مین باندہ
آگ دیکر پہاڑ پر چڑہا دیتے۔ پہر مینہ کی دعائین مانگتے ہوئے اُسکے پیچہے ہولیتے۔ گویا گائے خدا کی درگاہ مین
اونکی شفیع تہی۔ طرح طرح کے جنتر منتر۔ تنتر بہی اون مین رائج تہے۔ جن مین ہوا سورج جن۔ بہوت ارواح
خبیثہ سے مدد مانگتے تہے۔ جنات اور ارواح خبیثہ کے چہٹ جانے کا علاج گلے مین حیض کے چہیتڑے
یا مُردہ کی پرانی ہڈیان ڈالنا تہا۔ سانپ یربوع قنفذ کے مارنے سے جن کا اثر ہوجاتا اعتقاد کرتے
دوا سے آرام ہوتا تو جنات کی بہینٹ چڑہاتے۔ اور مارے ہوئے سانپ کی دیت دیتے۔ سٹی کے اونٹ
پر گیہون لادکر سانپ کے سوراخ مین پہنچاتے۔ اونکا اعتقاد تہا کہ جبراً جماع کرنے سے اولاد قوی بہادر دلیر
ذکی پیدا ہوتی ہے۔ رتوندے کا علاج اونٹ کی کوہان اور کلیجی کا کہانا تہا[5]۔ اپنی بیوی کی انگشت شہادت
پہیرکر منتر پڑہکر دم کرتے۔ خاوند کے بالون تلے کی مٹی اٹہاکر کہانا خاوند کے جلد واپس آنے کا عمل تہا۔ محبت
ہمیشہ قائم رہنے کے لئے مرد عورت کا برقع پہاڑدیتا عورت مرد کی چادر پہاڑدیتی۔ خاوند سفر کو جاتا تو
ایک دھاگہ کسی درخت کی جہاڑ شاخ مین باندہ جاتا واپسی پر اوسکو ویسا ہی پاتا تو اپنی بی بی کو پاکدامن خیال
کرتا اور جو ڈورا کہلا یا ڈہیلا پاتا تو کہتا میری بی بی اپنی عصمت کہو بیٹہی دوسرون سے دل لگاکر میرے عقد سے
نکل گئی اس وہمی خیال کی بدولت پاکدامنین فاحشہ کہلاتین۔ اور بدکار چالاک عورتین پاکدامن قرار پاتین

۵۔ اتوار سنیچر سات نوتیات کلیجی کی کہلاتا رتوندے سے واسطے کہ یہہ بہی کفار کی تقلید ہے۔ طبیب حاذق دیندار
اسکو بدون تعیین یوم بتاوے تو کچہہ مضائقہ نہین ۱۲ منہ

مقلات مرت بیائی عورت جسکی اولاد نہ جیتی وہ اولاد جینے کے عمل مین کسی شریف مقتول کی لاش اپنے پاؤن سے روندتی۔ جب لڑکے کا دانت ٹوٹتا وہ سورج کو دانت دکہا کر اوس سے اچہا مانگتا جسکی خبر نہ ملتی اوسکو کنوئین مین جہانک کر پکارتے۔ کنوئین کی گونج سنکر کہتے زندہ ہی وہ جواب دے رہا ہے کسیکا پاؤن سو جاتا تو وہ اپنے پیاریکو پکارتا[1] خیال تہا دیر لگتی اتنے مین سُن اوتر جاتی نام پیارے کے نام پکارنیکا ہوتا۔ جس فریق مین لڑنے کی طاقت نہوتی اپنی عورتون سے طرفین کی صفوف قتال کے درمیان بیتاب کروا تا اسکو لڑائی کی آگ بجہ سکا ٹوٹکا سمجہتے ناچار صلح ہو جاتی۔ جو بری دار گہوڑے پر سوار ہوتے گہوڑے کو پسینہ آجاتا تو یہ خیال کرتے کہ سوار کی عورت غیر مرد سے ضرور ہمبستر ہو گئی عورت سے بدگمان ہوکر جدا ہو جانے سے اوس کو بدکاری کا موقع دیتا پہر اپنی شناخت کے اعتقاد مین پختہ ہو جاتا۔ وبا اور جنات کے اثر سے بچاو کے لیے گدہے کی آواز بولتے۔ جراد برگول تو وہ بتاتا اونٹنی کا بالون باندہکر دو خط کہینچنا حصار تہا۔ اونٹنی کے کان مین اوسکی مان کا نام لینا بدکنے کا علاج تہا۔ مارے گہو ہوتے آنکہہ پہنسیان تو نکلین کسی اونٹ کے اور داغ دیا جانے دوسرا تندرست۔ ہزار اونٹ والا نظر لگ جانے کے بچاو کے لیے ایک اونٹ کی ایک آنکہہ پہوڑ دیتا مرد ہزار ہو جاتے تو دوسری بہی پہوڑ دیتا۔ سانپ کے کاٹے ہوئے کے گلے مین عورت کا زیور ڈالتے۔ جہانچہ بچاتے۔ کلمات کفر پڑہکر دہاگون مین گرہ لگاتے۔ سانپ اور نظر بد سے بچانے کو بچہ کے گلے مین خرگوش کے ٹخنے کی ہڈی۔ لومڑی بلی کے دانت ڈالتے۔ زچہ اور بچہ کی حفاظت کے لیے سرخ گوند کے نقطے پیشانی پر اور سیاہی کی لکیر بچے کے منہ پر لگاتے۔ مختلف قسم کے منکے گلون مین پہنتے۔ اونکی مختلف تاثیرین مانتے۔ بعض منگنی نکاح تسخیر قلوب کے منتر کیہ منتر پڑہے جاتے۔ ساری بُرائی اور مفاخرت کا مدار شعرون پر تہا شعرا اپنی جادو بیانی سے برسون کے بگڑے ہوئے دلونکو بہائی بہائی بنا دیتے۔ دو الفت والے قبیلون مین ایسی جنگ برپا کراتے کہ ہزارون بچونکو یتیم سیکڑون عورتونکو بیوہ بنا کر چہوڑتے۔ جب کوئی نوآموز عمدہ شعر کہنے لگتا تو اوس قبیلہ کے تمام آدمی جمع ہو کر عید مناتے۔ عورتین ناچتی گاتین تماشے دکہاتین دوسرے قبیلون کے لوگ مبارکباد دیتے۔ عمدہ کہانے پکا کر کہلائے جاتے۔ کسی کی ہجو کا ارادہ کرتے تو الاشاعیر آدہے سر مین تیل لگا ایک پاؤن مین جوتا پہنتا ایک ننگا رکہتا۔ چونکہ عرب مدح اور خودستائی کے دلدادہ تہے ہجو سے پریشان ہوتے۔ جب کوئی شاعر قید مین آتا تو اوسکی زبان ڈورے یا تسمہ سے باندہتے۔

---

[1] حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یا محمداہ کہنا پاؤن سو جانے مین پیارے کے نام لینے مین سن کا خیال بتانے کو نہ تہا نہ بخیال اہل جاہلیت ۱۲ منہ

شکار کی دوڑ مین سبقت آنے کی کل جانے والے گھوڑے کا سینہ شکار کے خون سے رنگتے - کمزور قبیلہ
دوسرون سے دب کر کھانے کی نسبت مرجانا بہتر سمجھتا - ذلت پر مشکل سے راضی ہوتے - ناچاری مین
بھی آسمان کی طرف تیر پھینکتے جب خون لگا واپس آتے کا حیلہ لگا کر خون بہا پر راضی ہوتے - باندی کی اولاد
اگرچہ باپ سے پیدا ہوئی باندی غلام بنائے بغیر نہ چھوڑتے - اون مین سے لائق کو آزاد کرکے بیٹا بنا لیتے
ناراض ہوکر بیٹے کو بیٹا ہونے سے خارج کرنے کا اعلان میلہ یا بنبہ کے بھرے مجمع مین دیتے قتل خطا کی
دیت کا مطالبہ اس کا اور بیٹے اور ماں کا اس سے اٹھ جاتا - آزاد کرنے کے بعد سے غلام کو پھر بیچ لیتے
اون لیکر کسی کے گھر میں داخل ہونا پردہ کرنا کوئی چیز نہ تھا - صرف بعض شرفا کی عورتین پردہ نشین تھین
باقی سب بے پردہ - پردہ رہنے والی عورت اور اوس کا خاندان نظر حقارت سے دیکھا جاتا - مال و دولت
عام پر فخر سخاوت - شجاعت - علم - علاوہ شرافت نسبی وغیرہ مین بڑائی مارتے - مردون تک کو گنا دیتے
قید کئے ہوئے ذی رتبہ کی پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیتے - ان بالون کو میلون مین دکھلاتے کہ یہ
فلاں رئیس کے ہین جسکو شجاعت سے قید کیا تھا - اور سخاوت سے چھوڑ دیا - عرب مین دو قیدین مثالی
جاتین - عمدہ لباس پہنکر نکلتے - سلام کے ساتھ پھول ایک دوسرے کی نذر کرتے - جاہلیت کا سلام دوپہر تک
کا اور تھا اور شام تک کا اور رات کا اور دن کا اور جیسے انگریزی سلام وقت وقت کا جدا ہے - عورتون
مین کمال گندہ ہونے کا عام دستور تھا - سو چینے سے بال اوکھاڑ کر بیہودہ تار بار کیا کرتین - دہن سے
دانت گھس کر سونے کی میخین لگواتین - رجب ذیقعد - ذی الحجہ - محرم کے مہینون کی تعظیم کرتے -
ان چار ماہ مین لوٹ مار جدال قتال بند رہتا - خود غرضی ان مہینون کو دوسرے مہینون سے بدلکر
قتال وغیرہ کا موقع بھی نکال لیتے - اسکا نام نسیی تھا جسکو سب سے پہلے بنانے والا حذیفہ قلمس تھا حج کی رسم
اونمین رسم قدیم سے تھی - اور اونمین بیشمار بدعتین قبیحہ داخل کیا تھا ذکر کی ہین جنکی تفصیل منقول سے متن
موجود ہے - یہ نمونہ ہے زمانہ جاہلیت کے اُن عقائد و اعمال عبادات و عادات و معاملات و وہمیات و
تخیلات کا جنمین عام باشندگان عرب ڈوبے ہوئے تھے - جن کا اثر چارون طرف پہیلکر دوسرونکو اپنی شوریدہ
طوفان مین غرق کئے جاتا تھا - اس بگڑی ہوئی قوم کی بدحالی و بداعتقادی کا نقشہ تھوڑا سا کھینچکر
دکھا دیا جس سے اوسکی تصویر قوت خیالیہ مین آسکے - بس اب ذرا توجہ کے ساتھ سوچو کہ ایک بڑا ملک ہے
جسمین دو قسم کے آدمی آباد ہین - عہدہ دار - مالدار سلاطین اونکی حالت تو بیان کر دی ہے کہ اون کو
شراب کی سرورون کی وحشت ہی اونکو علما کی باتونپر ہنسی آتی ہے - مال و سلطنت کا مزہ اونکو ظالم جفا شعار
بنائے ہوئے ہے - رعایا کی پاسبانی اُنکے نزدیک اسی کا نام ہے کہ رعایا کو اپنا غلام مملکت بند سمجھین اور اپنے آپکو

سب کا مخدوم بلکہ خدا اونکے نزدیک دین کوئی چیز نہیں نہ آنے والی زندگی کوئی شے ہے جسکا فکر ہو نہ دوزخ کا
وجود ہی جو ڈریں نہ جنت واقعی ہے کہ طمع کریں نیک و بد افعال کی امتیاز فضول ہے اور غرض دنیا سے ہے تو بھی کس
دکاہلی کم ہمتی و دنائت ہے نبوت کوئی چیز نہیں جو مانی جائے اور نہ اصلی آخرت کی بگاڑ کوئی قابل سماعت امر کہ
جسپر کان دھرا جائے۔ دوسری قسم وہ جو دیندار کہلاتی ہے جنکو علما درویش احبار قسیسین رہبان کہا جاتا ہے
یہ لوگ اللہ والے مجاور متولی خانہ خدا سمجھے جاتے تھے ۔ انکی حالت یہانتک گری ہوئی تھی کہ شرک وکفر انکے
یہاں اعتقاد توحید اور وحدانیت کی جگہہ ہو گیا تھا۔ بدعات و رسومات واہیہ کے دلدادہ ہو گئے تھے۔ چونکہ
عوام اتباع کو اونپر اعتقاد اور اعتماد تھا اس لئے کفر و شرک و بدعات اور انکی تحسین میں اونکے داؤگھات
سب دین کی صورت میں مقبول تھے ۔ انھوں نے محبت جاہ و نمود شہرت سے اپنی بڑائی اور کارروائی دکھلی اُسپر
اپنے تابعین کو دلدادہ توہم پرستوں ۔ خواہشات نفسانی کے بندوں کا یہ دین تھا جسکا کچھ ذکر ہم سن چکے
اب بتاؤ اون کا کونسا پہلو تندرست تھا جسپر نظر رکھکر ہماری طبیعت کو علاج کی ہمت ہو ۔ اُن کے کان
آنکھ دل سب کچھ تھا مگر حق کو دیکھ کر سنکر حقیقت حق ادراک کرنے کا جوہر قلبی جہالت کی تاریکی میں کھو چکے تھے
کفر و ہوا پرستی کی ظلمت کے ایسے گہرے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے جس سے نجات دشوار تھی ۔ ایسے جم غفیر
کے اندر پیدا ہوکر اُنھیں میں نشوونما پانیوالا وہ یتیم بچہ بتاؤ کس عقیدہ اور کس خیال کا ہونا چاہیے جسکی تربیت
کیلئے باپ کا سایہ بھی سر پر نہو اور ملک بھی ایسا کہ جہاں علوم کا چرچا نہو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اوسکی حالت اپنی
قوم سے ممتاز و جدا ہوگی ۔ کیا یہ توہمات جن کو آنکھ کھولتے ہی اپنے کنبہ اور خاندان کی عورتوں ۔ ہمعمر بچوں
جنسے بڑے ہونے میں یکساں دیکھیگا اُس کے نفس سے دلپر نقش نکریں گے۔ کیا اوس کو اپنی جان عزیز پیاری نہو گی
کیا لوگوں کی موافقت کرکے اون کا مخدوم بننا اوس کو اچھا معلوم نہوگا ۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اوسکو ان
باطل عقائد و خیالات سے ہٹائے جبکہ اوس کے ملک نے پرورش پائی اور یہ بچہ بھی اونھیں میں پیدا ہوا اور بڑھا
پھولا پھلا ہو اور اوس کو ان عقائد و خیالات کی خرابی سمجھانے والا بھی اس زمانہ میں کوئی نہ ملا ہو ۔ باایں ہمہ
اُن کے عقائد و اعمال و توہمات و تخیلات سے خلقۃً بیزار پیدا ہوا ہو ۔ اور بیزار ہی نہیں بلکہ سب کا مصلح
و ہادی بنکر کھڑا ہو گیا ہو ۔ اُنکی ایک ایک توہم پرستی کو چن چن کر جڑ اکھاڑ دیا ہو اور برائی کو کھول دکھایا ۔ اونکی عبادات
بد خو و مالی کی ظلمت کو مثل نور سے بدلنا سکھایا ۔ اونکی معاملات میں ترمیم کی اونکی بدعات عملی و اعتقادی شادی اور
غمی کی رسومات سراپا بربادی کی مضرتیں اور برائیاں ظاہر کیں بجائے اونکے سہل دین دنیا اور آخرت دونوں میں
نفع دینے والا ہر شخص کی حیثیت کے موافق قابل برداشت و مثمر برکات طریقہ سکھایا اون کے تمدن
اور معاشرت کے نقصانات بتائے اونکے عقائد کی مضرتیں کھولیں ۔ اُنکے روحانی امراض مزمنہ کے

آثار و علامات کو کتاب کے اوراق کی طرح کھولکر علاج کے لئے علاوہ مشفقانہ طور پر تیار ہو گیا اور انکے دلوں سے برس کی گندگیوں کو دھو دیا۔ بدعات و رسومات قومی و ملکی جیبوں میں جمی ہوئی میل کچیل کو یکسخت بغض و نفرت سے بدلکر ملیا میٹ کیا اونکی آنکھیں کھولکر اونمیں نور بھر دیا۔ کانوں میں حق نیوشی کا مادہ ڈالدیا۔ ہاتھ پانوں کی رگوں میں حمیت حق کا خون دوڑا دیا اون کو متحرک قابل گرفت و رفتار الٰہی بنا دیا۔ دلوں میں پاکیزہ حیات کی روح پھونک کر زندہ دل بنا دیا۔ عقل و فہم ہوش و حواس کو ایسا منور کر دیا کہ چالاک سے چالاک بھی اونکو دھوکا نہ دے سکا کیا اس شخص اعجاز مجسم کو علمی فرشتہ اور اس کے کارنامہ کو اعجاز نامہ کہہ سکتے ہیں۔ دنیا کا رنگ دیکھو۔ خود دیکھو تجربہ کاروں سے واقعات پر نظر ڈالنے والوں سے پوچھو۔ چھوٹی سی برادری میں بڑی ہوئی بد رسم سردار بانے ہوئے بڑے بوڑھے کے مٹانے نہیں مٹتی۔ ایک نوجوان بچہ یہ کہکر مخالف ہو جاوے کہ جو بات بڑوں سے چلی آتی ہے اُس کو کیوں چھوڑ دیں تو اوس کمزور مخالفت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ اور تجربہ کار بڑے میاں کو جنھوں نے اپنی ڈاڑھی کو دھوپ میں سفید نہیں کیا تھا اپنی خیر خواہانہ اصلاح میں کتنے اُلجھاؤ پیش آتے ہیں اور کتنی کامیابی ہوتی ہے یا نہیں۔ بس ہی ایک اٹکاؤ پر اصلاح عرب اور اشاعت اسلام کے اس عالیشان محل کی تعمیر کو قیاس کرو جسکا معمار وہ پاک نفس معجزہ مجسم تھا جسنے عیسوی سال کی چھٹی صدی کے اخیر میں تاریکی میں پیدا ہو کر اُسی توہم پرست ملک میں پرورش پائی جسکی کایا پلٹنی اور اونکو دنیا کا اُستاد بنا دینے کے لئے دنیا میں آیا تھا اور صرف ترسیٹھ سال زندہ رہکر ساتویں صدی کے وسط میں اپنی سوانح کو ایک سچا اور پائیدار معجزہ بنا ہوا چھوڑ کر مظفر و منصور رخصت ہو گیا۔ واللہ اگر اللہ کا فضل امت محمدیہ کا حامی و مددگار نہوتا تو یہ پیغمبر روحی فداہ زیادہ مستحق تھا کہ اگر عزیر و عیسیٰ علیہم السلام اپنی امت کی زبان سے ابن اللہ کہلائے گئے تو یہ حیرت خیز کارگذار اپنی امت کے نزدیک خدا قرار پاتا لیکن ایسا ہوتا تو اوس کمال میں نقص تھا جسکا اسم نبوت دے رہے ہیں پس باایں کمال و عظمت سب کو اقرار ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رسومات مذکورہ کے بیان کرنے سے یہ بھی نفع ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جاوے کہ آج زمانہ کی مروجہ رسومات نے زمانہ جاہلیت عرب و ہند کے اندھیر کا کتنا رنگ اور اندھیرے رکھا ہے۔ قریش کی زیادہ ان ترانیاں بڑھنے کا بڑا سبب اصحاب فیل کا عبرتناک واقعہ بھی ہوا۔ کہ حق تعالیٰ نے جابر و نخوت پسند بادشاہ کے پنجہ سے مکہ کو بیت اللہ کی خاطر محفوظ رکھا۔ نجاشی بادشاہ حبش کے صوبہ دار یمن ابرھہ نے جو عیسائی تھا خانہ کعبہ کو مرجع خلائق دیکھکر حسد کیا۔ اور اپنے دار الخلافہ شہر صنعا میں ایک عالیشان گرجا طیار کرا کے لوگوں کو مجبور کیا کہ کعبہ کی مانند اوسکی تعظیم کریں۔ مگر اس میں ابرھہ کو کامیابی نہوئی۔ گو صوبہ کے عام باشندے اوسکا طواف اور احترام کرنے لگے۔ اتفاق سے گرجا کے قریب قافلہ مقیم تھا آندھی نے اوس طلائی کلیسا کو قافلہ کی آگ اوڑا کر

جلادیا۔ جیسے ابرہہ کے دل میں اشتعال پیدا کیا ہو لاجب تک مکہ کے مقدس گھر کی اینٹ سے اینٹ
نہ بجا دونگا آرام سے نہ بیٹھونگا۔ ابرہہ تیرہ ہاتھی اور لشکر جرار لیکر مکہ پر چڑھ آیا۔ باشندگان شہر کو لوٹا کیا غنیمت
نذر شاہی میں لیا۔ باشندگان شہر مکہ شہر چھوڑ پہاڑوں۔ غاروں جنگل کے وادیوں میں جا چھپے۔ جب صبح نمودار
ہوئی ابرہہ نے فوج کو مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اور جنگی ہاتھی جنسے مضبوط مکان منہدم کرائے جاتے
تھے آگے بڑھائے گئے۔ سب میں زبردست ہاتھی محمود نام چند قدم چلکر بیٹھ گیا۔ فیلبان نے مار کر اوٹھایا مگر
اُسنے مکہ کی طرف چلنے کا نام نہ لیا یہاں اس پریشانی میں سب مبتلا تھے کہ دفعتہً جدہ کی طرف سے چڑیوں کا
غول نمودار ہوا جن کے پنجوں اور چونچوں میں سنگریزے اور کنکریاں تھیں۔ اوس غول نے سروں پر پہنچکر اونپر
کنکریاں پھینکنی شروع کیں ان عذاب الٰہی کی کنکریوں نے بندوق کی گولیوں کا کام دیا۔ جس سوار کے سر پر
پڑیں بھیجا پھوڑ انتڑیاں کاٹتی ہوئی گھوڑے کے پیٹ سے گذرتی ہوئی زمین پر گریں ہزاروں سپاہی اسیطرح
ہلاک ہوئے باقیماندہ بھاگ نکلے۔ پہلا عذاب ختم ہوا تھا کہ دوسرا عذاب آیا۔ سمندر کی طرف سے طوفان نمودار
ہوا اور سیلاب عظیم نے بھاگتے ہوؤں کو خس و خاشاک کی مانند بہا کر سمندر میں بہا ڈالا مغرور سپاہیوں کے
پاؤنمیں دبکر ابرہہ کا عضو عضو چور چور ہو گیا۔ آخر اسی طرح بے بال و پر پرند کی طرح کاندھے پر ڈالے صنعا پہنچے
ابرہہ نے چند روز میں تڑپ تڑپ کر جان دی۔ دفن کے بعد اوس کا بیٹا یکسوم گدی پر بٹھا دیا گیا۔ چونکہ
یہ ایک مہتم بالشان واقعہ تھا جو آج چودہ سو برس تک تاریخی صفحات کا جزو بنا ہوا ہے اسلئے اہل عرب نے
اسکو سال کا مبدا قرار دیا اور آیندہ واقعات کی تاریخ کا حساب اسی سے شروع کیا یہ سال عام الفیل کہلایا
اور اسی سے سنہ ایک دو آخر تک گننے جانے لگے۔ یہاں عبدالمطلب نے پہاڑی سے اوتر کر لاشوں
کو دو گڈھوں میں دفن کیا۔ چاندی سونے جواہرات کے ڈھیر جمع کرکے بحصہ رسدی سب ہموطنوں پر تقسیم کردئے
عبدالمطلب کے حصہ کا مال اسقدر تھا کہ عمر بھر مالدار بنکر تمام خاندان کی زندگی بسر کرنے کو کافی ہو۔
اصحاب فیل کی اس ہلاکی و تباہی کو سورۃ الفیل میں بیان فرماکر قریش پر احسان جتایا ہے۔ مقتضائے
شکرگذاری اتنا کافی تھا کہ وہ رحیم المبرۃ کے احسان مند ہوکر کعبہ کی سچی عظمت برقرار رکھتے جسکے احترام
کی وجہ سے ہوس کو کفران ناشکری سے بچا لیتی اور خاشع خاضع بنکر عبادت الٰہی میں ترقی کرتے۔ مگر افسوس
بجائے نیکی ان میں تکبر نخوت غرور پیدا ہوا تعلّی کے ساتھ کہنے لگے۔ ہم ایسے با عزت لوگ ہیں
جنکی خاطر بیکسی اور بےبسی کی حالت میں لشکر جرار رکھنے والے اصحاب فیل نگونسار ہوئے۔ اسکے بعد
اُن میں طرح طرح کی بیہودہ خرافات رسمیں اور بھی پیدا ہوئیں جنکو عام اہل حجاز یہ کہکر تسلیم کرتے گئے کہ قریش
کا جو بھی کام ہے خدا کو پیارا ہے۔ جب قریش کی عزت و عظمت نے اہل ملک کے دلوں پر قبضہ کر لیا اور

اور اونکی ہر بُری سے بُری ادا بھی خوبی کے ساتھ دیکھی جانے لگی تو جو کچھ بھی ظاہر ہو وہ تھوڑا ہے۔ چنانچہ اس باب میں جو کچھ رسومات و توہمات پرستی کا نمونہ دکھایا گیا ہے وہ فتنہ شرکیہ و بدعیہ واہیہ کو جگہہ دینے والی اسی حالت کا ایک شعبہ تھا اور اونھیں کی اصلاح کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعجاز مجسم دنیا میں تشریف لائے تاکہ سب سے پہلے اونکے قلوب کی گندگیاں اور مفاسد صوری و معنوی اُنکے دور کرکے نورانیت سے منور کریں اور جب اونکی طرف سے اطمینان ہو تو الاقرب فالاقرب اطراف عالم کے جملہ جن و انس کو صراط مستقیم دکھا کر معرفت الٰہی کے مراتب طے کرائیں۔ ناقل کہتا ہے طیراً ابابیل کی سنگریزہ بازی سے جو جنگی ہاتھی پر جو استبعاد کیا جاتا ہے کہ یہ محال عادی ہے اس عناد اور فلسفیت کی ٹھوکر کھانیوالی افتاد کی ہچیان الذاسہم حلیہ منبر ۶ وغیرہ میں پورے طور سے اوڑادی ہیں۔ افسوس انسان کا سکھایا ہوا بلا کنوئیں میں کوڑی پھیا دیکھو ہوا گرتے ہوئے کو راستہ میں سے بچا نا دے۔ طوطا توپ میں بتی لگا توپ چھوڑدے۔ مجلس میں پان بانٹے۔ اور اس کے سوا اور بہت سے اعجوبہ تماشے تماشا گاہوں میں جو بھی ہوں آنکھیں دیکھ چکیں اونکو اوپر تو استبعاد نہ ہو انسان کے سکھائے ہوئے پرندوں کی یہ کرتب سب ممکن اور وارقع استبعاد ہو تو کس پر اللہ کے سکھائے ہوئے پرندے بھلا کیسے تاک کر سر پر کنکریاں چھوڑیں اور اون کنکریوں نے کیسے گولی کا کام دیا۔ حال کا تجربہ خبک گا ہوں کا کیا ایسے کرم خوردہ دماغوں کو آنکھیں ملنے سے ابھی فارغ نہیں کرچکا۔

جیسے انہیں شادی غم کی تھیں | کردیتی تھی جیسے بی دام و درم
ہوتی جب مفلس تو کرتے لوٹ مار | خرچ کرتی جبر تنافس میں رقم

خوشی کی تقریبوں میں پندرہ کھانے کئے جاتے تھے پہلا کھانا ولیمۃ الخرس دردزہ کی نجات پانے کی خوشی میں ہوتا۔ دوسرا عقیقہ بچہ پیدا ہونے کے ساتویں دن۔ تیسرا کھانا اعذار نام ختنہ کی دعوت میں دیا جاتا چوتھا کھانا ذوالحذاق نام عام برادری بخلاف قبیلوں گوتوں کو شناوری۔ تیراندازی۔ شاعری وغیرہ میں کمال حاصل کرنے پر دیا جاتا۔ پانچواں کھانا ولیمۃ الملاک نام منگنی کی تقریب میں دیا جاتا۔ چھٹا کھانا میاں بی بی کے یکجا جمع ہونے پر ولیمۃ العرس کے نام سے دیا جاتا ساتواں وکیر مکان بنانے کی خوشی میں کھلایا جاتا۔ آٹھواں کھانا شُندخ کھوئی ہوئی چیز ملنے پر دیا جاتا۔ نواں کھانا تحفہ دوستوں ملاقاتیوں کو کھلایا جاتا۔ دسواں کھانا سفر سے بخیریت واپس آنے کی خوشی میں ہوتا اور نقیعہ کہلاتا۔ گیارہواں کھانا قری مہمان کو جاتا تھا۔ بارہواں وہ فیاضی کے طور پر کھلایا جاتا۔ تیرہواں کھانا عتیرہ ہر سال رجب کا چاند دیکھنے کی خوشی میں ہوتا۔ چودھواں کھانا نقری جس کے لئے خاص خاص لوگ بلائے جاتے تھے۔ پندرہواں کھانا جفلی آدوست دشمن سب کو کھلایا جاتا۔ مردے کے کفنانے دفنانے کا بھی رواج تھا۔ نوحہ کرنے والی مزدور دیا ہر بلائی جاتیں۔ وہ مردے کی خوبیاں شجاعت سخاوت فیاضی۔ شرافت کو اشعار یا مقفی عبارت میں

بیان کرتی جاتی رونا روتیں رُلاتیں۔ کنبہ کی تمام عورتیں اپنے سر کے بال کھول کر اور منہ کھول کھڑی ہو کر میت کا نام لے لے چیخیں چلاتیں پچھاڑیں کھاتیں۔ چھاتیاں کوٹتیں بال کھسوٹتیں گریبان پھاڑتیں موہنہ نوچتیں رخسارے پیٹتیں۔ جنازہ کے ساتھ کنبہ ننگے پاؤں ہوتا جب جنازہ قبر پر پہونچ جاتا تو اوس کا ولی امام کی طرح اوس کے سامنے کھڑا ہو کر اوسکی تعریفوں کنبہ کے صدموں کا رونا روتا۔ جو لوگ دفنا کر آتے سب میت والے گھر میت کے رشتہ داروں کی لائی ہوئی کھچڑی کھاتے اس کھچڑی کا نام وضیمہ تھا بعد اس کے رونا تیسرے صبح کے وقت اور جب کوئی ماتم پرسی کو آتا تو بھاڑے پر نوحہ کرنے والی پیچھے دار غم کے گیت گا گا کر محلہ کو سر پر اوٹھا لیتیں۔ اس کھچڑی کے علاوہ غمی کی تقریب میں چھ ضیافتیں اور بھی کی جاتی تھیں۔ تیسرے۔ نویں پندرہویں۔ چالیسویں دن چھٹے مہینے اور برسی جن کو اہل محلہ دوست آشنا برادری کے لوگ میت والے کے گھر جمع ہو کر کھاتے تھے اور ان تقریبوں کو تیجہ نویں۔ پندرہویں چالیسویں۔ چھماہی برسی کے نام سے پکارتے تھے۔ عرب میں رئیس اور بڑے شخص کی موت کا اعلان دیا جاتا۔ اوسکی قبر کے پاس گڑھا کھود اونٹنی گردن مروڑ کر اوس میں ڈالدیجاتی بلیّہ اوس کا نام ہوتا کہتے قیامت کو مردہ اوسی پر سوار ہوگا۔ اور بہتیرے لوگ قیامت حشر نشر جزا سزا کے منکر تھے کہتے بوسیدہ ہڈیوں میں پھر جان نہ آئیگی۔ قبر پر صدقہ اور خیرات کو خصوصیت کے ساتھ نافع سمجھتے قبر دنیز قربانیاں کی جاتیں اُن کے خون سے قبر تر کی جاتی۔ مُردے سے جسم اور دل ٹھنڈا کرنے کو شراب اوس کی قبر پر چھڑکی جاتی۔ کہتے مقتول کی کھوپڑی گل کر اوس سے ہامہ اور صدیٰ الّو کی شکل کا پرند پیدا ہو کر روتا چیختا پھرتا ہے قاتل سے بدلا لینے پر اوسکی پیاس بجھتی ہے یہ اوپر کی عبارات بگیہ کی نظموں کے ذیل مسطور ہی ماخوذ ہے الرشاد جلد ا نمبر ا کے سے اور احسن المواعظ اور ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ کے چند اجزا سے ۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم المتباریان لا یجابان ولا یوکل طعامهما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافة فخرا ورياء رواه البیهقی فی شعب الایمان مشکوٰة ص ۲۷۹ لا تقبلوا دعوة المتبارین بصیغہ نہی بھی صحیح حدیث میں وارد ہے **ترجمہ** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فخر کرتے دکھانے کو ایک دوسرے پر بڑھ چلنے کو دعوت کرنے والوں کی دعوت نہ قبول کیجائے اور نہ کھایا جائے کھانا اون کا۔ فرمایا امام احمد نے (متباریان) کے معنی یہ ہیں کہ فخر اور ریا کی راہ سے ضیافت کے ساتھ دو باہم معارضہ کرنے والوں کی ضیافت نہ قبول کی جاوے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں (مشکوٰہ)

خوشی کی تقریبوں میں ہندرہ کھانے اور ضیافتیں اور رسمات بھیلیان اور ضیافتیں غمی کی تقریب مین
بیچ زمانہ جاہلیت کے جو ہوا کرتی تھیں جنکی تفصیل معہ تعین تواریخ اوپر گذری انکی اور زمانہ کفر و جاہلیت کے
دوسرے اُن کاموں اور رسموں کی نسبت جن کا جاہلیت سے ہی تعلق تھا ملت ابراہیمی و اجازت شریعت
مصطفویہ سے کیا حکم رہا - اسپر بطور ضابطہ تو یہی کہ ہوڑا ہوڑی ایک دوسرے پر بڑھجانے کی بات
فخر دریا کے طور پر جو دعوتیں ہوتی ہیں ان کو قبول ہی مت کرو جیسا کہ حدیث سے گذرا دوسرے حدیث
صحیح مرفوع متصل قولی رسومات جاہلیت کے عموماً مٹانے کے لیے یہ بس ہے جسکو روایت کیا ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثنی بمحق المعازف والمزامیر
والصلیب وامر الجاهلیه جب اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بعثت کی علت معازف اور مزامیر اور صلیب اور جاہلیت کے زمانہ کے رسمی کاموں کا مٹانا بھی
ہے تو ان باتیں ضیافتوں ۔ جھتیوں اور اونکی خصوصیات اور تعینات میں سے مٹنے سے وہی بچیگا
جسکی شرع محمدی اجازت دے ۔ اور یہ اجازت دینا بنقل صحیح و قابل اخذ ثابت ہو جاسے جیسے عقیقہ
بتعین (ساتویں) ہفتم روز ولادت اور طعام ولیمہ اور شکریہ کا کھانا کھلانا اکرام کے ساتھ اور پہلے
دن اہل میت کو کھانا بھیجنا نہ کہ خود اونکا کھانا اور صلہ رحم صدقات خیرات جو دیا جاوے لوجہ اللہ تعالیٰ
اور کوئی مانع شرعی ہو تو دعوت کا قبول کرنا ان امور کی ترغیب اور مشروعیت کے ثبوت میں حدیثوں سے
کتب احادیث کے ابواب بھرے ہیں - تصریحات فقہیہ موجود ہیں - امام محمد کا عقیقہ کو مکروہ کہنا کسی کو نہ کھٹکے جبکہ
رسومات جاہلیت سے عقیقہ بھی ٹھہرا - اور رسومات جاہلیت کا مٹانا منجملہ اہم مقاصد شارع ہوا تو وہ حکم
محقق نبوی سے جبھی بچیگا جب اُس کی اجازت کی نص ہمپلہ نصوص محقق امور جاہلیت ہوگی پس یا تو منظر
امام عالی مقام کو ایسا ہے نہیں یا اطلاق عقیقہ میں کراہیۃ لفظی کی وجہ سے کلام ہے اسکو تسمیہ
کہنا چاہیے اور زیادہ بسط اس مسئلہ میں دیکھنی منظور ہو تو کتب مبسوطہ فقہیہ و شروح موطا و صحیحین وغیرہ خصوصاً التعلیق
الممجد دیکھو بصیر کو اس سے سبق ملتا ہے کہ جب عقیقہ جسکے ثبوت میں حدیثیں موجود ہیں امام محمد وہ کلام
ہو تو ولیمۃ الخرس دردزہ سے نجات پانے کی خوشی کا کھانا اور ولیمۃ الملاک نام منگنی کی تقریب کا کھانا
اور عقیرہ نام ہر سال رجب کا چاند دیکھنے کی خوشی کا کھانا اور وضیمہ یعنی اہل میت کے گھر پر پہلے دن کی
بھتی کھانا اور تیجے اور نویں اور بیسویں اور چالیسویں دن اور ششماہی اور برسی کی ٹکیاں ضیافتیں
کھانا وغیرہ جنکی سبب زمانہ جاہلیت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ کے صحابہ کرام اور اصحاب قرون
ثلثہ نے اونکو طریقہ مسلوکہ فی الدین نہیں ٹھہرایا اور ان پر سے کسی کا مٹا دینا درجہ جاہلی ہو ابھی تو فوراً

اوسپر رد و انکار متوجہ ہوا جیساکہ ختنہ کے بلاوے ہیں چنانچہ امام احمد کی مسند میں حسن سے روایت ہے
کہ حضرت عثمان بن العاص کو کسی نے ختنہ میں بلایا آپنے جانے سے انکار کیا - آپ سے اوسکی وجہ پوچھی
گئی تو آپنے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم میں نہ ختنہ میں کبھی جاتے تھے اور
نہ اُسکے لئے بلائے جاتے تھے (اصلاح الرسوم) حضرت سیدنا و لیا رمحبوب سبحانی سیدنا شیخ
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین شریف میں فرماتے ہیں دَعْوَۃُ الْخِتَانِ دُنَاءَۃٌ یعنی
ختنہ کی دعوت کمینہ پن اور دنی چیز ہے انتہی - میت کے بارہ میں واسطہ زمان نبوت کا مجدالدین فیروزآبادی
شافعی نے سفر السعادۃ میں اور حضرت شیخ عبدالحق محقق دہلوی حنفی نے اوسکی شرح میں ایسا بیان کیا ہے
اور عادت نہ تھی میت کے لئے بغیر وقت نماز (جنازہ) میں جمع ہوکر قرآن پڑھتے اور چند ختم کرنیکی نہ قبر پر
اور نہ دوسری جگہ اور یہ مجموع بدعت ہے اور مکروہ ہاں ماتم پرسی اہل میت کی اور تسلی دینا اور صبر کرنے کو فرمانا
سنت و مستحب ہے لیکن یہ اجتماع (لوگوں کا) تیجے میں اور دوسرے تکلفات اور خرچ کرنا مالکا بلا وصیت
یتیموں کے حق میں سو بدعت ہے اور حرام العیاذ باللہ - میت کی تعزیت (یعنی ماتم پرسی) کی مدت تین روز تک ہے اور تین
روز کے بعد تعزیت مکروہ ہے - اور بعض نے سات روز تک تجویز کی ہے - اور تعزیت ایک بار سے زیادہ
نہ کرنا چاہئے جو ایکبار ماتم پرسی اہل میت کی کرچکا دوسری بار نہ کرے ایسا ہی مروی ہے حضرت امام
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے اور عزا کے لئے بیٹھنا دروازہ اور راہ پر سخت مکروہ ہے جاہلیت کی رسم
ہونیکی وجہ سے اور گھر یا مسجد میں بیٹھے تو اسکی رخصت ہے - اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعفر
اور زید اور ابن رواحہ کی شہادت کے بعد مسجد میں محزون بیٹھے تھے اور لوگ آتے تھے لیکن اس طرح اس کی
کیفیت کہ اب دستور ہے اور ایام معدودہ میں کرتے ہیں (جیساکہ بعد تیجہ کے دسوین بیسوین چالیسوین
چھماہی برسی میں کرتے ہیں) نہ تھا اور سوم قرآن پڑھنے میں (قاری کو بٹھانا) اختلاف ہے - اور جو کچھ
زیارت کرنیکے وقت پڑھا جاوے وہ بالاتفاق جائز ہے الخ ترجمہ - تمام ہوا جب عزا کے لئے دروازہ
اور راہ پر بیٹھنا جاہلیت کی رسم ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوا تو تیجہ - نوین - پندرہویں - چالیسواں
چھماہی - برسی - عرب کے زمانہ کفر و جاہلیت کی رسم ہونیکی وجہ ہے - اور تیجہ دسواں - بیسواں
تیرہا - ستر ہوین - چالیسواں - چھماہی - برسی ہنود کی رسم مشکل ہونیکی وجہ سے نیز سخت مکروہ
ہونی چاہئے - اسیواسطے جب سے یہ رسمیں قرن ثلثہ کے بعد ظاہر ہوکر چل پڑی ہیں اوسیوقت سے ان پر
رد و انکار ائمہ و فقہا و محدثین کا ہوتا رہا ہے - اور جاہلیت کی رسم اگرچہ مشروع چیز کے ساتھ ملکر
ظہور میں آئی تو اسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سخت انکار ہوا ہے -

کرنے کا صورتیں مسخ ہو جانے کی قصد ظاہر فرمایا ہے - پڑھو مشکوۃ کے باب البکاء علی المیت کی فصل
ثالث میں یہ حدیث وعن عمران بن حصین وابی برزة قالا خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم فی جنازة فرأی قوما قد طرحوا اردیتهم یمشون فی قمص فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم أبفعل الجاهلية تأخذون او بصنيع الجاهلية تشبهون
لقد هممت ان ادعو عليكم دعوة ترجعون فی غیر صورکم قال فاخذوا اردیتهم ولم یعودوا
لذلك رواہ ابن ماجة **ترجمہ** عمران ابن حصین اور ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں
کہ نکلے ہم ساتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جنازہ (کی اتباع) میں پس دیکھا حضرت نے
ایک قوم کو کہ چادریں اتار آئی ہے (اور صرف) کرتوں میں چلتی ہے - پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کیا جاہلیت کے فعل پر عمل کرتے ہو یا جاہلیت کے کام کے ساتھ مشابہت کرتے ہو البتہ
البتہ قصد کیا میں نے اس کا کہ تم پر ایسی بددعا کروں کہ پلٹ کر ہو جاؤ تم اپنی صورتوں کے غیر صورتوں پر - کہا
پس لے لیا انھوں نے اپنی چادروں کو اور آئندہ ایسا نہ کیا - روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے
صرف جاہلیت کی رسموں میں سے اتنا ہی کیا تھا کہ چادریں اوتارے تھے جس پر حضور نے بددعا سے مذکور
سے ڈرایا ان لوگوں نے فوراً چادریں لاکر اوڑھ لیں اور پھر ایسا نہ کیا تو پھر دوسری رسمیں جاہلیت کی مٹائی
ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترک فرمائی ہوئی صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ مجتہدین کی آج کیونکر
زندہ کرنی حلال ہو جائیگی - کہاں تو تیجہ - ضمیمہ - نویں - بندرہویں - چالیسویں - چھماہی - برسی کی
سات طبقیاں زمان جاہلیت میں جمی کی بڑی آن بان کے ساتھ مروج تھیں اور کہاں ایسی مٹیں
کہ بجز تعزیت اور اہل میت کو پہلے دن کھانا دینے کے اہل میت کے پاس جمع ہونے اور اہل میت کو
کھانا تیار کرنیکو صحابہ کرام نوحہ جاہلیت میں شمار فرمانے لگے امام ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں
ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اہل المیت لانہ شرع فی السرور لافی الشرور وھی
بدعة قبیحة لما روی احمد وابن ماجہ باسناد صحیح عن جریر ابن عبد اللہ قال کنا
نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة **ترجمہ** اور اہل میت
سے کھانے کی ضیافت لینا اور ان کا ضیافت تیار کرنا مکروہ ہے اسلیئے کہ وہ مشروع ہے شادیوں میں
نہ غمیوں میں - اور یہ بڑی بدعت ہے بدلیل اوس حدیث کے جسکو روایت کیا ہے امام احمد اور
ابن ماجہ نے ساتھ صحیح اسناد کے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے شمار کیا کرتے تھے
ہم (اصحاب رسول اللہ) اکٹھے ہونے کو اہل میت کے پاس اور انکے کھانا تیار کرنیکو نوحہ سے ترجمہ

تمام ہوا جاہلیت کی رسومات کے مٹانے میں آپ کا یہ ارشاد کہ میں اُنکے مٹانے کو مبعوث ہوا ہر سہم حجاب الست
اتباع جنازہ میں چادریں اوتارنے بر مسخ صورت کی بددعا کی دہکی دہی میت کے کھانے لینے منع کرنے میں
وہ اہتمام جو حدیث کے اماموں کی صحاح ستہ سے عنقریب آتا ہے جسپر عمل صحابہ کی یہ شان کہ صحابہ کرام نے
نماز جنازہ کے غیر وقت میں اہل میت کے پاس جمع ہونے اُنسے کھانا لینے کو نوحہ کی مد میں شمار کر رکہا تھا صرف
تعزیت کو جاتے اور چلتے ہوتے۔ اونکے پاس بجز اتفاقیہ امر اجتماع نکرتے تھے۔ قرون ثلاثہ میں جو ایصال
ثواب الی المیت ہوا وہ پابندی ایام و طرز جاہلیت کے قصد سے مجتنب ہوکر ہوا اگرچہ کنواں کہدوا کر یا دو گھوڑا
باقی فی سبیل اللہ کر دیا اور میت کو اوس کا ثواب بخشدیا۔ مگر یہ نہوا کہ اوسطرح پر کھانا کیا ہو جس سے کھانیوالوں کے
چشم انتظار اور نہ کی خواہش کسی دستور معین کی وجہ سے اوس کھانے کی طرف سے لگے ہوں۔ الضار نے زیارت
قبور کے وقت جتنا چاہا قرآن شریف پڑہکر ثواب بخشدیا اس کام کے لئے وہ کسی معبود میں بہ پابندی تاریخ اکہٹے
ہوئے نہ مسجد میں نہ اہل میت کے گھر اہل میت پر نہ اونہوں نے اپنی خورد و نوش آو بھگت و چہنا کا بار رکہا
اور نہ اہل میت نے بخوشی یا کسی دباؤ اور دستور کی وجہ سے نقد یا کھانا شیرینی وغیرہ اونکو دیا تو قرون ثلاثہ
اور مجتہدین آئمہ اربعہ زمانوں کے بعد بھی تخصیص ایام وغیرہ کی پابندیاں شائع ہوئی شرع کی کیسے مشروع
ہو جائینگی۔ اور وہ جو عاصم بن کلیب کی روایت کو سنن ابی داود و امام احمد سے پیش کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر
اہل میت کے یہاں کا پہلا تیار شدہ کہانا آپ نے بھی کھالیا ہے گو بمانع دیگر لقمہ اگلدیا ہے۔ یہ حجت
ساتھ بھیتوں میں سے ایک بھی وضیمہ کے جواز کی نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اس موقع کے بعد پھر کبھی آپکو
وضیمہ کھانے کھلانے کھلوانے جاری رکھنے اجازت دینے محقق سے استثنا فرمانے کا اتفاق نہیں ہوا
ممکن ہے کہ جیسے اہل میت کو طعام بھیجنا مکارم اخلاق سے ہے اس میں آپنے اپنے آپ کو
اور اپنے ساتھیوں کو منجملہ اہل میت شمار فرمایا ہو یا میت والے اور بیمار دار کے یہاں کے کہانیکو بیماری
اور موت لگجانے کے خوف سے جو بعض کفار نہیں کھاتے ہیں اوس کے ابطال کا اسمیں قصد فرمایا ہو
اسلئے کہ کھانا پہلا طیار شدہ اوس میت والے کے گھر کا ہی تھا باہر سے نہیں آیا تھا۔ اسیواسطے فقہانے
اسکو منہی عنہ اور محوق سے مستثنے نہیں کیا اور پھر پہلے دنکی بھی تو دوسرے کسی صحابی کے یہاں نہیں ہوئی
چہ جائیکہ دستور ہو جاتی۔ شیخ علی متقی صاحب کنز الاعمال کے رسالہ و بدعات المقبریہ میں مرقوم ہے
الاول الاجتماع للقراءة بالقرآن علی المیت بالتخصیص فی المقبرة او المسجد او
البیت بدعة مذمومة لانہ لم ینقل من الصحابة رضی اللہ عنہم شیئا
ترجمہ اول اکٹھا ہونا قرآن پڑہنے کے لئے میت پر ساتھ تخصیص کے مقبرہ یا مسجد

یا گھر میں بدعت مذمومہ ہے اس لیے کہ ان میں سے کچھ صحابہ سے منقول نہیں جیسا کہ جامع الرموز میں ہے
وَیُمنَعُ القراء عنہ ولا یعطی لھم شئ کما فی المنیہ ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھذہ
الایام وکذا اکلھا کما فی خیرۃ الفتاوی **ترجمہ** اور منع کیے جائیں قرأ اُٹھنے سے
اور نہ دیجاسے انکو کوئی چیز جیسا کہ منیہ میں ہے اور مکروہ ہے تیار کرنا ضیافت کا ان دنوں میں اور ایسے ہی
مکروہ ہے کھانا اسکا جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں ہے اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مکروہ ہے تیار کرنا اہل میت کا
کھانے کو لوگوں کو کھلانے کے لیے پہلے دن اور تیسرے دن اور بعد ہفتوں کے اور لے جانا کھانا
طرف قبر کے موسموں میں مکروہ ہے۔ اور مکروہ ہے مقرر کرنا عورتوں کا بدلے قراءت قرآن کے اور جمع کرنا
صلحا اور فقرا کا ختم کے لیے یا سورہ انعام یا سورہ اخلاص کی قراءت کے لیے انتہی۔ بنا برآں جب بعض میں بیاہی
یا کوئی تیوہار ہوتا ہے تو بعض جگہہ کھانا تیار کرکے قبر کی طرف لے جاتے ہیں وہاں قبرستان کے خدمتگار کو
دیدیتے ہیں یا حاضرین کو بانٹ دیتے ہیں یہ مکروہ ہے اور منظر التقرب اگر قبر پر چڑھایا جائے تو چڑھانا فعل
فاعل کا اور چڑھاوا دونوں عجب اجماعا حرام ہیں انتہی یہ مولینا محمد ارشاد حسین الرامپوری وغیرہ من تلامذہ
وعلماء بلدنہ **جامع الروایات** میں مسطور ہے فی شرح المنہاج الامام النووی الاجتماع
علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود واطعام الطعام فی الایام
المخصوصۃ کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین
والشہر السادس والسنۃ بدعۃ (مذمومۃ) ممنوعۃ **ترجمہ**
امام نووی رح کی شرح منہاج میں ہے جمع ہونا قبر پر تیسرے دن اور بانٹنا گلاب کے پھول اور اگر کی
بتیاں اور کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں جیسے تیجہ پانچواں نواں دسواں بیسواں چالیسواں دن چھماہی
برسی بدعت ممنوعہ ہے۔ ترجمہ تمام ہوا۔ یہ دو مسئلے ہیں ایک قبر پر تیسرے دن جمع ہوکر پھول اور اگر کی
بتیاں بانٹنا جسپر دوہری لکیر ہے۔ دوسرا مسئلہ کھانا کھلانا ایام مخصوصہ میں جیسے تیجہ تا برسی جسپر تہری
لکیر ہے ان دونوں کا حکم بتلایا کہ بدعت ممنوعہ ہیں۔ پس مؤلف انوار ساطعہ مرحوم کا پچھلے مسئلہ کو بھی
قبر پر کھینچ لیجانا کہ وہاں جاکر ان ایام مخصوصہ میں تیجہ پانچویں۔ نویں۔ دسویں۔ بیسویں۔ چالیسویں
چھماہی۔ برسی کے کھانے کھلانے کو قبر پر لیجانے کی وجہ سے بدعت ممنوعہ یعنی مکروہ فرمایا ہے نہ ایام
مخصوصہ کی وجہ سے یہ کوری تحریف ہے دونوں مسئلوں کو واو عاطفہ سے جدا جدا بیان کیا ہے۔ قبر پر
تیجہ جدا اور گھر میں کا تیجہ تا برسی کے کھانے جدا۔ اور اگر یہ ایک ہی مسئلہ تھا تو دو تیجے کیسے اور پھر
ہمارے فقہا حنفیہ کی تصریحات صدر کے ہوتے سامنے ایسی دھاندلی کب چل سکتی ہے

ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی کا اموات کو مشروع طور پر ہونا چاہئے نہ جاہلیت کی رسموں و رایام مخصوصہ کے علاوہ میں ان سے منانے والے کو افسوس ہم کیا منہ دکھائینگے جبکہ ہم ان دنوں کو منائینگے اگر مشروع طور پر قربانی کر دیا تلاوت حج کر دیا عمرہ کھانا کھلاؤ یا دوسری قربت سب کا ثواب پہونچتا ہے جیسا کہ کتب فقہیہ میں مصرح ہے از انجملہ وان تبرع عنہ اسے عن المیت له الاکل لانه یقع علی ملك الذابح والثواب للمیت (للشامی ردالمحتار) یعنی اور اگر بطور تبرع اپنے مال سے قربانی کی میت کی جانب سے جائز ہے واسطے اسکے کھانا (اوس قربانی میں سے) اسلئے کہ وہ ملک ذابح پر واقع ہوتی ہے اور ثواب ہوتاہے میت کے لئے۔ ترجمہ تمام ہوا۔ اور اگر قربانی کی میت کی وصیت پر میت کے ترکہ سے تو اوس کو صدقہ کرے خود نہ کھائے۔

قال فی رد المحتار والمختار انه ان بامر المیت لا یاکل منها والا یاکل انتہی

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو ترکہ میں سے خرچ کرنا سوائے تجہیز تکفین کے درست نہیں اور اگر ورثا نابالغ ہوں تو اونکی اجازت معتبر نہیں۔ ولی کو اُنکے مال سے خرچ کرنا اس امر میں حلال نہیں۔ بالغ اپنے مال سے کریں درست ہے۔ اور وہ جو بعض کتب فقہیہ میں نقل کیا ہے کہ میت کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے اور حدیث بخاری میں آیا ہے کہ صدقے میں کچھ پھل میں (صدقہ دینے والے) لوگوں کے اور صحاح ستہ کی حدیثوں میں جو میت کے کھانے سے نہی وارد ہوئی ہے۔ اس کی توجیہ میں فرمایا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فتاوی عزیزی میں۔ مراد از طعام میت طعامی است کہ تا چہل روز میخورانند وجہ اماتت قلب آنست کہ بیشتر از ہنگام سانحہ موت میت وہم بعد از ان خیال سرانجام طعام وتقسیم آن فیما بین الاقربا یا سکان مساجد دامنگیر خاطر میشود کسانیکہ این طعام بآنہا میرسد از وقت موت میت رجوع وچشم دوختہ بدین طعام میباشند مقصود مشروع آنست کہ از موت میت عبرت گیرند و پند پذیرند و در تفکر آخرت مشغول شوند و از غفلت ہوشیار شوند و این مقصود ازین صورت بالکلیہ مفقود میگردد وآنچہ در حدیث صحیح آمدہ است و در صحاح ستہ موجود است ہمین قدر است کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن طعام المیت جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

ترجمہ مراد میت کے کھانے سے وہ کھانا ہے کہ چالیس روز تک کھلاتے ہیں اور (اوسکے کھانے سے) دلکو مارنے کی وجہ یہ ہے کہ میت کے موت کے سانحہ کے وقت سے بیشتر اور نیز بعد میں اوس ہی خیال سرانجام طعام اور اوس کھانے کے بانٹنے کا اقربا یا مسجدوں کے باشندوں کے دامنگیر خاطر ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو یہ کھانا پہنچتا ہے وہ میت کی موت کے وقت سے چشم و دل لگائے ہوئے طرف اوس کھانے کی

ہوتے ہیں (اور) مقصود شرع یہی کہ میت کی موت سے عبرت پکڑیں نصیحت پاویں۔ تفکرات آخرت میں مشغول ہو کر غفلت سے ہوشیار ہو ویں۔ اور یہ مقصود صورت مذکورہ میں بالکل نیست و نابود ہو تاہے اور جو کچھ حدیث صحیح میں آیا ہے اور صحاح ستہ (یعنی بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ) میں موجود ہی اسیقدر ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میت کے کھانے سے ترجمہ تمام ہوا یعنی میت کے کھانے منہی عنہ سے اسی قسم کے کھانے مراد ہیں اور یہی وجہ زمان جاہلیت کی غمی کی ساتویں عصبتوں کے مٹانے کی ہوئی ورنہ ایصال ثواب طعام و دیگر عبادات مالی کا جو باتفاق مذاہب اربعہ میت کو پہنچتا اور احسان محض ہے اور شرعاً ثابت ہے اوسکی نہی کیسی خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عبادت مالی کا انتظام اکام کہ کنواں کھدوا ہوا کر ام سعد کو ثواب پہونچانے کے لئے وقف کروا دیا اور چونکہ ام سعد کے ترکہ سے اونکی وصیت سے نہ بنا تھا لہذا اوس کا بانی واقف اور غنی و فقیر سب کو روا ہوا اور پیچھے قرض ہٹانے کے کام کا نرہا پس جو کھانا اپنے مال سے کوئی میت کو ثواب پہنچانے کے لئے تیار کرائے اوس کو باہنا اوتارنے میں کھائے ہوتے کے معاوضہ میں کھلانا حلال ہیں پس اوس کنوئیں کی طرف نہ پہلے سے کسی کی خواہش قلبی وچشم انتظار لگی ہوئی تھی اور نہ کوئی دستور اس کا امیدوار بنا رہا تھا کب ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرمائیں اور کنواں بنے۔ اور نہ اوس کنوئیں کے تیار کرانے پر بدلے اور معاوضہ کا ڈنڈا پھر رہا تھا جیسا کہ غمی کی بھٹیوں جنبا فنوں پر ہوتا ہے اور اپنا کھایا ہوا بنٹایا جاتا ہے۔ جیسے شاذ و نادر تجہیز تکفین کی شرکت اتباع جنازہ ماتم پرسی کی اجرت المعروف کالمشروط میں حبیب سلوائی شتہ بیٹھا کیا جاتا ہے۔ ہمارے نفس امارہ نے یہ کام بھی خالص لوجہ اللہ کرنے گوارا نہ کئے زمان جاہلیت عرب و عجم کی طرح کچھ نہ کچھ ڈھب کھانیکا ضرور لگا لیا۔ اور ان کھانوں کے لاگو اور اونکے اعوان سے جو ایذا لسانی صالحین کو پہنچتی ہے اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔

ہمارے شیخ تبصرہ میں فرماتے ہیں

تفسیر مظہری میں بیہقی ہندی قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں وَأَيْضًا لَا يَجُوزُ مَا يَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ بِقُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ وَالشُّهَدَاءِ مِنَ السُّجُودِ وَالطَّوَافِ حَوْلَهَا وَاتِّخَاذِ السُّرُجِ وَالْمَسَاجِدِ عَلَيْهَا وَمِنَ الِاجْتِمَاعِ بَعْدَ الْحَوْلِ كَالْأَعْيَادِ وَيُسَمُّونَهُ عُرْسًا انتهى **ترجمہ** اور ایسے ہی جائز نہیں وہ جو کرتے ہیں جہال اولیا اور شہیدوں کی قبروں کے ساتھ سجدہ کرنے اور اون قبروں کے گرد گھومنے۔ طواف کرنے ظاہری ہوئے اور اُن قبروں پر چراغاں کرنے اور اون قبروں پر مسجدیں بنانے کی قسم سے۔ اور اکٹھے ہونے سے بعد سال کے مثل عیدوں کے۔ اور نام رکھتے ہیں اوس اجتماع کا

عرس - ترجمہ تمام ہوا ملا علی قاری مکی شرح مناسک میں فرماتے ہیں لا یطوف الا ولا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطوف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم ... والعلماء **ترجمہ** : طواف کرے یعنی گھومے نہیں گرداگرد بقعہ شریفہ (مزار اقدس مبارک نبوی) کے اسلئے کہ طواف اون امور میں سے ہے جو کعبہ منیفہ کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں تو اسی سے (حرام ہوگا گھومنا گرداگرد قبور انبیاء و اولیاء کے اور کچھ اعتبار نہیں اوسکا جو کرتے ہیں عوام جہلا اور اگرچہ ہوئیں وہ مشائخ اور علماء کی صورت میں ترجمہ تمام ہوا طواف کی ممانعت میں۔ مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی بھی موافق علامہ علی قاری کے ہیں دیکھو اون کا فتوے دیا ہوا بجواب استفتاء حافظ کریم بخش صاحب مراد آبادی سلمہ بعد اس عبارت کے چند کتب فقہیہ سے ایساہی نقل فرماکر اور نیز یہ کہ بموجب تصریح بعض کتب فقہیہ کی اگر سواے خانہ کعبہ کے کسی دوسری مسجد کا بھی طواف کرے گا تو اوسپر خوف ہے کفر کا لکھا **منہج مستقیم** میں بیچ اقسام مبتدعین کے مرقوم ہے و منھم من دارت علیھم المشیخۃ (الی قولہ) سموہ یوم العرس ولیلۃ لیلۃ بارعام یضربون الخیام ویطبخون الطعام ولا یبالون بانواع الاثام انتہی **ترجمہ** اور منجملہ مبتدعین وہ ہیں جنپر گھوم رہی ہے پیری (یعنی بزرگوں کی اولاد میں گنے جاتے ہیں یا بزرگوں کے جانشین ہیں) (الی قولہ) اور نام رکھتے ہیں (سال تمام ہونے پر جو اُن کی وفات کا دن آتا اور یوم وصال کہلاتا ہے) اوس دن کا دن عرس کا (دولہ دلہن کے وصال کے دن کے محاورہ سے لیکر) اور اس دن کی رات کا شب بارعام نام رکھتے خیمے کھڑے کرتے ہیں اور کھانے پکاتے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے چند قسم کے گناہ کرنے کی ترجمہ تمام ہوا۔ ناقل کہتا ہے ع

ترے نقش قدم نے کردیا گلشن بیابان کو بنایا لغزش فلو بریں سلیر کے میداں کو

ایک مشہور رنڈی کی زبان سے جسنے اوس یوم عرس اور لیلۃ بارعام کے ایام میں سنا ہوگا اوسپر فقہا کی تصریحات مودعہ ضمن کنایات میں مخفی نہ رہیگی ہرچند کہ یہ فتنے اور امراض لاعلاج ہیں اور دفع ہونے کی خبر نہیں مگر دیندار سکے لئے بدعتوں سے اپنے دین کو بچانا کچھ دشوار نہیں حق و باطل کی امتیاز کے اسباب بفضلہ تعالے ان ہی سے اوٹھ نہیں گئے)

بعض رسائل میں **تلخیج المرام** سے نقل کیا قال الشیخ الامام الاجل ابو صالح محمد بن ابراھیم الشیرازی مایقع فی بلاد العجم من بسط الفرش و ضرب الخیام عند مقبرۃ الاولیاء الکرام والعوام یستمدون بھم ویخشعون ویتضرعون الیھم فکلہ مکروہ والمکروہ اقرب الی الحرام انتہی

ترجمہ: فرمایا شیخ امام اجل ابو صالح محمد بن ابراہیم شہرزوری نے جو عجم کے شہروں میں
فرش بچھانے اور شمعے کھڑے کرنیکا اولیاء کرام کے مقبرہ کے پاس رواج ہے اور عوام لوگ مدد مانگتے ہیں
(اللہ سے) بوسیلہ اُنکے اور عاجزی کرتے گڑگڑاتے ہیں طرف اونکی یہ سب مکروہ ہیں اور مکروہ بھی کونسا جو
قریب زیادہ ہی طرف حرام کے ترجمہ تمام ہوا چونکہ یہ خود اُن سے مانگنا اون چیزوں کا نہیں جو مخصوص باللہ ہیں
بس بوسیلہ اونکی مانگنا ہو یہ مختلف فیہ ہے متاخرین میں[1] ان مسعود حنفی وغیرہ تمام مقابر کے پاس اسکی
کراہت میں کسیکو کلام نہیں۔ اگر کسی مہربان کو یہ خیال ہو کہ یہ سب مجتہدین کے اجتہادی خیالات کا خاکہ
ہے جیسا کہ تقاید ہے کھانا کھلانے والوں کو ہوا کرتا ہے تو ہم اونکی ہمانی کے واسطے طبق بخصوص سنت بھی
اونکی روحی غذا کے لئے پیشکش کرتے ہیں عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ
علیہ وسلم لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ
تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ رواہ النسائی وفی منتھی المقال ومعنی لا تجعلوا قبری عیدا امام
سبکی گفتہ کہ مراد ازان تخصیص وتعیین وقت است برائے زیارت چنانکہ مر عید را بود بلکہ تمام سال
وقت ہمہ وقت زیارت است ویا مراد تشبیہ باعیاد است در اظہار زینت وتجمع واجتماع چنانکہ
در عیدہا مرسوم است۔ بلکہ باید کہ بزیارت ودعا وسلام اقتصار کند انتہی قال الامام الخطیب الحافظ
ابوبکر البغدادی لما کان یوم الفطر والنحر یعود کل سنۃ والناس یعودون الیہ اجتماعا
واجتماعا من الآفاق یسمی عید العود مرۃ بعد اخری فنھی النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم امتہ عن الاجتماع علی قبرہ الکریم کاجتماعھم لانہ من مراسم العید
کفعل اھل الکتاب ودیدنھم بقبور انبیائھم والمعنی لا تجعلوا قبری کالعید

---

[1] مولانا عیسیٰ بن قاسم سندھی نے تنبیہ الملزم میں لکھا لا یجوز الاستعانۃ باھل القبور علیہ الجمہور
یعنی استعانت جائز نہیں اہل قبور کے وسیلہ سے اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور غرائب فی تحقیق المذاہب کی عبارت
رای الامام ابو حنیفۃ من یاتی القبور لاھل الصلاح فیسلم ویخاطب ویتکلم
ویقول یا اھل القبور ھل لکم من خبر (الی قولہ) فسمع ابو حنیفۃ یقول یخاطب بھم فقال
ھل اجابوک قال لا فقال لہ سحقا لک تربت یداک کیف تکلم اجسادا لا یستطیعون
جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرأ وما انت بمسمع من فی القبور انتھی

تَزْيِيْناً وَاجْتِمَاعاً انتہے ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہتے ہیں کہ سنا ہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (یہ فرماتے ہوئے) نہ ٹھہراؤ اپنے گھروں کو قبریں اور نہ ٹھہراؤ میری قبر کو عید۔ اور درود بھیجو مجھپر پس درود تمھارا پہنچتا مجکو جہاں کہیں کہ ہوگے تم (نہایہ) روایت کیا اس حدیث کو امام نسائی نے اور منتہی المقال میں ہو معنی لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کے امام سبکی نے ایسے فرمائے ہیں کہ مراد اوس قبر کرم کو عید بنانے سے خاص کرنا اور معین کرنا وقت کا ہے زیارت (شریف) کے لئے جیسا کہ خاص کر عید کے لئے ہوتا ہے بلکہ تمام سال و مدت عمر وقت زیارت کا ہے اور یہ امر مشابہ ہوجاتا ہے ساتھ عیدون کے زینت اور تجمل اور اکھٹے ہونے کے اظہار میں جیسا کہ عیدوں میں دستور ہی۔ بلکہ چاہئے کہ زیارت اور دعا اور سلام اتفاقاً کرین انتہی (اور زیارت کرنے کو چلے ہو ویں عیدون کا سا ایک وقتی جمگھٹ قبر مقدس پر نکرین) فرمایا امام خطیب ؒ اور ملا ابو بکر بن ادریس نے ہی کہ عیدگاہ کو دن عید الفطر اور عید قربانی کا ہر سال زبہ تجدد لوٹتا ہے ۔۔۔ اور لوگ بھی چاروں طرف سے اوسکی طرف لوٹتے ہیں متفق اور اکھٹے ہو کر اسلئے نام رکھا گیا ان عیدوں ۔۔۔ دنوں کا عید اس واسطے کہ لوٹ آنے کی وجہ ہی ایکبار بعد دوسری بار کے تو منع فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو اپنی قبر بزرگ پر اکھٹے ہونے سے مثل اکھٹے ہونے اونکے کے واسطے قائم کرنے مراسم عید کے مثل فعل و عادت اہل کتاب کی اپنے انبیا کی قبروں کے ساتھ اور معنی لا تجعلوا قبری عیدا کے یہ ہیں کہ نہ ٹھہراؤ میری قبر کو مانند عید کی زینت دینے اور بناؤ کرنے اور اکھٹے ہونے کی راہ سے ترجمہ تمام ہوا ہر دو امام کے بتلائے ہوئے ہر دو معنی پر حدیث کے سالیانہ اجتماع کی قبر اقدس پر نہی معلوم ہوچکی ہونے ہوتے حسب نہی کے سالیانہ عیدیں عرسوں کی قبور پر جائز نہیں ہوسکتین اور یہ امام ابو بکر اور امام سبکی ایسے نہیں ہیں۔ کہ صحیح و صریح حدیث کے کھلے ہوئے معنی بیان کردینے میں جنکے قول کو وہابیت کی تہمت لگاکر ٹالدیا جاوے وہابیت سے ازبس ناراض مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جنکی شان میں دیکھ اپنی کتاب الامن والعلی کے یہ ارقام فرماتے ہیں امام علامہ سید سبکی

سلہ یعنی اپنے گھروں کو برکت نماز سے محروم نرکھو نفل وغیرہ اونمیں بھی پڑھ لیا کرو وہ گھر قبر نہیں ہی جو اوس میں نفل فرض کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے ۱۲

سلہ جیسے عید الفطر کے لئے پہلی تاریخ شوال کی وقت چاشت کے اور عید الضحی یوم نحر دسوین شوال کی وقت چاشت کے ۱۲ سلہ یعنی لوگ عید کے دن عیدگاہ میں غول کے غول آتے جاتے ہیں اور اکھٹے ہو کر فرض منصبی عید کے دن کا ادا کر کے ایک ساتھ ہی چلے جاتے ہیں اپنے اپنے گھروں کو +

نہیں یہانتک کہ میاں نذیر حسین دہلوی اپنے مہری مصدق فتوے میں انھیں بالاتفاق مجتہد مانتے ہیں صفحہ ۱۶ بھلا اس کے مقابلہ میں وہ روایت جس میں سال کے سرے پر شہدا کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیارت اور سلام کے لئے تشریف لیجانا مذکور ہے جس روایت کی جڑ جاسے تین طبقے اوپر کے خالی رہے اور چوتھے طبقہ میں وہ روایت آن براجی کیسے قابل اصغا ہوسکتی ہے خصوصًا اوس صورت میں کہ حدیث لاتجعلوا قبری عیدا اور اس معنی کی اور دوسری طرق سے دوسری حدیثیں جن میں سے قدرے آئندہ بیان کرینگے ایمہ حدیث سلف وخلف میں محکم غیر منسوخ معمول بہا ٹھہر چکیں تو اون کو طبقہ رابعہ میں منہ دکھانے والی وہ روایت کیسے مخصص کرسکتی ہے جسپر یہ ایراد وارد ہے قال الامام بن الہمام فی التحریر وبحر العلوم فی شرحہ اذا انفرد واحد بخبر قد شارکہ خلق کثیر بالاحساس وہو مما یتوفر الدواعی علی نقلہ من معنی احساسہ حتی یقطع بکذب المخبر ومخبرہ خلافا للشیعہ لنہتے ترجمہ فرمایا امام ابن الہمام نے تحریر میں اور بحر العلوم نے شرح تحریر میں جبکہ اکیلا ہوجائے کوئی ایسی خبر دینے میں جسکے دریافت کرنے میں باہم شریک ہوئی ہو خلق کثیر اور وہ خبر اوس قسم کی ہو جسکی نقل پر دواعی بسیار ہوں اون میں سے جو اوس خبر دہندہ کے ساتھ تھے اوس خبر کے دریافت کرنے میں تو غایت ایسی خبر کی یہ ہی کہ کہت قطعًا یعنی لیقینًا ایسی خبر جھوٹی اور اوس خبر کا دینے والا جھوٹا خلاف ہی اسمیں شیعہ کا ترجمہ تمام ہوا۔ اب انصاف کیجئے اور سمجھ بوجھ سے کام لیجئے کہ شہدا کی قبور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لے جانے کی خبر دے ایک شخص چوتھے طبقہ کا اوپر کے راویوں کا نام لیکر جس خبر کے جڑ سے تین طبقے اوپر کے خالی اور نہ اہل قرون ثلاثہ کا بطور توارث ہی اس پر عمل ثابت اور نہ بطور روایت - اور وہ خبر بھی ایسی نہیں جسکو پردہ واستتار سے تعلق ہو ان وہولے کی عید قبور شہدا پر تو صحابہ ایسی سنت کے تارک کیونکر ہوسکتے ہیں اور ہر شہید مختلف تاریخوں میں شہادت پانے والے کے شہید ہونے کے دن سے سال مراد ہو تب تو یکے بعد دیگرے بہت سی عیدیں قبور شہدا کی جن کو آج عرس کہا جاتا ہے دقوع میں آتیں جنکو خلق کثیر دیکھتی حالانکہ اس خبر میں پہلے طبقہ کا صحابی تو کیا اس خبر ہی میں شریک ہوسکتا چوتھے طبقہ کا بھی کوئی شریک نہیں تو یہ خبر اور اس خبر کا دینے والا بھلا کیسے ہوتے اوپر کی عبارت سے تو چھوٹ اور یہاں تو خلاف شیعہ کا بھی کام نہیں آسکتا اسلئے کہ یہ خبر ایسی نہیں جسکو تقیہ سے تعلق ہو اور کہدیا جائے کہ بخوف خلفاء ثلاثہ اس کا اظہار نہ کرسکے اسلئے یہ روایت مخلصین شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے

سینہ بسینہ ہی چلی آتی رہی جو تھے طبقہ میں موقع پا کر اس کا ظہور ہوا - اور جبکہ بستان المحدثین میں خود حضرت
مولینا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ تصریح فرما چکے کہ چوتھے طبقہ کی حدیث نہ عملیات میں
لی جائیگی اور نہ معتقدات میں تو سالک سے ہے برشہدائی قبور پر لسترب اسنے کے تذکرہ والی سے وہی جو تھے
طبقہ کی حدیث سے احتجاج کیسے فرمائینگے صرف ذکر کر دینے سے احتجاج نہو جائیگا اور لا تجعلوا بیوتکم
قبورا اور لا تجعلوا قبری عیدا الحدیث جیسی نسائی سے اور منقول ہوئی ایسے ہی ابوداود سے باسناد حسن
اور ابو یعلی موصلی کی سند سے دوسری اسناد کے ساتھ جس اسناد میں امام جعفر صادق کی اولاد میں سے جعفر بن ابراہیم
امام زین العابدین سے روایت فرماتے ہیں اسطرح کہ آپ نے دیکھا ایک شخص کو کہ وہ ایک شگاف کی طرف سے جو قبر
مطہر کے پاس تھا آتا ہے - اور اوس کے اندر دعا کر دعا مانگتا ہے - آپ نے اوسکو منع فرمایا اور کہا سنو میں
تمسے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو میں نے اپنے باپ سے اور اونھون نے دادا سے اور اونھون نے رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور اپنے گھرونکو قبریں اسواسطے کہ تمہارا سلام
جہاں میں ہو گے مجھے پہنچیگا - اسکو ابو عبداللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے روایت کیا ہے اور سعید بن
منصور نے سنن میں اپنی دوسری اسناد کے ساتھ ایسا ہی روایت کیا ہے مگر اوس میں سلام کی جگہہ درود ہے
اور پھر دوسری اسناد کے ساتھ .... کے آنے کے ذکر کو ویسا ہی روایت کیا
ہے جیسا اخیر حدیث کے یہ زیادہ ہے لعنت کرے اللہ یہود اور نصاری پر کہ ٹھیرالیں انہون نے اپنے انبیا
کی قبرین مسجدین اور درود بھیجو مجھپر کہ تمہارا درود مجھکو پہونچیگا تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہ دو نو مرسل
حدیثیں ان دو مختلف صورتوں سے اصل حدیث کے ثبوت پر دلالت کرتی ہین خصوصا اوس صورت میں
کہ جسنے اوسکو مرسل کیا ہے وہی اوسکو اپنی حجت ٹھہراتا ہے - اس سے لازم آتا ہے کہ اوسکے نزدیک
حدیث ثابت ہے - اور یہ جب ہے کہ ان دو وجہوں کے سوا کوئی اور روایت مسند نہو پس بیان دوسری حدیثیں
بعینہ الفاظ اور متقارب الفاظ کے ساتھ سند دار بھی بیان ہو چکیں تو پھر ثبوت کیسے نہوگا شیخ الاسلام
کہتے ہیں کہ دلالت حدیث کی وجہ یہ ہے کہ قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے زمین کی
قبروں سے افضل ہے جب اوسی کو عید بنانے سے منع فرمادیا تو اور ونکی قبروں کو عید بنانا بدرجہ اولے
ممنوع ہوگا - یہ ماخوذ ہے ترجمہ اغاثہ سے متن اوا دبشمول اسنادوں کے دیئے گئے - پس جبکہ
امام سبکی اور اونکی مد مقابل امام ابن القیم اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ سب سے ثابت بالاحادیث قبر ونکی عید
عرس میلا نئی ہی سنوا چکے تو اوس کے مخالف آثار سیلغ؟ کافی نہین - جیسا کہ علی کرم کے
لائق ہو -

شروع طریق میت کے لئے قرآن خوانی اور قل و فاتحہ خوانی کا یہ باب **قراءة القرآن للميت**

عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه قال قال لي ابي اللجلاج ابو خالد يا بني
اذا انا مت فالحدني فاذا وضعتني في لحدي فقل بسم الله وعلى ملة رسول الله ثم سن
على التراب سنا ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فاني سمعت
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ذلك رواه الطبراني في معجمه الكبير و
اسناده صحيح **آثار السنن** حاشیہ ۲ قوله رواه الطبراني الخ قلت قال حدثنا
الحسين بن اسحاق التستري قال حدثنا علي بن حجر ثنا مبشر بن اسمعيل حدثني
عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابيه فذكره وقال الحافظ الهيثمي في مجمع
الزوائد رجاله موثقون قلت وله شاهد من حديث عبد الله بن عمر قال سمعت النبي
صلى الله عليه وآله وسلم يقول اذا مات احدكم فلا تحبسوه واسرعوا به الى قبره وليقرأ
عند رأسه بفاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة رواه البيهقي في شعب الايمان
وقال والصحيح انه موقوف عليه قلت وفي الباب روايات اخرى قال السيوطي
في شرح الصدور واخرج الخلال في الجامع عن الشعبي قال كانت الانصار اذا مات
لهم الميت اختلفوا الى قبره يقرءون له القرآن واخرج ابو محمد السمرقندي في فضائل
قل هو الله احد عن علي من مر على المقابر وقرأ قل هو الله احد احدى عشرة مرة ثم
وهب اجره للاموات اعطي من الاجر بعدد الاموات واخرج ابو القاسم سعد بن علي
الزنجاني في فوائده عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهاكم التكاثر ثم قال
اللهم اني جعلت ما قرأت من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا
شفعاء له الى الله تعالى واخرج القاضي ابو بكر بن عبد الباقي الانصاري في مشيخته
عن سلمة بن عبيد قال قال حماد المكي خرجت ليلة الى مقابر مكة فوضعت رأسي على
قبر فنمت فرأيت اهل المقابر حلقة حلقة فقلت قامت القيامة قالوا لا ولكن رجل
من اخواننا قرأ قل هو الله احد وجعل ثوابها لنا فنحن نقتسمه منذ سنة واخرج
عبد العزيز صاحب الخلال بسنده عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من دخل المقابر فقرأ يس خفف الله عنهم وكان

له يبد من فيها حسنات قال السيوطي هذه ان كانت ضعيفة لكن مجموعها يدل
ان لذلك اصلا ۹ - التعليق الحسن صفحه ۲۶ بحذف اسانيد ترجمہ روایات الباب کا یہ ہے

فرمایا ابو خالد رضی اللہ عنہ نے اے میرے بیٹو جب میں مرجاؤں تو لحد قبر کھودنا میری پس جب
رکھنے مجکو میری قبر میں تو کہنا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ - پھر مجھ پر مٹی جھاڑ دینا پھر پڑھنا
میرے سر کے پاس فاتحۃ البقرہ (یعنی الٓمٓ سے مفلحون تک) اور خاتمہ اوس کا (یعنی
آمن الرسول - سے ختم سورہ تک) سبب اسکے شبہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا
اسکو روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں - اور اسناد اس حدیث کی صحیح ہے نیموی دوسری
اسناد نقل کرنے کے بعد ذکر کرکے اس حدیث کا کہتے ہیں کہا حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں رجال
اس اسناد کے ثقہ کہے گئے ہیں اور واسطے اوس کے شاہد ہے حدیث عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالے
عنہما) سے ابن عمر فرماتے ہیں سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے جب مرے کوئی
تمھارا تو نہ روکو اوس کو اور جلد لیجاؤ اوسکو اوسکی قبر کی طرف اور چاہئے کہ پڑھے پاس سر میت کے فاتحہ
البقرہ اور پاؤں کے پاس خاتمہ بقر کا - روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں
اور کہا صحیح یہ ہے کہ حدیث موقوف ہے[1] ابن عمر پر اور کہتا ہوں میں (نیموی) اس باب میں روایتیں اور بھی ہیں -
فرمایا سیوطی نے شرح الصدور میں روایت کی خلال نے جامع میں شعبی سے - کہا جب مرجاتی انصار
میں کوئی میت مختلف ہوجاتے اوسکی قبر کے (چاروں) طرف اور پڑھتے اوس میت کے لئے قرآن اور روایت
کیا ابو محمد سمرقندی نے قل ہو اللہ احد کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت ہے
جو گذرے قبرستان میں پڑھے قل ہو اللہ احد ہ گیارہ مرتبہ پھر بخشے ثواب اس کا مردوں کو دیا جاتا
اجر بشمار مردوں کے اور روایت کی القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرہ سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو داخل ہووے قبرستان میں پھر پڑھے فاتحۃ الکتاب
(یعنی الحمد شریف) اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہ اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پھر کہے اے میرے اللہ
بخشا میں نے ثواب اوس کا جو پڑھا تیرا کلام قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو وہ شفیع ہوں گے اسکے
اللہ کے پاس اور روایت کی قاضی ابوبکر بن عبد الباقی نے اپنی مشیخت میں سلمہ بن عبید سے
کہا حماد مکی نے نکلا میں ایک رات مکہ کے قبرستان کی طرف تو ایک قبر پر سر رکھکر سوگیا تو دیکھا میں نے

---

[1] اور اس باب میں موقوف تو بھی حکم مرفوع کا ہے - اور یہ مرفوع و موقوف دونوں طرح روایت کی گئی ہے ۲ ۔

(خواب) میں مردوں کو حلقے باندھے ہوئے پس کہا بیٹے کیا قیامت قایم ہوگئی بولے نہیں ولیکن ایک مرد ہمارے بھائیوں میں سے قل ہو اللہ پڑھکر ثواب بخشیگیا تھا ہمکو پس ہم بانٹ رہے ہیں اوس کو ایک سال ہی۔ اور روایت کی عبدالعزیز صاحب خلال نے اپنی سند کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو داخل ہووے قبرستان میں پس پڑھے یس تو ہلکا کردیگا اللہ اونسے اور ملینگی اوسکو بشمار اونکی جو قبروں میں ہیں نیکیاں فرمایا سیوطی نے یہ روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن مجموعہ اون کا دلالت کرتا ہے اسپر کہ اسکی کچھ اصل ہی۔ ترجمہ تمام ہوا فرمان نبوی سے فاتحہ خوانی کی یہ ہیئت ثابت ہوئی کہ وقت زیارت بعد ادائے وظیفہ مسنونہ سلام) سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الہکم التکاثر پڑھے۔ پھر انکے پڑھنے کے بعد دعا مانگے کہ اے اللہ میرے بخشا میں نے ثواب اسکا قبرستان والے مومن مردوں عورتوں کو) اب آپ کی بتلائی اس صورت کو جو یوں متغیر کرے کہ قل فاتحہ کو بھی دعا کی ہیئت میں ہی داخل کرلے تو وہ تعلیم نبوی میں اصطلاح کرتا ہے اور جو محل آپ نے قل وفاتحہ خوانی کا بلا انعقاد مجلس فاتحہ خوانی تعلیم علی ضعف الروایہ فرمایا ہے اوسکو بے محل اور متغیر الہیئۃ کئے دیتا ہو۔ غرض کی بھیتوں اور اموات کی فاتحہ خوانی کی نسبت جو ہمارے زمانہ کے علما میں اختلاف اور نزاع ہے بعض مجوزین نے اونیں عوام کو اس مذہب پر لگا دیا ہی کہ یہ لوگ اموات کی خیر خواہی میں کوتاہی کراتے ہیں۔ پس ہر منصف حتی الامکان اپنے دین کو عذر یہودیت و نصرانیت سے بچانے میں اپنے دین کی خیر سمجھتا ہے امور ذیل میں وہ غور کرے کہ حق خالص اور طریق صواب کو قبول کرے۔ مثلاً مانعین بدعت مردوں کی قل و فاتحہ خوانی وقرآن خوانی کا وہ طریق بتلاتے ہیں جو آثار السنن وغیرہ کی حدیثوں سے انصار صحابہ کے برتاو سے ثابت ہی۔ پس جو لوگ بے محل قرآن خوانی فاتحہ خوانی مشروع طور پر بتلائیں پیمبر کی تابعداری غلامی برکتا ہے اُسکو تو اس خیر خواہی اور امداد اموات کا منکر بنایا جاوے۔ اور جو نئے نئے طریق اپنی ایجاد کی اس فاتحہ خوانی قرآن خوانی میں ایجاد کریں صحابہ کے خلاف اماموں کے خلاف گو یا بزبان حال کہیں کہ پیمبر کے سیکڑوں طریقے اور دستور جاری ہیں تو دو چار ہمارے بھی سہی وہ دینی وضع کے متغیر کرنیوالے خیر خواہ اموات بن بیٹھیں ایسے ہی میت کی بھیتیاں جو زمان جاہلیت میں بپابندی تواریخ بطور دستور مروج تھیں۔ عرب اور عجم کے کفار و مشرکین میں اور شارع نے اونکو مٹا کر کسی دوسری تاریخ میں اون بھیتوں کو تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی میں کسی تاریخ کا مقید نہیں کیا۔ بلکہ ان پابندیوں کی وجہ سے میت کے کھانے کی طرف کھانے والونکی چشم انتظار اور خواہش دلی

لگے رہنے کو مقصود شرع کے خلاف سمجھ کر ایسے کھانوں بھتیوں سے میت کی منع فرمایا تو آج رہی کھتیا بنا
یہ پابندی تواریخ مروج کرنا حضور کے مٹائے ہوئے کو زندہ کرکے پیمبر کا مقابلہ کرنا اور اماموں اور
پیشواؤں سے نرالی چال چلنا ہے اور کھائی ہوئی بھاجیوں کا بجائے مردوں کے بہانہ بدلا دینا
مُردوں کو دھوکا دینا ہے اور اس کا نام مُردوں کی خیر خواہی رکھنا ایسا ہے جیسا کوئی بیحیا کا نام
حیادار اور بے وفا کا نام وفادار رکھے ۔ افسوس جن نامشروع پابندیوں میں یتیموں کے حق تلف ہوں
اون کے مال و حقوق میں بکھرے جائیں وہ دینی وضع بتلائی جائیں ۔ قل ہو اللہ کا ثواب تہائی قرآن
کی برابر الحمد للہ افضل الدعا بموجب حدیث ترمذی مُردوں زندوں سب کو نافع اوسکی ایسی ضرورت
کہ اوس بغیر کوئی رکعت نہو دونوں کے فضائل کے بیان میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں وہ کونسا مسلمان ہے
جس کو اُنسے انکار ہو کلام بے محل پڑھنے میں ہے نہ بر محل میں ہم لوگ قرآن و حدیث کے معنی اپنے من
مانو رہے کے مکلف پیشواؤں کے مقلد ہیں احادیث مجرات سے آزادانہ استدلال کریں جیسے یہ لوگ
خود رائی سے نرالا مقصد ثابت کرنے لگتے ہیں ہم اوسکے کم ہی مثال کے طور پر آپکو کہا ئیں بموجب
حدیث مذکور جب الحمد سب سے افضل دعا ہوئی اور بموجب حدیث صحیحین اکثروا الدعاء فی السجود
فقمن ان یستجاب لکم کثرت سے سجدہ میں دعا کرنے کا حکم اور قبولیت کا وعدہ ہے پس اس سے تو
فاتحہ خوانی سجدہ میں بلاتکلف ثابت ہوئی ۔ مگر تمام سلف اور خلف سے نرالی رہی لہذا کوئی اسکا قائل
عامل نہیں پس طعام موجود پر دعا کرنے کی حدیثوں کو بے دون مادہ خرابی لائے کا جسکا ذکر آتا ہے
ہمارے زمانہ کے بعض فضلائے بدایوں نے رسم فاتحہ کی مجموعی ہیئت کذائیہ کو ایک طرح رقیہ
کا ٹھہراکر جواز کی طرف اشارت یا صراحت فرمائی تھی ۔ اور فی الواقع اگر اس میں کوئی دوسرا مانع نہو تو
رقیہ میں تجربہ جہت ہی لامحالہ جسکو اس عمل سے نفع ہوگا اوس کو جائز اور مباح ہوگا ۔ مگر یہ بناوٹ ٹھیک نہیں
اسلئے کہ جب کھانے اور اس قل و فاتحہ وغیرہ کی تلاوت کا احیا اور اموات کو ثواب پہنچایا جاتا ہے تب تو
یہ تلاوت وغیرہ عبادت بدنی اور مالی کی معجون مرکب ہوئی اور اصل عبادات خصوصاً بدنیہ میں بموجب
تصریح امام غزالی و علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالے بدعت نہیں ہوتی مگر سیئہ اور بموجب عبارت مجموعہ
فتاوی لکھنوی وغیرہ اسمیں سے تو وہی مشروع ہوگا جسکو شرع مشروع رکھے اسکو مراعات
واباحت اصلیہ مشروع نہیں بنا سکتی اور اصل عادات میں یہ ہے کہ اون میں سے کوئی چیز ممنوع
نہ ٹھہریگی جب تک کہ شارع منع نہ فرماوے تفصیل ادلہ شرح اور بسط کے ساتھ اس مسئلہ کو ہمارے
شیخ نے اپنی کتاب القاذ المخیرات عن رائحۃ البدعات اور تنزیہ المیسرات عنہ طبعۃ المحدثات

مین بیان فرمادیا ہے - اور کتب مبسوط فقہیہ و اصولیہ مین ہمارے فقہاء اور اصولیون نے
اسکو کہولکر مبرہن و مدلل کردیا ہے - حال کی تالیفات مین صحیحین وغیرہما کی احادیث کے پورے پورے
الفاظ نقل کرکے دلیل جواز و استحباب فاتحہ مرسومہ مین پیش کئے جاتے ہین وَصَنَعَ یدل کا - علی
تلک الحیسۃ و تکلم بما شاء اللہ الحدیث اور اخرجت لہ عجینا فبصق فیہ
وبارک ثم عمد الی برمتنا فبصق فیہ وبارک الحدیث و امثال ذلک یہ حدیثین
ابواب معجزات کی ہین جنکا مختص بنبوت ہونا ایسا امر ہے جو مسلمانون کے عوام اور خواص پر پوشیدہ
ہو اور نہ لاعرض ہے کہ اگر مالیدہ پر دست مبارک رکہکر جو اللہ تعالے نے چاہا پڑہنا حضور اقدس
صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کا گندہے آٹے میں آب دہن مبارک ڈالکر دعاء برکت فرمانا
پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوکر گوشت میں بھی آب دہن مبارک ڈالکر برکت کی دعا فرمانا اگر آپ سے خصوصیت
نہیں رکھتا بلکہ یہ طرز طریقہ مسلوکہ فی الدین بنانے امت کے برتنے کو تھا نب تو ان نصوص صریحہ پر صحابہ
کرام اور اہل سنت عظام کے دلدادگان و آئمہ مجتہدین نے ضرور اسپر عمل کیا ہوگا بلکہ اسکو دستور العمل
ٹھیرایا ہوگا سب جھگڑے اس میں طے ہوتے ہین - مجوزین فاتحہ مرسومہ اسکو نقل فرمائیں اور اسمیں
کوئی نقل صحیح و ضعیف ملیگی نہیں تو اسباب معجزات کی نقالی پر ہر ہرجمعہ خیر ابد ہا کو آمادہ نہ فرمائیں اب معجزات
رسالت پناہی کوئی رفیع الشان چیز ہے اور پھر اسمیں خود ہی رافع نزاع موجود ہے اول حدیث کے
اخیر میں ثم یدعوا عشرۃ عشرۃ وقال اذکروا اسم اللہ فیا کل کل رجل مما یلیہ موجود ہے جسکا کھلا ہوا ترجمہ یہ ہے
پھر آپ دس دس (صحابہ) کو بلا کر فرماتے رہے کہ بسم اللہ کرکے کھائے، ہر فرد اوس طرف سے جو اسکے
متصل ہے - ترجمہ تمام ہوا اپنے لائق کام آپ نے کیا صحابہ کے لایق جو کام تھا صحابہ نے کیا اللہ سبحانہ کے
سزاوار جو کام تھا وہ اللہ نے کیا کہ ایک پیالہ بھر مالیدہ سے تین سو صحابہ شکم سیر ہوئے اور سائیداو تقیدہ
تھا جتنا حضرت انس لاتے تھے بلکہ اور زیادہ ہوجانیکا گمان ہوتا تھا - یہ خود اسی حدیث کا بیان ہے
نہ کسی کی اپنی تانی اگر مالیدہ پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھنا آتے اور گوشت میں تھوک کر دعاے برکت
کرنا دینی برتاو کی غرض سے ہوتا تو سب سے پہلے صحابہ پھر تابعیں پھر تبع تابعین آئمہ مجتہدین ایسی سنت کو کیسے
ترک کرسکتے اور جبکہ اعجازی شان مانکر کسینے بھی اسکی نقالی میں ہاتھ رکھکر مالیدہ پر کچھ نہین پڑھا ہو
نہ کھانے مین تھوک کر کسی نے دعاء برکت کرنا طریقہ مسلوکہ فی الدین ٹھیرایا تو انکے لئے بغیر نیا دین
کب باصل ہوسکتا ہے بعض مفضلاے مراد آباد نے جو یہ فرمایا کہ اگر اس حدیث کے بموجب دعاے برکت
کرنا سنت ٹھیریگا تو کھانے میں تھوکنا اوس سے پہلے سنت ہوگا اسلئے کہ دعاے برکت سے پہلے

حدیث مذکور میں تہو کنے کا ذکر ہی اسپر صاحب مفتیان نے نہایت سختی سے کام لیا اور تھو کنے کے اطلاق کو ہی نہیں بلکہ نفس تھو کنے پر انکار فرماکر لکھا کہ تھوکنے کا ذکر نہیں بلکہ آب دہن (مبارک) ڈالنے کا ذکر ہے اسپر سطاہر حق کی عبارت پیش کی مگر سبحان اللہ حضور کی طرف نسبت کرنے مین آب دہن لفظ فارسی پر اکتفا کرنا نہایت ادب کی بات ہے اوسکا ترجمہ اگر ہندی مین کیا جاوے تو تھوکنا ہی کیا جائیگا۔ صراح میں مرقوم ہی البصاق والبزاق واحد اور مولف الوار ساطعہ مجوز رسم فاتحہ مولوی عبد السمیع کی حمد باری میں ہے تھوک کو کہتے بزاق اور ریق رال ء ہے ڈمکار آروغ قے منہ کا اچھال ؛ اس سے وہی ثابت ہو گیا جو صاحب اتباع السنتہ نے فرمایا تھا۔ اعتراض مذکور تئی جال ڈال بر تنے دین کی بڑے بغیر اسکے خلاصہ کلام یہ کہ فاتحہ خوانی قل اور سورہ تکاثر کی ثواب رسانی کا طریقہ وہی جو اثار السنن اور اسکی شرح کی روایتوں سے گذرا۔ ما نہ وہ جواب نے اوپر سے

کوئے جاناں سے خاک لائینگے ہم اپنا کعبہ جدا بنا ئینگے

سکا الزام بڑ ہنے سے نزدیک اتہی مختصرا ملتقطا والبسطی الکتابین المذکورین ہے چونکہ احادیث میں آتے ہوتے صحابہ کرام کے برتتے ہوتے طریقہ اہل قبور کی ثواب رسانی کے لئے قل و فاتحہ خوانی میں محض لوجہ الاہی شان ہے اسکے معاوضہ مین کہاون ماون کا ڈول نہین لہذا نفس سرکش لوبھی نے اس فاتحہ خوانی کو روکھا پھیکا سمجہ جب سلوتی کرنے کی فاتحہ خوانی کا ڈہب لگا یا کہانکی قبور شیر برنج شیرنی وغیرہ لذیذ کھانے سامنے رکھواکر دل خوش کر لی فاتحہ خوانی شرع کی صورت ہی بدل لی سامنے کھانا رکھا ہوا ہے۔ اور ہاتھ کھانے پر اٹھاتے ہوتے فاتحہ خوانی ہو رہی ہے کل کا ادہار نہیں بلکہ لمحہ بھر دیر کرنے کے لئے قرار نہیں اکثر تو بصورت المعروف کالمشروط ہی ہے شاید کسی نیک بخت کی اور کچہہ نیک نیتی ہو واللہ اعلم

جنگ داحس بکر و تغلب کی قتال | کر گئے دونوں قبیلوں کو ہضم

جنگ جاہلیت بھی اہم باہمی تھی بکر و تغلب دو قبیلون میں بیالیس برس جنگ برپا رہی طرفین کے ستر ہزار آدمی تیر کی آنی اور تلوار کی دہار کے پامال ہو گئے سبب اس کا یہ تھا کہ اونٹ نے کھیت کھا یا تہا کھیت والی عورت نے اوس اونٹ کو مارا۔ اونٹ والے نے اوس عورت کی پستان کاٹ ڈالی جسپر طرفین کے قبیلے لڑ مرے ایسے ہی گھوڑا بدکانے پر لڑائی شروع ہو کر طرفین کے قبیلوں میں ساٹہ برس جنگ برپا رہی قبیلے کے قبیلے ختم کر گئی۔ جب اسلام نے عرب کی زمین پر قدم رکہا تب اس جنگ کی آتش بجھی۔ سیر و تواریخ میں یہ اور اس قسم کے اور بہت سے قتال عرب کے

مذکور ہین جنکی بنا محض جہالت پر تھی ۔

اُنکی دانا کہو ہیں ہے روحانی دم	بولتا ہے باتیں احمق بت کا بول جسکی ہے تاثیر سے خلقت کا دم	بُت کے اندر بیٹھ کر شیطان دمبدم آسمانی تارے سورج چاند کا	بُت پرستی کا سبب ہے اور بھی

عزّی جنتنیہ کے سنانے دانت بجانے کی حدیث اوپر گذری اور دلایل ابونعیم کی روایت سے سواع بُت کے اندر سے آواز آنا کہ ایک نبی اولاد عبدالمطلب سے اس جہان میں تشریف لائے ہیں اور اسپر ایک شخص ظالم نام کا مسلمان ہونا پھر اوس کا نام راشد رکھا جانا اوپر منقول ہوا باقی کتب سیر و تواریخ سے بیشمار واسطین امام ابن القیم نے اغاثہ مین نقل کی ہیں جنسے بعض بتون اور آتشکدہون کے اندر سے شیطان کی آواز کا آنا ثابت ہوتا ہے ۔ اور حضرت حلیمہ سعدیہ کی روایت سے ہبل کے اندر سے اپنی ہلاکی کی آواز آنا حصہ دویم میں آویگا انشاء اللہ تعالے اغاثہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ کواکب پرستون میں کے سمجھدار لوگ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ ارواح کواکب کی ان کو بتون میں بول رہی ہے اور اُن کے ناسمجھون کا یہ خیال ہے کہ بُت ہی بول رہے ہیں ۔

تین صنعا مین جنمین تھے صنم معتصم باللہ نے توڑا صنم کفر نے کا لایا تھا کل عجم	جنمین ہے تھا اصفہان میں اِک مکان شہر فرغانہ میں سورج روپ کا بچھ ہی خاص اندھیارا نہ تھا	تھے مکان اونکی بہت اونکی حشم حضرت عثمان نے وہ توڑے صنم سب سے بڑھکر انمیں ہے سندوہرم	مندروں سے جنکی تھا عالم سیاہ جنکی زہرہ روپ میں تصویر تھی جو بنایا تھا شہ قابوس نے

یہ مضمون اغاثۃ اللہفان اور چند کتب سیر و تواریخ کی روایتوں کا ہے ۔ اصفہان ملک فارس میں نہایت آباد شہر ہے عمارتیں اوسکی دلچسپ آب و ہوا نہایت عمدہ اور صنعا تخت گاہ ہے ملک یمن کا ابرہہ بادشاہ صوبہ حبش کا یہیں گذرا ہے ۔ اصفہان کے ایک بتخانہ میں اور صنعا کے تین مندروں میں زہرہ ناچنے گانے والی کی نہایت خوبصورت تصویریں تھیں جن مندروں اور اون مندروں کے اندر کی مورتوں کا توڑنا مٹانا اللہ سبحانہ نے حضرت سیدنا عثمان خلیفہ سوم کے دم قدم کی برکت سے آسان کیا اور شہر فرغانہ میں سورج کی مورت تھی جسکے ہاتھ میں ایک جواہر آگ کی مانند روشن و تابان تھا جسکو معتصم باللہ نے مٹایا ۔

تھا ہیولی اسکل کا حسین صنم آئینہ میں دیکھ لو ایسا نہ تم بخت جنسی کی برا نا ہے دھرم	سب کے تھا مندر کا بت [illegible] [illegible] [illegible]	[illegible] [illegible] [illegible]	مندروں کو مندر سے بھی زیادہ [illegible] [illegible]

[illegible] تاریخ آئینہ نامہ کیا ہے باقی

مضمون اغاثہ کی روایتوں کا ہی۔ آریہ گوت ہندو فارس وبابل وغیرہ عجم کا سب ایک صرف بعض
امور عملی واعتقادی میں مختلف ہیں۔ پس سیدنا خلیل علیہ الصلوۃ والسلام کا ثابت کرنے کے لیے ہند
میں آنا ضرور نہیں۔ حجج الہیہ کا نمرود اور نمرود یو ہیر پورا کردینا گویا سب پر پورا کردیتا ہے

	بودھا مذہب کا ہی مقلد وہم	تین سو سے زیادہ فرقے ہیں ہنود	

برجبہ مالستہہ سما جار بجریہ الہ آباد میں بہ عذر پیش کرنا کہ وید کے رشیوں کو تجربہ سے معلوم تھا کہ سب لوگ ایک دستور کے پابند نہیں ہو سکتے۔ اس لیے جیسا جس فرقہ کا اعتقاد اور دستور تھا اوس پر صاد کر دیا تاکہ وے اپنے خیال پر ہر گروہ منزل مقصود کو پہنچے۔ اسی واسطے ویدوں میں برتاو و خیالات واعتقادات متضادہ کا بیان پایا جاتا ہے انتہی محصلا عقلا کے نزدیک یہ عذر بدتر از گناہ ہے جسمانی و روحانی امراض میں بیماروں کو بیمار کر دینا دیدہ دانستہ اونکو ہلاکت میں ڈالنا ہے واضع قانون چور کو چوری زانی کو زنا کی قاتل کو قتل کی تعلیم دیکر خود برہم زن انتظام دنیا کا ٹھہریگا۔

ویدوں کے مضامین کی تتبع کرنے والا یہ رائے قائم کر سکتا ہی کہ کثرت فرقوں کی ہندو دہرم میں وید کی روشنی ماند پڑنے یا تحریف ہو جانے سے جسکی سری کرشن جی کو بھی شکایت ہے اور امتداد زمانہ رسم ورواج کے پرانے پرانے پڑ جانے کی وجہ سے مختلف صورتوں کے احتمالات پیدا ہو جانیکی وجہ سے ہی نہیں ہوئی بلکہ وید گیت کہو جانے ہی کے وقت ہی کہنے والونکی متفاوت خیالات اور رنگ کی مراعات یہ تفرق پیدا کرلائی ہیں و [illegible] کی بابت یوروپین محققین مورخین کی تحقیقات بھی اس رائے کی تائید کرتی ہے پس ہمارے مہربان آریوں کا وید کی نسبت دون کی لینا اور وید کو توحید کا معلم اور بت پرستی کا دشمن بتانا زیبا نہیں بانجو سحیہ دید ادھیا ۴۰ منترہ ۹

اندھم تمہ پرد شتی تے سمبھوتی مپاستے ٭ تتو بھوے اوتے تموے او سمبھوتیا گم رتا
ترجمہ گھر سے اندھیرے میں پڑتے ہیں جو غیر مادی چیزوں کو نہیں پوجتے اس سے بھی زیادہ گہرے اندھیرے (دوزخ) میں جاتے ہیں جو کہ اشیائے مادی میں دل لگاتے ہیں جو [illegible] مادی و غیر مادی اشیا کو نہیں پوجتے وہ گہرے سے گہرے اندھیرے میں دوزخ کے جاتے ہیں [illegible]

وید کی اس دہمکی نے بت پرستی مورتی پوجن ظہورات طبیعی کی پرستش کا جو بازار گرم کر رکھا ہے وہ روایت عملی اوسکی خود تصدیق کرتی ہے کاشی متھرا ہر شہر کا نذرانہ ہندو تہوار اس کے ادت ہوتے ہیں جو ہر سالی اوپر حتی کہ خود مشہور مناسوں اپنا ہنو نامہ سے پیش ہے خود دیکھ لو۔ اور جب آریہ غیر حقیقی کے لیے یہ جابرانہ دہمکی ہے تو وہ پنہاں بر جہ مذکور بانہ وید نطاب [illegible] سے بتایا جا سکتا

جیسا خیال ہوا اوس کو اوس مین رہتا ہے صحیح نہ ہا اسلئے کہ وید کے منتر مذکور نے خالی الذہن بیٹھے بھالے مادّی وغیرہ مادّی مخلوقات کی پوجا پر دھکی دیکر لگائے ہین - آریہ جو اسپر تحریف کی گبری جڑ ہاتے ہیں وہ پُرانے استحکام کو ڈھاک نہیں سکتی یہ چیترنی اہل بصیرت کی نظروں میں مضحکہ صبیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی آیندہ وید منترونکے ترجموں میں دیانندجی کا برمان بھی سورج اور ہوا کے پوجا پے اور سرور بخشنے علم و دولت وغیرہ دینے میں دکہائی دیتے ہیں -

صاف ثابت اِن تھیلیوں سے ہو گیا
جیو گیانی دیوتا اوسکو کہیں
کہو سورج بھی بنا ہی خلق آہ

آگ کی گھر کو کہا خالق سمجھ
چاند تاروں کو کہیں اُسکا کرم
دائی اوسکی بنا یا ملک صنم

گر یہ ساری کو کہدیویں لہار
کہو سورج جو ہے سورج کی نسل
ہاتھ میں جسکے جواہر آگ سا

کیا عجب ہے غور یہ کرتے ہیں کم
جیسے چندر بنتی ہیں چندر کا دم
جس سکا منہ اوسکی مورت کی ہم

ستہیہ تیتھ اوساوس کے مقدمہ نیں دیکھو پرمیشور کے مُنہ سے اگنی پیدا ہونے کا بیان ہی - پھر اگنی کا دو بار پرمیشور پر حملہ کرنا سوا ہا کا پرمیشور سے جدا ہو جانا اور اگنی کے دفعیہ کا مشورہ دینا جسپر پرمیشور کا چھپا کر اپنی ہتیلیاں انہوں میں ملنا اور ان سے دو بار دودہ نکالکر اگنی پر ڈالکر اگنی کو فرو کرنا اور اگنی پر دودہ جڑ سینے سورج اور ہوا کا پیدا ہوکر موالید ثلاثہ کو پیدا کرنا مذکور ہی - مگر ترتین سکت کے جسکے ہم معنی منتر اور بھی نقل کرینگے یہ سماچار ہین (۲) برہمن اسے مکھم اسیت باہو راجنیہ کرتا اُرو تد سے ویشیہ پد بھیام شودرا اجایت (۳) چندرما منسو جاتش چکشو سوریا اجایت شروترادوایش پرانشچ مکھادا گنر اجایت

ترجمہ (۲) برہمن اوس پرمیشور کے مُنہ سے پیدا ہوئے - اور اوس کے بازوں سے راجپوت ہوئے اور رانوں اوسکی کسان ہوئے - اور دونوں پاؤن سے خدمتگار پیدا ہوئے (۳) چاند اوس کے دل سے پیدا ہوا اور اوسکی آنکھوں سے سورج پیدا ہوا اور کانوں سے آسمان اور خلا پیدا ہوا اور اوس کے سانس سے ہوا پیدا ہوئی اور چہرہ سے اُسکے آگ پیدا ہوئی ( ) اس سے معلوم ہوا کہ کائنات مذکورہ منتر کو پرمیشر سے جزئیت کا علاقہ ہی - بابو پیارے لال ملک عدم میں لکھتے ہیں - ہندو بارسی حبشی امریکا کی دیسی قومین سورج کو باپ اور خالق موالید ثلاثہ اور خدا مانتے چلے آئے ہیں - ارسطو نے اس سورج کو بے داغ بے مثل مانا ہے - پھر اوسی ملک عدم میں دوربین کی دید سے پانچ کرور ساٹھ لاکھ سورج ثابت کرنے کے

ف اس منتر مین ایسے الفاظ سنسکرت واقع ہوئے ہیں جو کہ اب تک اردو کی محاورہ مین تھوڑے سے تغیر سے ویسے ہی بولے جاتے - مکھ منہ کو کہتے ہیں - بازوں کو باہین کہتے ہین - راجنیہ راجپوت برہمن معلوم مکھم معلوم باہو راجنیہ سب کھلے ہوئے الفاظ ہین جو ان قوموں کے سنگ پرمیشور کے اعضا سے ستو یعنی پیدا ہونے کے مخبر ہین - پیدا کرنے والیکا جسمیں پتہ نہین ۱۲

بعد لکھتے ہیں اسکی مانند کئی کئی سورج ہی چاند کی جگہ بعض نظاموں میں بڑے بڑے سورجوں کے گرد
گھوم رہے ہیں ۔ اور بعضے سورج تو اس سورج سے ہزار گنے بڑے ہیں اور یہ سورج بھی چاند کی طرح داغدار
نکلا اور کسی مہاسورج کے گرد یہ بھی گھوم رہا ہے ۲۴ روز میں اس کا ایک دورہ ختم ہوتا ہے ۔ ابتو اسکی
خدائی میں بھی کلام ہوگیا یہ خلاصہ ہی بابو موصوف کی تقریر پر تہافت کا غیر سورجوں کی تحقیقات میں اقوام
مذکورہ ہند فارس و عیش وامریکا وغیرہ کی باغیانہ شرکیہ غلطی تو کھل گئی ۔ اور ویدوں اپنشدوں وغیرہ
دہرم پستکوں اور دساتیر کے ناموں کی کرامات پرستی عناصر پرستی کا انکا بھانڈا پھوٹ گیا اور ایسے استاد
افلاطون سے پھر جانے والے ارسطو کی فلسفیت کی تہافتیں اور ٹھوکریں تو کھل گئیں سورج کو ہمیشہ
داغ تبلا کر اس کے پجاریوں کے دل بہلانے کا ڈنڈا ٹوٹ گیا کہ اس داغدار کی شل اور اس سے
بڑھکر گردش میں گرفتار اور بہت سے سورج خدائی خدمتگار ہیں سے مجبور و ناچار ثابت ہوگئے اور یہ بھی
اسلیے کہا کہ جیونٹی اور جوں تک کو تو یہ اختیار کہ بلا پابندی جدہر چاہے چلی جائے ۔ اور سورج کو
یہ مجبوری کہ اپنی معمولی گردش و رفتار سے باختیار خود تل بھر بھی تجاوز کر سکتا کہو اُترا کہا و دکھن
سمت کو سیدہا جاتے کسنے اسکو دیکھا ہے بحکم سخر لکم الشمس والقمر الآیہ ہماری خدمت پر
مامور بھلا یہ خادم کیسے مخدوم اور معبود بنے اینگا ۔ یہاں ایک امر اور قابل گذارش ہے ویدمیں اگرچہ ادیتیہ
اور سورج نام کے کئی دیوتا بیان ہوئے ہیں ۔ مگر یہ کرۂ سورج ایک ہی بیان ہوا ہے ۔ حالانکہ اپنے معبودوں
سورج نارایوں کی تلاش اور بحث اوس کا موضوع اور وظیفہ تھا اوس سے وید سے زبان اور اون کا
سراغ لگایا توکسنے گلولو کی دوربین سے حالانکہ وہی مؤلف ملک عدم فخریہ کہتے ہیں کہ ہمارے علمائے نجوم
بقاعدہ علم نجوم اپنی کتب میں علاوہ سات سیاروں کے دو سیارے اور بتلا گئے تھے سو ہی دوربین
ایجاد ہونے پر وہ دونوں نپتو اور یورینس دوربین میں دیکھے گئے ۔ مگر حیف دہرم پستکوں کو سورجوں
اور چاندوں کی کثرت کا کوئی پتا بھی دکھائی نہیں دیا کتب سماویہ علم ہیئت کی کتابیں نہیں اس
کثرت کا اظہار اون کا وظیفہ اور ذمہ نہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ ایک عالم سورج ایک ہی بتلا رہا ہو ۔
اور اوسکی کثرت کا اظہار موقوف علیہ کسی ضروری امر کا ضروریات دین سے بھی نہو بس خواہ مخواہ اس
کثرت کے اظہار سے آسمانی کتاب کو آلہ لغزش بنانا حکمت کے خلاف ہے ۔ اسیواسطے قرآن کریم کی متواتر
قرأتوں میں اس کا نام تک نہیں لیا ۔ البتہ ارباب کشوف اولیاء اللہ نے بھی اسکو اسی لوئی تہ
پر موزوں دیا جیسے بوستان ہیں ۔ در باکیزہ بیکر چو حور و پری ٭ چو خورشید و مہ از سہ دیگر بری
اور ایسے ہی عارف رومی نے مثنوی شریف میں افادہ فرمایا کہ سورج کی مثل خدا بیچ

ہین نہیں[۱] تو ذہن ہین تو اوسکی مثل تصور کر سکتا ہے ۔ مگر اللہ سبحانہ کی مثل جیسے خارج مین نہین
ایسے ہی ذہن میں بھی متصور نہین ۱۲

گر قربان جائیے قرآن مجید کے اس کثرت کا بیان جن کا وظیفہ تھا اور ان بیچاروں کا اظہار نہوا اہل بصیرت
برادران کا نقص ظاہر کرنے کیلئے قرأت غیر متواترہ مین اس کا اظہار بھی فرما دیا چنانچہ سورۃ الفرقان کے
حمزہ اور علی کی قرأت میں سُرُجًا بصیغہ جمع سورجونکی کثرت کا اور چونکہ ہر سیارہ اول مین جلتا بلتا ہوا گرتا ہے
اور پھر ٹھنڈا ہو کر رہتی ہے تو یہ چاند سا ہو جاتا ہے باین وجہ چاند سورج اعتبارًا ایک ہے لہذا اس کثرت میں
چاندونکی کثرت بھی آگئی جدا قمر کی جمع لانے کی ضرورت نرہی اور جو اسکی بھی جمع بغیر سیری ہو تو اسکی
وغیرہ دو قاریوں کی قرأت میں قمرًا بھی بصیغہ جمع آیا ہے جسکو امام رازی نے تفسیر کبیر مین القمر کی
جمع ٹھہرا کر چاندنی راتونکی کثرت کی تاویل سے ٹھکانے لگایا اور معترضون کے اعتراض سے
آیت کو بچایا ہے اور ایسے ہی سورجون کی کثرت مین یہ تاویل کی ہے کہ بڑے بڑے تارون کو سورج کہدیا ہے
مگر اب تو دوربین کی دید کا جھگڑا درپیش ہو گیا اب تو ان قراتوں میں سورجوں اور چاندونکی کثرت کا اظہار
ہمارا دست و گریبان نہ پکڑواسکے اعتراضات اور طعنہ زنی پر اوبار کھانے والو اب موقع یہ ہے کہ وید
سے سرگوشی کی جائے کہ حیف تو نے وظیفہ کے اظہار سے ایسا کھٹکا کھایا کہ لوگ زبان تک ان کا
ذکر نہ آیا اور تجھے انکی خبر ہی کب تھی یہ خبر اوس خبیر کو تھی جسکا یہ کلام ہے دونوں قرأتوں مذکورہ بالا
میں تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سُرُجًا وَّقُمُرًا مُّنِیْرًا ہ

ترجمہ بڑی برکت والا ہے وہ جسنے بنائے آسمان مین برج اور رکھا اوس مین بہت سے
سورج اور بہت سے چاند ترجمہ تمام ہوا سراجًا کی متصل جلالین میں سے وفی قراءۃ سُرُجًا
بالجمع ای نیرات **ترجمہ** اور ایک قرأت مین (حمزہ اور علی کی کما بین)
سُرُجًا بصیغہ جمع آیا ہے یعنی نیرات (بہت سے سورج) اور اس تحقیقات کو بسط کے ساتھ
دیکھنا منظور ہو تو ہمارے شیخ کا رسالہ مستقل اہین دیکھو۔

اغاثہ میں ہے کہ یہ لوگ سورج کو فرشتہ نفس و عقل والا بھی مانتے ہین (یعنی جیو گیانی دیوتا)
جسنے والید ثلاثہ یعنی نباتات جمادات حیوانات کے جسمون جانورن کا یا صرف جسمون کا بنانے والا

---

[۱] یعنی جیسے یہ سورج ہمکو دیکھتا ہے ایسے اسکی مثل اسکی برابر کا کوئی نہیں دیکھتا تاکہ دیکھے بھالے کی
دوسرے دیکھے بھالے سے مماثلت خارج مین دکھلا سکین ۱۲

عنصروں یا اون کے کرہوں یا صرف سورج اور ہوا کو مانا یا انکو صفت تکوین الٰہی میں شریک و مددگار کارخانہ تخلیق مانا۔ الوہیت کے استحقاق کی معرفت میں ایسا باغیانہ شرکیہ جرم کیا کہ عقل سلیم کے مرتبہ ابتدائی کے بھی لایق نتہا۔ اور خواص الوہیت کو اون پر جھکایا جن کو اپنے خلاصہ اشرف المخلوقات انسان بلکہ اوسکی جون کی برابر بھی قدرت اختیاری نہ تھی۔ دنیا کے کاریگروں کا سبوں کی کاریگری میں غور کرو پانی مٹی سے مصور تصویر بنا آگ سے پکا رنگ چڑھا تصویر طیار کر لیتا ہے۔ کمہار مٹی سے بذریعہ چاک واوے برتن بنا پکا لیتا ہے لوہار لوہے سے بذریعہ لہاری و اوزار وغیرہ طوق زنجیر بنا تا ہے بڑھئی لکڑی سے بذریعہ آری نہانی برمہ بسولا وغیرہ میز کرسی تخت تیار کر لیتا ہے۔ اس سے کسی کند عقل والے کو بھی یہ وہم نہیں ہوتا یہ تصویریں پانی مٹی آگ ہوا رنگ نے اور یہ برتن مٹی اور چاک اور آوے نے اور یہ میز کرسی تخت لکڑی آری برمہ نہانی بسولہ وغیرہ نے یا ان بیگروں میں پانی لکڑی لوہا وغیرہ کے خزانوں نے مصور کمہار نجار لہار کے ساجھے میں یا پے ساجھے بنائی ہیں اور جو ایسا کہے بیوقوف کہلایا جاتا اور مضحکہ بنتا ہے۔ تو اے عقل سلیم کی روشنی سے دیکھنے والو تمھیں عقل سلیم اور فہم ثاقب کی رو سے کہو و تخلیق اجسام خدائی کام اُن عناصر و کرات عناصر کے سر کیسے منڈھ دے جاوینگے جو اس کارخانہ تخلیق میں خود خرچ ہو رہے ہیں اور نہر کرتے جاتے ہیں[۵۱] اور جنسے صرف حرارت و برودت وغیرہ لی جا رہی ہے وہ بھی حرارت و برودت وغیرہ جبھی دے رہے جب لینے والا خود اونکی خوراک دیکر جبر نقصان کیر رہا ہے اور جب اُس کو بند کر لیگا نہر جاینگے فنا ہو جاینگے اور ان اشیا کا ان کے ساجھے سے بنا ماننا بھی ٹھیک نہیں اگر یہ کام شرکت ہی چلا ہے تو بڑھئی کے ہاتھ لگائے بغیر لکڑی نہانی برمہ بسولہ سے حصہ رسدی میز کرسی تخت آدھا بردا کچھ تو بنوا دیجئے تاکہ باقیماندہ کو اپنے حصہ کے موافق نجار بنا کر پورا کرے بغیر نجار کے ان سے پچر تک نہ چھلیگی اگرچہ ہزار برس تک لکڑی پر دہرے رہیں یا لکڑی انکے اوپر پڑی رہے۔ اور یہی خیال دوسرے کاریگروں کی نسبت بھی کر لو اور اسی سے فلاسفہ اور طبائعین اور اونکے چیلوں کی فلسفیت کا اندھا پن شرک اسباب کے قول میں پرکھ لو پس جبکہ قسم اول کسبی میں بشل ممکن کو شریک بنانا حماقت ہوا تو ثانی کارخانہ تکوین میں غیر اللہ کو جو مستحیل الشرکت ہے شریک ٹھہرانا بغاوت شرکیہ بارگاہ الوہیت سے ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ اور نیز چونکہ عناصر اور اُنکے کرہے اجسام ہیں اور اجسام کے کام جسمانی قوانین

---

۵۱ ۔ برج میں دُم دار ستارے وغیرہ ایندھن کی جگہ نہ جھکنے رہتی تو کبھی کا بے نور ہو گیا ہوتا۔

سے نکلکر صرف ہوجا اگہاں کسی چیز کو بنا نہیں سکتی غایت یہ کہ اونکی حرارت برودت وغیرہ پہونچ سکتی ہے
اوس کو صورت گری میں اتنا بھی دخل نہیں جتنا مصور کو نہ اتنا جتنا رنگ بھرنے کو اور نہ عنصر ہی
کہ ہونکو کسی نے مثلاً انڈے اور بچہ دان کے اندر خاک باد آب آتش کی لگدی بنی ہوئی یا ڈہنی
ڈالتا دیکھا اور نہ انڈا اور بچہ دان بچہ کی شکل کے ہونٹ کا سانچا اور پھر یہ کام تو سانچہ کے
بس کا بھی نہیں بیرونی و اندرونی اعضا کیں پیچیدہ ترتیبیں - آنکھ ناک کان دل دماغ جگر
پھیپھڑا وغیرہ اور اونکی ادراکات گوناگوں حکمتوں منفعتوں پر مشتمل اون بے شعوروں بے اختیاروں
سے بن پانے کی چیز نہیں جن کو خود بھی پہچاننے کا مادہ نہیں انڈے کے اندر بچہ کو اپنے دوست
دشمن کی پہچان خوراک مناسب نامناسب کی اختیار کیا انھیں عناصر بے شعوروں مجبوروں نے
بتلائی ہے - کیونکہ بچہ اس پہچان کو انڈے کے اندر ہی سے لاتا ہے چیل کوے کو دیکھ
ماں کے پروں میں چھپ جانا غذا مناسب کو لپکنا سیکھا ہوا آتا ہے اس معرفت میں یاگولک جی
کے سماچار یاگولک سمرتی کے ۱۷ و ۲۴ شلوک میں یوں ہیں کہ ہوم کرنے سے سورج دیوتا خوش
ہوتا ہے اور سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے نباتات پیدا ہوتی ہے اور نباتات
کھانے سے منی بنتی ہے - اور جب نر و مادہ جفت ہوتے ہیں - اور نطفہ خون حیض میں ملجاتا ہے
اوسوقت پانچوں عنصر اور روح اور پرمیشور اوس میں متفق ہوکر قیام کرتے ہیں انتہی چونکہ یاگولک جی نے
کاریگر کے ہاتھ لگائے مباشر فعل ہوئے بغیر کاریگری کو بنتا نہ دیکھا تھا اور بچہ دان چونکہ بچہ کے جسم مناسب ہیں
اندرونی و بیرونی اعضا وغیرہ بنانیکا سانچہ نہ تھا ناچار منی ملے خون حیض میں پانچوں عنصروں اور روح کے
پہنچنے پر پرمیشور کو متفق ہوکر اونکے ساتھ قیام فرمانے کی ضرورت ہوئی تاکہ وہاں ٹھہر کر اون اشیاء مذکورہ
کی لگدی سے بچہ کی صورت بنادے - جب قادر مطلق سرب شکتیمان جسم سے منزہ ذات حاکم کن کو
صورت بنانے کے لئے بچہ دان میں قیام کی ضرورت ہو تو سورج کو خالق اجسام ماننے والوں ہی کے اعتبار سے
کہ سورج کو تو بدرجہ اولی بچہ دان میں ٹھہر کر صورت بنانے کی ضرورت ہوگی اور چونکہ سورج کا قیام وہاں محال
لہٰذا وہ خالق اجسام کسی ڈھنگ سے بن نہیں سکتا - اور قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا کمال اوس
احتیاج سے منزہ ہے جسکو یاگولک جی نے مخلوق کاریگروں کی کاریگری پر قیاس کرکے اوس قدوس
عم نوالہ شانہ کی طرف منسوب کیا ہے سب سے بڑھکر سب قدرتوں سے بڑھتی چڑھتی قدرت والا تو بھی
مانا جائیگا جب اوس کا حکم کن وہ کام بنادے جو ساری کائنات کی محنت مشقت کمالی کی مجموعی
طاقتوں سے بھی نہ بن سکے اور ایسا نہ کرسکے تو وہ قادر مطلق سرب شکتیمان کیسے کہلائیگا -

اگر کواکب مجبور بے اختیاروں کی تاثیر نما داد سے یہ کارسازیاں ہوتیں تو نظر بر نظام بطلیموس و نظام فیثاغورث
و ترمیمات متاخرین قانون حرکت وغیرہ تمام اجسام و اعضاء اجسام ہر فرد بر انفرادی تاثیر سے اس کروی
○ شکل بلاد ہر فرد پر کواکب دائرہ کی اجتماعی تاثیر ڈالنے اس بیچ در بیچ ایک کروی بین لشبار کو ایک
کروی در کروی کروی در کروی غایت تعداد تک انسی نگر سے بھی زیادہ نجار ہیون کی شکل بنجاتی یا کرہ
زمین پر مہار کی چوٹی کی طرح ہر جسم تھیلا سا چڑھ جاتا جیسے چونٹی پیٹے وقت مارول پر چھلا سا چڑھ جاتا ہے
اعدیا کواکب کی تقابلی تاثیر و تقصد دیے دیکھ بہ بڑھنے سے ہر جسم کرہ زمین گھر نظر آنے کی جگہ بکھر بکھر جاتا
کمہار کو دیکھو کو گھومتے چلتے چاک پر اوس سے تکورا چوکورا مہنت پہلو برتن نہیں بن سکتا وہ ہر برتن کے کروی
بنانے پر مجبور ہوتا ہے۔ باقی رہی تقریر نظام فیثاغورث پر اوسکی مثال یہ ہے کہ گھومتا شخص مثلاً
پانی لوٹے کی ٹونٹی سے گرائے تو گرتے پانی کا دائرہ بنجائیگا اور یہ بھی کب جب مؤثر و متاثر مقابل ہون
اور پہلے رقّے پر رقّا جوڑنے کی نوبت آئے ورنہ وہی بکھیڑا اور بگڑا ان جسمون کا لازم آئیگا پہلے جسم بنے
بجا و دنہ بننے کی جگہ بگڑنے بکھرنے کی قیامت آگئی۔ چونکہ ایسا ظہور میں آتا نہیں لہذا قطعاً ثابت ہوا کہ اس
کرہ زمین پر کوئی ایسی قدرت جسموں کو بناتی ہے جسکو کسی کرہ مؤثرہ و متاثرہ تبلاتے ہوے سکا
بارجتی حرکت و سکون اجسام و اعضا و اجسام کی کروٹ پہ مجبور نہیں کرتا اور اوس قدرت کاملہ کی
روک تھام امدادی سرانجام میں یہ سب مجازی طاقتین تاثیرین ناکام بمنزلہ معدوم انکے بنا بر حکمت نہ بنا بر
حاجت و ضرورت وہ جو کام لے مجبوراً وہ سر لگی ہوتی ہیں۔ اتنے پر ہی بس کرتا ہوں زیادہ بسط ہمیں
ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ میں امام مفسر رازی کی عبارت تحقیق کے ذیل موجود ہے۔

پھر کیوں اسباب کی بانفشان کیا	ای الٰہی فلسفہ سکھائے حکیم	خلق پر از وہ کیا تو کیا تیا سا	وہ بھی تو لاخلم کا مسئلہ جا دم

کاریگران دنیا کا ساجھی ٹھہرا بیکر اوزار اسباب و آلات کو جب کاریگر میں راست نہ آیا ہو جب تقریر
صدر کے تو کارخانہ تخلیق میں اسباب تخلیق کیسے ساجھی ہونے راست آسکتے ہیں۔ اس باطل رائے والوں
نے جب دیکھا کہ کاریگروں کے بیگر لکڑی لوہا وغیرہ اور اونکے اوزار وغیرہ محض بے شعور مجبور ہیں اور کاریگر
باشعور ذی اختیار اور اونکے سارے کام میز کرسی طوق و زنجیر وغیرہ بنانے کے اونکی شعور و اختیار سے
ہو رہے ہیں اور انھیں کے کاموں پر خدائی کاموں کو قیاس کیا تو شرک اسباب کے قول کا تو کل ہیر انکا نظر
نہ آیا ناچار یہ کہنا کہ صانع تعالی شانہ سے تمام مصنوعات بے اختیاری سے صادر ہو رہی ہیں یہ فلسفیت
تو سوفسطائیت سے بھی زیادہ گہرے میں ڈوب گئی اور باطل کو دم دینے کی نیے جو کا عذر نکھے ہے اور
جعلی قاعدے اور اصول گرہ گرہ اسکی پشت پناہی کی گئی سب لغو اور بے سود خیرآبادی ثم رامپوری

وغیرہم حکما اسلام کی تقریریں تو اس باب میں دیکھو شرک اسباب والونکی قلعی کہولدی ہی۔

کہتے ہیں بشنو کسو بر گھو درا اسکی عضو ونسی خلق سکا	جیسے دکھیا حال اُنکے ستم مانا جب دیکھا آتما کل اور جسم	مادہ جبکہ نکلتا کہہ دیا کرلیا خود بر قیاس اللہ کو	بولے وہ جسمو نہیں بتیا ہی جسم سوتا جگتا بھی کہا روح اتم

آتما روح کو کہتے ہیں اور پرم آتما خدا کو جیسے دادا پرم دادا یعنی پر دادا اس سے معلوم ہوا کہ ہنود کی معرفت کی غایت یہی ہی کہ اُنھون نے خدا کو کائنات سے نرالا نہین مانا بلکہ منجملہ جنس ارواح اوسکو اعلے درجہ کی روح مانا ہے اور جب ساری کائنات انکے اعتقاد مین اوسی میں سے نکلی اوسی مین گھس جاتی ہی اور استحقاق مین بھی ظہورات طبعی اور اعلی چیزین اوسکی برابر بلکہ بعض جگہہ وہ محروم اور غیرونکی ہوگی دھوم ۔ غرض جو سب ذی ارواح روحانیون کا حال وہی اوسکا ایشور یعنی معبود بہتیرے مگر وہ مہربیا بہی گو آمسے آپ نہ پوجین اور پرواسے پوجین ہو جہات کا دہوان، یہ دسک پھیلارہا ہے مہتی صانع عالم کے سماچار وید بھگوان نے یون گائے ہین رد تکذیب براہین احمدیہ حصہ ۲ میں سیتیارتھ پرکاش دیانندی کے صفحہ ۱ کی عبارت بھاشہ منقول ہی اور سادس میں اوس کا ترجمہ یہ ہی پرمیشور دنیا میں اور دنیا پرمیشور میں آباد ہے اسواسطے اوس کا نام بسو ہے ۔ وید بھاشا بھومکا صفحہ ۱۳۳ بمضمون وید منتر مرقوم ہے الخ یعنی پرمیشور میں تمام مخلوق کا قیام وقرار ہی اور اہل عرفان مرکر اوسی میں جا گھستے ہیں صد ۲ یجروید ادھیا ۳۲ منتر ۱۱ پریتی بھوتانی پریتی لوکان پریتیا سروا پردشو دشا سچ اوپستھاے برتھم جاھر تسیا تمنا تمانم ابھیسم ودیش ترجمہ لفوی) وہ پرمیشور پھیلے عنصری دنیا میں بھرپور اس لوک لوکانتر یعنی ہر ایک کرہ مین بھرپور اس جملہ اشیا مین بھرپور دسوں جہت میں اور خلاصہ مکانوں میں الخ نیچ رو جونکی بے خوف پرویش کرنے والا یعنی جسطرح گندھے آتے ہین پانی ملا ہوتا ہے اسی طرح کل عالم مین وہ بسو پرمیشور رچا ہوا ہی۔ ایک ذرہ بھی اوس سے خالی نہین اور یہی ذیل کے منتر پری دیاوا پرتھوی سے ثابت ہی الخ ۔ جسکا جی چاہے منتر مذکور کو مع ترجمہ منقول منہ میں دیکھلے قرآنی طرز تفسیر آیت بآیت سے سبق لیکر منشی لیکھرام نے منتر مذکور کی مٹی یوں ٹھکانے لگائی کہ عنصری دنیا لوک لوکانتر تمام مکانوں کو دسوں جہتوں تمام چیزوں تمام عالم میں بھرپور ہونے سے مراد یہ ہی کہ وہ اپنے علم سے سب جگہ حاضر ہے منشی جی نے وید پر بڑی کرپا کی بڑا پاپ ہین دست گیری کرنا سپوتون کا کام ہے ۔ مگر اِن نادٹ کو

ملہ اس داخل خارج کی تصریحات وید نے خلق کو آئینہ خالق اور خالق کو آئینہ خلق کی اصلاحی تاویل کا بھی موقع نرکھا ۔

یہ برمان وید بھگوان کا کیسے بنتے دیکھا کہ جس طرح گندھے آٹے میں پانی ملا ہوا ہے اسیطرح کل عالم میں
وہ بسو پرمیشور رچا ہوا ہے اور کل اوسی میں سے نکلا ہی اور اوسی میں گھس جائیگا اور بسو برکھو درا نام
پرمیشور کے کہاں پائینگے قرآن کریم بیان ذات وصفات واسماء وافعال الٰہی میں کسی کی اثبت بناہی
کا محتاج نہیں فَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْط ٥ کو وَقَدْ اَحَاطَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ٥
سے سمجھا دیا اور کسی کو احاطہ ذاتی کا خیال بطور ذوق و وجدان ہو تو اوس کو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ الآیہ
سے ضابطہ تنزیہ سے نکلنے دیا اتحاد اور حلول کا اعتقاد نصاریٰ کا جب قرآن مجید میں بابلغ
وجوہ رد کر دیا گیا تو آج کون اوسکے کسی کلمہ براءت باب میں سہارا کہا سکتا ہے - اور اس وضع میں
ہی جسکی کل بگڑ گئی اوسے کون سنبھال سکتا ہے - انجام کار منشی لیکھرام ہی کی زبان قلم سے
وہی ٹھیک پڑا جو دید کی جھسٹی میں بھرا دہرا تھا آپ الفاظ وید کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ وہ اپنی طاقت
کا بھی پرمیشور ہی انتہی - اسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی طاقت کا بھی خدا اور خالق ہے
تو اوس کے سمجھنے کے سما چار کیا ہیں - جب وہ بیطاقت تھا - ست بچن ہے بچہ میں طاقت رفتہ رفتہ ہی
آتی ہے آریہ انوکھے شنکر بھی وید کا پرانا رٹا رٹاگ ہیں بسا پیراگ نہ دملا جیسا منتر میں تھا ویسا ہی زبان
قلم سے نکل گیا جب تمام عالم کو پرمیشور کے انش یعنی حصے بتلانے والے وید کے اندر احاطہ علمی کا کوئی
منتر نہیں اور ہر بیان کے بیان مذکور وید کو اوس کی حاجت بھی نہیں اسلئے کہ وہ برہم زن وید کی گائے
بجائی تعلیم کا ہے - تو انوار قرآنی کی روشنی وید میں تبلانا بیکار جسکا نور اوس کو بابو پیارے لال ستاتن
دہرمی کی کتاب ملک عدم میں ایسا دیکھا تھا کہ پرمیشور میں سے اکاش وبران نکلکر کائنات کا سلسلہ
چھڑ جاتا ہے اس حالت کو پرمیشور کی جاگنے کی حالت کہتے ہیں پھر جب مہا پرلے بر مادہ عالم نہایت
لطیف اور باریک ہوکر پرمیشور میں گھس جاتا ہے اور یہ عالم سنسان رہجاتا ہے تو اس حالت کو پرمیشور
کے سونیکی حالت کہتے ہیں رفتہ رفتہ اُس میں پھر طاقت آتی ہے تو اوس میں سے اکاش وبران
نکلکر وہی دور دورہ شروع ہو جاتا ہے انتہی ملخصا وملتقطا اسی کے مہنیہ میں یہ ہی الیشور ایک ہے
جس سے تمام دنیا (عالم) پیدا ہوکر پھر اوسی میں ملجاتی ہے وہ شروع میں ایتھر سے بھی زیادہ باریک
لطیف صورت جھلکتے ہوئے اکاش کے موافق غیر محدود فضا میں بھرا رہتا ہے وہ ہماری طرح دنکو جاگتا
اور رات کو آرام کرتا ہے - قیامت کے بعد اوسکی رات ہوتی ہے انتہی بلفظہ پری دیا وا بہ تھوی
رگوید منڈل ۸ کی تیسری ادھیا کے ورگ ۔ ۲۸ کا جو بیسواں منتر ہے - آریہ بھون میں اوس کا ترجمہ
یہ کیا ہے اسکے پرمیشور ہم بسو بھو یعنی تو سب میں اور سب کو اپنے میں بسا [illegible] ہوا اور سکا [illegible]

الملک ہوائے اگنی تو ہی سب کے آرام کا باعث اور صورت اور سرور ہی اور ستیارتھ مطبوعہ بار
دوم کے صفحہ ۷۰ میں ہے جیسا کہ گولر کے پھل میں کیڑے پیدا ہو کر اوسی میں رہتے ہیں اور اوسی میں مر جاتے
ہیں ویسے ہی پرمیشور کے پیٹ میں خلقت ہے انتہے وید کی حقیقت میں عبارت متن مطبوعہ ستیارتھ
سے نقل فرما کر لکھا نہ معلوم وید کا مصنف اوس سے باہر کیون نکل آیا اور پھر کیون داخل ہونیکو
غل مچاتا ہے۔ مگر افسوس دیانندجی نے یہ نہ بتایا کہ جسطرح گولر شاخ میں اور شاخ پیڑ میں اور
پیڑ آگے تک سلسلہ رکھتا ہے اسی طرح پرمیشور کے پیٹ میں مخلوق اور پرمیشور گولر کی طرح کونسے پیڑ
میں لٹک رہا ہے اور آریہ اوس کے سر یا منہ یا سینہ سے یا گنیش کی طرح کسی دہرم پنی کے
میل سے پیدا ہوئے ہیں یا اونکی بیل کسی دوسرے جہاڑ پر پھیل رہی ہے۔ وید چار مصنفون کے
بنائے ہوئے ہیں جیسا جو عقیدہ تھا اوس نے وہی درج کیا جو ہمہ اوست (قید و اطلاق حلول
اتحاد والی) کا معتقد تھا اوسنے وہی لکھ مارا اور جو آواگون کا تھا اوسنے آواگون کی جاتی جیسے جنگلون
میں آگ سلگائی تھی اوسنے ارتک بنائی اور زمین شعر میں بارس کے میل جاتے اور جیسے
گولر پیڑ سے چمگادڑ اور ڈرائی تھی اوس کو وہی سوجھی توحید کی معنا مین نازکخیالی کہانسے آتی ۵
فکر ہرکس بقدر ہمت اوست ۲۱ صہ اوس دیانند کی ترجمہ منتر ہاے وید سے لیکر اپنی بناوٹ اپنی علم سے
سب جگہہ حاضر ہونے کی ڈہے گئی اوسی ملک عدم میں ہی پیدا ہونا جنبدا جزاکے اکھٹے ہونیکا نام ہے
اور مرنا اون کے جدا ہونے کا صہ ۱۹ ہوجب اس کے جب اکاش و پران پرمیشور میں سے نکلے تو
پرمیشور اوسنے اور وہ پرمیشور سے جدا ہو جانے کی وجہ سے مر گئے اور جب اکاش اور پران
پرمیشور میں کھسکر لٹکے ہو گئے تو اب پرمیشور پیدا ہوئے جو بھلا جن لوگوں میں پرمیشور کی نسبت
ایسے سمجہے جاتے ہوں اون سے قدم و ازلیت باری کے ثبوت کی امید خیال خام ہے جن لوگوں نے
خود پرمیشور کو قیاس کرکے اوس کے اعضا سے نکاسہ کائنات ارضی و سماوی اکاش اور پران
کا اور پھر سانپ کی طرح نکل جانا ان کا مانکر اوسکا نام سوادر برکھو درا دھر لیا حاملہ کی طرح سے
کراہتا سونا جاگتا ہرن گربھ ہرنی کے حمل سے ظاہر ہونا وغیرہ لوازم سجا بنت اوس کے تھے ناے
گائے بجائے وید او بعض مختلف خیالون مذاہبون والون کی من بر جاونی الف لیلا ہے۔ آج
اوس کو آسمانی ادیان والون کی دیکھا دیکھی آسمانی کتاب بنایا جاتا ہے۔ اس لئے زمین اور آسمان
کے قلابے ملانے اوس کے حمایتیون کے گلے کا ہار ہو گیا ہے ورنہ ۵

دکھنم نیا جا پرتم بھائی ✤ اوت نگر کی جھبی آئی ✤ ہل چلائی ڈہور چگاتے ✤ آج گر باری ماکم سنی یا نا من

جیسے گایا جاتا ہے ایسے ہی یہ وید گانے بجانے اُبٹنگ بجانیکی کھانی کمانی کہانی تھی کمال سُرتال
تا ایک ٹھکے سے لونا جاتا تھا تَنَافُضُ تَعَارُضُ تَمَافتُ سے بچاؤ تہذیب اور تمدن
کی سُدھ بُدھ نہ تھی کبھی کسیسنے ادت بھوت بھومیا عناصر لوک لوکا منتر دیوتاؤں وغیرہ کی پوجا پاٹ
بھبنٹ جانوروں کے قربانی جھبٹکا انکے نام کا گایا بجایا کسیسنے آسمانی ادیان کے طریق کی بھی
کوئی بات کہہ سنائی اوسی ملک عدم مین ہے کیونکہ اول تو وہ (فرشتے) کھاتے پیتے نہیں جس سے
بے اعتدالی ہو دوسرے اعضا نہین رکھتے جو درد یا ورم ہو صہ ۶۹ دیوتوں سے ایسے خوش اعتقادی
اور پرمیشور سے ویسی آگ ہین کہ اوس کو سوتا جاگتا کراہتا اکاش ویران کو جنا تگلتا وغیرہ سب کچھ
کہہ ڈالا منڈوک اُپنشد کا قول ہے کہ مکڑی جیسے باہر سے کوئی چیز نہین لیتی اپنے تن سے
تار نکالکر جالا پورتی ہے اور خود ہی اوس مین کھیلیں کھیلتی ہے ویسے ہی پرمیشور اپنے جسم سے
دنیا نکال خود ہی اوس مین گوناگون کھیلیں کھیل رہا ہے ستیارتھ مطبوعہ اجمیر کے صفحہ ۲۰۴
میں ہے کہ تمام روحیں نجات پاکر پرمیشور میں ملجاتی ہین اور پرش سکت کے دوسرے منتر مین ہے
پرمیشور ہی جملہ جہان ہے جو کچھ ہوا ہوگا یا ہے وہی تھا اور ہے اور ہوگا الخ فائدہ سیانا چارج
اسکی شرح میں لکھتا ہے کہ انسانوں کے وجود گذشتہ و موجودہ و آئندہ سب پرمیشور کے وجود ہین
اور جو کچھ انسان کھاتا ہے وہ بڑہتا ہے اور تمام عالم اوس کے ساتھ بھولتا پھلتا فروغ پاتا ہے
یجروید کی ادھیا ۱۷ کے ۱۹ منتر کا ترجمہ یہ ہے اوس کی آنکھیں ان گن اوس کے منہ ہیں ان گن
اوس کے بازو ہیں ان گن اوس کے پیر ہین سام وید اتھر وید کو یدمیں بھی ایسا ہی ہے یجروید کی ادھیا
۳۱ کے پہلے منتر کا ترجمہ ہندوستان کے تمام مفسران وید نے یہ کیا ہے ہزار سر اُس پُرش (پرمیشور)
کے ہین ہزار اوسکی آنکھ ہین ہزار اوس کے پیر ہیں وہ زمین پر سب جگہ اُلٹا سیدہا تو بھی بیٹھتا ہے دس
اونگلی کے فاصلہ پر (عرض ناقل) بھلا حلیہ سنایا پرمیشور کا ایسی صورت کا عجیب الخلقۃ جانور ڈراونی
مورت کجائی کے بالوں کی تعداد کو بھی جسنے ماند کردیا جسکے ہر چہرہ پر ہر سر میں ایک آنکھ بھلا کون کہلاتا ہے
حدیثوں میں آنے والے کانے دجال کے چہرہ مین بھی ایک ہی آنکھ مذکور ہوئی ہے۔ حاشیہ صفحہ ۱۱ مین ہے
برہم بھاش مین فقرہ ایّ نسٹھت مین لفظ نابھ (معنی ناف) بڑہاکر کہا وہ پرمیشور ناف سے اوپر
دس انگلی کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا ہے یعنی دل میں اس منتر پر دیانندی تاویلون کے جامے
تنے ہوئے لنے کھلے ہوئے سما چار وید کے نہ ڈہکے۔ کہاں ہیں وہ پُرش ثم استویٰ
علی العرش پر اعتراض کے لئے جنکی رال ٹپکتی ہے اس منتر میں پرمیشور اُلٹا سیدہا ہے اوندہا ہے

پڑے بیٹھے ہوئے ہیں۔ دیانندجی کے مناسب ہے بجائے سیدہا کئے میدھے کئے سیدھے بیٹھے ہوئے مشکل سے دیانندجی نے خانہ ساز ناہبہ ڈال اوپر کو سر کا دل میں بٹھائے ہیں۔ کیونکہ زمین پر قلب الشان کا دل عرش الرحمٰن دل ہی اوس کے خیال کے رہنے کی وجہ سے ہے تو عالم بالا کے عالم قدس میں عالم قدس کا قلب عرش الرحمٰن ہو کیا معنی اس قلب پر اوس کے کمالات کی تجلی مانی تو روا ہوا اور اوسپر بہ - بھلا جو دھرم بیشک اوس کو زمین پر اولٹا سید ہا دس اُنگل کے فاصلہ پر بیٹھا تبلاتے اوس بیشک پر ایمان و شواش رکھنے والوں کو اِستوا پر اعتراض کا مُنہ کب پڑ سکتا ہے - قرآن و حدیث نے اوس کو عرش پر بیٹھا ہوا نہیں تبلایا فقود جلوس وغیرہ کوئی لفظ بیٹھنے کے معنی کی بو تک دینے والا وارد نہیں ہوا بخلاف منتر مذکور کے کہ اوس میں تو معاذاللہ اوس کو اُلٹا سید ہا بیٹھا سب کچھ کہہ ڈالا اور اس سے زیادہ اندیشہ آتا ہے سکھنا رگ اوس کے رہنے کی جگہ وہ یہی تبلا دیگا قرآن میں تو اِستوا آیا ہے جو کثیر المعنی وسیع الشان ہونے کی وجہ سے شان جہانداری کا مظہر ہے اوس کی تعبیر کا ڈہنگ ہر متشابہات میں تنزیہ کو ملحوظ رکھنے والی آیتیں اس آیت سے قبل و بعد نازل ہونے والی قرآن کریم میں خود موجود ہیں جیسے وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ یعنی اللہ بے پرواہ ہے جہانوں سے - بھلا جو سب جہانوں سے بے پرواہ بے نیاز اوس کو عرش پر آرام کی کیا حاجت لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ الآیہ نے دنیا کی خوب سنا دیا کہ کوئی اوسکی مثل نہیں نہ ذات[^۱] میں نہ صفات میں نہ افعال میں اور پھر اس معاملہ میں خود نزول قرآن کے وقت ہی فیصلہ ہو لیا ہے کہ کوئی نسبت لفظی و معنوی ایسی جس میں بوئے احتیاج باری پائی جائے اوس سے اللہ سبحانہ کی ذات پاک ہی وہ اوس طرف سے منفی ہے - جہلاء یہودی جب ہفتہ کے دن اوس کے عرش پر آرام کرنے کا اقرار کیا باتفاق مفسرین و تصریح احادیث اونکے اس خیال کے ابطال میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ **ترجمہ** ہمنے بیشک پیدا کیا ہمنے آسمانوں اور زمین اور اونکی درمیانی چیزوں کو چھ دن کی مقدار میں یا چھ حالتوں میں اور نہیں چھوا ہمکو تھکاوٹ اور ماندگی کے شمہ نے لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ اونگھ نیند الکس اوس کے پاس نہیں

[^۱]: تحریف سے اگرچہ بائبل سے امان اوٹھا دی ہے - تاہم ایوب کی کتاب میں دیکھئے باب ۴۰ درس ۹ کیا خدا کی سی تیرا بازو ہے کیا تو اوسکی مانند اپنی آواز سے گرج سکتا ہے حصہ ۹ باب ۱۸ درس ۲۳ زمین پر اوس کا نظیر نہیں انجیل صفحہ ۹۶ متشابہات تک میں مماثلت کی نفی تاہم اس سے ثابت ہے۔

تھپک سکتے وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُہُمَا آسمان وزمین کی حفاظت اوسکو ذرا بھی بھاری نہیں بھلا جو
دھرم پرچی بھوہ ویدکا گایا بجایا ہوا آسمان کے بار مقام قیام پرمیشور کا تبلاوے گویا آریوں کی تازہ گرھت کے حساب سے
اُسنے عدم ہو بجاوے خون حیض مین نطفہ روح پانچون عنصر ملنے پر پرمیشور کا قیام بچہ دان مین بچھادے وہ ادر
استوی بر اعتراض کیا جو پرمیشور کا ڈیرا اور قیام بچہ دان مین تبلایا ہوا یا گویا کہ اسمرتی کا اوسے یاد نرہا۔ بھلا
جیسے ہی بنائی روح وجسم کی ترکیب بنے میں ایسے مقامون میں قیام کی ضرورت پڑی اگر اوسی روح یا ذرہ
بنانا بیچ پڑ جاتا تو نہ معلوم کون کون سے مصالح اوسمین خرچ ہوتے اور کتنے برسوں جگوں تک کس کس
بیت میں قیام کرنا پڑتا۔ منتر ہرن گربھ کا بورا پتہ منشی لیکھرام نے شرک چھپانے کی غرض سے گو نہیں دیا
اور طرہ یہ کہ اوس کو کلام الٰہی بناڈالا (اور اوس میں سورہ اخلاص کا شبنا ب یکھنے لگے) مگر آنکھ کھلی تو
کچھ نہ تھا کھیل بن گیا منوا مرگیا والی کہاوت ہوگئی کسمئی دیواے ہوا شنا کا ترجمہ آپ ہی کا کیا ہوا
جسکو باطل کر رہا ہے تکذیب کا صفحہ ۱۹۰ دیکھو جسکا خلاصہ یہ ہی جو سنسار کا پتی ہی ہم اوسکی بندگی کرین
اور آپ کے گرو دیانندجی کا ترجمہ ویدبھاشِ کے صفحہ ۱۲۱۹ میں یہ ہی (اکمل عبارت منقول منہ مین دیکھو)
خلاصہ اوسکا یہ ہی اسے اولاد آدم جیسے ہم لوگ اوس ہرن گربھ خالق کل کی بندگی کرتے ہیں ویسے
تم بھی کرو اگرچہ یہ دونوں ترجمہ بھی صحیح نہین (کہ وید جنکے ہاتھوں سے دست بدست چلا آتا ہے گو اوپر تک
ست کا سلسلہ متصل نہین) مگر یہ بھی دونوں ترجمے اوسکی معنی گیری سے نرالے ہین ضمنی معنی گری ہین
ہرن گربھ میں گربھ لفظ اردو تک میں اُنہیں معنی میں مستعمل ہے جن معنی مین سنسکرت اور بھاشا میں ہی
یعنی حمل کے معنی میں یعنی سب سے پہلے وہ ہرنی کے حمل سے نکل آن کود جیسا کہ آتا ہے) تاہم ان دونوں
ترجموں سے ثابت ہی کہ اس کا مصنف کوئی عابد بچاری ہی جو اپنی طرح لوگوں سے ہرن گربھ کو
پجواتا ہے اگر اس کو خدا کا کلام بناڈالوگے تو اوس متکلم خدا کا خدا بتلانا پڑیگا۔

پنڈت سادھو سنگھ جی نے ستیارتھ بلیک میں اس کا ترجمہ جو کیا ہے اوس کا اردو یہ ہے
اِس موجودات سے پہلے صانع عالم ایک ہرن گربھ (حمل) سے ظاہر ہوا یعنی پرمیشور ہرن کی
صورت بنکر سب مخلوقات سے پہلے موجود ہوا۔ پھر اُن نے چرند پرند انسان حیوان نباتات
جمادات زمین وآسمان وغیرہ سب کو ہون کو اپنی قدرت سے بنایا اوس ایک دیوپرمیشور کے لئے
ہم لوگ قربانیوں وغیرہ سے اوسکی پرستش کریں۔ انتہی۔ ویدبھگوان کا برہان تو صرف اتنا تھا کہ سب
کائنات سے پہلے پرمیشور ہرن کے گربھ یعنی حمل سے پیدا ہوا اس سے پرمیشور کا حدوث اور
اوسکی ہستی سے پہلے ہرنی کی ہستی کا ہونا لازم آتا تھا جس سے تسلسل لازم آتا تھا۔ ناچار اس

گربھ حاملہ محمول کی یہ تاویل کی کہ سب کائنات سے پہلے پرمیشور برن کی صورت ہرن گربھ براجا) وید کی
حقیقت میں منشی لیکھرام کا ترجمہ کرایا ہوا وید منتر کا صفحہ ۱۹ و ۲۰ میں منقول ہے اوس میں یہ بھی ہے اس پارکتی
سے اپنے پجاری کو اپنے میں استھر (داخل) کرلے تاکہ وہ آواگون سے نجات پا دے منتر ہرن گربھ
کی لے دے رد تکذیب براہین احمدیہ حصہ دویم میں دیکھو صفحہ ۹۰ سے عبارت سرقہ کرکے اوسکا
سر اوڑا دیا تاکہ یہ کھلجاوے کہ یہ بندہ کا کلام ہے اور وہ یہ ہے اوس پرمیشور کی بندگی جیسی ہم کریں ویسی
تم بھی کرو اس کا سر توڑ لکھدیا کہ اوسکی بندگی کرنی ضروری ہے - آریہ مت کے بلوئیون کو جب توحید قرآنی
اور مضمون سورۂ اخلاص نے تسلیم پر مجبور کیا اور ہٹ دہرمی نے انصاف سے ہٹا دیا تو ان مصائب سے
وید کے کلام میں توحید کے روکھے رد کھے جاتے ہیں اور یہ مت ایسی ہی ہٹ پھیریوں سے چلایا
گیا ہے - دیانندجی وید منتر دہیہ ہیر پھیر کی گٹھری جڑ ہلانے کے رسیا یہان سے دم بخود سرگ گئے - ہرن
گربھ کا لفظی ترجمہ مرجع اعتراض ہے تب بچنے کے لئے کچھ نہیں کیا آریون کے پرمیشور کا ویدون میں
جابجا تشبیہ دیکھ کر سمجھا کہ ان دھرم پستکوں کی رو سے جب تک پرمیشور کسی قالب میں حلول نہ کرے
کچھ نہیں بنا سکتا وید کی حقیقت میں ہے نمہ سویشٹم بہیا سرودیم نمہ پٹے سوبھوہ ساگ میرتی ۞
انیم نو اچھم مولسیدم رتھ میندر دو ثیام دسے سوکری ابھی) یہ رگوید سب کے پہلے منڈل کے سکت ۲۰
کا پہلا منتر ہے - ماسٹر [illegible] نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے - اوس مینڈہے کی بخوبی پوجا کرو
جو آسمانون کو ہویدا کرتا ہے جسکی تعریف میں سیکڑون پجاری مصروف ہیں میں اندر کے منتر پڑھکر
اپنی حفاظت کے لئے رتھ میں سوار ہونے کو وہ رتھ جو چالاک گھوڑے کی طرح یگ میں چلایا ہی جو
آتا ہے منت کرتا ہون ترجمہ تمام ہوا - ذرا غور تو کرو آریون کا پرمیشور کیسے کیسے روپ دھارن کرتا ہے
اشکال مختلفہ کے بارہ برجوں میں سے ایک شکل مینڈھا بھی بتلایا جاتا ہے جسکی پوجا کا فرمان وید
بھگوان اس منتر میں دے رہا ہے گنگا جمنا اگنی وغیرہ کو وید میں پجتا دیکھ سب کو پرمیشور بنا ڈالا شرک
پر توحید کا جالا پور خرک کا اول ڈہکدیا - مینڈہے کو پرمیشور بنا کر شرک چھپاتا اور باقی ہے جسکے لئے
یہ چالاکی ہے یجروید باب ۷ منتر ۲۵ کا دیانندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۲۰۵ کہ اے پرمیشور آپ
اصول اور قواعد فقہ پر چلنے سے خاص ہوتے ہیں - آپ کی ذات میں زمین قایم ہے اور قایم آکاش
ادی بد ہارتوں (آسمان سورج وغیرہ اشیاء) میں آپ کی ذات بالکل قایم ہے انتہی تجلی صفاتی یعنی
ظلال صفات کی تاویل مذوق صوفیہ کا بھی موقع نہ رکھا پرمیشور کی ذات کے اندر زمین دھردی
اور آسمان سورج وغیرہ میں پرمیشور کو تھوڑا نہ بہت سب کا سب بھر دیا سورج اور آکاش

وغیرہ کرہوں کے بجوانے کا اچھا ڈہنگا دیا رد تکذیب حصہ ۲ ایں ہے دیکھو یجروید کے منتر
برہمن اسے کھم اسپت اور یجروید ادھیا ۴۰ کے منتر ۷ و ۸ کی تشریح بھومکا صفحہ ۲۰۲ میں دیانندجی
نے اس طرح کی ہے کہ پرمیشور فرماتا ہے جو پورن تل ہے وہی میری بھوجا ہے تا آخر جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ پرمیشور کہتا ہے زور میرا بازو ہے حواس سلیم میرے دونوں ہاتھوں کی مانند ہیں تحمل فراست میری
روح کی مانند ہے سلطنت میری پیٹھ کی برابر ہے۔ راجا اور امیر میری ران کی مانند ہیں علم ہندسہ
کے معلم میری کلائیاں اور زانو کی مانند ہیں یہانتک کہ ہر ایک خیر خواہ خلائق میرے اعضاؤں کی مانند
ہے لیکن برہم بھاش میں اس آٹھویں منتر کا ترجمہ مشرح اس طرح لکھا ہے کہ سکھمنا رگ میرے رہنے کی
جگہ ہے اوجھ کندہ ہے گردن کان جوتڑ کلائی جانگیں گھٹنے تمام اعضا میرے یہ جاہیں انکا نام
دیو کے اور اسی ادھیا کے پانچویں منتر میں داڑھی مونچھوں والا پرمیشور فرماتا ہے (بعد نقل
عبارت منتر) ترجمہ صفحہ ۹۴ اے انسان میرا سر داری ہے اور میرا منہ زور ہے سر کے بال اور داڑھی
مونچھیں میری چراغ کی مانند روشن ہیں بادشاہ میری جان ہے آب حیات کی سی میری آنکھیں خوب
روشن ہیں سر سے کان دور سے سننے والے (خلا) ہیں دیانندی اصلاح برہمی وید کے ان منتروں
نے آریوں کے پرمیشور کے جوتڑ اوجھ کندہ ہے کان گردن کلائی جانگیں گھٹنے پیٹھ سر ایں
ڈاڑھی مونچھیں وغیرہ اور پھر انکا اعضار جسمانی ہونا اور اشیا۔ عالم کی مانند اور برابر اور عین ہونا
کھلے ہوئے لفظوں میں ثابت ہو رہا ہے اور اس خلاف تنزیہ ہونے پر جو اعتراضوں کی جڑیں
پڑتی ہیں اونکی روک تھام کے لئے وید میں کوئی قسال نہیں اور قرآن مجید میں جو ید و جہ وغیرہ کا
اللہ سبحانہ کے ذکر ہوا ہے اونکو جسم اور عضو کے نام سے ذکر نہیں کیا اشیاء عالم میں سے کسی
چیز کی مانند نہیں بتلایا اور نہ کسی چیز کو اونکی مانند بتلایا مثل اور برابر بتلانے کے تو وہم کا بھی موقع
نہیں اللہ سبحانہ کی ذات یا وصف یا فعل کسی میں بھی جو کوئی غیر اللہ کو اللہ کی مثل اور برابر
سمجھے اوس کو کافر اور مشرک قرار دیا ہے ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ؏ وغیرہ بہت سی
آیتیں برمحل اسی حصہ میں منقول ہیں لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر ۵ اس نص قرآنی
میں سمجھا دیا کہ اوس تعالی شانہ کی مانند کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ اعتبارات میں
حتی کہ سننے دیکھنے میں بھی باوجود ہمنامی کے اوسکی مانند کوئی سننے دیکھنے والی مخلوق نہیں
بلکہ ترکیب حصری آیت کی سمجھا رہی ہے کہ جس معنی کا وہ سمیع و بصیر ہے اون معنی کا کوئی سمیع
و بصیر ہی نہیں اور پھر ان ید وجہ وغیرہ میں تاویل ہم ہی نہیں کر رہے ہیں حق سبحانہ تعالے شانہ

خود سمجھا رہا ہی کہ کیا ید وجہ وغیرہ کیا کل متشابہات قرآنی اپنے ظاہری معنی سے جن کو تم اپنی ایل
جال میں اعضا مسلوبہ وغیرہ پر اطلاق کیا کرتے ہو اور لسی پھیرے ہوئے اور تاویل پر محمول ہیں آیت
وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ شاہد ہی کہ جو کوئی اطلاق الٰہی قرب کا ہو یا محبت کا وصول کا ہو یا بُعد کا
یہ کا ہو یا وجہ وغیرہ کا متشابہ کی اطلاق مخلوقی سے بولفظ میں وہ معنی اور حقیقتیں اوس سے بیشتر ہوا اور
برتر عبا لگا نہی اُسکی تاویل کرنا اصلیت اور گہرا اور مغز سخن دریافت کرنے کے لیے اللہ کے سوا کوئی نہیں
جانتا شیون الٰہیہ اور رموز ربانیہ ہونے کی وجہ سے اونکا مغز سخن سمجھنا فہم بشری سے باہر ہے علم اور بیان
کی جسکی طرف راہ نہیں گو عرفا کے ذوق اور وجدان اوسنے مزہ لیتے ہیں مذاق کے لئے میدان عبارت
کا دیر سے بھی شیون الٰہیہ کے لیئے تنگ ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے اُسکی کبریائی بھی اسی کی مقتضی
ہے جس سے خلاف تنزیہ کا وہم کب پل سکتا ہے جبکہ اوسکی شان کی یہ تعریف ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ
وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ پ ع ۱۹ یعنی اوس تعالیٰ شانہ کو آنکھیں
ظاہر و باطن کے حواس کی ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ ابصار کو ادراک کیئے ہوئے ہے اور وہ
لطیف وخبیر ہے بموجب لیس کمثلہ شئی الایہ جبکہ وہ موجودات وممکنات عالم کی حقیقتوں سے
نرالا اور بالا ہی اور جن حقائق عالم کو حواس ظاہرہ و باطنہ ادراک کر سکتے ہیں جب وہ اُن حقائق سے
ورا الورا ہے تو حواس کے ادراک میں نہیں آسکتا حواس کے ادراک میں آنے اور عقل اور قیاس
سے حقیقت کا پا جانے کے تو یہی حقائق عالم ہیں نہ کنہ ذات وصفات باری کا دریافت کرنا آیت
بغیر کسی تشریح کے اپنا مدعا صاف سمجھا رہی ہے کہ خدا جسم نہیں مجردات ومادیات میں سے کسیکی مانند نہیں
اگر ایسا ہوتا تو حواس اوس کا ادراک کرسکتے پس اوس کے ید وجہ وغیرہ اجسام خلایق کے ید وجہ
وغیرہ کی مانند ظاہر پر محمول غیر ماؤل ہوتے تو پھر اوس کے ادراک کے استحالہ پر یہ آیت قران کریم میں
نہ فرماتا دیکھی بھالی جانی بوجھی پہچانی چیز بھی کہیں سمجھ بوجھ سے بالا ہو سکتی ہے - جوتڑ - جانگھیں اوجھ
اور انکی مانند اعضا کو قرآن مجید نے اللہ سبحانہ کی طرف منسوب نہیں کیا یہ ویدہی کا حصہ ہے ید وجہ عین

ف اسکو بسط کے ساتھ دیکھنا منظور ہو تو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی مکتوبات شریف خصوصاً جلد اول کے
مکتوب ۲۸۷ و ۲۶۹ و ۳۰۸ دیکھو ۱۲ منہ ؎ سا آگرہ کو اپنی پرچہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۶ء میں اعضاء جسمانی سے منزہ ہونیکے
اثبات کی آیت مطلوب تھی سو یہی آیت مندرجہ متن موجود ہے اوس سے ظاہر ہے کہ خدا جسم نہیں مجردات مادیات میں سے کوئی چیز کسی صنف
اور اعتبار اور ذات اور ذاتیات میں اوسکی مانند نہیں ۔

ساق وغیرہ جن کو اُس کی طرف منسوب کیا ہے وہ جیسے اعضاء معلوم پر بولے
جاتے ہیں ویسے ہی ہر زبان میں اون معانی میں بھی بولے جاتے ہیں تو خلاف
تنزیہ نہیں جیسا کہا جاتا ہے کہ زید نے عمر کو ہاتھ دے رکھا ہے للو کا ہتو پر ہاتھ ہو گیا۔
اول معنی مدد قوت زور ہے اور دوسرا ہاتھ معنی بات ایسے ہی تمھاری وجہ سے وہ کام ہو گیا
وغیرہ محاورات ہیں وجہ سبب کے معنی میں بھی آتا ہے اور توجہ اور ذات کے معنی میں
بھی بولا جاتا ہے۔ ایسے ہی آنکھ سے کہیں حفاظت وغیرہ بھی مراد ہوتی ہے کشف ساق
کچھ پنڈلی کھل جانے پر ہی بولنا محصور نہیں بھید کھل جانے اور ہولناک امر کے ظاہر ہونے پر بھی
بولا جاتا ہے۔ کتب لغت سے بہت سے رسائل ہیں یہ محاورات نقل کر کے بارہا دکھائے
جا چکے تفاسیر نے ہر طرح تسلی کر دی۔ مگر حسد اور بغض لاعلاج ہیں لا تدرکہ الابصار
الایہ کو دیکھ یجروید کی ادھیاء ۴۰ کے چوتھے منتر کو جو پیش کیا جاتا ہے وہ اعتراض معلوم کو نہیں
اُٹھا سکتا۔ اس منتر کا دیانند جی نے وید بھاشیہ اور ایک لائق آریہ نے اپنشد
کے ارتھات میں یہ ترجمہ کیا ہے پرمیشور واحد غیر متحرک اور خیال سے بھی باریک ہے۔ اوس کو
حواس خمسہ محسوس نہیں کر سکتے وہ اول برہم اپنے کاموں میں دوڑنے والے حواسوں میں پہلے
ہی موجود رہتا ہے۔ اوس برہم میں ہوا بادلوں کی صورت میں پانی کو لئے رہتی ہے (پرمیشور
کے خیال سے باریک ہونے کی کیفیت کا بیان کرنے والا منتر اور اس پر بھی آپ نہیں سمجھے
ہوا بصورت بادل پانی سے بھرے ہوئے کی بھرتی کی کھپت بھی لگوا رہا ہے۔ روحوں کا کھپنا
سکنا پرمیشور میں ہے اس سے سمجھا جائے تب بھی وہی حلول اور اتحاد کا ثبوت غرض وہی
لطیف جسمانیت اور کیفیت کا پرمیشور کے ثبوت جسمیں تمام لطیف و کثیف جسموں کی بھرتی
حواسوں میں سمایا ہوا حواسوں کے ادراک سے بالا نہیں ہو سکتا۔ پس وید کے کلمہ میں
لا تدرکہ الابصار الایہ کے رد کو جو بنا رکھا تھا کیا ہوا۔ یہ تو خود ہی حصہ اول رد تکذیب
اور ہوا عظ شیخ سے اور حصہ دوم قرآن و وید میں گنگا کہہ دیو کی تعریف اس طرح کرتا ہے آگے

منتر بعبارت سنسکرت ہے پوتھی آریہ بھوین میں جسکے معنی یہ لکھے ہیں اے آتشی اللہ تو ہی
تعریفوں کے قابل ہے لڑائیوں میں تو ہی سراہا جاتا ہے جو تیری تعریف نہیں کرتا اوسکی کبھی فتح
نہیں ہوتی۔ دشمنوں کے مورچوں کا گھاتک تو ہی ہے اور سب سے پہلے تو ہی لڑائیوں میں
پہنچنے والا ہے اور تو ہی ہمارے دشمنوں کو جیتنے والا اسواسطے ہماری شکست کبھی نہوگی ترجمہ
تمام ہوا۔ اللہ سبحانہ کا نام لیتے جسنے نفرت نہ بولا تو کیا آتشی اللہ آتشی پرمیشور کا اگنی کو بہروپ
بھر وانیکی جگہہ۔ اگنی پوجا پر جانے والے اگنی کو سراہنے والے نے اگنی پر بڑی کرپا کی دکھیا
پرمیشور بنادیا ہی مگر دوسرے عناصر منہ تکتے چھوڑے یہ اپنے معبودوں کی ناشکری کی خاکی
پرمیشور ہوائی پرمیشور گنگو پرمیشور نے جمنیا پرمیشوری کو سلیا پرمیشوری یہ سب ان ہی پر رکھے
انپر بھی کرپا کی ہوتی جیسے اندرانی پرمیشورنی استوتیہ پرمیشورنی ادھ ہے آگے آئینگے ایسے
انکھیں کی ادھورا سدھورا کچھہ تو کیا ہوتا ویدکی عناصر پرستی کا اگن کنڈ بٹ کر توحید کا دخل
ہیرا لگتا۔ ویدمیں تو دکھانے کو ہوجاتا۔

افسوس اس پرش کو دل سے توحید کارتی بھر بھی پاس ہوتا تو شرک کی پرواردن میں
تحریف کی اتنی گہری نہ بھرتا کفر شرکِ باطل کو کھلکر رد کرتا مگر یہاں تو اہل توحید و قرآنی ترد
کالوہا مانکر بہت دھرمی سے کام لیا جاتا ہے۔ شرک پر توحید کے غلاف ڈال ڈالکر چھپایا جاتا
ہے مٹایا نہیں جاتا تاکہ ویدک شرک سے نفرت نہوجائے۔ غفلت سے جاگ جانے والے
منصف مزاج ہنودکو۔ اگنے اگنی کو سراہ سراہ کر جپنے والے ہنگبد کے کھنسام میں اگنی مناولی گیت
ویدونکے بتاتے ہوئے ایسے ہی منتروں بموجب گاتے چلے آتے ہیں جنکے واقعات ویدونکے
ساتھہ ساتھہ لگے چلے آتے ہیں ویدوں کی نیدمیں رہکر وہ آج کیسے مٹ سکتے ہیں ہیں
اوپر اودھر سے لئے ہوئے نئے مت کو ویدونکے منتروں پر تحریف کا غلاف ڈالکر بدلباکر نکلی
چالاکی کوئی کرے۔

رد تکذیب حصہ دویم کہا کے صفحہ ۷۰ اکا خلاصہ یہ ہی۔ سہ نہ ہندو جیتنا الخ اس کو

اثبات تنزیہ و توحید مین لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ کا ہم نے ثابت کر جو منشی لیکھرام نے پیش کیا اوس
بناوٹ کا دفعین کے ترجمہ اور دیانندی ترجمہ سے اوپر توڑ دیا اس منتر سے وہی پرمیشور کا
باپ بیٹا اور رشتہ دار ہوتا اور تیسرے مقام مین قیام کرتا اور اوس کے پاس دیوتاؤن کا
جانا وغیرہ ثابت ہوتا ہے وہ ان پوتا پاتیون سے تحریف کی چھپی نہیں سکتا اسلیئے کہ یجروید
کی ادھیاے اکے منتر ۲۷ کا شروع ہے کہ پرمیشور جو ہمارا باپ بنانا یعنی جننے والا حقیقی و الخ
اور ادسی کی ادھیا ۲۲ کے منتر اول کے آخر مین ہے سہ پتوہ پا ات یعنی وہی پرمیشور
بابون کا باپ ہے اور گیتا کے شلوک ۲۰ ۴۴ مین ہے اے پرمیشور تم برہماجی کے جد امجد ہو الخ
اور خود اسی تکذیب مین منشی لیکھرام نے اوس کو پرم پتا بڑے ابا کہکر پکارا ہے رگوید کے پہلے
اشٹک کی ادھیاے ۶ کے ورگ ۱۶ کے منتر دس کو یجر کی ادھیا ۲۵ مین یون پکارا ہے اَدِیتِر دِیُ
ادیتر انترکشم ادیتر ماتا سہ پتا سہ پوترہ وشویدیوا ادیتی پنچ جنا ادیتر جاتم ادیتر جنتوم ترجمہ
ادیتی (پرمیشور) ہی سرگ ہی ادیتی ہی خلا ہے ادیتی ہی ماں ہے وہی پرمیشور باپ ہے وہی بیٹا ہے
وہی جملہ جہان ہی ادیتی ہی پانچون جنا (قوم) ہے ادیتی ہی بچہ ہے ادیتی ہی جننے والا ہے
اتھر وید کا مصنف اسپر یہ حاشیہ چڑھاتا ہے تو م اِستری توم پُمان اسی توم کمارا اُتوا کُماری
توم جیرنی ونڈین بچسی توم جاتو بہوتی وشوتو مکہہ اے پرمیشور تو ہی استری
یعنی عورت ہے تو ہی مرد ہے تو ہی کنوارا لڑکا ہے تو ہی لڑکی ہے تو ہی بوڑھا لاٹھی
کے سہارے سے چلنے والا ہے۔ تو ہی پیدا ہوتا ہے یا تو ہی سب مخلوقات ہے کہ ان کی
طرف منہ ہی اور یجروید کی ادھیا ۳۲ مین ہے کہ پرمیشر کی خبر دیکر جاگ
تد ایوگنس تدادتیس تدوایس تدو چندرما تدیو شکرم تد برہم تا آپہ سہ پرجا پتہ ترجمہ
وہی ہوا ہے وہی آگ ہے وہی سورج ہے وہی چاند ہے وہی برہما ہے وہی مہا آتما وہی
پانی ہے وہی رعیت کا مالک ہے

نام ماتا نام پتا نام سا ہو کار ہے ... رام دوا ... اَمرِتا انار ہے

پھر دیانندجی والا ستیارتھ پرکاش میں تنا ہوا ہے جیسے باپ ہمیشہ اولاد کی بہتری
چاہتا ہے ویسے ہی پرمیشور بھی سب کی بھلائی چاہتا ہے اسواسطے اوس کا نام
والد یعنی باپ ہے الخ اور چونکہ وہ والدہ کی طرح محبت سے پالتا ہے اسواسطے اوس کا نام
والدہ ہے اور صفحہ ۱۰۱ میں ہے اور جو اولاد کا نگہبان اور حیناک ہو اوس کو باپ کہتے ہیں
اور چونکہ پرمیشور سب کا محافظ اور جننے والا ہے اسواسطے اوس کا نام باپ ہے۔ چونکہ وہ باپوں
کا بھی باپ ہے اسواسطے اوس کا نام دادا ہے چونکہ وہ دادوں کا بھی دادا ہے اسواسطے
اوس کا نام پردادا ہے اور جو محبت سے بچوں کو پالتی ہے اوس کو ماں کہتے ہیں چونکہ پرمیشور
سب کو محبت سے پالتا ہے اسواسطے اوس کا نام ماں ہے چونکہ وہ ماؤں کی بھی ماں ہے
اسواسطے اوس کا نام نانی ہے۔ چونکہ وہ ماؤں کی بھی ماں ہے اسواسطے اسکا نام
دادی ہے۔ اور چونکہ وہ نانیوں کی نانی اور دادیوں کی دادی بھی ہے اسواسطے اوس کا نام پردادی
اور پرنانی بھی ہے۔ مگر افسوس دیانندجی مرگئے اور یہ نہ بتا گئے کہ پرمیشور سب مردوں کی جورو
سب عورتوں کا خصم سب کا بیٹا کنواری کنوارا بوڑھا (اور حسب تصریح دید و تشریح
دیانندی اعضاؤں والا جسم والا کس توجیہ سے بنے گا دیانندی چیلے ہی آپ
جگر نہ دکھائیں دآخر وید تو اونکی اُلٹ پلٹ کا بازیچہ بن ہی گیا ہے) ناقل کہتا ہے
کاش پران پرمیشور میں سے نکلا ہوا پسارا اور پھر تمام عالم اوس پسارے کا پھیلاؤ تو
اوس کو بڑی اماں کہو یا نانی پرنانی بڑے ابا کہو یا دادا دادی پردادی جننا جننی
ماتا پتا کہو بانا کتخدا کنوارا کنواری سب سوہتے رشتے ہیں اور دات بنا بنات اور دادی کے
اجزا اوسی کے اندر سے نکلے ہوئے ڈھونڈیے وید جن بیانوں کی کھلے ہوئے لفظوں میں
پھر اگر یہ بات ہے تو یہ دہ پر کدھر دیکھی۔ روشنی سے تخریب کی گہری جڑ ات ہے کب چھپ سکتی ہیں
بلکہ ایسی ہی جب ہو بنت کفر ہی پت کھوتی ہے۔ اس کا فاعل اگرچہ اس کو چھپی سمجھے مگر اہل
بصیرت کی نظر دل میں جب پیچ کا پیچ کُل جاتا ہے تو اُس کا فریب کُھل جاتا ہے) قرآن

کیونکہ ان ایمان ربا خیالوں کا پہلے ہی شکوہ کر دیا ہے نصاریٰ کو اعتقاد تثلیث میں ایسے
ہی مشرکوں والوں کے مشابہ ہوگیا تبلایا ہے یُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا الآیہ یعنی
مشابہ ہوگئے ہیں وہ قول کفار کے اور جَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا میں کہ انھوں نے
بندگان خدا کو خدا کے اجزا اور اس میں حصے اور ٹکڑے مان رکھا ہے آج روشنی کے زمانہ
میں سورہ اخلاص کے مضمون دلربا ایمانی جلا کو دیکھ کسیکی رال ٹپک پڑے تو وید اوسکا
روبرو ہوتے ساتے اس لمبی چوڑی کنبہ داری سے کیسے پھر سکتا ہے مختصر آمعنی سورہ
اخلاص کے یہ ہیں او مخاطب کہدے جسکا اسم ذات اللہ ہے وہ ایک ہی پاک بے نیاز
کسیکا محتاج نہیں کسی کو نہیں جنتا اور نہ وہ کسی کا جنا ہوا ہے اوس کے اندر سے کچھ
نہیں نکلتا کہ وہ گھٹے اور اوس میں کچھ داخل نہیں ہوتا کہ وہ بڑھے جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی
اب ہے اور آئندہ کو بھی ایسا ہی رہیگا اوس کا نانا دادا بھائی بند اور برابر والا کوئی نہیں وہ
ہر عیب و نقص ظاہری و باطنی سے پاک ہے یہ ہی اوسکی ہستی اور شان کا مختصر بیان خلاصہ
قرآن جسکی تصریحات میں ایک عظیم حصہ قرآن کا بھرا ہوا ہے صفات کمالیہ الٰہیہ اور تنزیہات
قرآنیہ کو دیکھ دیکھ وید کو اونھیں کا روپ بھر دوا دیا جاتا ہے اور جب کوئی وید کی اصلی
صورت دکھاتا ہے تو عناد کی آتش غریزی الصفات کو جلا کر بھسم کرنا چاہتی ہے کہ
قرآن نے معاذ اللہ خدا کو آگ میں بتلایا ہے اور اوس میں سے آواز دیا تھا جیسا کہ
اس بہتان پر یہ جملہ آیت قرآنی کا (بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ) لغتہ پر سا کر یاد رہا ہے کہ برکت
دیئے گئے ہیں وہ شخص کہ آگ میں ہیں یعنی نور میں جو بادی النظر میں مشابہ نار کے معلوم ہوتا
ہے جس سے معلوم ہوا کہ اوس نور کے اندر فرشتے برکت دیئے گئے جن کا برکت دینے والا اللہ اور
نَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ یہ نص قرآنی بتلا رہی ہے کہ وہ ندا موسیٰ کو طور کی داہنی
جانب سے آئی تھی نہ نور بصورت نار سے جو وادی طویٰ میں تھا اس اتحاد امن ظہور سے اور بقواعد عقلیہ
لیس کمثلہ شیء الآیہ کی معیار پر کسی ہو سکتی ہے کیت اور پھر ایمن کا لفظ بھی براے اظہار کمال ہے

جسکے نزدیک سے العہنین ہی بہرہ یاب موجودہ توریت میں آگ کے اندر سے آواز کا اظہار
اول تو بہ حجت نہیں دوسرے اُسکے متصل ہی اللہ کے ذی شکل ہونے کی نفی موجود تو
لوازم شکل اوسکی طرف منسوب نہیں ہونگے پس اندریں صورت نا مظہر ظل صفت کلام الہی تھا
جیسے ہر صاحب وحی وقت وحی کے ہوتا ہے قرآن کریم اُسکی ہستی کو صفات کمال کے ساتھ متصف
بیان کرنے اور ہر ناشایستہ امر سے اوس کو منزہ [illegible] کیسا درست نگر نہیں
سطر نمونہ اتنا ہی ملاحظہ فرمائیے هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ یعنی وہی اللہ
جسکے سوا کوئی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں اشیا کی خلق اور بقا پر پورا مالک و متصرف
اُن تمام عیبوں سے پاک جن کو حس دریافت کر سکے یا خیال تصور کرے یا وہم اُس طرف دیا سکے
یا قلبی قوتے سمجھ سکیں تمام عیوب سے مبرا سلامتی دینے والا امن اور اطمینان بخشنے والا اپنی کمالات
اور توحید پر دلائل قائم کرنیوالا سب کے اعمال سے واقف سب کا محافظ بے نظیر سب پر غالب
ذرہ ذرہ پر متصرف سنوارنیوالا ہمارے بگاڑوں کا اصلاح کرنے والا اصلاح کے سامان
پیدا کرنیوالا اصلاح کی توفیق دینے والا تمام مخلوقی عیوب اور مخلوقی اوصاف سے مبرا تمام
چھوٹے بڑے آسمانی زمینی شریک اور ساجھی سے پاک اور برتر ذات وصفات میں انتہی آگے
دوسری صفات فعلیہ وصفات ذاتیہ کمالیہ کا بیان ہے پورا رکوع مع تفاسیر صاحب وحی
و صحابہ کرام و تابعین مفسرین سلف و خلف ملاحظہ فرمائیے

شرک کی تقبیح اور مشرکوں کی سزا اور تفضیح کے بیان سے قرآن مجید بھرا ہے إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ
یعنی بیشک شرک بڑا ظلم ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ
لِمَنْ يَشَاءُ ۔ ترجمہ بیشک اللہ نہ بخشیگا اس کو کہ شرک کیا جائے ساتھ اوسکے
اور بخشیگا اس سے نیچے کے درجے کے گناہ ترجمہ تمام ہوا اور وید جبکہ شرک کی بھرتی کی بھنڈ
مندر کی [illegible] تو وہ بیچارا شرک کا رد کرکے اپنا بازار [illegible] جیسے آدھ جگت سے کہیں اسے

دھکیلا جا سکتا ہے ارے بفائدہ برائی دیکھا دیکھی لگے ہنچہ اوجاڑا چاہتے ہین اور جب نہ
اوجڑ سکی تو شرک پر جعلی توحید کی گہری جڑھا شرک چھپا توحید بتلاتے ہین - بعد اتفاق کے اصول
عقائد میں جو فروع عقائد میں بعض ہمارے صوفیہ وحدۃ الشہود کے اور اکثر وحدۃ الوجود کے
مذوقات اور مواجید میں روش متشابہات قرآنی کے ظلال کی چلے ہین اوس کے تحت قید و
اطلاق کے فرق کی وحدالوجود اور اعتقاد حلول و اتحاد کی بلا کے مبتلا چند فرقے ہنود کے آرام یعنی
کا خیال خام بکار ہے ہیں اونکی وحدۃ الوجود وغیرہ کے ابطال کو دفاتر صوفیہ حضوصاً رمنع الباطل
مولٰینا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کی اور الہدیہ الحامدیہ رسالہ مولٰینا افضل الحق مدظلہ
رامپوری کا اور دعوۃ الاسلام ہمارے شیخ کی بس ہیں - اور مناسب مقام ہذا یہ عبارت الشیخ
علیہ ۷ نمبر ۶ کی فتوحات باب ۳ ۶ ہین کس عمدگی سے سمجھایا ہے کہ اولیا اور انبیا کی معرفتوں
میں کسقدر فرق ہے کسی نبی سے وہ اقوال کیوں نہیں منقول ہوتے جو کبھی کبھی عالم سکر میں اولیا سے
صادر ہوجاتے ہیں کہتے ہیں کہ کسی موقع پر میری روح ہارون علیہ السلام کی روح کے ساتھ جمع
ہوئی مینے کہا اے خدا کے پیغمبر ہم میں ایسے بکثرت افراد ہیں جو اس مقام تک پہنچتے ہین جہاں
خدا کے علاوہ کچھ نہیں رہتا - مگر عجب بات ہے کہ آپ نبی ہوکر فرماتے ہیں فَلَا تُشْمِتْ بِيَ
الْأَعْدَاءَ (اے موسیٰ مجھپر دشمنوں کو - یہ آپ نے کس سے کہا کس لئے دشمن کون
ہے شماتت کس چیز کا نام ہے - حضرت ہارون علیہ السلام بولے بالکل درست ہے کہ تم جس مقام
ہوتے ہو وہاں خدا کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم ہوتا - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جو چیزیں اس
مقام پر محسوس نہیں معلوم ہوتی ہیں آیا وہ نفس الامر اور واقع سے بھی معدوم ہوجاتی ہین یا واقع
میں تو باقی ہیں لیکن چونکہ دل کی آنکھ پر اس ہستی جبار کی تجلی ہوئی جسکے مقابلہ میں
اور تمام ہستیوں کی ہلکی مشابہت محسوس نہین ہوتی اسلئے تم نہین دیکھتے تم اس کی محجوب
ہوجاتے ہو مینے کہا عالم تو موجود رہتا ہے - مگر ہمیں اوس کا مشاہدہ نہیں ہوتا (اور جب ہم
ادنےٰ رتبہ والوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے تو اعلیٰ رتبہ والوں کو کہ وہ انبیا علیہم السلام ہیں)

تو اُن سے اس کی زیادہ امید ہونی چاہئے کہ اُن پر تجلی ربانی زیادہ ضو فشان ہوتی ہو حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا نہیں یہی تو معرفت الٰہی کے نقص کی دلیل ہے کہ تم ایسے مقام مشہد میں ہو جہاں صرف خداوند تعالے نظر آتا ہے اور اوسکی آیات اور نشانیاں تمسے پوشیدہ رہتی ہیں۔ یاد رکھو کہ جسقدر عالم کا شہود کم ہوگا اوسی قدر عرفان ناقص ہے کہ تمام عالم بھی تو خدا ہی کی ایک نشانی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو نقل کرکے فرماتے ہیں فَاَفَادَنِی علیہ الصلوٰۃ والسلام عِلْمًا لَمْ یَکُنْ عِنْدِی ترجمہ مجھے ہارون علیہ السلام نے ایسے علم سے فائدہ پہنچایا جو میرے پاس نہیں تھا ص۳ مو وضو۲ یہاں وحدۃ الوجود ایک دکھائی دیا مشاہدہ قلبی سے اور اوسکی نشانیوں کا دکھائی نہ دینا ہستی جبار کی تجلی کے روبرو قصور معرفت کی وجہسے ہوتا ہے[1] اپنے مشاہدہ میں عالم کو معدوم پاتے حالت صحو میں وہ عالم کو نفس الامر اور واقع میں معدوم نہیں جانتے تو یہاں حلول اور اتحاد اور اطلاق اور تقیید فی وحدۃ الوجود ویدک گیانی اور اپنشد دھرمی سیانا جاری کا کیا کام محققین صوفیائے کرام قدس اللہ اسرارہم کی تصریحات اسکی نفی اور استحالہ پر شہادتیں دے رہی ہیں بواسطہ دمغ الباطل اس بارہ میں شیخ کبیر کی عبارتیں متن و حواشی میں دعوت کے منقول ہیں اللہ سبحانہ قید و اطلاق دونوں قیدوں سے پاک ہے عارف رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

---

[1] اس کے موید وہ ہے جو مکتوبات امام ربانی کی جلد اول کے مکتوب ۱۹۱ میں ہے کہ دیہ۔ بفضلت پناہی شیخ عبد الحق کہ از مخلصان خواجہ ما است نقل کردند کہ حضرت خواجہ قلیل ایام رحلت می فرمودند کہ ما را بعلم الیقین معلوم شدہ است کہ توحید وجودی تنگ است شاہراہ دیگر است ہر چند پیش ازیں ہم میدانستم اما این قسم یقین اکنون بظہور آمدہ است انہاں آخر نیز مفہوم میشود کہ در آخر کار مشرب توحید نماسبتی نداشتند و روے توجہ از ان گردانیدہ بودند۔ ایں قسم توحید ظاہر شدہ باشد باکمے نسبت بلکہ بسیار زیبے از مشائخ را در ابتدا این قسم توحید ظہور آمدہ است و باخر کار از ان برآمدہ اند ص ۱۳۲۳ مکتوب ۲۹۱ میں اس سے زیادہ لکھا ہے اور اسنے اوپر سے انکار توحید وجودی کے الزام کو لوٹا یا ہے۔ مال و من ترقی توحید دی آپ مکتوب کیا ہے ہمارے شیخ کی دعوت یا ہی بصفحہ ۳۰۳ ، ۵۰ جو دمغ الباطل سے نقل کیا ہے توحید خالق کے ضمن میں ہے وہ بھی دیکھنے کے لئے ہے ۱۲

جبز و کل نے جزو ہا نسبت بہ کل
لطف سبزہ جزو لطف گل بود

نے چو بوئے گل کہ باشد جزو گل
بانگ نے قمری جزو آن بلبل بود

یہ بتیں ڈنکے کی چوٹ ایمان و عرفان اسلام یہ سمجھا رہی ہیں کہ خلق اور خالق کے درمیان کسی قسم کے جزو یعنی قمری اور کل کا علاقہ نہیں ہے نہ وہ تعالٰے شانہ ایک جزو ہے منجملہ اجزاء عالم کے نہ جزو جزو عالم کا علیحدہ مثلاً عالم جن و عالم انس وغیرہ کہلائے اور ان کا مجموعہ خدا ہو جدا اس عالم سے جدا دوسری ہستی نہو ایسا بھی نہیں نہ خلق و خالق کے درمیان ایسی جزئیت ہے جیسے سبزہ کی لطافت اور پھول کی لطافت میں ہوتی ہے اور نہ ایسی جزئیت ہے جیسے آواز اور آواز والے میں ہوتی ہے ایسے بھی خلق اور خالق کے درمیان نہیں ہیں وید کہ دہرمی دیو دہرمی سیانا چاری وحدۃ الوجود والوں کا ڈوبتے ہوئے سوقیانے وجود یہ اسلام کا دامن پکڑنا کا انس کے تنکے کے سہارا پکڑنے سے بھی زیادہ پوچ ہے اور اکثر فرق ہنود کے دھرم پر جب تمام عالم پرمیشور کے ٹکڑے پرزے اگن حصے ٹھیرے تو انکی برائی بھلائی کن باپ سب پرمیشور کا پن پاپ بحیثیت کمائی ٹھیریگا نہ پرمیشور کی مخلوق افسوس جن لیکھوں کا یہ دھرم نیم ہو وہ[1] اور اللہ سچے کے خالق خیر و شر ہونے پر اعتراض کرنے کے لئے ادھار کھائے اور پرمیشور کو پن پاپ کمانا بتلاتے نہ شرمائے اور نہ سوچے کہ خالق پر الزام مذکور نہیں پڑتا کا سب پر پڑتا ہے نفع اور ٹوٹا کمانیوالے ہی ہوتا ہے نہ عدالتی میں رنگریز کالا پیلا رنگنے سے کالا پیلا نہیں کہلاتا۔ کالا پیلا وہی کپڑا کہا جاتا ہے جسپر وہ رنگ چڑھتا ہے اور اہل کتابین کو اسکے جواب میں کتب عہد عتیق و عہد جدید سے انھیں کے آئینے دکھائینگے

مانیں ترین مشرک مجوسی دو خدا
عنصروں کا پوجنا مامور ہے
سیکڑوں آتشکدہ تھے ملک میں

بہن بھائی بنتے ہیں جورو خصم
دید شت شاسان کے اندر رقم
آیتوں کا یہاں بہ کھلتا ہے بھرم

[1] ترکہ ہ بیگم کا ماننے والا ۔

آگ پوجا سے بھلا جب وید ہو — ہو صفائی شرک سے کیونکر بہم
گھی چڑھا اگنی بیچ یوں لی چھپا — یہ صفائی کا ہوا کی ہے کرم
منتروں میں کفر کی بھرمار رہنے — کھول مونہ اللہ چھپایا تھا دھرم
منتروں کے ارتھ یہ تبلاتے ہیں — سب پرستی سے بھاشی ہیں کرکے ہم
گیان ماتا ان دے سوسج ہمیں — تجکو پوجیں بہت پاویں تجھے ہم
پوجی بجوائی ہوا تو دے سرور — اگنی ایشور بھینٹ لو دونو بہم
گھوڑے گئویں آگ سے تم مانگ لو — وید کی یہ اگیا کیا ہے ستم
تارے دریا اور عناصر دیوتے — گائے بچھیا نج کیپ پیپل پدم
گنگا جمنا اور کوسلا کی ہے جے — وید نے برپا کئے سب پھوٹ اکرم

عناصر پرست لوگ لوکا منتر ظہورات طبیعی پوجی پاچ آریوں کا شرک سے نکھر بنا چھپنے لائق جاول کہیں یہ جو کہدیا کرتے ہیں کہ ہم جو گھی چاول وغیرہ منتر پڑہ پڑہ اگنی پر چڑہاتے ہیں یہ ہوا کی صفائی کا علاج ہے نہ اگنی پوجا ہو اسکے اتنے بڑے کرہ کی صفائی کو ہمارے مہربان آریوں کی آگ پر گھی وغیرہ ڈال کر چھن من اور ٹھس ٹھس کفایت کر جانا ایک مضحکہ کی بات ہے رگوید منڈل ایک سکت ۲۲ کا چھٹا منتر ان پوتا پاتی سے منہ تکتا رہجائیگا جسکی دیانند بھاشی کا ترجمہ یہ ہے پوجی بجوائی باہر بھیتر رہنے والی ہوا جو کہ جملہ اشیا کی حفاظت کرنے کے سبب جانوروں اور جانداروں کو سرور بخشنے والی اور سورج جو کہ ہم لوگوں کو علم اور دولت وغیرہ دیتا ہے جسطرح علم والے لوگ (یعنی ایرانی) اوسنے اکثر کام درست کر لیتے ہیں ویسے ہی ہم لوگ (یعنی ہندوستانی) اُسی طرح ہوا اور سورج کا سیون کیوں نہ کریں (رد تکذیب حصہ ۲ صفحہ ۸۵) شروع منتر میں جب پوجی اور بجوائی ہوئی ہوا کا فقرہ موجود ہے اور جن ایرانیوں کے استفادہ کو دیکھ اس سیون کی سوجھی ہے وہ آتش پرستی عناصر پرستی کی دہوم مچا رہے ہیں جیسا کہ آتا ہے تو یہ سورج اور ہوا کا سیون آریوں کی نوک دکھا دیگی ظالم تول سے انڈے

سپنے کے سیون کا ہم محاورہ بنکر نہیں ٹہیگا وہی سورج اور ہوا ایک جھول کے دو بھائی بہنوں کا
بیجا یا ثابت کریگا جسکی شروع منتر میں خود تصریح ہے - سورج اور ہوا کے پوجنے سے پارسیوں کا
کام درست کر لینا بتلا کر ہنود سے آریوں سے سورج ہوا وغیرہ عناصر پجوانے کا ڈھب لگانیوالا
منتر دہر کی سنتا رہا ہے - دیکھو نامہ تہمورس میں یہ جمشاد ہا مو مو یا دھو کا شلو دم یوا جم زا فرادا دی
مہد فیر سیدا سے مو کا ہیم الخجم **ترجمہ** اسے بندے سورج تیرا مددگار ہوا اور سورج جسکا
یاور ہوتا ہے میں کہتا ہوں وہ مال اور دولت سے مالا مال ہوجاتا ہے تو اوسکی ستایش اسطرح کر
(اس کے آگے سورج کی ستایش کا بیان ہے) یزداں فرماتا ہے سورج کو پوجو وہی تمہارا معاون ہے
اور جس کا معاون سورج ہوتا ہے اوس کو کسی چیز کی کمی نہیں رہتی ۱۸۲ منتر نیایش بن سے پتر
کی پوجا اور منتر ہے ہر طرحکی حاجت مانگنا اور رگ وید اشٹک ایک کے پہلی ادھیا کے سکت دوم
کے منتر ۷ و ۹ سے مترا ورون کی پوجا اور اُنسے دشمنوں کا ناس کرایا جانا اور مینہ مانگنا وغیرہ
نقل کیا ہے صفحہ ۸۶ میں اور صفحہ ۸۹ میں ہے اسے آگ پوجاری لوگ حصول قوت کے لئے تیری
پرستش کرتے ہیں تجکو منسکار ہو سب دُکھ درد دور کیجئے یہ رگوید کے پہلے منڈل سکت ۲۱ کے
منتر دوم کے خاتمہ کا ترجمہ بعینہ ژندی منتر کا ترجمہ ہے وہاں سے اگنی ہے نامہ شت ساسان ۹۴
میں ہے فا ہیم ساب تلخ ششکخ بیبر یدزمیار خشید سرح با این ہمہ جہاں کیہہ آتشکدہ
کو دیکھو اوس کو سجدہ کرو خدا کی نماز سے فارغ ہو کر آگ کو سجدہ کرے الخ آتش نیایش بن میں ہے
عر دود زیم احصنیام استوکا تیم تترونام آتنا فشبو ابینم الخ **ترجمہ** اسے آگ
بزرگ برتر تو ہر کام میں مجھے جستی چالاکی تیزی دے اور جلدی جلدی چلنے کی قوت
بخش اور عاقل تربیت یافتہ سعادتمند بہادر سختیوں کی کھونے والی ایسی اولاد عطا کر جس سے
گہر اور محلے اور گاؤں اور شہر آباد ہوجاویں - نامہ شت ساسان میں ہے جب تا لیشور را

[illegible] دودہ نکال [illegible] اگنی سے پیدا ہوئے
ہیں دیکھو [illegible]

ماریدفاہم کاج ہم اب تیج لکہید **ستشرح** اے لوگو چاروں عنصروں کی پوجا بجا لاؤ
اور اونہر کسی طرح کی تنگی مت برتو جہاں باؤ وہیں عمدہ طورسے جھک جاؤ الخ اور اسی کے قریب
آریہ مت کے گیت رگوید منڈل ایک سکت ۲۳ کے منتر ۳ وسکت ۱۳ کے منتر اول سے
آگ پانی ہوا کو مال دولت دینے والے پرورش وحفاظت کرنے والے بترجمہ دیانندی
بعبارت سنسکرت وبھاشا رد تکذیب کے حصہ دوم میں دیکھلو مولف نے کسی عذر کا موقع نہیں
چھوڑا اگر افسوس آگنی عناصر ظہورات طبیعی کے پجاری انکو پوج پاج کر بھی آتش پرست نہیں اور
سید نا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام جنکی جوتیوں کی ٹھوکر سے شرک کا بھیت ڈھے گئی وہ اِنّیٓ اٰنَسْتُ
نَارًا لَّعَلِّیٓ اٰتِیْکُمْ یعنی مینے آگ دیکھی ہے وہاں سے تم اپنے ہاتھ پانوں سینکنے کو آگ لاؤنگا۔ اور اگر تاپتا
کوئی وہاں ملگیا تو اوس سے راستہ دریافت کرونگا) اس کے فرماتے ہی آتش پرست بنکر بتی جاتے
اور یہ بکواس بھی کسکا جسکے دھرم پستک اگنی پوجا کے اصول پر آگ سے پاؤں سینکنا بے ادبی
بتلا کر اس سے منع کریں۔

رشیوں کے آبائی وطن مصنفہ پروفیسر بی۔ بی۔ رائے۔ پادری مدرس علم الہی سہارنپور
کا اقتباس یہ ہے۔ وسط ایشیا کے آبائی وطن میں آریا قوم آسمان اور زمین کو ماں باپ معبود جانکر
پوجتے تھے اُن کی مختلف شاخوں میں آسمان و زمین کی پوجا پائی جاتی ہے۔ ہندو کی پُرانی کتاب
رگوید میں آسمان دیوتا کو کئی لقبوں سے یاد کیا ہے (۱) دِیوس پتہ یعنی نورانی باپ (۲) ورنا یعنی
ڈھانپنے والا پناہ دینے والا (۳) ادیتی لامحدود۔ یہ نام دیوتے ادیتی ہی سے پیدا
ہوتے ملنے جاتے ہیں (۴) برترا گھنہ بیری نام بادل کا مارنے والا (۵) اندر یعنی برسانیوالا
(۶) پرجینیا یعنی پالنیوالا وغیرہ زمین کو رگوید میں پرتھوی نام سے پوجا ہے۔ رگوید کا دیوس پتری
اور یونانیوں کا زیوس پاترا اور لاطینیوں کا جیوپیٹر ایک ہی معبود ہیں جسکے معنی آسمان باپ
پرتھوی کو رشیوں نے ماتا مانا ہے تو یونانیوں کی ڈیمٹر دیوی کے معنی بھی دھرتی ماتا ہیں۔
آسمان کو باپ زمین کو ماتا ماننے کا خیال ہنود اور یونانیوں میں یکساں پایا جاتا ہے۔ رگوید میں

دیوس پتر یعنی سب دیوتوں کے باپ تو یونانیوں میں یورانس کا پیا دیوتوں کے باپ
یونانی اُرانس اور ویدک ورونس دونوں کے معنی ڈھانپنے والا آسمان یونانی نگوتا یا سنسکرت
گمو دونوں کے معنی گائے اور زمین ژندا وستا میں مستعمل ہوا ہے۔ رگوید میں ورونس
یا ورن کو جن لقبوں سے ملقب کیا ہے قریب قریب انہیں لقبوں سے ژندا وستا میں اہرمزد
کو ملقب کیا ہے جسکے معنی ہمہ دان اُسر رگوید (۱-۲۴ : ۱۴) میں ورن کو ہمہ دان اسر کہا اوستا
میں اہرمزد کو خالق خیر اور انگرہ مینیوس یا اہرمن کو خالق شر کہا ہے۔ وید میں ورن کو خالق خیر
اور شر یعنی کو باپ دیوتا یعنی خالق شر کہا ہے رگوید (۱: ۲۴: ۹) اوستا میں متھرا نام ایک
معبود کا ذکر اہرمزد کے ساتھ ہمیشہ آتا ہے جیسے ورن کے ساتھ متر معبود کا۔ ہوم کا ہوم
گھنہ اور پارسیوں کا ہیر نیر گھنہ ایک ہی چیز ہے وید اور اوستا میں بڑے اژدہا سے جسکی تشبیہ دی ہے
وید میں اہی کو اہی دھک اوستا میں اژی دہاک نام سے یاد کیا ہے ممکن ہے لفظ اژدہا بھی
اژی دھک سے نکلا ہو۔ وید کا اندرا اور پارسیوں کا اندرا ایک ہی باہمی رنجش سے ایرانی آریہ
گوت ہندی آریہ گوت کے معبود اندر کو دوزخ میں بھیجا ہوا کہنے لگے اسے چھوڑ بیٹھے ہیر نیر گھنہ
سے راضی اور اندر نام سے ناراض ہو گئے۔ ویدک روبھ دیوتاؤں کے کاریگر تو اسٹری کے شاگرد
ہونے کے سبب دیوتاؤں کے دشمن برترا وغیرہ کے رتھ مارے گئے تو یونانی کہانی میں
دیوتاؤں کے کاریگر ہیفیسٹس نے اپنے باپ یوس کے لئے بجر بنایا تھا جس سے دیوتاؤں
کے دشمن کل ٹی ٹن ہلاک ہوئے ویدک سوریا (سورج) یونانیوں کا ہیلوس لاطینیوں کا سل
تدلو ٹھا متر پارسیوں کا خورشید ایک ہی معبود ہے۔ وید میں سورج دیوتا کئی ایک ہیں جن کا عام
لقب آدتیا یعنی ادیتی کی اولاد ہو۔ اول میں سے ایک کا نام وید میں متر اوستا میں متھرا
دلیل ہے۔ ویدوں میں سورج دوڑنے والا گھوڑا ہے تو اوستا میں گھوڑے والا تیز سوار وید میں
سورج دیوتا آریاؤں کی شفا امراض کے لئے پوجا ہوتی ہے تو اوستا میں بھی اسی لئے ایزد
کی پوجا ہوتی ہے۔ پرانوں میں سورج کا ہاتھ نذر لینے کو پھیلاتے گا تو یونانی کہانی میں

وہ خاصہ شیر نے جاب دیا - ویدک اور یونانی قدیم آریا قوم یو کو دیوی مانا کرتی تھی جسکا نام
اوش اوسس ہے سنسکرت میں اوساوس ایوس یونانی میں رگوید میں - ایوا اوستا میں دیو
سنسکرت میں یون یونانی میں باد ہوا کہتے ہیں قدیم آریا جسکو پوجتے تھے آریا قوم کی
ساری شاخوں میں کسی نہ کسی نام سے آگ کی پوجا ضرور پائی گئی ہے (صفحہ ۴۰ میں بہت سے
ناموں کی تفصیل اور لفظی اور معنوی یکتائی کا استعمال یونانی لاطینی ژندی فارسی ویدی وغیرہ
اور مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی سلمہ نے اپنی تصنیفات میں نقل کیا ہے) اہل
فارس آتش پرست نام سے مشہور تمام شاخوں میں آریوں کی یہی دستور (ناقل کہتا ہے
ہند کے موجودہ آریہ بھی آتش پرستی کے فریضہ کو قضا نہیں کرتے ہاں غلبہ توحید قرآنی وابطال
شرک فرقانی نے قبول حق سے سرتابی کی گنجائش نہیں چھوڑی ناچار دامن گذاری ترک کو
یہ توجیہ اختیار کیا ہے کہ ہم یہ اگنی ہوتر ہوا کی صفائی کے لئے کرتے ہیں - مگر یہ ہوا بندی اتنے بڑے
کرہ ہوا کی صفائی کے لئے آریوں کے اس کالمعدوم سیون کو ناکافی دیکھ کر مضحکہ صبیان بنجاتی
ہے اور منتر کہ جو ہون کے وقت پڑھے جاتے ہیں وہ اس بناوٹ کو بننے نہیں دیتے
تقریر ناقل تمام ہوئی) پادری موصوف لکھتے ہیں ژند اوستا رگوید وغیرہ سے واضح ہے کہ قدیم آریہ
نے جسوقت میں جس معبود کی پوجا کی اوسوقت اوس معبود میں تمام خواص کو الوہیت کے اوسمیں
تصور کیا مثلاً خلق کرنا پرورش کرنا انتظام کرنا وغیرہ صفات الٰہی کو آسمان زمین آگ ہوا
سورج وغیرہ مخلوق اور محدود معبودوں پر منسوب کرکے اونکو پوجا ہے - لہذا خالق کی
صفات مخلوق میں ماننے سے جو قباحت پیدا ہوتی ہے وہ اُنکے مذہب میں موجود تھی خدائیں
خدائی صفت ہر جانب کہنے کے سبب ہم اُن کو موحد نہیں کہہ سکتے وہ ایک خدا کے پرستار نہ تھے
توحید کا خیال انسان کے دل کا قدرتی خیال ہے الخ صفحہ ۹۲ تا ۹۴) پادری صاحب نے
بہت بجا فرمایا بیشک خدائی خواص خدا میں جب تک حصر کے ساتھ نہ ملے موحد نہیں
ہو سکتا - خاصہ کے معنی یہی ہیں کہ وہ اوس میں پایا جائے جسکا وہ خاصہ ہے نہ اوسکے

غیر میں پس کل خواص الوہیت خدا میں ماننے سے موحد ہوگا مگر پادری صاحب اس میں کترانے ہیں کہ منجملہ خواص الوہیت ایک خاصہ بھی غیر اللہ میں مانیگا یا خواص الوہیت کی تفریق و تقسیم کریگا تب بھی موحد رہیگا مشرک ہو جائیگا چونکہ پادری صاحب ایک خدائی خاصہ مسیح میں اور ایک روح القدس میں مانتے ہیں اور اُن کو خدا میں محسوب نہیں کرتے ہیں تینوں کو خدائی سہم جدا جدا مانتے ہیں لہذا پادری صاحب کے قدر مشترک فیصلہ بموجب ہم بھی قائلین تثلیث کو موحد نہیں مان سکتے

اسم ذات پشور کا ویدوں میں نہیں ہے
سُرستی نے اوم ویدوں سے دو دیا
دیوتا سارے بنا ڈالے خدا
روپ بھرنے سے کبھی بھر دیا

لوگوں پر لوگوں کا ہے بھرنا دم
وہ تو سَر کا جھوٹ نکلا اوم کھم
ویدہی نے اس کو لوٹا ستم
مختص اصلی کا نہیں پاتا جنم

دیانندجی نے اسم ذات نامعلوم پرمیشور کا اوم بنایا مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی نے ستیارتھ پرکاش درپن میں منو ادھیائے ۲ شلوک ۷۶ سے ثابت کیا کہ برہماجی نے الف کہیں سے اور واو کہیں سے مختلف مقامات وید سے نکالا ہے اندریں صورت وہ اشارات ہجی یعنی مقطعات (نہ اسم ذات بلکہ کوئی اسم منجملہ اسمائے صفات بھی نہیں ہوتے) جیسے بی - اے - ایم وغیرہ نہ دیانندی اوم کہ او مصدر سے مشتق (بنانے کا واو دیکھ جسکے اوس سے اشتقاق کا دعوے کردیا) ہے پرانے ہندو جبکہ اس سے تری مورتی دیوتا برہما وشنو مہیش یا برہما وشن اور شکتی دیوی مراد لیتے چلے آئے ہیں مؤلف کہتا ہے اور ہمارے زمانہ کے آریوں کو ویدا و نہیں کے صدقہ سے پہنچا ہے تو آج اوم خدائی نام کیسے بنجائیگا عبادت عجابیہ جیسے اسم ذات ہوا مجاز فقط اسم صفت ہی ہوا ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔ انتہی چونکہ دیانندجی کو دانستہ (سلف کے خلاف) دیوتوں کے وجود سے (بہ تقلید سرسید) انکار ہے - لہذا بہ عزت دیانندجی کے معتبر ماننے ہوتے برہمن گرنتھ ولیسے ہی اوم

اور یہی شبد یجر منتر کے تئیں وید گانے میں شروع شروع منہ سے نکالنے کے
دو لفظ مہمل ثابت ہوتے دیکھ لیجئے شت پتھ کانڈ ایک ادھیائے ۴ براہمن ایک کنڈ
کا ۳ ترجمہ وہ (یعنی وید گانے والا) ہیں ۔ دھیمی سُر سے نکالتا ہے اگر زور سے
نکالیگا تو اوم کی آواز سے اوسکی آواز مل جائیگی تو دونوں سروں میں کچھ فرق نہ ہوگا
اسواسطے ہیں سے سُر ملا لے ۔ واہ رے پنڈت جی کی جرأت ہیں اور اوم دونوں
آواز اوچارن کے سُر اور آپ نے پرمیشور بنا ڈالے منو ادھیائے ۲ شلوک ۷۶
اوم سُر ہے اوم سے وید کا راگ اوٹھاتے اور اوم ہی سے بجھاتے ۔ ناقل کہتا ہے
جس سُر تال کی بابت دیانند جی کا ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سمولاس میں
بصفحہ ۱۳۵ یہ پرمان ہے سُر راگ ۔ راگنی تال گرام ساز بجانا ۔ ناچنا گیت گانا وغیرہ
قرار واقعی سیکھنا چاہئے انتہی ۔ اُن فرائض نیم دھرم کی محبت اور حمایت کی یہانتک
نوبت پہنچی کہ سُروں کے نام ہم خدا بنا ڈالے ۔ اور سچ ہے خواہش نفسانی کی انتہا یہی ہے
کہ وہ اپنے مرہوں کی معبود بنجاتی ہے جنہ سُر راگ نے رسیا نے اوم سُر کو معبود بنا ڈالا تو
اب سونیا قول پنڈت دیانند جی کا اوم کھم برہم یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷
دیکھیے ویدوں میں ایسے موقعوں پہ اوم وغیرہ پرمیشور کے نام آتے ہیں ۔
قول مولانا ابو رحمت حسن میرٹھی کا ۔ ویدوں سے اوم ندارد ہے صرف یجروید کے
خاتمہ پر فقط تمت کے طور پر ختم کی علامت ہے (نہ دوسرے ویدوں میں جو اس سے
پرانے ہیں) یہ وید کی عبارت نہیں ہے ۔ یجروید والے نے جہاں گانا ختم کیا ہے وہاں
اوم کھم برہم گایا ہے اور کھم برہم بالائی گرہ کا نام ہے جو کہ تمام گرہوں کو محیط ہے وید والے
اوس سے حفاظت چاہتے تھے جیسا کہ دیگر گرہوں اور جنتوں سے چاہتے تھے
پنڈت جی انکی جہالت و کرامات و خلاپرستی چھپانا او جہالت و کرامات وغیرہ کو پرمیشور
بنانا چاہتے ہیں ۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ع باطل است آنچہ مدعی گوید ۔ اوم را

وید کے کنداہار۔ دیانندجی چھاندوگیہ ۔مانڈوکہ ۔کٹھ منو۔ کیول وغیرہ کے
مقامات مذکورہ میں اوم نام آیا ہے مولانا وید کے ہوتے ہندوؤں کی پوتھیوں سے
ثبوت دینا (سہارا لگنا) ویدوں پر اوس بڑھ جانے کی دلیل ہی کہ اون میں نہیں (جن میں
اس اصل الاصول اعتقادی کے ہونے کی ضرورت اور دھرم نیم کے بیان کی حاجت تھی)
اور اشخاص مذکورہ نے پرمیشور کے نام دھر دئیے یہ تو ایسا ہوا جیسے باپ گمنام کا نام بیٹا رکھے
دیانندجی ۲ و ۳ مثل خلا محیط ہونے سے کھم اور سب سے بڑا ہونے سے برہم پرمیشور کا نام
ہے مولانا کھم برہم صفت موصوف اس کے معنی سب پر محیط خلا کی مانند یہ کرہ کا نام ہی
سب سے بڑا پنڈت جی کے گھر کی ملونی ہے آگے چلکر برہم کے معنی ہر جگہ جا ضر یہاں کچھ وہاں
کچھ یہ سب کچھ پرمیشور کے ناموں کا نامہ وید میں بید اگر نیکی بھبھینک پلیٹاں کھلوا رہی ہے
دیانندجی (۴) بذاتہ متجلی ہونے کے سبب اگنی علم مجسم ہونے کے باعث منو سب کا خالق
ہونے کے باعث اندر (۷) زندگی کا باعث ہونے سے پران (۸) ہر جگہ ہونے سے برہم پرمیشور
کے نام منو ادھیاے ۱۲ شلوک ۱۲۳ مولانا مذکورہ بالا معانی پنڈت جی کی من گڑھت ہی
منو کے شلوک کا ترجمہ نہیں وہ شلوک یہ ہی ۔ اسے تت مے کے ودنیتہ اگنم منو مے کے
پرجاپتم ۔ اندر مے کے پرے پرانم پرے برہم شوا شتم ۔ لالہ سوامی دیال صاحب نے
اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ مذکور الصدر برہم کو کوئی اگنی کوئی منو کوئی پرجاپتی کوئی اندر کوئی پران
کوئی پربرہم خیال کرتا ہے انتہی ناقل کہتا ہے جس دھرم کی اوتی اور اصلی کتاب نے جو آسمانی
ادیان والوں کے عرف میں آسمانی کتاب اور کتاب اللہ کہلائی جاتی ہی اور آسمانی دین کہنے
والوں کے عرف میں اوس کے قایم مقام پرمیشور کا نام نہ بتلایا تو بیچارے اوس پستک
کے بانچنے والے کیسے ، تو اس عالم کا سر دھرا خیال کریں یا امور تکوینیہ کے کاموں میں جو سبب
اور واسطہ پڑتے تھے اونھیں کے ناموں کو نام خدا اور اون کو خدا اور مظہر خدا اور اوتار
خدا جب جسکے خیال میں آیا گایا بجایا آج اسلامی تحلیات میں جو خلقت خواب وغیرہ سے

بیدار ہوئی اور دلائل و براہین قرآنی سے کھل گیا آفتاب نیمروز کی طرح کہ اس عالم کا پیدا کرنیوالا
تمام امور تکوینیہ کا فرمانروا اللہ سبحانہ وحدہ لا شریک لہ کے سوا دوسرا ہو نہیں سکتا تو جلتی
بلتی اگنی کر جتے اندر وغیرہ چھوڑ اگنی اندر وغیرہ کو پرمیشور ماننے کی ضرورت مٹ گئی تا کہ اگنی
ہوا دھرتی ماتا آسمان باپ چل اچل کربات جہات وغیرہ کچھ امادید شرک کی رو بر سلانے کے
الزام سے بچے اور شرک کی بھرمار کے منتر توحید کے جنتر کہدینے آسان ہو جائیں اسلئے زیادہ تر یہ
ست ان زمین و آسمان کے قلابے ملانیکی مصیبتوں کے پل باندھ رہا ہے - تقریر ناقل کی
تمام ہوئی) اگنی منواندہ بران برہما کے بجاری اگنین پرمیشور بنا دھرتی پرمیشور میں سے نکلے ہوئے
گرنتھ میں تو ان نام دھروؤں کے نام دھرتے خیال کرنے سے بدون نام والے کے ثابت ہے
اوس کے نام نہیں ہوسکتے بذاتہ تجلی کہنا آگ کی ظاہری صورت پرمبنی ہے وید و لغت وید سے
ماخوذ نہیں اگنی کا ترجمہ بقول نرکت کا رمقدم آگے آگے کیا جاتا ہے - چنانچہ جب کسی دیوتا کی
پوجا کو یا کسی دوسری ضرورت کو جاتے ہیں تو آگ کو آگے لیکر چلتے ہیں اور جلتے وقت بھی آگے
ہی رہتی ہے (اوسکی لپٹ اوپر ہی کو جاتی ہے) اسواسطے اوس سے مراد موجودہ آگ ہی
ہے وہ بذات[۱] خود روشن نہیں اوسکی اثر صنعت تیرگی و سیاہی ہے جسکو جدائی نہ سیاہ کر دیتی
دیدی میں رکھکر روشن کرنے والی چیز کا نام ہے - ناقل کہتا ہے اوس کے پجاری جب
اسے پوجتے ہیں تو اوس کو معبود ہی مانکر پوجتے ہیں پس اونکا خدا تو وہی ہوئی اون کا ....
خیال اگنی کو خدا کہے تو اون سوہنا قول ہے اس سے وہ خدا کا نام اگنی کیسے مان لیں گے
جو آگ بے شعور کو اپنے کار خدمت کی چیز دیتا ہیں سے ایک چیز سمجھیں یا ہوں تک سکتا
اس کا کار خدمت جانتے ہیں تقریر ناقل تمام ہوئی اور پرمیشور (سچ ہے) اگنی ہے تو خود
جلتا دوسرے کو جلاتا کالا کوئلہ ہوگا ایک آدمی صفت تیزی و حرارت سے بندرت جی نے
جسم روشنی کی جب آگنی پرمیشور کا نام ہے تو پنڈت جی نے ہنوز کسے ... دو مہر کھوتے

[۱] بلکہ اوسکی حرارت روشنی دیتی ہے ۱۲

منتر کی تفسیر کرتے ہوئے اگنی سوم گندھرو اور ان شخصوں کو کیوں تبلایا ہے جو غیر کی بی بی سے
اولاد حاصل کرتے ہیں ایک مصنف ایک کتاب ایک ہی اگنی پہان پرمیشور وان دیر یہ داتا
پرانی تریا کو کھری کرنیوالا اصل بات یہ ہے اگنی اسی آگ کا نام ہے اسکو دیوتا پوجتے تھے
اور بزعم اہل وید وہ دیوتاؤں میں پیغمبری کا کام کرتا ہے دوت کہلاتا ہے اگنی دوتم ورنی
ہے ہوتارم وشو ویدسم استی یجنسیہ سوکرتم **ترجمہ** سب کو جاننے والے دیووں کو
بلانے والی اس یگ کی سدھارنے والی اگنی دوت (پیغمبر) کو سر لیتے ہیں ترجمہ تمام ہوا
(اگنی دوت۔ دو طرف کا بچوانی بچولیا) یگ گاہوں میں پرستش جیسے معمول ہے اوس کی
پوجا ہوتی تھی پنڈت جی سے جب اُسکی پوجا بند ہوسکی تو اوسی دوت کو پرمیشور بنا ڈالا (یا کہہ
ویدی منتروں میں جو اگنی پوجا کی بھرمار ہے وہ نہ شرمائے) درحقیقت وہ دیوتا ہے اور اُسکے گرنتھ
ست پتھ (دیانند جی کی معتبر مانی ہوئی کتاب) میں اس طرح مرقوم ہوئے ہیں کہ اگنی نے
گائے پر محبت کی نظر ڈالی اور خیال کہ میں اس سے جفتی کھا سکتا ہوں اور پھر اوس سے
جفت ہوا اور نطفہ ڈالا وہ دودھ بن گیا اسیواسطے جب گائے دوہی جاتی ہے تو اوس سے
دودھ گرم نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ اگنی کا نطفہ ہے کانڈ ایک
ادھیا ۲ برہمن چار کنڈکا ۱۰۔ اگنی نے ایک دفعہ پانی پر محبت کی نگاہ ڈالی اور خیال کیا کہ میں
اس سے جفت ہوسکتا ہوں اور وہ اون سے جفت ہوا اور اون میں نطفہ ڈالا وہ سونا بن گیا
یہی وجہ ہے کہ سونا پانیوں میں سے نکلتا ہے اور چمکتا ہوا اگنی کی رنگت ہوتا ہے کہ وہ
اگنی کا نطفہ ہی کانڈ ۲ ادھیائے ایک برہمن ۲ کنڈکا ۵ ناقل افسوس کرتا ہے کہ پنڈت جی
کا منزل ٹھہرایا ہوا یہ اگنی کیسا پرمیشور ہے جس سے گویا دھنانی جسے پانی سے جفتی کھائی
دودھ اوس کا نطفہ سونا اوس کا نطفہ) منو میں داو ستی ہے جبکہ یعنی من[۵] والا من اندری
کا نام ہے منو ادھیائے ۲ شلوک ۹۲ و ۹ ملاحظہ ہو کہ من اشیا و اسباب ملجانے پر بھی

---

۵ یعنی [illegible] عرف میں عرفا کے ولی اللہ کو کہتے ہیں

آسودہ نہین ہوتا اس سے صاف واضح ہے کہ دل کو کہتے ہین (دل کو من کہنا اتبک ہنود کے
روزمرہ کی بول چال ہے) اور نیز بقول ستیارتھ پرکاش اول سملاس ۱۴۱ برہماجی کی مخلوق ہین سے
منو اوس کا نام ہے جو سب انسانوں کا جدامجد ہی اسلامی زبان ہین جن کو نوح کہتے ہین
یعنی منوسمرتی کا مصنف اور لغت کے اعتبار سے من کے معنی گیان اندری او جی اوس کو
پرمیشور بنا ڈالنا پاؤں نہیں چل سکتا۔ شت پتھ کانڈ پہلا ادھیاے اول برہمن ۸ مین
منو کی بی بی نام منادی لکھا ہے منو کو پرمیشور بنانے پر وہ پرمیشوری بنجائیگی جسکو اسرون نے
بلیدان کر دیا تھا ایسے ہی من گرنت ذ ویداور دیگر دھرم پستکوں کے سماچار ہل سے البیلی ہی)
کہ سب کی پرورش کرنے کے سبب اعلی شوکت وحشمت والا ہونے کے سبب اندرا ایشور کا
نام ہے یہ لفظ وید یا لغت سے ماخوذ نہیں درحقیقت وہ ایک دیوتا ہے۔ پنڈت جی سے جب پوجا
اوسکی نہ مٹ سکی ناچار اُسے بھی ایشور بنالیا حالانکہ اوس کا کام رزاقی وغیرہ نہیں دیر یہ دان کرنا
وغیرہ ہے دیکھو منتر ایام تو مندر میشروہ اندردیوتا ورتر کا قاتل ویدمین مذکور ہوا ہی اوس کا حال
یوں لکھا ہی کہ گکشیہ سوم پاتمہ سمدرا دہنوتے آزدی راپونہ کاکہ **ترجمہ** اندر کا
پیٹ سوم کارس کثرت پینے سے سمندر کی مانند پھولتا ہے اور جھیل کی ہٹی کی مانند تر رہتا ہے
رگوید سوکت ۸ منتر ۲ شت پتھ کانڈ ایک ادھیاے ۶ برہمن ایک کنڈکا ۷۔ اندر نے
خیال کیا کہ اسے سوم سے محروم رکھتے ہیں وہ ان بلاے مہمان کی طرح جو کچھ برتن میں سوم کا
رس تھا پی گیا جس طرح طاقتور کمزور پر غالب آجاتا ہے اسی طرح سوم نے اوس کو نقصان پہنچایا
اور تمام بدن پھوٹ نکلا کنڈکا ۱۳) جب اندر ورتر کی تلاش میں نکلا تو اُسنے اگنی اور سوم سے
کہا کہ تم میرے ہو اور میں تمھارا ہوں ورتر تمھارا نہیں ہے تم کیوں اوس غلام کی مدد میرے خلاف
کرتے ہو۔ آپ میرے طرفدار نہیں (کنڈکا ۱۶) ورتر چوٹ لگنے سے لمبا لمبا لیٹ گیا اوس چمڑے کے
تھیلے کی مانند جس سے جیزیں نکالدی گئی ہون یا پاسنتہ نکال لیا گیا ہو اور اندر نے ورتر کے قتل کرنیکو
حملہ کیا تھا۔ شت پتھ کی ان عبارتون سے ظاہر ہے کہ اگنی منو منادی اندر ورتر البو دیوی

(بابی) سوم وغیرہ نرگن نرنجن پرمیشور کے نام نہیں دیوتاؤں کے نام ہیں۔ دیانندجی کو وید
میں ایشور کر بیدیکی ضرورت پڑی تو بہوت میں انہیں کو ایشور بنا پایا ہے۔ مگر دیانندجی کو اس
جگہ میں یہ مسئلہ یاد نہیں رہی کہ میں تو منتر تو منتر منیر دہ اور سوا سے پنچم و وید بنوگ کے بیان میں
بیج ستیارتھ پرکاش کے اگنی سوم وغیرہ اون مردوں کو بتلا چکا ہوں (جو بچے پیدا کرکے
غیر کی بی بی کو اولاد مند کر دیتے ہیں آگے چلکر اندر کو اور بعضی جاہ و حشمت سے نکلتے۔ اتنا خیال
نہ کیا کہ یہ اندر تو کوشک کے نطفہ سے پیدا ہوا دیوتاؤں کی صف میں شامل ہوکر ورتر کا
قتل کرنے والا وید میں گایا گیا ہے دیکھو رگوید منڈل سوکت ۱۰ منتر ۱۱ پران بھی پرمیشور
کا نام نہیں جان بالمساند باہر جانیوالے سانس کا نام ہی اسیواسطے جانداروں کو پرانی کہتے
ہیں۔ اور سندھیا والے پرانہ پرانہ کرکے اپنی جان کی حفاظت اوم (کرہ بالائی) سے
چاہتے ہیں اور یجروید منتر پران نے سُود اہی میں کیسے پرانوں کو شودھ بتلاتے ہے (پاک صاف
کرتا ہے) نہ اپنی جان کو بالفرض کسی ہندو نے پرمیشور پران کو بنا دیا تو چلو ایک روح پرمیشور
بھی سہی لیکن ان گن ارواج ہوئے کے سبب ان گن پرمیشور ہوئے یا منبع الارواح یا
باپ یا ماں ہوگا روحوں کی کہ روحونکی پیشانی اوسکی روح سے چلی ناقل کہتا ہے آتما روح کو
اور برہم آتما جو کثرت استعمال سی پرماتما ہوگیا ہے ایشور کو کہتے ہیں اس وجہ تسمیہ سے ان لوگونکے
پتہ چلتا ہے کہ انکی معرفت میں خدا روحوں سے نرالا نہیں ہے۔ بلکہ ایک اعلے درجہ کی روح ہے
اور تمام عالم کا نکاسہ مانا اوس سے اسی کو جانتا بھی ہے) دیانندجی نے منبرہ و ۹ میں جو
برہم اور برہما کے معنی گڑھے اونکو وید ولغت اور نوشتہ خود بدولت نمبر ۳ کے خلاف ثابت
کرکے ماخذ طلبی بر مدعی کی شرمندگی جتلاکر مولانا فرماتے ہیں آپ کی غرض برہم لوک
اور اوس میں رہنے والے برہما کو دیوتاؤں کی جماعت سے خارج کرنا اور سورستی وغیرہ کے
الزامات سے بچانا ہے سو ناممکن ہے کیونکہ برہما وشن وغیرہ کی ابتک انسان مورتیاں موجود
ہیں جو کہ اونکی ہستی کا بدیہی ثبوت ہیں اور ہندوستان میں اون کا مذہب جاری ہے اور

برہما کی بابت خود منو میں لکھا ہے کہ وہ دنیا کا پیدا کرنے والا بذات خود مخلوق ہے اس طرح کہ
پرمیشور نے ابو دیوی (پانی) میں تخم ڈالا وہ مثل انڈے کے بصورت طلا آفتاب درخشاں
ہو گیا اوس سے برہما جی آپ سے آپ پیدا ہوئے اور اوس انڈے کے دو چھلکوں سے
آسمان اور زمین کو برہما نے بنایا دیکھو منو ادھیائے ایک شلوک ۹ تا ۱۳ الخ بس وید والا
برہم لوک بالائی کرہ ہے اور برہما اوس کا مالک جسکی پوجا سندھیا میں ہوتی ہے اوس کی آدر کے
کرہ کا جو سب پر محیط ہے کھم برہم نام ہے سندھیا وغیرہ اور آپ کے معزوضہ منتر میں اوم کھم برہم
آخر بھی آیا ہے یا ملک برہما کا آباد کنندہ جسکا دریائے اپراوتی بھی اس ملک میں نشان اعظم
کے طور پر موجود ہے دیانند جی ہر جگہ محیط ہونیکی وجہ سے وشنو بولا تا مجاز کیجگہ
محیط اپنی مراد ساختہ کے اظہار میں ناچاری جگہ نہوتی تو پرمیشور کہاں آرام فرمانے وشنو
سنسکرت وش سے نہیں نرندی وش یعنی خواہش سے نکل نرندیوں کا دیوتا جسکو سب
جانتے تھے ہنود نے بھی (ایرانی آریہ گوت سے لیکر) ویدیں گایا جو کہ خود سب کو جانتا ہی
برہما پیدا کرنے والا دیوتا وشن پالنے والا شو یعنی رودر مارنے والا مانے گئے تھے یہاں دیانند جی
کے خیال میں وشنو بھی پرمیشور ڈھل گئے۔ حالانکہ ویدوں اور برہمن گرنتھوں میں وشنو کو
اوتار مانا ہے دیوتا اور اسر پرجاپتی سے پیدا ہوئے دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی اسر
غالب آئے وشنو زمین دھنگیا زمین کھود دی تو آپ کا وشنو برابر تین اونگل زمین کھودنے پر
نیچے نکلا شت پتھ برہمن کانڈ پہلا ادھیائے ۲ برہمن ۵ کنڈکا ایک تا گیارہ برین تقدیر
کہاں میں محاط یا منتر دہنی محصوص ہونے کے سبب اگر وید کے ایشور کا نام وشنو ہے
تو اول پروجوں کا بھی کچھ نام رکھنا چاہئے چونکہ وشنو اوتار کے ساتھ ساتھ زمین پر جسم لیکر
دنیا کو نفع پہنچاتی ہیں رگوید منڈل اول سوکت ۲۲ منتر ۱۷ میں وشنو اوتار کا تین قدم
جاکر دنیا کو طے کرنا دنیا کا اسکے قدم کی خاک میں جمع ہو جانا مذکور ہے جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ وشنو پرمیشور نہیں ہے اوتار ہے آگے دیانند جی نے لغوی معنوں برمن گرد

اپنے اسلاف کے خلاف دُم چھلے لگا رہا اور خود ایک کے دو دو کیا ہر جگہ محیط ہونے سے
اوس کا نام اکشر بنا اوس محیط کو محیط کا محتاج ٹھہرایا ہے جس اکشر کی تعریف وید مین
(اکشر) ہے وہ بانی ہے دیکھو گھنڈوا دھیاے ایک کھنڈ ۲ فقرہ ۱ اکشر اوک نام کا سے
بانیون کو پرمیشور بنا لینا آپ ہی کا حصہ ہے نور مجسم ہونے سے پرمیشور کا نام سورات بنایا بولنا
سے اس بناوٹ کو نور وید منتر سے ان کا مخلوق ہونا ثابت کر دیا اور اُپ نشد کے مضمون
ہمہ اوست سے جو اشارۃً ابھی بناوٹ باون چلا جاتا ہے اسی دہرم بے وسٹ دیا کرونا
سے کال دروید سیرش ماترہ شوا بھوی ستر سورج سونا آتما دیو دیوتا جل اکاش اگن دسو یا بسو ناس
اور سبھتی راہو کیتو بچ وسے دشٹو جیہ دیو بوجا سنگتی کرن دا ہنسو ہوتا ہند ہو بتا برتا مہ
برتامہ ماتا اچاریہ گرو آتم ست چنی اند سروپ بدہ مکت موج لری لکشمی نت شدھ بدھ
سبھاو نذکا نرگن نیفیش گن یتی دیوی مذکر مونث اجرا تیون لنگون شری لکشمی
شری لکشمی سورستی اسر وشکتیمان نراکاری دیالو ادویت برہم نرگن مہادیو سو بھد
نونی وغیرہ ہندو جی سے پرمیشور کے نام بنا کر گمنام کو نامی کر دیا مولانا نے فرمایا اسمائے
مذکورہ گویا کہ جہات عناصر دیوتاؤن اور اہل قرابت کے نام (جیسے ماتا پتا ہے ماں
باپ سمجھنا عوام تک کو شبہ نہیں ڈالتا) تو ضرور یہ پرمیشور کے سر منڈھی ہوئی ہیں
اور بھی ذیل کئے ہیں مگر سب سوداسلئے کہ پرمیشور کے بتانے زاد اپنے نام کر گئے (کیا نے
ہوتے ہیں ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو تا آخر کی دیکھا دیکھی اب نام دہریہ کی بوت
سوجھی) اندیشہ ہی کیا اس کے صلہ میں اپشو رحمت رنجیدہ ہوا اور نام دھرنوں کو سوسو منہ دے
ناقل کہتا ہے کہ دیانند جی نے اسماء مذکورہ بالا کے سیوں کو وید مین سمجھا اور فریب بیداوت
دوسرے دھی تقسیموں سے ڈانا جانا دیکھ شرک کی بھرمار سے ناچار ہوئے یہ بھرمار
نہ کی نہ ہندا وید تک کہنے کے تئیں ان بیچارون کو پرمیشور کا روپ بھر دیا مگر صنم بضعف انتہا
نزکون چھپا سکتا ہے اور وہ بناوٹ اہل بصیرت کے روبرو کب چل سکتی ہے جسکی شہادت

علمی و عملی اگلون سے نہ پہنچے تقریر ناقص تمام ہوئی منبر ۲ و ۹ کا نام ایک نمبر ۸ و ۴۲ کا ایک
۲۴ و ۴۰ کا ایک ماتا پتا ماتا ہی تبامہ وغیرہ کے معنی ایک اور نام دو دو سو ریہ تجلی الٰہی بطاہر
معنی ایک علی ہنا ورن اریانیاہے کاری الم ہرم راج لفظ جدا جدا معنی ایک ہیں ازروئے
حقیقت معنوی آپ کے معروضہ اسم کل تین قسم کے ہیں اول میں صفت حال ومحل حلول
کی روشن ہے جسکو آپ نے غلط فہمی سے محاط کا محیط کہا پھر یوں خیال کیا اس طرح پر کہ کوئی

ذرہ اوس سے اور وہ کسی ذرہ سے خالی نہیں کھم برہم وشنو اکسنر پھوکی دِ دیہ آتما بریا تما ورات

شورات اکاش گوپر وسودشنو ناراین پرمیش سمجھا ہو سورکیہ سنیچر انتریامی آیت بران گور تما ماترشوا
ہرن گربھہ وغیرہ ۔ پس ان اسمار کی رو سے عبدیت اور معبودیت کا بطلان ظاہر ہے
اسلئے کہ حال ومحل محیط ومحاط باہم لازم وملزوم ہوتا ہے اور لزوم کی وجہ سے لازم اپنے
ملزوم کا عبد نہیں ہو سکتا دویم مظہر مساوات جیسے کہ وسوان وغیرہ ان صفات کی رو سے ثابت ہے
کہ مخلوق خالق میں بستی ہے اور خالق مخلوق میں اور خالق مخلوق کو کھاتا ہے اور مخلوق خالق
کو کھاتی ہے جس سے عبدیت اور معبودیت کا بطلان یہاں بھی ہویدا سویم بو بارک جیسی ہوتا
شو جنبد ہنگلی شدہ بران رُدر وایوجل وغیرہ ان اسمار سے عجیب بوبار اوس کا ثابت
ہوتا ہے لینے لایق چیز لیتا دینے لایق دیتا اپنے بھگتوں کو راحت پہنچاتا دشمنوں کو رلاتا
ہے ابنون ہی کو دیتا ہے غیر تو خود پیدا کر لیتے ہین اوس کے محتاج نہیں بنائی کاری مصنوعکو
جانتا ہے مگر آپ انصاف نہیں کرتا انصاف کرے اوسکی صفت رحمت باطل ہو رحم کرے
تو انصاف ندارد علیم کل یا بہ اتنا بڑا کہ سب کو علم بخشا لیکن آپ آیندہ کے حالات سے
واقف نہیں جو موجود ہو جاتا ہے اوس کا علم اوسے بھی ہو جاتا ہے اور جو ابھی موجود نہیں
اوس کا علم اوس کو بھی نہیں ۔ مارنا جلانا آنکھ نہیں سیکھا ۔ خلقت آپ ہی اپنے کرمون پیدا
ہوتی آپ ہی مر جاتی ہے ۔ قادر مطلق ضرور ہے پر آگ سے گرمی پانی سے خنکی ہوا سے
اُٹھانے کی طاقت سورج سے روشنی جدا نہیں کر سکتا ادنی ذرہ نہی سے کیڑے کی جان

نہیں بنا سکتا دیکھو ستیارتھ سمولاس ۱۴ نمبر ۴ ناظم اتنا ڈرا کیا مجال ملیچھوں کا سا چلن اختیار
کرے یا اون کے انتظام میں فرق آوے - اسلام جیسا ثبت ۔ دہریت جیسی بات
گلی گلی پھیل گیا - گوشت خوروں کی بن آئی - بجائے گؤشالا کے کمیلہ - بجائے دہرم شالا
مدرسہ اسلامیہ بجائے آتشکدہ ہون کنڈ مسجد گرجا بن گئے - ویدوں کی جگہ قرآن و انجیل
پڑھائی جاتی ہے - دہرماتما جنکے سایہ سے بچکر نکلا کرتے تھے انھیں کی چلتی پھرتی
ہیں دیوی شکتی پاون دہوتی لکشمی پیرو بانی وید پاٹھیوں کے تن پر لنگوٹی اور پیٹ بھر
روٹی آتی ہیں وہ شو جیند منگل پری پران ایسا ہے کہ اوس کو کسی کی تکلیف کی کچھ پرواہ نہیں
جہاں خفتہ است کہ تو گوئی مردہ است دیانند جی موخرین کی کتابوں میں ایسی ایسی
تحریریں دیکھیں میں آتی ہیں شری گنیشائے نمہ سیتا رام کو نمسکار رادہا کرشن کو نمسکار شری گرو چرن
کمل کو نمسکار ہنومان کو نمسکار درگا کو نمسکار دینک کو نمسکار بھیرون کو نمسکار شو کو نمسکار سرسوتی
کو نمسکار نارائن کو نمسکار ان کو عقلمند لوگ وید و شاستر کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط
سمجھتے ہیں اسپر مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی فرماتے ہیں گنیش اور شو اور سرسوتی
اور نارائن کو تو ابھی آپ ہی نے پرمیشور کے نام بتایا تھا (ناقل کہتا ہے انکو نام خدا وید کی
دیوتا و عناصر او تار پرستی چھپانے کے لئے مسلمانوں کے روبرو کہدیا - انکے جواب پر
دیانند جی کو کیسے راضی کردیگا توحید قرآنی دل میں گھر کر گئی ہے) مگر مشکل یہ ہے کہ اگر
تو یہ مشکل وگرنہ تو یہ مشکل مولوی صاحب آپ بھی معافی دیجئے - جب چاروں ویدوں سے شنہتہ
کو بہمنہ امر ویدان اور شٹھنک لوگ سانکھیہ نو تیائے ویدانت مہا بھاشیہ وغیرہ
قدیم کتابوں کے شروع میں سرورق سری گنیشائے نمہ لکھا ہوا چلا آتا ہے تو آپ متاخرین
کی کتابوں کا عیب اس کو کیوں بتلاتے ہیں تقریر ناقل تمام ہوئی - پس جبکہ چاروں
پرمیشور کے نام ٹھہرے تو ان ناموں سے کتاب کا شروع کرنا یا ان کو نمسکار دہو جب
قرینہ و موقع کہیں کچھ عبادت اور کہیں سجدہ سلامی کا کام دیتی ہے) آپکے نزدیک بھی

دیکھ دے انصاف) قابل اعتراض نہ تھی اب رہا سیتارام اور رادھا کرشن وغیرہ کو نمسکار
سو وہ وید جاننے والوں پر مخفی نہیں یجر وید کا ادھیائے ۱۶ پورا دیکھئے خصوصاً منتر ہائے
ذیل (۱) نمو گنے بھیو (سب گنوں کو نمسکار) گن پتی بھیشچ وو نمو (اے گنیشو تم
سب کو نمسکار) نمو وراتے بھیو وراتپتی بھیشچ وو نمو (سب وراتی قوم کو نمسکار
اے وراتیوں کے صاحبو تم سب کو نمسکار) نمو گرتسے بھیو گرتسپتی بھیشچ وو نمو گرتی
تسوں کو نمسکار اے گرتی تس کے صاحبو تم سب کو نمسکار) نمو وروپے بھیو وشوروپے
بھیشچ وو نمو (سب اچھی شکل والوں کو نمسکار اے بہت سی شکلیں دھارنے والو تم
سب کو نمسکار) ۲۵ (۲) نمہ شمبھوائے چ (اور شمبھو کے لئے نمسکار ہو) میو بھوائے
چ نمہ (اور میوبھو کے لئے نمسکار ہو نمہ شنکرائے چ (اور شنکر کے لئے نمسکار ہو
میسکرائے چ نمہ (اور میسکر کے لئے نمسکار ہو) نمہ شوائے چ شوترائے اور
شو کے لئے نمسکار ہو اور شوتر کے لئے نمسکار ہو (۳) نمو ونچتے دھمکتے ہوئے کو نمسکار)
ہری ونچتے دہر طرف ٹھگتے پھرتے کو نمسکار) ستاینوں نام پتے نمو (چوروں کے
بادشاہ کو نمسکار) نمو نشنگن اشودھی متے (تلوار والے ترکش لیکر چلنے والے کو
نمسکار) تسکرانام پتی نمو نمہ سری کالی بھیو (ڈاکوؤں کے سردار کو نمسکار وجرکھانیوالے
کو نمسکار) جکھام سد بھیو (قاتلوں کا بندوبست کرنے والوں کو نمسکار) مشن نام پتے نمو
رعایا کا دھن چھیننے والے راجاؤں کو نمسکار) نمو اسی مد بھیو نکلنچر و بھیو (کو ہل
دینے والے (چوروں) لٹیروں کے سردار کو نمسکار (۲۱) نمبر اول میں صدہا گنیشوں
سمیت دوسری قوموں اور روپ بدلنے والوں کو بھی نمسکار کہی گئی اور نمبر دوم میں شنکر جی
اور شوجی کو نمسکار درج ہے نمبر ۳ میں چوروں ٹھگوں لٹیروں تک کو نمسکار مذکور ہے
جب ان سب کے لئے نمسکار لازم آئی تو معتقدین کو اپنے بزرگوں کے نمسکار کا بجا لانا
ادائے فرض واجبی ہے۔ نیز جبکہ ہر (چیز) میں ہر یعنی پرمیشور ہے تو یہ نمسکار ادھی کو

ہے جو ہر چیز مین ہے پس جبکہ درگا وغیرہ بھی مین ہر ہوا تو درگا کو نمسکار بھی اوسی کو نمسکار گو بظاہر عنوان دوسرا نظر آتا ہے اور بالکل ویدون کے موافق ہے کہ حسب منتر ایشس اپ نشید ایشا واسمیدم سروم یت کنچ جگتیام جگت پرمیشور ذرہ ذرہ مین بھرپور ہے تو ذرہ ذرہ نمسکار کا مستحق پس بھرپور ہا تو نمسکار سے انکار بیجا اور دوسرا اعتراض خطا ہے یا نہیں ملخصاً ناقل کہتا ہے ناظرین یہان غور و تامل سے کام لین دیانند جی کو توحید اسلامی یا تمام انبیاء و مرسلین (صلوات اللہ تعالے وسلامہ علیہم اجمعین) کے دین کا اولی اعتقاد فرض ایمانی مین چھایا سما چار بچار مین آگیا تھا وید جس سے نا آشنا تھا خدا کے نام اور کام سے خالی - وید کو ۳۳ دیوتاؤن - جہات کرنات عناصر وغیرہ کی پوجا پاٹ بھینٹ - قربانی جھنتاؤن کے لمبے چوڑے گیت گانے کی مشغولی مین خدا کی خواب دیکھنے تک کی فرصت نہ تھی پنڈت جی نے وید و منتر بڑی کرپا کی دیوتا جہات کرنات عناصر وغیرہ کی پوجا پاٹ اعتقاد توحید کی گھاتک جب مٹ نہ سکی اور دہر براتی پریت نے گل بتان ڈالین ناچار برائی چھپریا کی پت رکھنی جی مین ٹھان دیوتاؤن جہات کرنات عناصر وغیرہ کے نامون کو اون ناموں والون سے جنھین جو وید کی فہرست مین معبودیت کے مرتبہ مین آئے تھے پرمیشور کے نام بنا کر موحدون مین دم مار دیا - مگر جی نو جانتا تھا کہ یہ بناوٹ ہی بناوٹ ہے اور یہ ریت کی بھبت باتون کے پات حقایق شناسون گذر کے بھیدیون کی نظر و نمین قایم رہنے ہرے ہونے نہین دوسرے تو کیا مانتے اپنا ہی توحیدی خیال اچھال کر بیجا کہ ہمین گنیش اور شیو اور سورستی اور نارائن وغیرہ کے نامون سے کتاب شروع کرنا اور اونکو نمسکار کرنا بلکہ شرک کے کھٹکے نے حق کہلوا دیا اور اپنے ہاتھ بٹا بگڑی ہال او کھین ہاتھوں سے اودھیڑ دیا بناوٹ چھپا نہین کرتی جوا بر بہو بند ہا نہین کرتی جنکے ہاتھون وید اوپرے اتر رہا ہے اون کی تفسیرین شرحین وید و منتر موجود ہین وہ مٹ نہین سکتین تو نکلی کسلیان آرج انبہ اور ملیان کیسے مان لی جائینگی جنکو سمجھ نہ خود مصنف نہ کر سکے وہ دوسرے پاکیزہ طبع لوگون کو کیسے

چھپائینگی راو ہاکرشن سے الگ رہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ کرشن کے کلام سے جیسا کہ ترجمہ گیتا سے القاسم میں منقول ہے تناسخ کے باطل عقیدہ کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔ کرشن کو دوزخ جنت وغیرہ کا اقرار ہے جو دیانندجی کی نظروں میں خار ہے تو رادہاکرشن کی مسکا پر دیانندجی کے دلکو قرار کیسے ہوگا۔

کتھ کریں اندھیر کی کمائی ہوئیں
نام حق کی جا دھرے لکھے گنیش
اس بناوٹ کو تو تھا ہی جانتا
بول اُٹھے سرستی جانتے ہیں
بھولے بھالے تک گئے اسکو پرکھ

آج بلہاری کی منہیں کر یا کیم
جٹ گر ڈالا یہ ہے رب کا علم
ہو گیا آخر اُچھال اُسکا بہم
یہ شری گنیش اپنے کے ہر قسم

دیانندجی رشیوں کی کتابوں میں لفظ اوم اتھ لکھے جاتے ہیں حصہ ۲ ۶ مولانا جب اوم اتھ الہامی ارشاد نہیں مصنف اس کے پابند نہیں دُسرا دہارنیکے لفظ مہمل اُوم سے سر نبھانا (اگرچہ گویوں کی غنغناہٹ ہے مگر خدا کا نام نہیں بن سکتی کما مر) اتھ کے معنی ہیں اما بعد یعنی اسے براسکے یہ لفظ اپنے معنی کے لحاظ سے مضمون ماقبل کو چاہتا ہے جو عموماً حمد و نعت ہوتی ہے یا بجائے اوسکے شری گنیشائے نمہ وغیرہ ہوتا ہے جوکہ ہر ایک رشی کی کتاب میں مرقوم ہے مہابھاشیہ مہابھارت وشیشک یوگ سانکھیہ منو نیائے۔ ویدانت۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروں وید۔ شت پتھ۔ گوپتھ۔ نام وداں وغیرہ قدیم کتابیں قلمی اور مطبوعہ بمبئی بنارس کلکتہ وغیرہ قدیم ہنود کی لکھی ہوئی اور چھپوائی ہوئی ملاحظہ فرمائیے سب میں وہی شری گنیشائے نمہ شروع ورق ہر ایک پر نظر آئیگا البتہ اُن کتابوں پر مرقوم نہیں ہے جو حال میں دیانند اور دیانندیوں نے بنائی ہیں نقل کہتا ہے جب بڑی عرق ریزی سے گنیش دیوتا الیشور بنا یا ہے تو اب اون کا نام شروع سرورق سے ہٹانے کی دُھن کس لئے ہو رہی ہے دُکھتی بلکہ دکھ کا ازالہ کئے بغیر نہ جائیگی

ایسے ہی اگنی کو اپنے پرمیشور بنا دہرا ہے وہ بناوٹ بھی الٹی ازار گلے کو نکال رہی ہے سام وید کا پہلا منتر اگنی کو ہوائی ہوی چیزین کہلانیکو بلارہا ہے جیسا کہ آتا ہے ۶ کوئی دیانندجی سے پوچھے کہ یہ کیسا ایشور ہے جسکی کہائے بغیر نہیں بچتی رگوید کے پہلے منتر بموجب دیوتوں کو نذریں پہنچانا اُس دوت کا کام ہے دیانندجی پر بڑی بھاری پڑ گئی یا تو اب وہ اگنی کو اگنی ہی رہنے دیں ورنہ اونکو جسکو اگنی نذریں پہنچاتا ہے بڑے ایشور یعنی پرمیشور ماننا پڑیگا اور لوت رام کو بڑے رام کو کی جہاں ہراتی پاؤں جلانی پڑیگی تقریر ناقل تمام ہوئی ۔ دیانندجی الگنی اٹ الگنی ستے تری سپتا ہا سے چاروں وید شروع ہوتے ہیں ۶۲ مولانا جہاں سے وید نقل ہونے شروع ہوتے ہیں وہاں تک کے پستک دیکھ لیجئے ہر ایک پستک کے سرے پر شری گنیشائے نمہ وغیرہ لکھا ہوا نظر آئیگا الفاظ مذکورہ کا پتہ نہیں ۔ بعد اس کے پہلا منتر رگوید کا یہ ہے جسکے پہلے ہوئے معنی ہر فقرہ کے ساتھ ساتھ دیکھئے اگنی میڑے (ہم اگنی کو سلاہتے ہین) پروہتم (جو بہت بڑا گرہ) یجیسے دیوم (یجہ کا دیو) رتوجم (کارکن) ہوتارم (نذرین پہنچانیوالا) رتن دہاتمم بڑا دولتمند ہے انتھے سام وید کا پہلا منتر یہ ہے اگن آیاہی (اے اگنی دیوتا آجا) ویتیے (ہوائی ہوئی چیزین کہانے کے لیے) گرنانا (سراہی ہوئی) ہوتی (ہوم کی چیزین) داتیے ہوتا (دینے کے لئے تم اچھے ہوم کی چیزین لینے دینے والے ہو) ستسی (تشریف لاؤ) ورہشتی اس یج مین دوسرا منتر یہ ہے توم اگنی یجیانام ہوتا وشنا نام ہتہ دیوسے بھر مانشے جنے (یعنی تو ہی نذریں پہنچانے والا) مقرر کیا جاتا ہے ۔ دیوتاؤن کے بیچ میں بھی اور انسانوں کے بیچ میں بھی ۔ یہاں دونوں جگہ اگنی سے مراد ہوم کی آگ ہے وید کے مصنف نے اس اگنی کے نام سے وید کو شروع کیا ہے نہ خدا کے نام سے ناقل کہتا ہے ویدک فلسفہ کو کمال دُھر کی سوجھی کہ آگ پانی بھرے برتن کے نیچے جلاتے رہو انجام کار پانی اُڑ جائیگا تو گویا دیوتون کے پاس یہ آگ اس پانی کو بطور نذرانہ پیش کرنے کو لیگئی اسکو دیکھ بھوت پوجا دیوتا پرستی کے رسیا یہ خیال پختہ کر بیٹھے کہ ہم جو گھی چاول وغیرہ ہوم کی چیزین

دیوتاؤں کی نذر بھینٹ میں اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دیوتوں کو پہنچانیکا سامان
بھی آگنی سے ہی لو لہذا ہوم کی چیزیں ہوم کی بھٹی میں جھونک پھونک بجانک مطمئن ہو بیٹھے کہ
دیوتوں کو پہنچ گئیں اوس خیال کا خاکہ اونکے گیتوں میں اترا ہوا تھا مجموعہ جسکا یہ ویدیں جو آگ کے
گیت گاوا آنج آسمانی کتاب بنائے جاتے ہیں اور چونکہ فلسفیت مذکورہ بالا کی تاج کلو آنج
روشنی کے زمانہ میں تار عنکبوت سا ٹوٹ کر رہی - اور یہ تمام عالم اللہ سبحانہ کی صفت تکوین
کا پسارا اور اسکے ارادہ کی سطہری مراد کہل ٹل گیا تو اب ویدوں میں خدا کے نام اور کام
کی تلاش ہوئی چونکہ بس معظم معتقدات ایمانی مدار نجات جسمانی و روحانی کا اوس میں پتہ نہ تھا نا چار
رشی کھڑے یہ کھد اوس نام اور کام کے وید کے کلمے جمانے پڑے - اگنی کو پر میشور بنانے ہیں وہ
نہیں منی اور گنیش اندر شو وغیرہ اسماء مذکورہ بالا کو پرمیشور بناتے ہیں وہ نہیں بنتے - ویدک فلسفہ
کی سیر شت بہتہ وغیرہ پستکوں میں کیجیے تو ایک عالم ہی جدا نظر آئیگا گائے کا دودہ چونکہ گرم نکلتا ہے
لہذا آگنی کا نطفہ حالانکہ دودہ تو بھینس گھوڑی گدھیا کتیا تک کا بھی گرم اور سفید ہی نکلتا ہے
مگر ان کو آگنی سے پاکیزہ منور ہوتا دیوتا کا نطفہ کہتے ویدک دم رکھتا ہے - سونا پانی میں ڈالا ہوا
پانی سے جفتی کہانے کے وقت کا آگنی کا نطفہ لہذا سونا پانی ہی سے نکلتا ہے - افریقہ کے بعض
حصص ہیں جو زمین اور پہاڑ سے سونا نکلتا ہے ان فلسفہ کو اوسکی سدہ بدہ نہی یہ فلسفہ
وہ آسمانی کتاب سے مقابلہ ارسطو کا فلسفہ جسنے بہت سے کاہی خوردہ دماغوں کو متوالا بنا دیا
ہے جب وہی آسمانی آواز کے سامنے نری لفاظی کے سوا حق رسی کا کام نہیں دیتا تو یہ گیت
کونسے بچارے ہیں آخر ارسطو ہی فلسفہ کی ہی تو یہ ٹھنک تھی کہ جب تک بدن روح کے
قبول کرنے کی استعداد نہ پیدا کرلے خدا کتنا ہی چاہے وہ روح کو قبول نہیں کرسکتا اور جب
یہ استعداد اوس میں پیدا ہوگئی تو اب خدا بھی اوس میں روح پہنچانے پر مجبور ہی اوس سے کے
روکے روح اوس میں داخل ہونے سے بہتر کتی تھیں اور اس پر فلسفی دلیل یہ دیتا تھا کہ آگ میں گیلی لکھی
لکڑی ملا کر ڈالو سوکھی جلجائیگی کیونکہ قابلیت اور استعداد جلنے کی موجود ہے اور گیلی نہ جلیگی

اسلیے کہ اونمین قابلیت مذکورہ نہین اضطراری قانون مجبورون کا فاعل مختار قادر مطلق پر چلایا یہ احمقانہ حملہ فلسفیانہ روپ بھر کر کیا ہوا۔ من الشجر الاخضر نارا الانہ سے اوندھا ہی جیسے ہی کو گر کر رہگیا۔ آخر آگ سے گرمی پانی سے خنکی جدا نہین کرسکتا یہ ویدک فلسفہ بہی تو اوسی کا ہم آہنگ ہے جو روسی اور جاپانی پھلجھڑی سے ڈٹا نظر آتا ہے۔ اس پھلجھڑی سے آگ نکلتی ہے جسمین گرمی نہین ہوتی۔ بدن پر ڈالکر دیکھلو ہرگز نہ جلیگا۔ جب کاریگران دنیا آگ سے گرمی جدا کرلیں تو وہ فلسفہ کیسے حکمت ہوسکتا ہے جو خدا کو اس گرمی کے جدا کرنے سے عاجز ٹھیراوے۔ ابھی ارسطو کا قول تھا کہ سورج بے مثل بے داغ ہے اب تو دوربین سے اوسکی مثل کرورون دیکھ گئے۔ بلکہ بعضے اوس سے ہزار گنے بڑے ہین اور یہ سورج بھی سیاہ داغون والا ہے۔ اس کو بابو پیارے لعل ملک عدم مین لکھکر بول اوٹھے کہ اب تو اوسکی خدائی مین بھی کلام ہوگیا۔ افسوس ایک سناتن دہرمی نے ہی اس بارہ مین جو وید کے گیت تھے ریت مین ملا دئے یعنی ہو کر کہتے ہے

حق کو منعم و یہ دہرم کہتا نہیں	صرف اسباب ہون کا یہ بھرتا ہے دم
ناؤ ڈگمگ ہو اگر بیچ دہار میں	وہ ہی ہے ڈر گئے وہی ڈر گئے کی ہم
منزل میں ڈوبے عرب کے سنکرپن	وہ کبھی دریا کی جے بولے نہ ہم
عنبر کو دریا میں پھینک دیتے بھلا	ہار کر سب سرا خدا بھرتے دم
ہند کا کیسا نرالا کفر ہے	ڈوبتے بھی ڈر گئے ڈر گئے کی ہم
کوئی کام اون کا نہیں اللہ سے	یہ ہی دم بھرتا ہے یہ ویدک دہرم

بڑے بڑے فلاسفرونکی یہ رائے ہے کہ عالم ہمیشہ سے یون ہی چلا آیا ہے اور یون ہی رہیگا ہنود کا فلسفہ اگرچہ قدامت عالم کا قائل ہے۔ لیکن یونان کے فلسفہ کی طرح نہین[1] ۔ لیکن عیسائی یہودی مسلمان یہ تینون مذہب آسمان کی مستی کے زمین کی مانند قائل ہین اونکے نزدیک عالم قدیم

[1] بابو پیارے لال کی ملک عدم سے بالا سنول ہو چکا کہ پہلے آکاش ویران بر سنور ہین ہوئے ہین پہران داہون سے سلسلہ عالم کا چھوڑکا جاتا ہے پھر سب فنا ہوکر آکاش ویران رہجاتے ہین وہ یہ تسنور ہیہا گھر بنا بنے ہین اسی طرح داخل خارج ہوتا رہتا ہے اور یونانی فلسفہ ایسا نہیں کہتا۔ ۱۲

نہیں بلکہ حادث ہے اونکے مذہبوں کی یہی تعلیم ہے - اور یہ تینوں مذہب اس کے بھی قائل ہیں کہ
ہر ایک ذی روح کے پیدا ہوتے ہیں (بلکہ ذرے ذرے ہر ہر ایک کے پیدا ہوتے ہیں) مشیت ایزدی کو بھی
دخل ہے خواہ کیسی ہی زبردست اسباب موجود ہوں لیکن مشیت ایزدی بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور یہود کے
نزدیک مشیت ایزدی کو کوئی دخل نہیں بلکہ ہر امر اپنے اسباب کے تابع ہے (الی ان قال) ایسے قطع
نظر ان تمام مذاہب کے اگر ایک عقلی مذہب قائم کیا جاتے اور اوسکی نظر سے عالم کا حدوث یا اوسکی
قدامت دیکھی جاوے تو چشم غور کرنے کو صاف ظاہر ہوگا کہ درحقیقت عالم حادث ہے اور قدیم نہیں
اسکی شکل یوں بنتی ہے کہ عالم متغیر ہونے والا ہے اور ہر متغیر حادث ہے پس نتیجہ نکلا کہ عالم
حادث ہے - عالم کا حدوث ایک امر بدیہی ہے لیکن چشم بینا ہونی چاہئے صفحہ ۵۴ و ۵۵
و ۵۶ دیانندی ستیارتھ کے سوال نمبر ۱۴ سے بالا معلوم ہو چکا کہ خلقت آپ ہی اپنے
کرموں پیدا ہوتی ہے آپ ہی مرجاتی ہے تو جسکی تکوین و مشیت و ارادہ کا عالم میں دخل نہ ہو اوس
طلب حاجت اور دفع بلا میں لو لگانے کی کیا ضرورت یہ اندھیر جہاں سے پیدا ہوا ہے اوسکو
ملاحظہ فرمائیے - مولوی ابو رحمت حسن میرٹھی ستیارتھ پرکاش درپن میں فرماتے ہیں - یجروید کی
پہلے کنڈکا میں پانچ منتر ہیں - ہر منتر کا رشی پرمیشٹی پرجاپتی اور ڈناک کی قسمیں دیوتا ہے پہلا منتر
اشے توا (بارش کے تجکو) دوسرا منتر - اور جے توا (رس کے لئے تجکو) (واسطے قبض کا ہوا اور
صاف کرتا ہوں) وایو واستھ (ہوا میں قیام پذیر ہو) چوتھا منتر دیو ددہ سوتا پرا پتو شریشتھا
کرمن اپایدہو مگھنیا اندرائے بھاگم پرجاوتی رن میوا الیکسمپا مادستین الشہت [illegible]
گوپتو سسیات وہوی **ترجمہ** اے بے نیازے قابل نگاہ سوتا دیو تجکو پاکیزگی تجکے
کے واسطے حاصل ہو - اندر دیوتا کے حصہ کا دودھ خوب تر بڑھا - اے تازہ پیاری بولی گائے
بیاہتا کے عیبوں سے پاک تم چھین جانے کی کمزوری وغیرہ سے دور تجہیر تعداد نگہراہ ملحوظ
الداے گائے اپنے مالک کے یہاں مدام تکی رہ اور ایکسے انیک ہو جا - پانچواں منتر یجمانی پشون پاہی
ترجمہ یجمان کے پشوؤن کی حفاظت کر (اے اگنی) [illegible] یہ کہا سے ڈاکٹر بی

میں برہسپتی کے لئے تجھے درخت سے جدا کرکے صاف کرتا ہوں۔ اے بچھڑو تم گؤوں سے الگ
ہوجاؤ۔ اسے گائے سورج دیوتا پاکیزگی اور یجیہ کی غرض سے تجھے جنگل چگنے کو دیوے تو اندر کے
حصہ کا دودھ بڑھا اسے حاملہ بیاہی گائے وضع حمل وغیرہ کی کمزوری سے پاک چور اور بگھر اتجھ پر
قابو نہ پاوے۔ یجمان کے گھر میں مدام بہایت رکھ دودھوں بڑھ ہو تو پھل اسے تجھی تو یجمان کے
ہمہ پالیوں کی چوپائی کر۔ سرحتی سے وہی ظاہر ہے کہ پہلا منتر ڈھاک کی شاخ کاٹنے کا دوسرا
صاف کرنے کا تیسرا بچھڑوں کو شاخ کے ذریعہ اون کی ماؤں سے جدا کرنے کا چوتھا منتر اندر دیوتا
کے لئے دودھ بڑھانے کی درخواست میں گئو ماتا سے اور یہ کہ سوتا دیو یجیہ کے لئے تجھے حاصل ہو اور
تجھ پر چور اور بگھر نہ مسلط ہو) پانچواں شاخ کو بلند مقام پر گؤوں کے سامنے رکھنے کا ہے (اور
چھٹی ہے اس التجا کا کہ اے تجھی تو یجمان کے چوپایوں کی حفاظت کر) اس میں نام خدا اور خدا کے
نام سے کتب شروع کرنے کا ذکر مطلق نہیں ہے جیسا کہ اب پرمیشور کا نام اس منتر سے مراد لیا ہے
ویسے ہی پنڈت صاحب کا ترجمہ دم چھلے دار وہی سے کوسوں دور اصلی مدعا کے مخالف ہے
اور شت پتھ کے حوالے سب بے اصل اور بے محل ہیں وجہ یہ کہ منتروں کو شت پتھ میں شرح ہی نہیں
ہاں کہیں (اسلامی ہدایات و تنبیہات سے چونک کر کسی دھرماتما نے بنا یجر کے شروع میں لگا
دیا ہے ناقل کہتا ہے واہ رے ویدک فلسفہ تو نے ایک بے شعور پتی سے گؤ کی حفاظت
کرانے کی لو لگانا سکھایا اندر کے لئے دودھ بڑھانے کو گئو سے کہنا سکھایا سورج کا جنگل چگنے کو
دینا بتایا ہے افسوس اوس قادر مطلق عالم کے بنانے تھامنے پالنے والے سے ایسا بے نیاز
کر دیا کہ نہ اوس سے کسی حاجت کی طلب سکھائی اور نہ کسی مصیبت سے بچانے کی التجا کرنا بتلایا
گئو کا دودھ بہت بڑھانے میں بھی خدا سے سروکار نہیں تو آپ پر کیا لگی اسلئے وید میں خدا کا نام
نہیں۔ جنکا نہ بین میں خدا کے نام کا منتر نہیں ہے اب چھپا کا ہو تو سنئے جڑیاں چگ گئیں
کھیت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ کلی کو الٹی بتا اس قوم میں دھوکے دھڑے ہی سے یہ ہم جیسا کا جڑوں میں
بیٹھی جلد کوئی دعا نہیں بار بار اکثر ہو جاتا ہے تو اسلامی معارف و مواعید اڑاتے ہو

ہوئے

بہت بھیرے شبدیں ازکیا ہے پر فقر توعم رجاتا ہے - دہن بھاگ تتری جے بتی رہو کی آوازوں کا
مستحق ہوتا ہے مگر جب آنکھوں نظر بڑائی پستکوں وید کی بڑائی تفسیر وغیرہ گئی تو اون نظر بندی کے
باعوان ہیں سے پتہ تک نظر نہیں آیا تو اس قول کو انصاف تو ٹال نہیں سکتا - اقتران وید کا پہلا

منتر یہ ہے [illegible]

دوہانوسے ترجمہ اوجو تین سات ہیں کہیں بہت سے روپ بھرنے والے ہر طرف گھومتے
پھرتے ہیں پانی کا مالک اون کا زور میرے بدن میں اب دکھلاں کرے (ترجمہ ساتھی لفظی لغوی
تمام ہوا) یہاں بھی سنگلا جرن دیوتا پرستی درشن کرا رہی ہے خدا پرستی کا نام نہیں وغیرہ گمان
نہیں پنڈت جی جن اعجوبہ پرستی سے منکر تھے وید کا مصنف پانی کے مالک سے انھیں کی
طاقت حاصل کرکے ہر طرف گھومنا چاہتا ہے - خدا کی طرف نہیں آتا - پنڈت جی کی انوکھی ساخت
کی راہ نہیں پاتا استعارہ مندرجہ ستیارتھ کی اصلی حقیقت ویدوں کے مصنف جن مت
والوں کے بزرگوں کی طرح خدا اور نام خدا سے ناآشنا تھے مثال مغرب سے عرصہ دراز تک
ہند میں داخل ہوتے رہے اون کا عقیدہ تھا کہ پرکھوں کی پاک روحیں چاند سورج وغیرہ کواکب آگ پانی
وغیرہ عناصر جنگلات کے دیوتا بن گئیاں راو پرتکست کو گئے) جو انکو پوجتا ہے وہ اون کے مطیع
ہو جاتے ہیں اوس پر پوری مہربانی کرتے ہیں اوکھوں سے اوسے نکال بھر وساگر کے ہند میں قدم
اونکے گن گانا شروع کیا - وہ گیت بہت سے ہو گئے اون کے گانے کا ذریعہ بھی رسم تھا جو
اسی رسم یجہ تھی یجہ کے لئے کبھی گھوڑا کبھی بکرا بھی گانے چھوڑتے - وقت مقرر پاس کو اس رسم
کام میں لانے کے وقت اپنے معبود دیوتاؤں کی استتیاں گاتے پہلا دیوتا اگنی جو بزعم اون کے
پروہتائی کا کام کرتا تھا - دوسرا دیوتا اندر غرضکہ گیارہ آسمان پر گیارہ زمین پر گیارہ خلا میں
دیوتا انکے مانے ہوئے تھے - منو ادھیائے ۳ شلوک ۲۸۴ میں لکھا ہے کہ رگوید کے دیوتا
اور یجروید کے دیوتا انسان ہیں - [illegible] ہیں - ان تینوں سے مراد
باپ دادا پردادا استاد وغیرہ ہیں - باپ دادوں کی روحوں سے مراد پتر ہیں جنکے لئے شرادہ کا

تیار کیا جاتا ہے - دیوتوں سے مراد وہی تینتیس ۳۳ دیوتا ہیں جو بہشت مجموعی سشٹھو د مرتب ہیں
اور ادیتیہ کے ساتھ ادتی کی ہی بیان اندر پتنی تھا ہی جیسے یم کے ساتھ اوس کی بہن یمی اندر کے ساتھ اندرانی
بی بی اندرانی یجروید ادھیائے ۱۴ منتر ۲۸ میں یا رید کا مصنف کچھ میں مدد کی دعوت دیتا ہے کہ
اے (ستونا) اشونی کمار و تم دونوں (کا دشی ترکشی) گیارہ لکڑی سمیت گیارہ تینتیس (دیو
بھی) دیوتاؤں سمیت (مدھو پیتم) مدھ پینے کو (آیاتم) یہاں آیا کرو - اس لیے اشونی کمار کا
جوڑا ثابت ہوتا ہے ناقل کہتا ہے ویدمیں جب دیوتاؤں شمار کردہ تینتیس کی تعداد بتائی جاتی
کا ملا جوڑا چھوڑا ہو گیا دیانند جی نے دیکھا جب دعوے کردیا کہ یہ دیوتا وغیرہ کا نام پرمیشور
کا نام ہے - اس لیے کہ مستحق عبادت پرمیشور ہی ہے اس طرح اپنا دعوے بنائے کہ الزام شرک سے بچا دیا
اور سناتن دھرمیوں کی طرف جھکا دیا یہاں اس اصول کی کارروائی سے پرمیشور کا کفر آباد ہو جائیگا - پرمیشور
کے ساتھ پرمیشوروں سے محنت بچائیگی چنانچہ اشونی کمار کا ایک جوڑا یہاں ثابت ہوگیا اندر جن کو
دیانند جی نے پرمیشور بنایا تھا اوسکے ساتھ اندرانی کی آمد ثابت ہوگئی سبحان اللہ
عقائد ویدی ۵ نمبر ناقل تمام ہوئی - اس کے علاوہ اور کئی مقام پر تینتیس ۳۳ دیوتاؤں
کی تعداد درج ہوتی ہے - یجروید ادھیائے ۳۹ منتر ۶ ملاحظہ ہو (سوتا پرتھمے اہن) سوتا دیوتا پہلے
دن کا ہے (اگنی دوتیہ) اگنی دوسرے دن کا (ترتی وایو) تیسرے دن کا وایو (ادیتیا چترتھ)
چوتھے دن کا ادیتی دیوتا (چندرما پنچمے) چندر پانچویں دن کا (رتو ششٹھے) رتو چھٹے دن کا
(سپتمے مروتہ) ساتویں دن کا مروت (اشٹمے برہسپتی) آٹھویں دن کا برہسپتی (چنانچہ
جمعرات کو ہنود برہسپت دنوں کی تقسیم میں اسی وجہ سے بولتے ہیں) (نومے مترہ) نویں دن کا متر
(دشمے ورونہ) دسویں کا ورن (ایکادشی اندرہ) گیارھویں کا اندر (دوادشی وشویدیوا)
بارہویں کا وشویدیو ہوتا ہے - علاوہ بریں چند دیوتاؤں کو خاص دنوں سے منسوب کر رکھا تھا - اور
جس دن جسکی پوجا کرتے تھے اوس کو اسی نام سے منسوب کر لیتے تھے کہ یہ اوسی دیوتا کا دن ہے جیسے کہ
ادت یعنی سورج کی پوجا جس دن ہوتی تھی اوس کا نام ادت بار روی بار لیتے ہیں سنیچر وار اور برہسپت

سوم کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام سوموار جسکا مخفف سوتا رہے جنبدروار اور جسدن منگل کی پوجا
ہوتی تھی اوسکا نام منگلوار اور جسدن بدھ کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام بدھ وار اور جسدن ورہسپتی
کی پوجا ہوتی تھی اوسکا نام ورہسپتی وار اور جسدن شکر دیوتا پوجے جاتے تھے اوسکا نام
شکروار تھا۔ مسلمانوں نے جہاں مندروں کو مسجد بنایا وہاں ہفتہ کے دنون کو ان مشرکیہ
نامون سے پاک کرکے موحدانہ دستور (اون ناموں مین بھی) چلایا دیانند جی نے وہی اسلامی
روش اختیار کی جیسے اوںھون نے زمین سے جھوٹے معبودون کے معبدوں کا صفایا کیا تھا
ویسے ہی آپ نے بھی ویدوں پر قلم چلاکر اونکے معبودوں کے ناموں کا قصہ مٹایا (ناقل۔
دیگر اون کے معنے اور مصداق قون کا شہاتا مٹانا قابو سے باہر بات تھی اور اون ناموں کے
ساتھ جو خاص ایسے اوصاف مندرج وید تھے جو شان الوہیت کے منافی تھے اوںھون نے
اس نسیج عنکبوت کو وید کے چولے پر ٹھہرنے نہ دیا) یجروید ادھیاے ۳۹ منتر ۲ دگھبیہ سواہا
چندرامے سواہا نکشتری سواہا ادبھیہ سواہا ورناے سواہا پوناے سواہا) **ترجمہ**
ہر جہت کے لئے سواہا چاند کے لئے سواہا نچھتروں تاروں کے لئے سواہا ناف والے کے لئے
سواہا سب جہات کرہات نچھتروں سے وابستگی اونکے دیوتاون سے عقیدت اس سے ظاہر
ہے یہی رگوید کے براہمی وگ اگنی وغیرہ منتروں سے واضح ہے اُسمنے یوں التجا کی جاتی ہے
دیو شانتی انترکشم شانتی پرتھوی شانتی اپہ شانتی اوشدیہ شانتی ونسپتیہ شانتی وشوید
بواہا شانتی برہم شانتی سروجم شانتی سا انت رپوشانتی ساماشانتر دیے ہی **ترجمہ**
اے سورج کے رہنے کی جگہہ شانتی بخش یعنی راحت بخش دیو شانتی بخش اے انترکش فضا
کے سمان شانتی بخش اسے آب پانی کے کرہ شانتی بخش اے اوشدیو بوٹیو شانتی بخشو
اسے ونسپتی جنگلات کے دیوتا شانتی بخش اسے وشوید یو سبکے دیوتا شانتی بخش اسے
برہم لوک سب سے بلند کرہ شانتی بخش اسے سروم جملہ لوگو شانتی بخشو اسے شانتی راحت کامل
راحت بخش وہ شانتی کہ جو میرے گھر مین راحت ہی راحت ہو ترجمہ تمام ہوا۔ ناقل

کہتا ہے وید ک دہرم کا فلسفہ دیکھو راحت رسانی کے اسبابوں سے راحت مانگی جاتی ہے یہانتک کہ راحت سے راحت گھر بھر مانگو اس ہاتھ جوڑ کو ختم کیا اس راحت طلبی کی فلسفیت کی مثال ایسی ہے کہ جیسے مقتول کہ جو عنقریب قتل کیا جائیگا تلوار کے آگے ہاتھ جوڑ کے ڈنڈوت کرے کہ مجھے معافی دے قتل نہ کر اور قاتل کی طرف بالکل التفات نہ کرے اوسکی پرواہ نہ کرے تو وہ اس بے پرواہی پر اوس کا سر جلد اوڑائے تو اسے بھگوان کے بھگتو تمہیں بھگوان لگتی کہدو کہ تلوار ہمکو سنا پر جا بیاسے قتل کرنے سے قاتل کا ہاتھ روکدیگی جنگل باسی بڑ ہیٹی پیلیاں کھانے والی قوم ویدوں میں یہ کہہ دوالی کہ سنبھل کا درخت بچھے یا لے خدا کو بھولی ہوئی آج فلاسفر بنائی جاتی ہے اون کے ویدی گیتون کو عین حکمت تانا جاتا ہے۔ ناظرین تمنے دیکھا دنکی عقل اور حکمت کے واقعات کے نسخے یہ ہیں جو اوپر وید گار ہا ہے اور آیندہ گائیگا۔ یہ کوئی حکم تلکو ہی نہیں ہے کہ جو قدرت کاملہ اسباب کو اپنے حکم پر جابرانہ طور پر لگائے۔ افسوس ان پستکون کی زبان سے حق تعالے سے مانگ تانگ التجا کا کوئی گیت بھولے سے بھی نہیں نکلتا۔ حال بنا یا دیا لوجب کچھ دیتا ہی نہیں تو اوس کا نام داتاؤں کی فہرست میں کیونکر آتا جو وہ اندر کش باقی جنگلات کے دیوتا جڑی بوٹی جہات کرامات وغیرہ دے رہے ہیں ویدین اونہین کی کو کاپتر کی دھوم مچ رہی ہے۔ حکیم رام کشن سچ کہتے ہیں کہ ہنود کے نزدیک مخلوقات کے پیدا ہونے میں مشیت ایزدی کو کچھ دخل نہیں میں کہتا ہوں بموجب منترہاے مذکورہ بالا وغیرہ اوس تعالے شانہ کی تکوین از تخلیق تا مدبر کسیکا بھی ویدک دہرم جہان ہن دخل نہیں تلاتا ہے دیوتا کے قایم مقام بنکر کوئی برہمن گاے دوہنے گاے کے پاس رسی لیکر جاتا رسی کو مخاطب کرکے کہتا ہے دیو سے توا سو لو نہ

سوے تو لوہ باہو بھیام پوشنو ہتا بھیام آددے ادیتی راسنا سی **ترجمہ**

اے رسی سوتا دیو کی تحریک سے اسونی کماروں کے دونو بازوؤں سے پوسن دیوتا کے دونوں ہاتھوں سے میں تجھکو پکڑتا ہوں تو ادیتی کے لئے رسی ہے (اگلے منتر میں گائے کو پکارتا ہے) دا اڑا ہی ادیت اہی سر سوتی اساد سے ہی -- اساد سے ہی اساد سے ہی **ترجمہ**

اے گائے چلی آ اے ادِتا چلی آ اے سرستی چلی آ اے سفید رنگ والی چلی آ چلی آ

چلی آ (بعد ازاں پچھلی ٹانگوں میں گلے کی رسی باندھتا ہوا کہتا ہے کہ) ادیتی راسنا سی

اندرانیا اُشنیش پوشا سی گھرما یدنپو عرّ ترجمہ اے رسی تو ادِتی یعنی گائے کے لئے رسی ہے

(اندرانی) گائے کے سر کا تاج ہے اے بچھڑے تو ہوا کی شکل ہوم کے لئے دودھ چھوڑ دے

(پھر دودھ دوہتے کہتا ہے) اشوبھیام پنوسو - سرسوتی پنوسو اندرائے پوسو سواہا اندروت

سے بار **ترجمہ** اے دودھ اشونی کماروں کے لئے نکل آ سرستی دیوی کے لئے

نکل آ اندر دیوتا کی پی پی کے لئے نکل آ (سواہا اندروت) اور جو دودھ کے قطرے دودھ نکا

لتے نیچے گر پڑیں وہ اندر کے لئے سدھ ہوم ہوں پھر گائے کے تھنوں کی ستائش کا منتر پڑھتا جاتا

ہے اور دودھ نکالتا جاتا ہے کہ اے گائے تیرا تھن (باکھ) سایہ راحت ہے فرحت بخش ہے

لکشمی کا خزانہ ہے دولت کا بخشنے والا ہے دولت کی کھیتی ہے بڑا لائق سخی ہے - ایسے تھن

(باکھ) کی بدولت تم تمام انسانوں کی زندگی کے اسباب بہم پہنچاتی ہو ان تھن کو اس یجیہ میں

خیرات کر ڈال (اروا انترکشم انوے مے) اور میں آسمان کو جاتا ہوں گائے کی خوشامد ہے

کہ دودھ اچھا دے اور آسمانی دیوتوں کو پہنچے اور وہ خوش ہوں - ترکیب یعنی دوہنی کی

کتابوں گرہ سوتروں - ست پتھ - گوپتھ - ایتریہ کاتاین وغیرہ سے ہر دیوتا کی پوجا اور ہر رسم

کا پتہ ملتا ہے (اس پھر بار سے ناچار ہو کر) پنڈت دیانند نے اس سے انکار نہیں کیا ہر ایک

وید کے ساتھ دیو مالا موجود ہے اوس میں دیوتا تفصیل وار بتائے گئے ہیں پنڈت جی نے

بھی پھر بھاشے تھوڑا سا ہی التباس کیا ہے - نروکت میں خاص ایک کانڈ ہے اوس میں وید

کے دیوتاؤں اور دیویوں کا نام بنام ذکر آتا ہے اور جیسا کہ مذکورہ بالا منتروں میں دیوتاؤں

اور دیویوں کا وجود پایا جاتا ہے ویسا ہی یجر وید ادھیائے ۱۴ منتر ۲۰ میں لکھا ہے کہ اگنی دیوتا

لہ بوہنگوری جگالی جاتی ہے گویا یہ کہے بغیر رہتی رہتی ہی نہ رہے گی بھلا فلسفیت ہے یا دیوانگی پر شرم
جو تم کہو انصاف وہی ہم مان لیں ۱۲

دایو دیوتا سوریو دیوتا چندرا نہ دیوتا وسو دیوتا رودر دیوتا ادیتی دیوتا مروت دیوتا وشو دیوہ دیوتا برہسپتی دیوتا اندر دیوتا - ورن دیوتا - دیوتاؤں کے باب میں جو یورپ کے علما نے تحقیق کیا ہے دیباچہ رگوید ڈاکٹر میکس مولر اور دیباچہ رگوید پادری ولسن اور تاریخ ڈبلیو ہنٹر اور تاریخ ملیچھ برنج اور تواریخ ہند ورسوم ہند مروجہ مدارس سرکاری ملاحظہ ہوں ان کے علاوہ الوکیشا اور دیومالا کہ ہر وید کے ساتھ درج ہے ملاحظہ ہو اس سے روشن ہو جائیگا کہ اگنی وغیرہ دیوتاؤں کے نام ہیں نہ ایشور کے یجروید بورا ادھیائے ۲۴ منتر ۱ تا ۲۰ تا ۲۸ خصوصاً دیکھو زبان سے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں خود ہی روشن ہو جائیگا کہ اسمائے مذکورہ خدا تعالیٰ کے نام نہیں ہیں دیوتاؤں کے ہیں جہات وغیرہ کے ہیں -

دیوی برہمنی کو بکرا استھان پر
ہے پروشاں کے اوپر چاہئی
کالی گردن والا اگنی دیو کو
دایو کو چتلا ادیتی دیو کو
ہے سرو یا خاص دھاتردیو کو
دیبیوں پر جھکا بچھیا سا کیا
ہے دھواں سا آسمانوں کے لیے
اور چمکتا جیتا بجلی کے لیے
انساں کے جھکے کو ہے نیتا دھرنا
گاتے کا جبکا برہسپت کے لیے

مارنے ککری کا کہیں ہندسے ہم
آدمی کے ذبح ہونے میں رقم
سوم کہتے بھوری رنگت کا جسم
داغ ہو جسمیں نہیں اسے محترم
شکل و صورت میں جو ہو اچھا اتم
کالے سا دھرتی کا دا طرنا دم
پڑتے والا دیوتاؤں کو بہم
ذبح کرنا ما اندہ ہے وید کا دھرم
بہتر کو سرتا ورن کو بھینس دم
ادنے قربان تو شرتی ہے تازہ دم

بید مقدس ان کا بیان تو یہ تھا کہ بید بید پر جیو ہتیا کا حکم کیا جاوے جسپر زمانہ قدیم میں عمل درآمد رہا - اگرچہ بسبب کتب بودھ مذہب مباحثہ ہوا کمتی جو کرنا تھا اب نا کیا جیوں کی
[illegible] جینی جینی کے مقابلہ میں جیت سدہی آنکھونکو

دیہی پر ہبنسا مارتا پنڈاجی کو اور بکرے مینڈھے مارکر مہاپن کرتا اون کے خاندانون کو دکھا ہوگا اوس پر اس ویدک پرمان کا عمدرآمد پوشیدہ نرہیگا قربانیون کے بارہ مین ویدک سماچاریوں میں سام وید کے پہلے دستہ کا منتر ۵ مہتر میو پریم پریشٹھم آتیتھم رتھم نہ اگنی وہ اسنو اسے یعنی لے لوگو میں مہربان پیارے مہمان سب سے پہلے آنند اسے اگنی کو پکارنے کے لیے بلاتا ہون (کرشن گریوا آگنیہا) کالی گردن والا اگنی دیو کے لیے (ودہرہ سوسیا) بھورے بھورے رنگ کی رنگت والا سوم دیو کے لئے (سیتو تیاوایویا) سفید رنگت والا وایو دیوتا کے لئے (آدیتیا) بے داغ ادیتی دیو کے لئے (سروپا دھاتری) عمدہ شکل والا دھاتر دیو کے لیے (ولتسترو یانام پتنی بھیہ) پچھبا دیوتونکی بیبیون کے لئے پکہے (کرسنہ بھوما) کالا زمین کے لیے (دھومرا انترکشا) دھوان سا آسمان کے لئے (اورھنتو دیویادہا) بڑھنے والا دیوتون کے لئے (رشلا ویدیتا) سفید (چمکتا) بجلی کے لئے (الی قولہ) (البتھے) قربان کرتا ہے یجروید ادھیاے ۲۴ کے منترہاے ذیل کے جملے فقرہ فقرہ کرکے دکہاتے ہیں جو آجکل کی اردو بھاشہ ملی جلی زبان ہن بھی اون جانورون پرندون کے نامون سے تھوڑا ساھی تفاوت رکھتے ہیں جنہیر وید مین اون کا اطلاق کیا ہے جن میں کسی محرف کی تحریف محاورات السنہ کے ماہرون پر پوشیدہ نرہیگی اور وید کے کھلے ہوئے سماچارون پر کوئی جالا ھیر پھیر کا پوراہوا چھپ نہ سکیگا (سوما ے ہنسان البتھے) سوم کے لئے ہنس قربان کرتا ہے سنسکرت اور اردو دونون ہنس ایک مشہور پرند کا نام جسکو البتھے قربانی سوم کے لئے ہورھی اب اگر ہنس کو مثلاً گنگا کیل بہلیا کدو یا مولی بتاکر تاملول کرے بچوں تک کوا ہنے اوپر ہنسائیگا اور صدق و دیانت کا بھوبھرم گنوائیگا اور ایسے ہی آئندہ نامون کے بہت پھیر میں طرار بنا جائیگا (وایوے دلاسکا) مہتر کے لئے شتر مرغ یا چرغ (مرغابی) (ورناے جکروا کالی) ورن کے لئے چکوا چکوی (البتھے) قربان کرتا ہے۔ (۲۲) اگنی کروون البتھے) اگنی کے لئے مرغا قربان کرتا ہے (ولسنبھی بھیہ الوسکان) وستہی[1]

[1] ولسنبتی جنگلات کا دیوتا جیسے کھیرا پتی اسی محاورہ مین سب نگر کی گو گیتسا کرنے والے برہمن کو کہتے ہین وہ جانورون سے نکرا ہے اور اتنے گیرے کی آنکہ کھلنت جو بتا ویرہ ہے مرتا ہے ۱۲ منہ

کے لئے اُلو اگے اگنی اور سوم دونون کے لئے نیل کنٹھ اشونی کمارون کے لئے مور اور متر اور
ورن کے لئے کبوتر قربان کرتا ہے (۲۳/۲۴) آگے منتر ہم آپین سے (اگنی گرہپتی یا روشان) گھر کی
اگنی کے لئے پارس نام پرند صفحہ ۱۳ تا منتر ۲۹ وید کی حقیقت مین صفحہ ۱۹ دیکھو (پرجاپتی پروشان)
پرجاپتی کے لئے انسان قربان کرتا ہے جو ہا چھیانگ نام تمام دیوتاؤں پر قربان ہوتے ہیں جن
منترون مین گوپال گاسے کے اُو کا ان اُلو کے کنجان کنج کے لوان بٹیر کے کو نشان کلنک کے
اشتران ستہ اونٹ کے کبوتان کبوتر نکے معنی دینے مین ایسے الفاظ ہین جنھین مجبوراً انسید
اردو زبان مین بعض جگہ بلا تفاوت اور بعض جگہ قدرے تفاوت اور بعض جگہ ہمنامی مادہ کی
ہمرنگی دکھا اُن الفاظ کو تحریف کے مکڑی جالے مین پھنسنے سے بچانے کے لئے بس ہے اور جبکہ
وید منتر ہی سے پوجی اریچھا لی سوئی ہوا ثابت ہوئی اور سورج سے علم عقل صحت تندرستی
اولاد وغیرہ مانگنے کے منتر پڑھا ہے تو اب دیوتاؤن ہوا سورج بجلی وغیرہ کو جانورون پرندون کی
قربانیون سے پوجنا منانا وید کا ماننا پڑے گا اور جب ان پوجاؤن کی بھرمار کا مشرک مذہب سکا
تو دیوتاؤن کرامات حیات وغیرہ کی اینٹھ مُردر سے بے انتہا گہرائی کا سمندر شرک بھرا وید
کا کیسے پٹ سکتا ہے توحید کی خوبو رنگ روپ جس نے الٰہی کے ذرّے ذرّے سے عیاں ہے
وادی کا حصہ ہی نہ اوس کا جسکی کوئی کل شرک سے خالی نہین ۔ بطور نمونہ پڑھو آیات قرآنی
وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ الآية وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ
الآیۃ اللہ سبحانہ فرماتا ہے مت کھاؤ اوس جانور میں سے کچھ جسپر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام
نہ لیا گیا ہو اور بیشک وہ حرام مردار فسق ہے الخ (اگرچہ وہ جانور حلال ہی تھا چونکہ اللہ کے
نام پر ذبح نہوا مردار ہے) اور بُتون اور تھانون پر جو ذبح کیا جاتا ہے وہ حرام ہے۔
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے فتاوی عزیزی سے نقل کیا فاضل عبدالغنی نے
بوارق میں وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ رواہ احمد فانہ امنعی من
ذبح لغیر اللہ تعالیٰ رواہ ابوداؤد وفی شرح کتاب ابی عبید و بستان الفقیہ وکنز

اصحابنا انه لا یجوز ذبح البقرة والغنم عند القبور لقوله علیه السلام
لا عقر فی الاسلام هکذا فی سنن ابی داود وکذا لا یجوز الذبح علی البناء
الجدید وعند شراء الدار لان النبی صلی الله علیه وآله وسلم نهی عن ذبائح
الجن لانهم یکونون مخافة انهم لم یذبحوا یؤذیهم الجن فابطل النبی صلعم
ونهی عنه وهکذا فی کتب الشافعیة کما قال النووی فی شرح المسلم وفی
الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه اهل به
لغیر الله تعالی ولو ذکر اسم الله تعالی علیه انتهی ۔ ترجمہ اور حدیث میں ہے لعنت کرے
اللہ اسپر جو ذبح کرے واسطے (تقرب عبادت وتعظیم) غیر اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد نے اور نیز ملعون ہے جو ذبح کرے غیر اللہ کے تقرب کے لئے روایت کیا اس کو ابوداؤد
نے ابوعبید کی غرائب اور بستان الفقیہ اور کنز العباد میں ہے کہ جائز نہیں ذبح کرنا گاے بکری
کا پاس قبروں کے بدلیل فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ عقر نہیں اسلام میں ایسا ہی
ہے سنن ابی داود میں اور ایسے ہی جائز نہیں ذبح کرنا بنا جدید پر اور وقت خریداری دار کے
اسلئے کہ آنحضرت صلعم نے منع فرمایا ہے ذبایح جن سے اسلئے کہ وہ (مشرکین عرب) بخوف ایذا دہی جن کے
ذبح نہ کرنے کی حالت میں جنوں کے اکرام کے لئے ذبح کرتے تھے پس باطل کردیا اس کو آپ نے
اور منع فرمایا اور ایسا ہی ہے کتب شافعیہ میں جیسا کہ فرمایا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور در مختار
میں ہے اور جو ذبح کیا وقت تشریف آوری امیر (بادشاہ وحاکم کے) اور اسکی مانند کسی بڑے
شخص کی آمد کے وقت وہ حرام ہے اسلئے کہ وہ اُهِلَّ بہ لغیر اللہ میں داخل ہے اور اگرچہ
اوپر اللہ تعالی کا نام (بھی) لیا ہو اسلئے کہ یہ صورت ہے بھینٹ دینے کی ہی) اور اگر ذبح
کیا واسطے مہمان کے حرام نہیں اسلئے کہ وہ سنت خلیل علیہ السلام کی اور اکرام ضیف کا اکرام
اور شرع کا (نہ صورت بھینٹ کی) ترجمہ تمام ہوا ۔ سدو وغیرہ کے بکرے میں جو نزاع ہے
اس میں فیصلہ اس سے ہوگیا یہ نہ سمجھے کہ بعض اہل علم غیر اللہ کی نذر بھینٹ کی نیت کو سدو کے

کہ بسم اللہ اللہ اکبر ذبح ہو سکتے ہیں موثر نہیں جانتے اس جانور کے حرام ہونے میں تو اس حلت
یہی صاحب جواز لکھتے ہیں رسالہ نذور مولانا محمد مبین لکھنوی سے نقل کرکے

و نذر شیخ سدو و امثال آن حرام است و نیز مانند آن کہ بنام شیخ سدو بزبر میلاد اگر
وقت ذبح نام حق گرفتہ باشند گوشت مردار شود و خوردنش روا نباشد قال اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا
مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق و اگر نام خدا بسم اللہ اللہ اکبر ذبح کردہ باشند اگرچہ
در دل نیت فاسد دارند ظاہرا خوردنش حلال باشد لیکن متقی و پرہیزگار را باید کہ نخورد

والا جاہلان گمان برند کہ این نذر حلال است پس گمراہ شوند انتہی ملخصہ حضرت مولانا محمد مبین
صاحب خلف مولانا محمد مبین صاحب موصوف السعید اپنی وقتی تحریر سے ایک رسالہ میں جو
مطبوع ہو چکا ہے اس سدو کے نذر مانے ہوئے بکرے کو اگرچہ نام خدا ذبح ہوا ہو حرام
فرماتے ہیں اور عنوان اور معنون کے فرق سے اپنے باپ کے کلام کی تاویل کرتے ہیں اور
حلت میں شبہ کا مورث اون کے نزدیک بھی اون کے اس قول (لیکن متقی را باید کہ نخورد)
کو بتلاتے ہیں جب اسلام میں اس باب میں اتنی احتیاط مقصود ہے تو ادعت عبوت کو بھی
نہیں کہ بات جہات وغیرہ کے جھگڑوں والوں کو اوسکا سمجھنا دیدک دھرم میں دیکھنا تو
سے آئینہ کا ہر دکھاتا ہے۔

آریوں کی عقل اور عقیدہ غضب	دیکھکر سندھی اور عیسائی ہم
یا الٰہی یہ بوشند کیسے ہیں	ہیں ہوا حیدی مقتدائی متکلم
پردہ زرین کا جب پردہ نشین	کھول ڈالا عقل کیا سارا بھرم
منہ ڈھکے لیتا ہے تم غضب	وہ تو نکلا دشمن دین کا ستم
دوپہر سورج نکلنے ڈوبتے	بچتا ہے شیطان سورج کے بھرم
تب ہی تو ان تین وقتوں میں نماز	منع ہے پڑھنے میں شاد ہم
آریہ یک قوم کہتے اور پری	مو سبھم غضب ہو جا جن کا دھرم

کھیلے وہ توحسب اسلامی کا سانگ اور تعبل مین ھو دہاریکے ھرم

رو تک بسب حصہ ۲ کے صفحہ ۹۵ میں یجر وید کے پچھلے باب کا منتر بعبارت سنسکرت بعینہ نقل فرماکر

اوسکا ترجمہ یہ کیا سنہری پردۂ آفتاب میں جسکا منہ ڈھکا ہوا ہے وہ میں ہی پرمیشور ہون

یجر وید باب منتر ۲۵ کا دیانندی ترجمہ بھاشا صفحہ ۶۰۵ کہ اے پرمیشور آپ اصول قواعد

نقہ پر چلنے سے حاصل ہوتے ہیں آپ کی ذات میں زمین قایم ہے اور قایم کامل آدمی

بیدار ہوں (آسمان سورج وغیرہ اشیا) میں آپ کی ذات بالکل قایم ہے انتہی پرمیشور کے

او جہہ کا ذکر جو وید منتروں سے اوپر مذکور ہوا اس منتر سے کھل گیا وہ او جہہ یہ ہوا کہ تھا زمین کا

اور جب ذات کا لفظ موجود ہے تو صفت علم و قدرت وغیرہ میں ہونے کی تاویل کا بھی موقع نہ

جو جن ظن یہ کہ یہ زمین جب تھی اوسوقت علم اور ارادۂ الٰہی مین اوسکی ایجاد کا لفظ امتیازی

تھا نہ صوری جسے اون: مثال دانوں کا ک کے وہم اور خیال کی مجال نہین اسلیے کہ اول تو

لفظ ذات موجود دویم اس آریہ مت میں علم الٰہی کا اشیار سے تعلق قبل وجود امیار نہیں انا گیا ہے

اور جب آسمان اور سورج وغیرہ میں بموجب ترجمہ بھاشا دیانندی وید منتر کی تصریح ہے پرمیشر

کی ذات قیام فرما ہے تو سنہری پردہ آفتاب میں پرمیشور کا منہ ڈھکا ہوا بیان کرنا وید منتر کا

دیانندی معاد کے خلاف نہیں بوجی اور سچائی ہوئی ہوا بھی منتر وید سے دیانند جی بے

سناتی تھی سوریہ پوجن پر سوامی جی کی کرپا ہوگئی کھلا سورج ہوا اگنی پوج اونسے دھن دولت

اولاد ایمان پران کی سلامتی مانگ کر آرتے ہیں موحد نہ بنیگے تو اور کون بنیگا۔ ویدکے دھرم

کی اصلی سیرت کو جس صورت میں آریہ چھپائے ہوئے ہیں وہ بغض اور غضب پر جسے

آمادہ ہوتیں آریونکو بایں وجہہ مجبور کر رہا ہے۔ امام محمد کی موطا مین ہے اخبرنا مالک الخ

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال ان الشمس تطلع و معہا

قرن الشیطان فاذا ارتفعت زائلہا ثم اذا استوت قارنہا ثم اذا زالت

فارقہا فاذا دنت للغروب قارنہا فاذا غربت

فَاَمَرَ فِيْهَا قَالَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ
فِيْ تِلْكَ السَّاعَاتِ مـ۲۳۳ باب الصلوٰة عند طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا ترجمہ
تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک آفتاب طلوع ہوتا ہے اوس حال میں
کہ ساتھ اوس کے قرن ہوتا ہے شیطان کا پس جسوقت کہ اونچا ہو جاتا ہے سورج جدا ہو جاتا ہے
اوس سے پھر جب کہ سورج برابر ہو جاتا ہے (نصف النہار پر) نزدیک ہو جاتا ہے سورج کے پھر
جب ڈھلتا ہے جدا ہو جاتا ہے پھر جب قریب ہوتا ہے چھپنے کے نزدیک ہو جاتا ہے اوس سے
پس جب غروب ہو جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے اوس سے کہا اور منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے سے ان وقتوں میں۔ ترجمہ تمام ہوا انتہا یہ کہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے اثر میں ہے جسکو بخاری ومسلم نے مرفوعاً روایت کیا ہے .... کہ شیطان
کے دونوں قرن طلوع ہوتے ہیں آفتاب طلوع ہونے کے ساتھ اور غروب ہو جاتے ہیں
سورج کے غروب کے ساتھ الحدیث کاشف میں ہے کہ شیطان کے دو قرنوں سے مراد اوس کے
دو گروہ ہیں جن کو لوگوں کے بہکانے کو بھیجتا ہے (التعلیق الممجد) نیز یہی باپ دادا
پوجن اور شیطان پرستی کا پھانسہ چھوڑ دیا آریے اسپر کھٹا کھاتے ہو سمجھے تھے۔ اگر کوئی
شکل کرویت ارضی پر یہ کہے کہ زمین کے کسی نہ کسی حصہ پر سورج کا طلوع اور ایسے ہی غروب اور استوا
تو ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔ تو شیطان کے قرنوں کی کثرت اور ہر مطلع وہر مغرب اور ہر استوی پر جہاں
کہیں ہو اوس مقام کا شیطان آرسے آنے کے لئے مستعد لہٰذا یہ حکم نہی صلوٰۃ کا اوسی
خاص مقام کے متعلق ہوگا۔

اُت کدو نمبر ملک انگلستان کے
پارسی آتش کے ہو جاتے بھینٹ
ہند میں جوالا مکھی کی آگ پر
تھے بجز دھارا جی کی بھینٹ میں

پہلا بیٹا ذبح ہوتا تھا ستم
آگ میں ستی جلا لی اپنا دم
جو گیوں کے پتہ ہوئے تھے عسم
مان ڈبا دیتی ستم اُف رے ستم

جبکہ گمراہ تھے عقلاء جہاں		اپنی پونجی جانتے تھے اپنا دم	
خودکشی کو حسب جہتیا سے نہ تھے		کیسا کالا نکلا یہ فجور الحیرم	

بقول بعض مورخین ہند برستان انگلستان جب وہیں بیٹے ہوجاتے تھے سب سے بیٹے کو بت کی بھینٹ
چڑھاتے تھے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد تک یہ رسم انگلستان سے منہ
کالا کر گئی یعنی جب وہاں کے لوگ عیسائی ہوئے تب اس حماقت اور بہتیا سے نجات ملی
دیا اٹھایا ہے - ہمارے ہاں آتشکدہ پر قربان ہوجانا اپنے آپ کو اگنی کی بھینٹ چڑھانا
کمال درجہ کی عبادت اور جان نثاری سمجھتے تھے - ستی کا آگ میں جل جانا اور مہربان کا
سمجھ کر گنگا کی بھینٹ چڑھاؤ بادشاہ ہندو دھرم کے کمالات فخریہ میں شمار کیا جاتا تھا ہماری
[illegible] والی اس ملک کا خدا تعالیٰ بھلا کرے جنکے رحم قدم کی بدولت یہ مصیبت
[illegible] زندگی سے تنگ آن کر یا کسی علمی بحث میں مات کھا کر یا کسی مسئلہ
کے حل [illegible] گھبرا کر خودکشی کرنے والے فلاسفہ اس وہم و لید فلسفیت پلید میں گرفتار
[illegible] جسم کے اندر ہے اس کی صورت اور قبضہ و ملکیت تو خودکشی
[illegible] ہر کوئی جرم خداوندی عائد نہیں ہوتا اس فلسفہ نادانی کو
[illegible] کی چند آیات قرآنی کے فلسفہ ربانی نے ایسا کھلا کیا کہ پھر دوسری
[illegible] جولا کا ہی کاٹ گئے پھر کسی کو بقانون عقل چون و چرا کی

[illegible] کا شرک ہے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی ذات پر کیا حق ہے - جو قومیں
[illegible] کا یہ خیال تھا کہ ہر شخص اپنے نفس کا مالک اور خود مختار ہے اس بنا پر خودکشی
[illegible] جائز سمجھتے تھے - اور اپنے آپ کو مار ڈالتے
تھے - لیکن آپ نے خدا تعالیٰ کے کلام کو سنا دیا - لا تقتلوا انفسکم
(یعنی مت قتل کرو اپنے آپ کو -)
[illegible] کی وجہ سے قتل اولاد کو بھی اچھا ہوگیا - مگر اسکو لا تقتلوا اولادکم کے حکم سے منع کیا -
[illegible] قتل کرو اپنی اولاد کو) [illegible] نمبر ۱ [illegible] ۱۹۱۸ [illegible] کالم اول -

سبحان تیری بیان صرف فلولا ان کنتم غیر مدینین الآیہ کو تلاوت کرتے ہیں پورا ایک
دیکھیے اس آیت میں بھی صاف سمجھا دیا کہ جب تم اپنی جان کے آپ مالک ہو مالک حقیقی کے زیر حکم
نہیں تو حلقوم تک آئی ہوئی روح کو نزع کے وقت (عضو ضعیف قبل انا نہایت عمر طبعی) اندر ہی
کیوں نہیں لوٹا لیا کرتے آپ ہی مالک آپ ہی مملوک یا جسم بیجان مالک اور روح لطیفہ دانا
ہوشیار مملوک بننے بنانے کی عدم صحت کے فلسفہ آسانی سے سمجھ [illegible]
کی حقیقت کے سمجھنے سے قاصر ہو گیا نہیں دیکھتے کہ ایسا قبضہ تو زمین کو دھوپ پر بھی حاصل
ہے دھوپ کو زمین کیوں نہیں روک لیتی بموجب نظام بطلیموس جب سورج جاتا ہے تو دھوپ معقول
کو زمین [illegible] اس کے حوالہ کرنے پر کیوں مجبور ہوتی ہے اور نظام فیثا غورث پر اپنی مقبوض دھوپ
اپنے [illegible] پر کیوں مجبور ہوتی ہے تہافت الفلاسفہ کو امام غزالی کی دیکھیے جس میں
فلاسفہ کی خوب ہی کھائی ہوئی کھل جاتی ہے

لیکن جو تھا کہیں جھگڑے کا نہیں	ہائے یا بھگوان کو ڈھونڈو صنم
فلسفہ نے تکلے یوں سمجھا دیا	بوت دیا اصل میں ہی وہ صنم
ان کی پوجا کرنے کی خواہش نہیں	رام تک رستے انکو پوجا چاہئے دم
دیکھو پرانوں میں ان کے کرم	ان کی پوجا ہو گئی پورا صنم

ستو پران [illegible]

برہمن تھا ایک با خلوت نشین	[illegible] گزرے تھے
غرض یک دن وہ ارباب [illegible]	گئے [illegible] اسباب [illegible]
[illegible]	ہوئے آمادہ [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

ہوئے غواص دریا سے قلق میں — دعا یون کی سدا شوجی کے حق میں

کہ لنگ شیو گرے کٹ کر زمیں پر — نہ رغبت ہو کسی زہرہ جبین پر

او سمیہ ہم لنگ شو سنکر ہوا عداوت — جدا قالب سے ہو کر گر پڑا صاف

مگر اوس لنگ سے آفت چھائی — قیامت دیوتون کے سر پہ آئی

قرار اوس کو نہ تھا دم بھر کہیں پر — زمیں پر تھا کبھی سقف برین پر

رشیون نے فرط غم سے ہو کر لاچار — حقیقت کی سری برہما سے اظہار

سری برہما نے فرمایا کہ ہیہات — بڑی تم سے حماقت کی ہوئی بات

کرو جا کر سری گوری کو خوشنود — کہ ہو کچھ اسکا رفع اشکل بیہود

غرض سب لگ ہوئے مصروف طاعت — کہ آخر تھے وہ سب مالوف طاعت

ہوا گوری کو جوشش مہربانی — بنیں خود صورت ارگھا بھائی

لنگ ہی ایسے کرشموں پر نہ پوجے تو اور کیا پوجے سب ہی تو ہند کے چودہ متبرک مانے ہوئے مقامات
کے مندروں میں شیو لنگ کی پوجا کی دھوم ہے - اور کیفیت پوجا کا بیان چونکہ علم و حیا سے
تعلق رکھتا ہے ایسے ہی جھلری یعنی استری کی نسبت کی پوجا کا بیان لہذا قلم انداز کرتا ہوں
پادری مدرس علم الہی سہارنپور کی کتاب تیرتھ سے صرف اون چودہ لنگون کے مقامون کے
ناموں کی تشریح مع بعض التوضیح کئے دیتا ہوں پہلا سومناتھ کاٹھیاوار میں دوسرا ملکارجن
کرناٹک میں تیسرا مہاکال اوجین میں - چوتھا اونکار نربدا ندی میں جزیرہ پر پانچوان کیدارناتھ
ہمالیہ میں - چھٹا بھیم شنکر پونا کے قریب بھیم ندی کے چشمہ کے پاس - ساتوان بسویشور کاشی
میں - آٹھوان تریمبک ناتھ ناسک کے قریب گوداوری کے کنارہ پر نوان بیجناتھ صوبہ بنگال میں
دسوان ناگ نیشور نظام کی ریاست میں - گیارہوان رامیشور خلیج منار کے جزیرہ میں جو چھ میل کے
فاصلہ پر سمندر میں واقع ہے کہتے ہیں اس جگہ رام کی فوج سمندر پر پل باندھکر اوتری تھی
اوس وقت رام نے شیو لنگ کھڑا کرکے اوس کی پوجا کی تھی - جو اب تک موجود ہے جیسر

جاتری گنگا جل چڑھا کر پوجتے ہیں بارھواں گرسشن بیشور الور ہیں۔ تیرھواں امرناتھ کشمیر میں
چودھواں پشوپتی ناتھ نیپال میں انکے علاوہ تل بھانڈیشور تارکیشور بانی ہیں دُو یا ہوا
سنکٹ سنکرالیشور ہنود کے اعتقاد میں جسکی پوجا سے مردی میں قوت آنکر اولاد پیدا ہونے لگتی ہے اور
دیوی کی پوجا سے بانجھ با اولاد ہوجاتی ہے سیتلا دیوی کی پوجا سے چیچک سے امن ملتی ہے
یہ زبانی ہنود ہے اور لوگر یہ وغیرہ انہتے شاید بانی میں ڈبار کہتا تارکیشور کا یادگار شوجی کی اوس
حالت غضبناک کا ہوا جبکہ اوہوں نے کیلاش باشی رکھیشروں کی استریوں سے بھوگ لگایا تھا
اسپر رکھیشروں کی بددعا سے شوجی کی مردی کٹ کر پڑی تھی جسکا بیان شو پران منظوم سے
بالا گدرا ان بھگوان کے بھگتوں کی عقل دوررس نے اپنے پیدا کرنے والے کے پہچاننے میں
کمال فلسفیت کو کام فرمایا ہے اور بیشک جبکہ یہ ویدک دھرم اللہ سبحانہ کی مشیت اور ادیچھا
اور ایجاد وابداع کا اس عالم میں کچھ دخل نہیں مانتا لیکن یعنی اپنے فعلوں کرموں اس عالم کے
خودبخود پیدا ہوجانے کا قائل ہے تو آپ بھی لنگ و بھگ کو اولاد کی داتا بتلائیگا اور ظہورات
طبیعی کی پوجا پر جھکائیگا۔

بینبھ دیور اجنبی ہم قوم سے	بیج لیتی عورتیں ہندو دھرم
ایسے نطفہ سے جو ہوا اوس کو منو	بیج کھیتر بولے اور پور کے دھرم
تند خو خاوند کی ترباہے بچھاؤ شوہر	بیج سے بچہ کرے اوس کو ہم
غیر کے نطفہ کو وارث کردیا	بانجھ شوہر سے تھے درد بد بر ہم

دروپدی رانی مہابھوانی ارجن کی استری کا پانچوں پانڈوان سے بھوگ۔ ایک مشہور واقعہ تاریخی
دھرم پستکوں کا سماچار ہے بعض پرچوں میں ہنود کے جسپر عمل بعض حصص ہند کا بیان کیا
جاتا ہے کہ وہاں اب بھی چند شوہر سانجھے میں ایک عورت سے کام نکال لیتے ہیں اور ہر
برتہ یہ کام کیا جاتا ہے ظاہر ہے وید کی حقیقت ظاہر ہے (دس) برکھشی داد سی منو اپشو

سویاہ سورچاہ برجادی دیرسور دیو کا مانگی گار ہے بیٹھ سپری یہ اکثر وید کے کانڈ ۱۲

الواک ۴ کا اٹھارواں منتر ہے دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے ہے خاوند و دیور کو
کو دُکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں جیوالون کی خدمت کرنے والی دھرم نیم
میں چلنے روپ سُو بھ فرزند جننے دیور کی کامنا کرنے اور دُکھ نہ دینے والی خاوند و دیور کو پراپت
ہو کر اس گھر کے اگن ہوتر کی سیون کیا کر یعنی اے گھر سبی جہان تو اتنی سختیاں جھیلتی ہے خاوند
اور دیور کو دُکھ نہیں دیتی (ایک بھانت دیور خاوند دونوں کو پراپت ہوکر دیور کی کامنا کرتی لئے سُو
بھ فرزند جننی ہے) وہاں اتنی تکلیف اور گوارا کرے کہ اس اگن ہوتر (پروہت پوجا کرنے والے)
برھمی کر یا کر دیا کر معترض اس منتر سے عورتوں کا ادھر خاوند ادھر دیور سے جماع کرانا پھر
پھر نا ہوم کرانے والے اگن ہوتر یہ کریا کرنا وید بھگوان کا بہ ہان کالوں میں دھولا استریوں کی
بہر دلعزیزیوں کا ایسا فیاضانہ برتاو جب وہ دھرم نیم یعنی دھرم کا اصلی امر مہتم بالشان چلن
ٹھہرا تو بدچلنی اب کسکو کہا جاوے تبھی تو پانچوں پانڈے ایک ہی عورت سے ہم بستر
ہوتے اور باہم مانوس رہتے تھے دیکھو مہابھارت وغیرہ کو ھسور و شا کو ھستور شُونا کوہا کھتیوم
کرتہ کہو شفوہ + کو وام شیو تراد وھو لو دیورم مریم نیوشا کرہی سدھستا + یہ رگوید کے منڈل
۱۰ سکت ۴۰ کا دوسرا منتر ہے دیانندجی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے - اے عورت مرد جیسے
دیور کو بیوہ اور سہاگن اپنے خاوند کو لیکر پلنگ پر جمع ہوتے اولاد کو سب طرح حاصل کرتے ہیں
ویسے تم دونوں میاں بی بی کہاں رات کو اور کہاں دن میں بستے تھے اور کسی وقت کہاں رہتے تھے
معترض خاوند اور دیور سے صحبت داری کی کیفیت استری کی بمنزلہ مسافر مرد عورت سے
سوال کہ اس کیفیت کا ملاؤ تمہارا رات کو کہاں اور دن میں کہاں سفر حضر میں کیسے کیسے ہوا تھا
بھگوان تمہاری سب ہی ارتھ ہے تمھیں مسافروں (جاتریوں) کی پوچھ کچھ اور دیور اور اگن ہوتر
کی گورکھیا نکرو گے تو اور کون کرے گا صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں منو کی ادھیا ۹ کے ۵۹ - ۶
۶۰ - ۱۴۲ ویں شلوکوں کو نقل فرما کر لکھا سوامی دیال جی نے ان کا ترجمہ یہ کیا ہے اولاد کے
ہونے تک شوہر وغیرہ سے اجازت لیکر کسی رشتہ دار یا دیور سے خاطر خواہ اولاد حاصل کرے

دیور جیٹھ وغیرہ والد کا حکم پا کر بدن میں گھی لگا جب چاہے بیوہ سے ہم بستری کرے جب حمل
ٹھہر جائے تب بڑا بھائی گرو کی مانند اور چھوٹے بھائی کی بی بی بیٹے کی بی بی کی مانند رہنے
لگیں یہ حکم اوس وقت ہے جبکہ والدہ وغیرہ کے حکم سے یہ کام کیا ہو اگر اپنی مرضی سے دونوں
ہمبستر ہو گئے ہوں تو جیسے چاہیں رہیں درجہ اولیت سے گر جاتے ہیں یعنی دبتے سے
نیتے ہو جاتے ہیں جس طرح دوسری اولاد از روئے ورثہ مال و دولت لیتی ہے اسی طرح وہ لڑکا
کہ عورت نے سسر وغیرہ کے حکم سے حاصل کیا ہے حصہ (اپنی ماں بیوہ کے شوہر متوفی کے
ترکہ سے) لیوے کیونکہ کھیت والے کا بیج ہے اور اوسکی پیدائش دھرم سے ہے الخ آئندہ
یاگولک سمرتی کی پہلی ادھیائے ۶۸ دوسری کے ۱۲۹ ویں شلوک نقل فرما کر شل ہنو کی برتاؤ و احکام اس بارہ میں
ثابت کئے اور ایسی اولاد کو دھرم پورک (یعنی دھرم کی رو سے حلالی فرزند شلوک مذکور بالا سے ثابت
ہوتا بتلایا) رگوید منڈل ۱۰ سکت ۱۰ میں بڑے زور سے فرماتا ہے کہ جب مرد اولاد جنانے کے قابل نہ ہے
اوس وقت اپنی جورو سے کہدے کہ کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کر لے جیسے پانڈو راجہ کی استری
کنتی مادری وغیرہ نے کی تھی۔ اور بیاس جی نے اپنی بھاوجوں کو بیٹے جنائے تھے دیکھو اتہاس
وبران جو اس باب میں بقول دیانند جی حجت ہیں دیکھو ستیارتھ پرکاش نیوگ کا بیان اوسی ستیارتھ کے
صفحہ ۱۳۰ میں ہے۔ اگر خاوند مذہب کے واسطے پردیس گیا ہو تو آٹھ برس علم شروع کے واسطے
گیا ہو تو چھ سال مال و دولت کے لئے گیا ہو تو تین برس رستہ دیکھے بعد ازاں نیوگ کر کے اولاد حاصل کر لے

سنہ افسوس جو دھرم اس طرح جیٹھ دیور سے بیوہ کی کوکھ ہری کرائے بازار و سا فرقہ پر کوچہ و ترند خو کی جورو کو شاطر خواہ
کیا رہ گیا رہ مردوں سے اولاد حاصل کرنے کی اجازت دے اور وہ دھرم کے دعویدار ہوں اور خود اپنے بیٹے کی مطلقہ
سے نکاح کرنے پر اعتراض کے لئے اور یا کہنا اگر منہ بولا بیٹا اور حقیقی بیٹا برابر ہیں تو اسے کو گود لینے سے
بیٹی بہو بقصور جو رواں لازم آئیگا اور ایکی چھوٹے بھائی کی بیوہ کی کوکھ ہری کی تھی حمل ٹھہرنے تک ہی وہ بیٹے کی بیوی
کی مانند ہو گئی۔ شریعت اسلام جسکو حرام ٹھہرائی ہے پڑھو وحلائل ابنائکم الایہ اور بیٹے
کی زوجہ سے ہم بستری کی اجازت دھرم شاستر بھی نہیں دیتا۔ پس بیٹے کی زوجہ اور حکم رکھتی ہے اور بیٹے کی زوجہ کی مانند
چھوٹے بھائی کی بیوہ اور حکم رکھتی ہے باجازت بزرگ جس طرح درست حمل ٹھہرنے کے بعد منع اور بلا اجازت بزرگ اپنی
مرضی سے دونوں ہمبستر ہو گئے ہوں تو جیسے چاہیں رہیں دھرم شاستر سب روا رکھتا ہے ۱۲ منہ

جب خاوند آجائے تو نیوگ والے مردوں سے علیحدہ ہو جاوے اور یہی حکم دھرم شاستر کا ہے اور
اوسی ستیارتھ کے صفحہ ۱۲۱ میں ہے حاملہ عورت سے ایک سال مجامعت نکرنے کے وقت عورت یا مرد سے
نہ رہا جائے تو کسی سے نیوگ کرکے اوس کے لئے بیٹا حاصل کردے۔

سوال خاوند بدمزاج تندخو ہو عورت کو ستانے سے باز نہ آئے اوسوقت کیا کرے **جواب**
ایسی حالت میں خاوند کو چھوڑ کر کسی دوسرے مرد سے اولاد حاصل کرے اور محنت والی اولاد کو اپنے خاوند کی
جائداد کا مالک اور حصہ دار بناوے لیکن طلاق ایکر کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے کیونکہ طلاق لینا
اور نکاح ثانی برہمن اور ویش اور راجپوت کی قوموں کو دھرم شاستر میں نہیں لکھا۔ دیکھو ستیارتھ
صفحہ ۱۱۶ و ۱۲۰ انجام تو ام انند منتر کے ذیل دیانندی سماج سے گیارہ مردوں سے ایک
عورت کا نیوگ کرنا اور گیارہ عورتوں سے ایک مرد کا نیوگ بھوگ دیکھلو ماخذ اسکا رد تکذیب حصہ اول
کا صفحہ ۶۸ و ۶۹ ہے آریوں نے اس تہذیب کے زمانہ میں نیوگ بھوگ کے دھرم نیم و دستور سے
شرما کر دیانندی تراجم و تصریحات اور منشی اندرمن کی تحفۃ الاسلام کی عبارت عمل نیوگ در شریعت
موسیٰ جائز بود اور واقعات تاریخی سے آنکھ موند یہ کہنا سیکھ لیا ہے کہ ہمارے یہاں نیوگ نہیں ہے۔
توریت میں ہے اس سے وہ اپنا بوجھ ادھر ادھر ٹالنا چاہتے ہیں مگر یہ مضحکہ صبیان سے زیادہ یہ
ہندو وقعت نہیں رکھتا اول تو اسلئے کہ عہد عتیق و عہد جدید کی کتابیں بوجہ تحریف کے ہمپر حجت نہیں
اور یہود و نصاریٰ کی طرف بھی یہ بانی نہیں مرتا اس لئے کہ اس کے ابطال کے واسطے متی کی
انجیل کے ۲۲ باب کی آیت ۲۴ تا ۳۰ بس ہیں خصوصاً آیت ۲۴ اے استاد موسیٰ نے
کہا ہے جب کوئی بے اولاد مرجاوے تو اوس کا بھائی اوسکی عورت کو بیاہ لے الخ ایسا فرمایا ہوا
بھلا کہیں نیوگ ہوسکتا ہے ہرگز نہیں یہ تو عقد ثانی ہوا نہ نیوگ بھوگ ہندوانی اسلئے کہ بیاہ لینے
کے بعد یہ ہوا نہ بے نکاح کئے ہنود کی طرح اولاد حاصل کرنا کرانا۔

گر زنا ہو جاوے کچھ عیب نہیں ‌‌ حیض سے بہ جاوے اس لطفہ کا غم
پاک ہے گر ٹھہر جا زنا کا بچہ ‌‌ لطفہ و ستودھرم ہو گر اوس سے بہم

استری سب کچھ کرائے پاک ہے — بل دیا اگنی نے یہ کیہ پاکرم
دہن ہیں گندھرب دیونی میٹھہ بولیاں — سوم نے سورن کرین پاکیزہ دھرم

۲۹
بقول منو باب ۹ شلوک ۱۹ بدفعلی عورتوں کی جبلی عادت ہے یہ وید و ممیں لکھا ہے۔ دیکھنے والا یون کہتے خاموش ہو رہے کہ اگر نطفہ (زانی کا) ٹھہر گیا تو اوس کا خصم اوسکو پاک کرے اگر نہیں ٹھہرا تو حیض آنے سے خود ہی پاک ہو جائیگا چنانچہ دھرم شاستر کی ادھیا ۹ کے ۲۰ پانچویں کے ۱۰ ویں شلوک کے جسکا ترجمہ لالہ سوامی دیال جی نے یہ کیا ہے۔ اپنی ماں کی زناکاری دیکھکر کہتا چاہئے کہ میری ماں نے میرے باپ کے سوا دوسرے مردمیں رغبت کی اور یہ فعل پاپ اب میری والدہ کے اس پاپ روپ یعنی غیر مرد کے اس نطفہ کو میرا باپ پاک کرے جو چیزیں پاک کرنے کے قابل ہیں وہ مٹی اور پانی اور جلتیا پانی چلنے سے پاک ہو جاتا ہے اور یہی یاگولک سمرت کے پہلے باب کے شلوک ۷۱ میں ہے کہ عورتوں کو سوم دیوتا نے پاکیزگی اور گندھرب دیوتا نے شیرین زبانی اور اگن دیوتا نے سب طرح سے پاک ہونے کی طاقت دی ہے اسلئے عورتیں پاک ہوتی ہیں (دیانند جی کو بہ تقلید سرسید دیوتوں کے وجود سے انکار ہے اور واقعی اس انکار سے بہت سے اون اعتراضوں سے گلوخلاصی ہو گئی جو دیوتوں کی وجہ سے ہو جاتی تھے تو آج روشنی کے زمانہ میں مثل سپیدہ فلق بڑے بغیر نہیں رہ سکتی لہذا او خود ان تینوں سے اول و دوئم و سوئم درجہ کے نبوگی دیہہ دا تا پرائی عورت کی کوکھ ہری کرنے والے مراد لیے ہیں۔ کاش کہ یہ تاویل بچا اور اگنوتی سے موافق ہوتی تو کیسا دھرم کیوں نہ ہو اعتراض سے بچانے کے لئے جو کچھ بھی اوسکی ہمدردی کی جائے مصلحین کی نظروں میں احسان محض ہے۔ مگر یہاں یہ تاویل بھی درست اور بھی کھوٹے دیتی ہے لہذا بچا ہے یہان منزوار نہیں ہوتی اسلئے کہ شیرین زبانی ایک جبلی وصف ہے اسکا حصول ایک شخص سے بیج لینے کے بعد دوسرے شخص سے بیج لینے پر موقوف نہیں ہے۔ اور سوامی جی کی نئی نرالی تاویل چاہتی ہے کہ غیر مرد سے بیج لینے والے کو دوسرے دیہہ دا تا سے بیج لینے کا بالا بڑے نے کے بعد شیرین زبانی حاصل ہو اور پہلے سے نہو حالانکہ وہ ہو بات سے تو پہلے سے ہی ہوتی ہے جیسا کہ تجربہ اور دیکھنے میں آتا ہے۔ بخوف اختصار و التماط مولانا مولوی محمد

اعزاز علی صاحب مدرس دیوبند دامت برکاتہم کی عبارت مندرجہ الرشید نمبر ۱ جلد ۴ سی قدر سے آپکی
نظر ناظرین یہ ہے ۔ عرصہ ہوا کہ آریونکی شورش پر سندھ کے مسلمانوں نے آریوں کا رد اور اسلامی
توحید کی اشاعت شروع کردی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہندؤں اور آریوں کی معقول تعداد اسلام
کی حلقہ بگوش ہوگئی اور جو حالت لامحالہ شعاعیں پھینکنے والے آفتاب کے سامنے تاریکی
کی ہوتی ہے وہی حالت اسلام کے مقابلہ میں آریہ مذہب کی وہاں ہو آنے لگی تھی اور آریوں نے
سمجھ لیا تھا کہ بذریعہ براہین و دلائل کے اس گئے گذرے زمانہ میں بھی اسلام یا مسلمانوں پر
فتح پانا ناممکن ہے لیکن مقتضائے طبیعت بعض ابن است کے موافق اس جماعت نے پھر تدریجی قدم
بڑھانے شروع کردئے ہیں اور ہم کو قادر مطلق کی ذات سے امید تھی کہ پھر وہ جلد دیکھ لیں گے
کہ سچا مذہب ہمیشہ اپنے ساتھ حقانیت کی روشنی رکھتا ہے اور دودھ سے پانی کو الگ کردیتا ہے
لاڑکانہ (سندھ) کے آریوں نے نیوگ پر پردہ ڈالنے کے لئے تین سوال مسلمانوں سے کئے ہیں جنکا
خلاصہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقیں دیدیں
تو اگرچہ دونوں راضی ہوں مگر نکاح نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ شوہر اپنی عورت کو دوسرے
مرد کے ساتھ شادی کرکے صحبت کرنے کا حکم نہ دے کیا یہ نیوگ نہیں (۲) مرد مشرق میں ہو
اور عورت مغرب میں ہو ایسے شوہر کی عدم موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اُسی شوہر کی ہے یہ
مسئلہ ناپاک ہے ورنہ کم از کم نیوگ سے زیادہ پاک نہیں (۳) پردیس گئے ہوئے شوہر کی عدم
موجودگی میں پیدا شدہ اولاد اُسی شوہر کی ہے کیا نیوگ اس سے بھی زیادہ ناپاک ہے ان سوالوں کے
جواب بقدر تفصیل کے ساتھ اہتمام فرماکر لکھا ہمارے اس مختصر مگر کچھ مفصل گذارش پر غور کرو
تو معلوم ہوجائیگا کہ وہ حکم ہے جسنے انسان کی تمام خواہشوں اور اس کے معاشرتی تعلقات کی
تمام ضرورتوں کو ایسے عمدہ طریقہ سے پورا کیا ہے کہ اگر ایک جانب نظام عالم قایم رہتا ہے تو دوسری
جانب زندگی نمونہ فردوس بننے سے بچتی ہے اور شرعی تمام اجازتیں اپنے اپنے مواقع پر استعمال
کی جاسکتی ہیں زوجین کے تعلقات بھی خوشگوار رہ سکتے ہیں ۔ لیکن جسطرح کہ مرض پرفان

والے کو دنیا کی ہر چیز زرد دکھائی دیتی ہے اسی طرح آریہ سماج کو اسلام کے ہر مسئلہ میں نیوگ کے
پاک اور بوتر عجائبات کے جلوے دکھائی دینے لگتے ہیں اون کا احسان ہے کہ وہ تعلق نکاح کو
نیوگ کا ہم معنی نہیں کہدیتے اگر وہ ایسا بھی کہنے لگیں تو کون ہے جو اونکی زبان پکڑ سکے۔ یاد رکھو
کہ یہ صریح جھوٹ اور خالص بہتان ہے کہ اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ تین طلاقوں کے بعد خاوند بیبی
بی بی کو حکم دے کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے مجامعت کرا دے اور پھر اوس کے بعد پہلے
خاوند سے نکاح کرے (ناقل کہتا ہے کیا ان میں سکھوں دھرماتماؤں کو یہ حکم اسلام کا دیا ہوا سُننے
میں دکھائی دیا ہے یا جاتے گئے کی چمک باقی ہے۔ بھلا جس مسئلہ کی گرد تک اسلام کی جوتیوں کو نہ لگے
اوس کو اسلام کے جروں ڈالنا ایسے دھرماتماؤں کا کام ہے تین طلاقوں کی عدت ثالثہ میں یا بعد
عدت طلاق دینے والے کو مطلقہ کا حاکم اسلام تو بتاتا نہیں بلکہ جہانتک میرا خیال ہے کوئی
موجودہ آسمانی دین بھی ابھی ان کوئی بتاتا نہیں۔ ہائے رے نیوگ بھوگ بے ڈوگ کو کھہری
کرانے کے سنجوگ تیری چتے بنی رہے اپنے مت والوں سے کیا کیا متوالیاں کرا چھوڑے گا۔ حاکم نے
اپنی صحیح اور ترمذی نے روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لعنت فرمائی حلالہ کرنے والے پر اور جسکی خاطر حلالہ کرے اوس پر اور حضرت علیؓ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپنے محلل اور محلل لہ کو لعنت فرمائی۔ روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد نے اور نسائی کے سوا سب سنن والوں نے اور انکے سوا اور بہت سی حدثین اس باب میں
موجود تو بھلا اس میں آریہ دندک دھرما کہیں چل سکتی ہے۔ جب اس نیت اور شرط لگانے والے پر
لعنت ہو رہی ہے حالانکہ دوسرا خاوند مرجائے یا طلاق دے اور عدت گذر جائے تو جیسے
پہلے کا اس سے تعلق نرہا تھا ویسے ہی اس دوسرے کا اوس سے تعلق نرہیگا پھر بھی اسلام
دوسرے مرے ہوئے شوہر کی عدت وفات میں اور زندہ کی عدت طلاق میں نہ پہلے طلاق
دینے والیکو نکاح کرنیکی معتدہ سے اجازت دیتا ہے اور نہ اوسکے غیر کو عورت سے مجامعت
کا فائدہ اوٹھانے کی موجب اسلام نکاح کو ٹھہراتا ہے یا نیک مشروط کو نیوگ کی گندگی سے

تو اسلام کا نام ہی لفرت کرتا ہے تو اون کے پتا اور پتر اور متر جیو بہو جنہ بچاکے دھرم چرچو تھا اسلام مین کیا کام بیچارے آرئے بھی کیا کرین تہذیب کے زمانہ مین ایسے لفظون سے پیدا شدہ اولاد کی دل تھمن کو یہی یہی کہ اسلام بھی نیوگ کی نظائر پال رہا ہے اونکو کیا خبر کہ اس بہتان سے اونپر وماظہر منہا ومابطن[1] اور فاجتنبوھما اور ما نہ تحل لہ[2] وغیرہا آیات کی بجلیان ٹوٹ پڑینگی یہ وہ باتین ہین جو انہیں اچھی سوجھی اور رات سلتھیا ارتھ پرکاش پر اسلکتی اہل گتی گبھ آتھی گلی وغیرہ الفاظ ستاکنواریون جوان عورتون بچا نون سانڈ گھوڑون وغیرہ کی مٹھ بھیڑ چبوترون کی دھوم مچا دے جسکا بیان آئندہ آتا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی) شرعی حکم ہرگز ہرگز یہ نہین ہے کہ تین طلاقین دینے کے بعد پہلا خاوند دوسرے شخص سے نکاح کرا کر اپنی بی بی سے صحبت کرا دے یا کرنیکا حکم دے بلکہ اس شرط سے نکاح کیا جائیگا تو وہ مکروہ تحریمی ہے اور ایسے نکاح پر شارع علیہ السلام نے لعنت فرمائی ہے لیکن اگر تین طلاقون کے بعد ایسی صورت پیش آجائے کہ دوسرے خاوند کے پاس بھی نہ رہ سکے تو (تیسری طلاق کی عدت گذر جانے کے بعد) اس مین کیا گناہ ہے کہ وہ اپنے پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرلے۔ اسلام پر یہ صریح تہمت ہے کہ اسمین یہ حکم موجود ہے کہ تین طلاقین دینے کے بعد پہلا خاوند دوسرے شخص سے کہے کہ وہ اوسکی بی بی[3] سے صحبت کرے (۲ و ۳) ان دونون اعتراضون کی وجہ صرف ایک ہی ہے کہ جب عورت مرد مین مجامعت ہی نہیں ہوئی تو اولاد کیونکر ہوئی۔ اور اگر ہوئی تو اوس کو حرامی کیون نہ کہا گیا۔ زوج اول کی کیون مانی گئی۔ کون نہیں جانتا کہ مجامعت اگرچہ فطرت انسانی کے موافق ایک ایسی چیز ہے جسپر انسان بالطبع مجبور ہے تاہم وہ عقل وحیا وغیرہ کی ایسی زنجیرون مین حکیم مطلق کی طرف سے جکڑ دیا گیا ہے کہ جسطرح جانور اس خواہش کو پورا کرلیتے ہیں اون سے انسان بہت دور رہتا ہے بے حیاؤن کا ذکر نہیں لیکن انسانی خصلتین رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ جو اس طبعی تقاضے کے میان بی بی اپنی حاجت روائی کے چھپانے مین کوئی بند وبست اٹھا نہیں رکھتے جسکی وجہ سے زوجین کے سوا دوسرون کو اس کا علم نہین ہوتا۔ جب یہ بات

---

[1] طلاق کے بعد نہ وہ اوسکا خاوند اور نہ وہ مطلقہ اوسکی بی بی۔ نظر بر علاقہ سابقہ مجازاً اون کو میان بی بی کہا جاتا ہے۔

معلوم ہو چکی تو اب غور کرو کہ ان دونوں مذکورہ بالا صورتوں میں ایک طرف تو زوجین میں مسئلہ قایم ہے ہوتا اور نکاح یا بالفاظ دیگر نیوگ اور نکاح میں زمین اور آسمان کا فرق پیدا کر دیتا ہے دوسری طرف یہ بات بھی قطع نظر کیے جانے کے قابل نہیں ہی کہ جس شخص کی بی بی کے بچہ جنا ہے وہ خود اس سے انکار نہیں کرتا کہ یہ اولاد میری ہے ۔ حالانکہ اگر اُسنے وطی نہیں کی اور اوسکے نزدیک یہ اولاد اوسکی نہیں ہی تو دیانتہ اوسپر واجب ہی کہ وہ اوس اولاد کا انکار کر دے اگر وہ کہدے کہ یہ اولاد میری اولاد نہیں ہی تو اُسکے نسب کا بیشک انکار کر دیا جاتا ہے (بخلاف ویدک دھرم شاستری حکم کے نیوگی اولاد بورک دھرم کہلاتی اور اور بے لاگ خاوند کی کہلاتی اور اوس کے ترکہ کی وارث بنا دیجاتی ہے) پھر کیسی بدفہمی ہے کہ اس جایز رشتہ کے موجود ہوتے اس خاوند نے اپنی بی بی سے جماع کر لیا ہو اور عام طور پر خاوند کے آنے جانے یا بی بی کے اُس تک پہنچنے کی شہرت نہو سکی ۔ پھر یہ خیال صرف احتمال ہی احتمال نہیں بلکہ خاوند کا سکوت اس کو اور بھی پختہ کر دیتا ہے (اور ایسی صورت میں کوئی عدالت کسی دین معتد بہ کی خواہ مخواہ خاوند کو اوس بچہ کے حرامی کہلوانے پر مجبور نہیں کرتی۔)

اگر کسی لالہ صاحب کے ساتھ ہم ایک بچہ دیکھتے ہیں اور اونکی زبان سے ہم یہ سنتے ہیں کہ یہ بچہ میرا ہے تو ہم کو یقین آجاتا ہے کہ یہ بچہ انہیں کا ہی نہ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ کا تعلق اسکی ماں سے جایز تھا یا ناجایز نہ یہ پوچھتے ہیں کہ یہ نیوگ کے ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہی یا کسی اور طریقہ سے تو جن خاوندوں کی نسبت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی اپنے سکوت بلکہ تاکید کے بعد بھی نہ بولنے سے گویا بزبان قال زبان حال سے اقرار کر رہے ہیں کہ ہم میاں بی بی جایز طور سے جمع ہو چکے ہیں اون کا یہ اقرار کیوں قابل قبول نہیں ہوتا ۔ اگر ثبوت نسب کے لیے صرف زوجین کا زبانی اقرار یا زبان حال سے اظہار کافی نہیں تو پھر اسکو ماننے بغیر چارہ نہوگا کہ جب تک مجامعت کم از کم دو شخصوں کے سامنے نہو نسب ثابت نہوگا اگر یہی قاعدہ مسلم ہو جاسنے تو بیچارے مسلمان تو ایسی حیاسوز بات کو کیوں قبول کرینگے

ہان نیوگ کے متوالون کے لئے میدان کچھ اور وسیع ہو جائیگا اِنتھی بقدر الحاجتہ

رنڈی بستی گر زنا سے جا مین رُک
ڈانڈ دین وہ دونی خرچی کی رقم
حکم دیتے ہے یہ منو کا شاستر
اور ہے یاگولک سمرتی مین یہ رقم

یاگولک سمرتی کے باب ۲ شلوک ۲۹۷ کا ترجمہ لالہ سوامی دیال جی نے یہ کیا ہے جو رنڈی دام لیکر زنا سے انکار کرے اور بیمار نہو تو دو چند اور جو بے ٹھہرائے اقرار کیا تھا (اور کچھ لیا تھا) اور اب انکار کرتی ہے تو یک چند دام واپس کرے (یعنی لیئے ہوئے دام واپس کرکے پھیر دے) اور نہ ٹھہرانے کی صورت میں صرف اقرار پر بعد میں انکار کرنے سے معمولی خرچی آلہی دے) اور یہی حکم مرد کے واسطے ہی یعنی بے ٹھہرائے اوسکی معمولی خرچی یک گنی دے اور ٹھہرا لینے کے بعد زنا سے انکار کرے (بازرہے) تو دوگنی خرچی رنڈی کو دے انہیں دھرماتماؤں نے کوئی بیوہار بازار پیشہ بند کرنا گوارا نہ کیا۔ زنا کا قصد کرنے والا اگر بخوف خدا بچنا بھی چاہے تو درباں خرچی کے ڈانڈ کا ڈنڈا اوسے زناکاری پر مجبور کرے گا ورنہ ڈانڈ بھرے گا جب زناکاری کی گرم بازاری کی یہ حمایت ہے تو اب عفت و عصمت ننگ و ناموس کی خیر کہاں اور زنا کی سزا ان کا وید میں کیا کام

مرد عورت صابیون کے ماجرا
ہیں جو عبرت و اتقا مین مغتنم
جن کو سنکر سنگدل ہو نرم دل
ہو مہذب باحیا او سب ستم
اوسکو سنکر دیکھ سنگھتا تر ننگ
اوگو وند سے ہی پڑھو جبھ ستم تجم
جار یا اور استری جیو بھوجنا
ہے بجر مین گرچہ اہل گت رقم
بجھان جو ردستے بولیہ سنے دھنا
سانڈ ہو رتبے زہے کریا کرم
کنواریوں سے بچّا نو نکی جیو ڑ
کیا یہی تہذیب ہے وید کی دھرم

اُت سنگھتیا اوگو وند سے ہی سمتجم جار یا بر تن استری نام ہو نجہ یجروید باب ۲۳ منتر ۲۱
قرآن مجید نے تشدد کے ساتھ زنا اغلام سود و خشار چوری قزاقی دیوثی وغیرہ بچایا ہونا

اور سفا لم کی قباحتوں اور دنیوی و اخروی سزاؤں کو اونکے مرتکبوں کی اولی و اعلے عقول پر کالبد ہتا کردیا تھا جس سے عام مرد عورت غیر مذاہب کے بھی الا ما اسلام سے کسی نہ کسیقدر بہرہ مند ہوے اور بہت سی اون خیالوں اور برتاؤ ونکو چھوڑ بیٹھے - جنکا تذکرہ بھی مذہب حق کی نظروں میں کھٹکتا تھا جنپر پہلے نہ کچھ شرم آتی تھی اور نہ کچھ اونکی قباحت دل کو گدگداتی تھی جیسے پہلے انگیا پہنے پیٹ کھولے ترکاری بیچنا بے کھٹکے بات تھی تو اب ایسی حالت سے بیٹھنے میں شرم آنے لگی - سب کرتیاں پہنکر بیٹھتی ہیں - کہانکا دیوی دیوتا اب تو بچ لیئے کیے نام سے لنگ بھگ پوجا کی کلام سے جڑ نا نگے بے ستر ونکے درشن کرنا مہذب عورتیں اب بیحیائی جانتی ہیں - نہان اور اشنان کے خلاف حیا ہو ستا ہیں بھی اب اصلاحیں ہونے لگیں - پردہ اور پانی پر چھولدار یان انسان کے لئے بعض کو ملحوظ ہیچ کے لیےہین انجام حجبس سو بھگی منتر وید سنا کر پرائی استری کو بھلانا اب آسان نہیں -

یہ سب اسلامی تعلیم و تہذیب قرآنی کی برکت ہے - سیاسی احکام قتل - زنا چوری - قزاقی وغیرہ کی دہر تور سزائیں - حدین - دورے مارنے - سنگسار کرنے - ہاتھ کاٹنے - وا ہنا ہاتھ بایان پاؤں کاٹنے قصاص لینے کے احکام قرآنی احادیث میں جنکی مزید تشریح بھی یہان کی منقل کتب فقہیہ جنکو بطور نمونہ کتب مناظرہ میں دکھایا ہے - ان سیاسیات و حدود و ہدایات کو دیکھون سے وید بھگوان کا کلر کور اٹھا اوسکو بھر پا بنا دکھانے کے لئے رو کھے رو کھہ جاتے باتون کے ہات لگا نے اور اس منتر کو زنا چوری قزاقی کی سزا کا بیان بنا ڈالا کہ زانی اور چور اور قزاق کو جنین و جنان اُلٹا لٹکا کر مار ڈالو حالانکہ اس منتر میں اسکا سپنا بھی نہ تھا - اگر ایسا ہوتا تو وید کے بر مان بر قربان منو اور یاگو لک جی زنا کرانی استری کی خاطر داری میں وہ نور نہ برسانے جسکو ہم آپ کے ملاحظہ میں اوپر پیش کر چکے ہین - قرآن مجید کے سیاسی احکام جرائم کی سزا اور حدون کے بیان تہذیب اخلاق کے فرمان اور اذکر دیدین جیکا نا گھو نٹیے تیجان کی تریا کے دھندلے کے درستان کو دھرم ستکون سے نہین دھو سکتا اور سلف سے بڑی

باتونکی باغباری کو سرسبز نہین کرسکتا عرفی لغوی ہر طرح کے معنی کئے ہوتے سب ہاتی آج مٹ نہین سکتے - پنڈت جوالا پرشاد برہم بھاشیہ مین اس منتر کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ سچا گیان بھی کہتا ہے کہ اے اپنی طاقت سے حواسون کو قابو مین رکھنے والے تندرست گھوڑے یا انسان تم راتوں سے اور پران کو دھارن کرو لنگ شریر (یعنی مردی) کو پراشکتی (یعنی عورت) کے نسبت میں داخل کرو لنگ شریر جیو کو زندگی اور بھوگ کا ذریعہ ہی - علاوہ وقت پنڈت بھی دیہر شرگ داسی سے برلی سنسکرت کے موافق اپنی تفسیر دیدویپ مین منتر مذکور کے معنی یہ کئے ہین کہ گیان گھوڑے سے کہتا ہے کہ اے طاقتور ساند تو میری عورت سے جماع کر تیرا جسم (یعنی فلان) عورتون کے لئے روح کی غذا ہے - انتہی حکایت ایک بزرگ بوپہلے منہ سے کہتے تھے قرآن ظاہری احکام وانتظام کے بیان کرنے میں بیشک بینظیر اور تہذیب کا سبق سکھانے والا ہی - مگر روحانی تقاضون کے پورا کرانے میں کمی کر جاتا ہے سنکر کمال تعجب ہوا کہ یا اللہ وہ کونسا تقاضا روحانی تقاضا ہے جسکے بیان مین قرآن کریم نے کمی کردی - جب اس منتر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ روحانی تقاضا یہ تھا جسکو گیان نے اپنی استری پر ساند گھوڑا ڈلوا کر پورا کیا استری نام جنید جوجہ جنکے لیے ہوے عورت اور اوسکے جیو کے بھوجن معلوم کے محبر تھے وہ دیا نندجی کو چھپانے رلانے پڑے - حامد شاکر رضا بقضا مین کامل فرمانبردار اہل اللہ کے ماجرا بیان کرنا جن کو سنکر گرتا سنبھل جاوے ڈگتا استقامت پاوے - یہ تو آسمانی کتاب ہونے کے منافی ہو نا گر سمجھا ہے اور اس جیو بھوجن کے جرچے اوسنکیں اونچگین وید کی ست دھرم ٹھہرین کہین ٹھکانا ہے اس ہاندلی اور اندھیر کا -

منتر مندرجہ صفحہ ۷۴ کے الفاظ اڑھانے ہیں دیا نندجی کا گا جرو مین گٹھلیان بلا اصل مطلب جھپا جاتا اور بجبر دوسکا اگھر جاتا بطور نمونہ ملاحظہ ہو - بازے کے روبرو جیسے چڑیان ویسے راجہ کے روبرو رعیت - نہایا یہان دنیا کا نام (سنگمنی) آہل گئی جہان ایک راجا ہوتا ہی وہان دنیا یا عمارت ہو جاتی ہے - علی ہذا رعایا کا نام گیہو اور راج کا نام لسبر ابھے وہی نکلتے

ایک راجہ کے راج سے بیزاری شکند کا گبھ وغیرہ مختلف الفاظ جو ہاتھ آئے سب کو
توڑ مروڑ بھلا لگا رعایا (چڑپاسار) لسی دکھشی راج راجہ (بدخصلت) برقتوب راجہ سے
ہٹا ہنڈتو نکی اطاعت پر لگا من بسار اگ ظاہر کردیا بھلا یہاں یہ بناوٹ کیسے پاؤں
چل سکتی ہے جبکہ اگلے مفسران وید امر واقعی کا اظہار بعینہ ٹھیٹھ کا سا بیان کر چکے تو پس
آنہتی گلی وغیرہ الفاظ لنگ شریر کو تین گنون والی پرکشتی میں داخل کرنے اور گوری
سب کو دھارن کرنیوالی فرج پرکشتی کے اوس لنگ شریر کو نگل جانیکی کیسے علیاسبٹ ہو سکتا
اہل نہی گبھ رعایا سار لئی کہشی نارت تجا گئی جبکہ یہ بھاشن اس منتر کے معنی یہ لکھے ہیں
کہ یہ بما اُلکا تا ہوا کثنا و یونوں کے ساتھ سواد کرتا ہے کہ جو اپنا ہو کرلیتے ہے نقلی سے پیچ جو کہا
جمع ہوسنے کے سبب (پس) لنگ شریر کو (یعنی اوس جسم شرمگاہ کو جسکو عضو تناسل اور
مردی کہتے ہیں) گبھ تین گنون والی پرکشتی یعنی عورت کی شرمگاہ میں (آنہتی[1]) داخل
کرتا ہے (گلی) گوری یعنی سب کو دہارن کرنے والی فرج پرکشتی اوس لنگ شریر یعنی مرد کے
آلۂ تناسل کو نگل جاتی ہے اگلے منتر میں اس کا جواب ہی ناقل کہتا ہے ایسی ایسی
دیک تعلیموں سے اپنی ملتی کے اوس زمانہ میں کہ کسی کے اعتراض اور تنبیہ کا کھٹکا نہ تھا
ہوگ ٹھوک سے برسوں اوہا ستریں کا من پرچار نا ہو جائے تو اوس لفظ زنا کی یا نہ کا
علاج تیار نڈی بیٹیہ کے جلانیں چھوڑنے پردونی خرچی دلانے سے بہکانے کی بھی
چھوڑکر کنواریوں سے کرنے کرانے میں وہ دند مچار کھا تھا جسکے بیان کرنے تو ہم شرمنے ہیں
اور کچھ آتے ہیں بھلا آج اوس عالمگیر سمندر کی سمیٹ سمانے ترمیم اور تبدیل کی گنجائش
کہاں ہوسکتی ہے ۔ تقریر ناقل تمام ہوئی ۔

---

[1] تو آہتی یہ ایسا لفظ ہے جو بہت ہی تھوڑے تفاوت سے ہمارے زمین اور زمانہ کی
مروج زبان میں بھی انہیں معنی میں مستعمل ہے یعنی آندہنے میں ۔ جو چیز حقیقی ہو کسی چیز میں داخل
ہو تو اوسکو اندھنا اور اوس داخل کرنیکو آندہنا اندھانا کہتے ہیں ۔ کنارے دریا کے جو کاٹ پڑ جاتی ہے
اور اوسمیں اندہت ہو جاتی ہے وہ بھی انہیں معنی کی رعایت پر اندھن بولی جاتی ہے یہ لفظ کو اوسکے اصلی حقیقی معنی سے پھیرنا
کمال جرأت اور بیباکی ہے

پنڈت بھی دوسرے وید دیپ میں اس منتر کو یون روشن کیا ہے کہ یگ کے مکانون
میں یگ کرانیوالے برہمن پنڈت کنواری لڑکیون اور جوان عورتون کو اونکی شرمگاہ کی طرف
اشارہ کرکے یوں چہور کرتے ہین کہ عورتین جسوقت جلدی جلدی چلتی ہین تو اونکی شرمگاہ سے
ہل ہل آواز نکلتی ہے ۔ اور مرد عورت جب ایک جگہہ جمع ہوتے ہین اوسوقت بھی یہی آواز
نکلتی ہے ۔ یعنی ہی دونون طرف سے نکلتی ہے ۔ اگلے منتر مین کنواری لڑکیان برہمن یگ کو ہنسکر
جواب دیتی ہین کہ تیرے عضو تناسل کا سر تیرے منہ کی مانند نظر آتا ہے ۔ ست منترون کے
معانیکے سماچار میں دیکھے جانے کی کیفیت کے اظہار اور وہ بھی ارد بھگوان کے بیان ہے

جیسے آج آریون نے فلک پر پہنچا رکھا ہے ۔ ماتا چ تے پتا چ تے اگرم ورکشسیہ روہتہ
پرلامیتی تے پتا گبھے مشٹ متھم سیت یہ یجروید کے باب ۲۳ کا چوبیسوان منتر ہے ۔ دیانند جی
نے اس منتر کی الٹکھی معنی کری ہے یون کل جھاڑا ہے زمین کو علم سورج کو باپ تصور
کو باپ کی مانند تھا آگے وہی شکایت کہ راجہ کو مت مانو مگر مجلس ہمیت سماج کے زیر حکم
رہو حالانکہ برہم بھاشیہ مین اس منتر کے معنی یہ بتلاتے ہین کہ برہما مہنتی سے کہتا ہے کہ
تیری ما اور تیرا باپ مہانارائن درخت کے اگلے سرے یا نیون پر چڑھتے ہین اوسوقت
تیرے باپ کو اتنی بات کہتے کہتے انزال ہوگیا کہ مین تیرے بھوگ سے خوش ہون یعنی ہر
کی دید دیپ میں ہی یجمان کی عورت سے برہما کا ہنسکر یہ کہنا کہ تیری پیدائش تیرے مان
باپ کے جماع سے ہوئی ہے اوس کا اوسکو ہنسکر جواب دینا کہ تیری پیدائش بھی تو اسیطرح
ہوئی تھے ۔ یہ خلاصہ ہے رد تکذیب حصہ اول کے صفحہ ۱۶ تا ۴۵ کی عبارت کا منتر وید کے
بعبارت سنسکرت و عبارت وید دیپ وغیرہ وہین درج ہین ۔ وید کا زمانہ بھی عجیب بھولا
زمانہ تھا شرمناک باتون کے کیسے کھلے کھلے چرچے اور کن دھرماتماؤن مین مزے لے کر
ہوا کرتے تھے جو آج تہذیب کے زمانہ مین نفرت کی نگاہ سے دیکھے
جاتے ہین ۔

ہند میں جب سے رکھا جانا بسنت
ناچ کے سب ڈھب بتلائے گئے
راگ مالا کے لئے رگو یہ ہے
تال دسمر کی دہوم ہے ہولی بسنت
ہولی کا بھڑوا بنے کیا بھاگ ہے
کا بڑی اتھک برہمن مگند بھاشا
ناچ ہولی باترین راما جنی
جب منہ بیوں کی ہوا ایسی کاینات

سندرن بر ناچ با جا دہم دہم
سرجنوں میں تال سُر سب ہیں رشم
ناچنے گانے کا بتلا دے کرم
جیت سکے ہیں وہ لوے انہیں ہم
گدگدی اس بھاگ میں سب ہے بنم
باندہو گھنگرو ناچتے ہیں چھم چھم
ننگیں کچھ تو حیا کرے قلم
پھر کہیں کس نام کو ہم کو کرم

اچھی صورت اچھی [illegible] نعمت خدا داد ہے۔ مگر ان کو فتنہ کا تخم بنا ڈالنا انسانی ناشکری کا نشان اور نعمت کا کفران ہے۔ اگر کوئی عاشق الٰہی حالت ازخودرفتگی میں اوس کی حمد کے ترانے گائے اور خوف فتنہ کا نہو تو ہمکو اسپر اعتراض نہیں ہاں بیچاروں کی ہنسی چھوڑ کنواریوں سے من کی بھاؤ بتانے میں آنکی حیا بیچا کر اور پھر ان کنواریوں کا کہنا کہ اے بیچاران تیرے منہ کا سر تیرے منہ کی مانند ہے اور لنگ شریر کو پراکتی سے نکل جانے کے گیت وید کے اور یہ کہ میں تیرے بدن سے خوش ہوں کہتے کہتے انزال ہو جانے کا بیان جب یہ تال سُر سے بج بچی مچا کر گائے جائینگے تو اے بھگوان کے بھگتو تمہیں بھگوان لگتی کہدو یہ فتنہ انگیزی ہے یا کچھ کسر کرینگے مشیت اجر کی رضا منصفا نہ نام پر بیٹا قربان کرنے میں اسمٰعیل و ابراہیم علیہم السلام کے فلما اسلما وتلہ للجبین اور اسکی مثل دوسرے غیرت ناک قصص قرآنی تو قرآنی شان کے خلاف بتائے جائیں اور ادہر دہرمے ہوتے دہرم چرچے وید کے تاپک تھیا قہر کیا ہی نوازی جائیں اور شرم و حیا و عصمت اور دید کی سامر تھیں کچھ فرق نہ آئے اس کو ناظرین با انصاف کے فیصلہ پر چھوڑتے ہیں ۔

چونکہ دہرم پستکوں نے اس باب میں بڑی وسعت دے رکھی ہے تاہم ایک فقیانہ ناچ ٹھہر گیا

سے ہولی اور بسنت وغیرہ کی دھوم دھام میں وہ کونسا بھگوان کا بھگت ہی جسکے آنکھہ کان اس سے
آشنا نہیں۔ وید کی سُر تیان تال سُر بتلانے کی اُستاد ساز باجا بجوانے کی دمساز وید کو اوس کے
اس فرض منصبی سے حدود و تعزیرات جرائم و امور سیاسی اور تہذیب اخلاق وغیرہ ضروریات دین
کے تبلانے کی فرصت نہیں دی۔ آریون نے ہمارے زمانہ کے اس ویدک تعلیم کے ضرر کا
اندازہ کرکے بجائے اسکے اسلامی تہذیب سے کام لیا ہے وہ اس ہولی اور بسنت اور اطوار
مذکورہ سے اپنے آپ کو بہت ہی بچاتے ہیں۔ مگر دیانندجی نے وید کی آواز کو اصلاح پذیر نہ پاکر یون

بالاختیار ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سمولاس مین برمان دیا کہ سُر راگ راگنی تال گرام ساز بجانا ناچنا
گیت گانا وغیرہ قرار واقعی سیکھنا چاہیے۔ ص ۱۳۵ ست جگ ہی اوپر کے دو گھات آ مِنگین جگین
ختین کر سو لینے سدھ ہونگی۔ اور کاپڑی اور کتھک[۱] اور راگ اور بھاٹ قومون کا توپیشہ ہی
یہی ہی اور کسیکے پیشہ اور کرم کو وید چھڑاتا نہیں اگر چھڑاتا تو یا گوکل جی یا گوکل سمرتی مین ٹھہرا کر
زنا سے رُکنے مین دونی خرچی کے ڈانڈ دلانیکا برمان نہ دیتے۔ ویدک دھرم کے نیم دھرم
کریا کرم کے دھرم چرچے تمنے دیکھے سُنے۔ آیئے اب ہم آپ کو اسلام کے وہ احسانات
دکھلائین جنھون نے حیا کا سبق پڑھا دیا اس سے زیادہ اور کیا کہون انسان بنا دیا
بہیمیت سے درندے ہو نکو گلے لگا لیا كُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ
الآیہ ہماری حالت تھی کہ تم نار جہنم کے گڈھے کے کنارہ پر تھے اوسی تعالےٰ شانہ کا یہ کرم ہے
کہ تمکو اوس سے بچا لیا زناکاری اور اغلام فحش اور بیحیائی گھورا گھاری معہ بات زنا بوس
وکنار وغیرہ تک سے بچانے کے انتظام اور اوسکی قباحتوں کے بیان اور سزاؤن کے
احکام قدرے سنئے لیجیے عن ابن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اِیَّاکُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ أَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ
الْمَوْتُ۔ متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۶۸ **ترجمہ** عقبہ بن عامر سے روایت ہے

[۱] کتھک ۔ ایک پیشہ ہے کہ دیانندجی بھی اسی قوم کے ایک لیڈر ہین ۱۲

کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچاؤ تم آپ کو عورتوں کے پاس داخل
ہونے سے پس عرض کیا ایک مرد نے کیا ارشاد ہے دیور کے بارہ میں فرمایا دیور موت ہے
روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے یعنی دیور سے پردہ اور بچاؤ نہ کرنا عورت کی موت
اور خاوند کی خرابی ہے۔ مقابل اس کے وید بھگوان کا پرمان دیور سے بھاوج کی کوکھ
ہری کرانے سواء پر فرزند جننے جنانے کا منا کرنے کرانے کا دیکھکر اس اسلامی احسان
کے شکریہ میں سر بسجود تو ہو جائے

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثَلٰثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ
الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِيْ يُقِرُّ فِيْ اَهْلِهِ الْخَبَثَ رواہ احمد والنسائی
یعنی تین شخص پر اللہ تعالے نے جنت حرام کی ہے ایک تو ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرا
نافرمان ماباپ کا تیسرا دیوث جو روا رکھے اپنے اہل میں ناپاکی کو۔ روایت کیا اس حدیث کو
امام احمد اور نسائی نے۔ کہا طیبی نے دیوث وہ ہے جو دیکھے اپنے اہل میں بری چیز اور اونپر
غیرت نہ کرے اور نہ منع کرے اونکو انتہی پس جو زناکاری اور چھپی یاری (بدکاری) کو اپنے گھرانے
میں روا رکھے اوس کا دیوث ہونا تو ظاہر ہے اور جو اپنے گھر والوں کے لیے بے پردگی اور اجنبی
مرد کے ساتھ تنہائی میں بیٹھکر بات چیت کرنے کو روا رکھے وہ بھی دیوث ہے دیکھو تحفۃ الزوجین
ملخصاً و ملفظاً صفحہ ۲۲ و ۲۳ فتنہ کی زمین اور زمانہ میں بقدر استطاعت پردہ کرنا واجب
ہے وعلیہ الفتوی فی زماننا۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا آنکھوں کا زنا نظر کرنا ہے اور کانوں کا زنا باتیں سننا اور ہاتھوں کا زنا چھونا
اور پاؤں کا زنا چلنا ہے (طرف اوس عورت اجنبیہ کے جو اوسپر حرام ہے شہوت کی نظر سے)
ہدایہ اور عینی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نظر
کرے کسی عورت کی خوبصورتی کی طرف شہوت سے ڈالا جائیگا اوس کی آنکھوں میں سیسا
قیامت کے دن اور بھی ہدایہ میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا جو شخص چہوئے ہتیلی کسی عورت کی کہ اوسپر حلال نہیں ہی رکہے جائینگے اوسکی ہتیلی پر انگار
قیامت کے دن ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت ہو جیو خدا کی اوسپر جو کسیکا ستر دیکھے اور اوسپر جسکا ستر دیکھا جاوے
(ضمان الفردوس ملخصا) اسلامی حکم وارشاد تو یہی ہے۔ مگر وید بہگوان بیجان کا فرمان
لکہواتا کنوریوں جوانوں کو سکہلا کر نہ اون ستر دیکھنے والیوں پر لعنت کرتا ہے نہ بیجان ستر
دکہانے والے سخت بیحیائی کی کنواریوں جوانوں سے ہنسی چہوڑ کرنے والے پر اور جب
زنا کرانیوالیکو زنا کرے کرائے بہی اگنی دیوتا کی دیا کرپا سے خود پاک اور زانی کا نطفہ ٹہیر جاوے
تو خاوند کا نطفہ اوس نطفہ پر پڑ جانے سے دہرم شتیک پاک بتلاتا ہے تو نہ اب پردہ اور
بچاؤ کی ضرورت اور نہ دیوتی سے کچہ مضرت وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَمَا بَطَنَ ۚ سورہ انعام فحش اور بیحیائی کے پاس نہ جاؤ جسکو کہلی ہو یا چہپی قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ
يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ (نور) کہدے مومنون
اپنی نگاہین نیچی رکہین اور شرمگاہوں کو محفوظ رکہین۔ اور کہدے ایمان والی عورتوں سے
وہ بہی اپنی نگاہین نیچی رکہیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکہین اور غیر محرم پر اپنے بناؤ سنگہار کا
اظہار نہ کرین وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ (النساء) ست نکاح مین لاؤ جیسے یار بنانیوالیاں
فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ (النساء)
پس اگر کرین بدکاری تو باندی پر نصف سزا ہے اوسکی جو آزاد عورتون پر ہے الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي
فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ
اللَّهِ جنہوں نے ابہی نکاح نہین کیا مرد ہو یا عورت اگر زنا کرین تو مارو ہر ایک کو سو کوڑے اور اونپر
رحم اور شفقت کوئی نہ کرے خدائی قانون مین الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا
الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللَّهِ بیاہا مرد اور بیاہی عورت اگر زنا کرین تو اونکو پتہر مارتے

مارتے مارتے الو اللہ کی طرف سے یہ عذاب مقرر ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (احزاب) اے بی بیو قرار سے رہو اپنے گھروں میں اور نہ سنگھار کرو
پہلے زمانہ کی بیدین عورتوں کی طرح قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ط کہدیجئے اپنی بی بیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ لٹکا لیں
اپنے سروں پر چادریں۔ یعنی اگر ماہین وغیرہ سے ملنے جائیں تو سر سے پاؤں تک کی چادر اوڑھ کر
جائیں اور گھروں میں رہیں تو وحشی عورتوں کی طرح نہیں بلکہ کرتہ پہن کر کرتہ پر اوڑھنی اوڑھے
رہیں وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ اور اپنی چادر کے ساتھ گھونگھا مارلیں۔ ہر ایک عورت
نامحرموں سے پردہ کرے۔ جیٹھ دیور وغیرہ رشتہ داروں سے گھونگٹ نکالے اون کے پاس
اکیلے مکان میں نرہے۔ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ
رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز ہرگز تنہائی میں نہ بیٹھے
کوئی مرد ساتھ کسی (ایسی) عورت کے پاس جسکے پاس تنہائی میں بیٹھنا درست نہیں)
اس لئے کہ ایسی حالت میں تیسرا اُن دو میں شیطان (آملیگا) روایت کیا اس حدیث
کو ترمذی نے اندھے تک سے پردہ کا حکم حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا میں وارد
ہے دیکھو مشکوۃ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۲۶۱ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دستور نامحرم میت تک سے پردہ کرنے میں مشکوۃ کے
باب زیارۃ القبور میں یوں بیان ہوا ہے كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِي دُفِنَ فِيهِ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي وَأَضَعُ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَ
أَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثَوْبِي
حَيَاءً مِنْ عُمَرَ ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں آتی جاتی تھی
اُس گھر میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور میرے باپ دفن تھے کھلے منہ اس
خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے شوہر ہیں اور حضرت ابوبکر میرے

باب مین پھر جب حضرت عمر دفن ہوئے تو قسم خدا کی مین بغیر خوب کپڑا اوڑھ لینے کی نہین
داخل ہوتی شرم سے حضرت عمر کی ترجمہ تمام ہوا آفرین ہے اُن عفیفہ صالحہ بی بیونپر
جو اس دستور شرعی پر چلتی اور بیدین عورتون کی حیا سوز خصلتون سے بچتی ہین۔ ہماری
دینی کتاب اللہ اور حدیثون مین اجنبی کی قبر تک سے پردہ کی ہدایت دیوثی بیحیائی اجنبی
مرد کے اجنبی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھنے کی وہ سخت ممانعت اور جنت مین داخل
ہونے سے محروم رہجانیکی وعید اور زنا چوری قزاقی وغیرہ مظالم اور بیحیائیون کی وہ قرآنی
سخت مین سنگسار کرنے اور ہاتھ پاؤن کاٹنے درّے مارنے قتل کرنے وغیرہ کے
عذابون سے جنکی طرف سوائے چوری قزاقی کی سزا دہی کے ہمارے برادران وطن کی دھرم
پستکون نے وہ ڈھیل دے رکھی ہے جسکا نمونہ اوپر دکھا چکا ہون جوان عورتون کنواریون سے
مذہبی مقتداؤن بیحیاؤن کی آنکی شرمگاہون کی طرف انگلی چلا چلا کر ہنسی چھوڑ اور اُن بے بڑے
جوانون کنواریون کی بہ منہ توڑ جوابا جوابی کہ تیرے فلان کا سر تیرے منہ کی مانند دکھائی
دے رہا ہے اور بیحیائی کو سانڈ گھوڑے سے زنا کا پرمان دین۔ بیجان اور جہاز رانی کو یہ
کہنے کہتے انزال ہو جانے کا بیان کہ مین تیرے بھوگ سے خوش ہون اور برہما جی کی وہ بات
اور اوس کا ویسا ہی جواب پانا مہیشی سے اور وید بھگوان کا ایسے پیالون سے دونون طرف
دل خوش کرنا اور استریون کے لئے خاوند اور دیور ہی پراپت ہو کر بیجان پر بھی کرپا کرنے کا
پرمان دینا اور عورت کا زنا کرانے سے ناپاک نہوتا اور خون حیض کا آنے سے خود پاک
ہو جانا اور زانی کا نطفہ ٹھہر جائے تو خاوند کا نطفہ اوسپر پڑکر پاک ہو جاتا گویا کھٹے گہاٹ
کی سی دُہلائی نہایت آسانی سے پرمان کسیکا سار ہو بار بند نکرنا حتّی کہ رنڈی معاملہ طے
ہو جانے پر نہ سے رک جائے یا لجنی تو دونی خرچی ڈانڈ ملے ین۔ نیوگ کے بھوگ کی
یہ شان کہ بیوہ کی کو گیارہ کرنے کے لئے گیارہ خصمون کو اجازت اور ایک مرد کا گیارہ
استریون کو بااولاد کرنا روا تھا۔ تو خاوند وغیرہ کی موجودگی مین مسافر کی ناموجودگی مین

اوسکی عورت کو غیر مرد سے بچہ لینے کی اجازت وغیرہ اسی قسم کے احکام دہرم شاستر کے
کے برمان ثواب پیدا کرتے ہیں زنا و مقدمات زنا سے بچنے و پوشیدہ رہنے کی کوئی صورت
اسلام کے احکام کہلے ہوئے موتی و مروارید ہین جو اپنی رفعت شان اور بیش بہائی مین کسیکی
تعریف کے محتاج نہین مخالفون تک نے خواب و غفلت سے چونک کر اپنی حیا و عفت کا
پاسبان فلاح اور بہبود کا سامان جانچ پرتال تجربہ کے بعد مانگ کر جہولیون مین بھر لیا۔
ایک زمانہ وید کا ایسا تھا کہ اوپر کے دہندون جو چلاؤن چھوڑ دت کی دلالی ملا
مین منون کی کامنا ہوتی تھی۔ یا آج قرآنی روشنی کے زمانہ مین اوپر کے بھوگون کا نام
منکر ہندو دہرم پر حق اور استریان لاجون مرمر جاتی ہین کرنیکا تو ذکر ہی کیا ہے آج
ایسیم اجیہس سوبہگی منتر وید سنا کر کوئی پنچ دیوا پرائی استری پر ہاتھ توڑ کہہ سکے لگے
اور جہکڑی کی بوچھار کا نام سننے سے شرم آتی ہے مہذب ہندو دوالی کے جوئے اور ہولی
کی دہول اڑائی کیچڑ کی چھینک مارنے سے بیزار آئندہ دہرم پستکون سے آریگا اور آجکا کہ مخلوقات
اپنے کرمون سے پیدا ہوتی مرتی جیتی ہے مشیت ایزدی کو اس مین کچھ دخل نہین یہ اعتقاد
عموماً عوام ہندو نے چہوڑ دیا ہے سب یہی مانتے ہین کہ خلق اللہ اسی کی پیدا کی ہوئی ہے
وہ جو چاہے کرے اور چند الوہیم اور برہان کراتے ان مین انقلاب یہ سب قرآنی تعلیم کی برکت
اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خبر دی ہے وہ وقوع مین آکر رہے گی زمین و
آسمان ٹلجا ہین مگر اس کا ٹلنا محال مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی فصل ثانی مین ہے
وعن المقداد انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لا یبقی
علی ظہر الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعز عزیز وذل
ذلیل اما یعزہم اللہ فیجعلہم من اہلہا او یذلہم فیدینون لہا فیکون الدین
کلہ للہ رواہ احمد صلہ یعنی حضرت مقداد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے
کہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہ باقی رہیگا

پشت زمین پر کوئی گھر ڈھیلے کا اور نہ اونٹ کی اون کا مگر کہ داخل کریگا اللہ اوس مین کلمہ اسلام کا ساتھ عزت عزیز کے اور ذلت ذلیل کے یا عزت دیگا اونکو اللہ تو کریگا اونکو اہل اُسی کلمہ اسلام کا یا ذلیل کرے گا اونکو تو طریقہ برتینگے وہ کلمہ اسلام کا (معداد کہتی ہین) عرض کیا مینے تو ہو جائیگا دین سب کا سب واسطے اللہ کے روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے مخبر صادق صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا صدق واقعات اہل ادیان دنیا سے عیان ہے۔ علمی اور اعتقادی اصلاحین ہنود یہود ونصارے وغیرہم مین موافق اسلام کے بہ زبردست مصداق ہین اس خبر کے بیوہ بے نکاحی بٹھائے گئواریان تن بنانے لگواریون کو دیوتون کی بیاہتا ٹھہرائے ایک مرد کو ایک زوجہ کے سوا دوسری زوجہ کے حرام ٹھہرانے مین امور فطریہ کی مخالفت توریت شریف کی مخالفت کنواریان ہزارون فالتو بچ رہنے کی مصیبت بہی کیا اور بہت سے امور علمی و اعتقادی مین عصمت وعصمت حیا وغیرت کی گلے کی پھانسی کے پھندے جب تک نہ کہلے جب تک نہ کہلے جب تک اسلامی احکام علمی و اعتقادی مین اصلاح و تہذیب اسلامی کو باوجود نہ ماننے اسلام کے چار و ناچار چارہ کار نہ بنایا۔ گھر مین خیر و صلاح نے جبھی قدم رکھا ہے جب امور مذکورہ بالا اور بہت سے خیالون چال چلن برتاو مین اسلام کے آگے گردن جھکوالی ہے۔ ہماری گورنمنٹ کی نیک نیتی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ یورپ خصوصًا انگلستان مین جسکا جی چاہے اسلام لائے کوئی قانونی ممانعت نہین ہین۔ امریکا مین اسلام کا قدم بڑہا ہا اور برہما مین یہ ہی ایک جہلک بعز عزیز و ذل ذلیل لفظ حدیث کے مفاد کے انوار کی اخبار اہل حدیث جلد ۱۵ نمبر ۲۵ امرتسر مورخہ ۱۴۔ رجب ۱۳۳۶ھ ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۴ مین ہے اڈیٹر مسافر برہما مین اشاعت دہرم کے لئے تشریف لے گئے ہین۔ وہان کے حالات اخبار مسافر مین لکھتے ہین جمنین سے ایک مضمون اس قابل ہے کہ ہم بھی اپنے ناظرین تک پہنچا دین۔ خدا کی شان وہ

مسافر جو ہمیشہ لکھا کرتا تھا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے آج وہی برہمائین اشاعت
اسلام کا ذریعہ اپنے سابقہ خیالات کے برخلاف لکھتا ہے ناظرین بغور پڑھین (اہلحدیث)
برہمنون کی بحیثیت ایک جاتی تباہی عرصہ دراز سے شروع ہوگئی ہے اور آریہ پترشش
یہ بات افسوس کے ساتھ سنینگے کہ آجکل دنیا کی یہ بزرگ جاتی بحالت غفلت موت کی
سڑک پر بڑی تیزی کے ساتھ قدم بڑھاتے چلی جارہی ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ میری بار آئے
ہین اگر یہی حالت بدستور قایم رہی تو تقریباً سو سال کے اندر ہی اندر سارا برہم دیش
عیسائی اور مسلمان ہوجائیگا۔ اور تیاگ مورتی گوتم بدھ کی بنائی ہوئی یہ جاتی سدیو کے
لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی۔ برہم دیش مذہبی نقطہ خیال سے بھارت کے ہندون کے
لئے پنجاب کے سرحدی علاقہ اور بلوچستان کی مانند ہوجائیگا (الی قولہ) عموماً یہان ہر مسلمان
پہنچکر ایک ایک دو دو یا تین تین برہمی لڑکیون سے حسب خواہش شادی کرلیتا ہے شادی
کرتے ہی مسلمان لوگ برہمی لڑکیون کو اپنی شرع کے مطابق پردہ کا پابند بنا دیتے ہین
اور رفتہ رفتہ چند ہی روز کے اندر اندر انھین کٹر مسلمانی بنا لیتے ہین۔ پھر ان برہمی بیویون سے
جو سنتان (یعنی اولاد) پیدا ہوتی ہے مسلمان لوگ اُسے ہر پہلو سے بہت ہی کٹر
مسلمان بنانے کی کوشش کرتے ہین یعنی مسلمان اپنی برہمی عورتون سے پیدا شدہ بچون کو عربی
اردو پڑھاتے ہین۔ اور تمام ارکانون سے اسلام کے انھین کما حقہ واقف کرا دیتے ہین
برہمی عورتون سے پیدا شدہ مسلمانون کی یہ سنتان برہما مین زیرباڈی یا زرباڈی کے نام سے
پکاری جاتی ہے اور زرباڈیون کی تعداد آجکل اس دیش مین اس کثرت اور تیزی کے ساتھ
بڑھتی چلی جارہی ہے کہ ان کی ترقی دیکھکر کوئی شخص بھی یہ خیال کئے بغیر نہین رہسکتا
اگر یہی حالت بدستور قایم رہی تو ایک ہی صدی کے اندر اندر برہم دیش اسلام دیش
بنجائیگا (آگے پہلے فضائیون کا برہمی لڑکیون سے شادی کرنا اور پوجر خانہ مین انکی
اولاد کا کام کسیلہ کرنا لکھا ہے) (الی قولہ) بعینہ یہی حالت آج دیگر اقوام کے مقابلہ مین

ہندو جاتی کے افراد کی ہے۔ ایسی حالت مین قدرتاً جاتی کے ایک ہی خواہ کو سب پیدا
ہو جاتا ہے کہان حالات مین اس جاتی کی زندگی کتنے دن قایم رہسکتی ہے" مسافر آگرہ مورخہ
۱۵- اپریل ۱۹۱۰ء اہل حدیث) ناظرین اڈیٹر "مسافر" کو اشاعت اسلام سے
جو رنج ہو رہا ہے۔ آپ دعا کرین خدا انکو اس رنج مین صحیح سلامت مکان پر پہنچا دے ص۵
الصنا نمبر ۴۲ - ۷- رجب ۱۳۲۶ھ صحیفہ، مرقوم ہے مرد کی جسمانی ساخت ہی کثیر الازواجی
کے لئے ایک کافی دلیل ہے۔ مسٹر نائس گیوکی تحقیقات برگرم ملکون مین لڑکی آٹھ نو دس
سال کی عمر میں قابل شادی ہو جاتی ہے آئندہ کثیر الازواجی کی ضرورت بیان فرما کر لکھا
ان ملکون مین کثیر الازواجی کو رایج کرنا بڑا ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے ڈیو نپورٹ)
کا قول ہے سرد ملکوں میں بھی بہ بعض وجوہ جسمانی زنا سے بچنے کے لئے ایک سے زیادہ شادی
کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے سکوپن ہربرٹ کا یہ اقرار ہے کہ ہم سب بعض اوقات اور ہم میں سے
بعض تو ہمیشہ کثیر الازواجی پر عمل کر رہے ہین تو اس سے بہتر کوئی رائے نہین کہ اسکی
اجازت دیجائے اور وہ مرد اُن بہت سی عورتون کا محافظ اور خبرگیران رہے (الی قولہ)
اور بیگم یا خانم کے الفاظ جنہون نے تمام یورپین تہذیب اور عیسائیت کو پاگل بنا رکھا ہے
وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاوینگے الخ اور ساتھ ہی اُسکی اُن بدنصیب اور بدبخت عورتون کا
وجود جسنے آج یورپ بھرا پڑا ہے کالعدم ہو جاویگا (ناقل کہتا ہے ولایتی اخباروں سے
منقول المشیر البرید وغیرہ اخبارات ہند کی عبارتون مین لکھے جو اسی حصہ میں نقل ہین ایک
مرد کو ایک بی بی سے زیادہ کی ممانعت پر عمل پیرا ہونے نے پندرہ تا بیس سالہ لاکھوں
کنواریاں فالتو بنا دین جنمین سے بہت سی کنواریان عنقریب مائیں بننے والی ہیں۔ بقول سکوپن
ہربرٹ جن بدنصیب بدبخت عورتوں سے آج یورپ بھرا پڑا ہے تقریر ناقل تمام ہوئی آگے
انھین فلاسفہ کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کے ہر کونہ میں کثیر الازواجی عملی طور پر پائی جاتی ہے
اور جرمن کے ایک فوجی افسر کا مشورہ کہ ترکون کی طرح جرمنی مین بھی ایک سے زیادہ

شادی کرنے کی اجازت دیجاتے - بہرحال جرمن کونسل نے اس مسئلہ پر غور کرنے کا فیصلہ کریا ہے (الی قولہ) پیرؤ مسیح کثیرالازواجی کے برخلاف کوئی حرف زبان سے نکال سکتے ہیں جبکہ خود اُنکے اپنے انبیا کا عمل اُس کا موید اور موکد ہے اون کو شرم آنی چاہیئے وہ کس منہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہین جبکہ اون کا وجود تمام نسل انسانی کے لئے اسقدر فائدہ مند ثابت ہوا ہے اور جبکہ انکون نے اسقدر اعلی ہتیی قانون تاکثیرالازواجی کو بھی روا رکہا اور ساتھ ہی ایک بی بی پر اکتفا کرنے کی ترغیب قواعدہ کے صریح اور صاف حکم کے ماتحت دی - سٹر نگنس لکھتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے ان قدیم مذاہب کے قوانین کی پیروی کی جو دریاے فرات کے مغربی طرف واقع ہے اور عیسائیوں کے نزدیک تو اس حصہ میں ساری دنیا آجاتی تہے - آنحضرت نے اپنے پیرون کو ایک سے زیادہ بی بیان رکھنے کی اجازت دی آگے عیسائیوں کے اعتراض کو داد داود سلیمان علیہما السلام کی کثیرالازواجی کے موافق حکم الہی ہونے سے رد کیا ہے پھر یہ لکہا ہے خصوصا جبکہ حضرت مسیح اون کتابوں مین جن مین آپکے پیروون کے مختلف فرقون نے آپکے احکام جمع کئے ہیں کسی ایک مین بھی اس کے حکم نہین دیتے تہا ایمس صاحب نے اپنے عالمانہ مضمون ری کان کیو بنیشامن تمام قوموں تمام زبانوں مشرق مغرب کے ہر ایک حصہ مین کثیرالازواجی کا رواج اور جو بڑائی یونانیوں تک میں ثابت کیا ہے اور یہ کہ یوریپڈیس و افلاطون اس کے حامی تھے اور روما کے قدیم باشندے اسکو منع نہ کرتی تہی خود مارک انٹونی کے دو بی بیان تہیں اوس وقت میں یورپ مین کثیرالازواجی کا رواج عام ہوگیا تھا - حتی کہ تھیوڈیس - تھوریس - آرکیڈیس کا زمانہ آگیا ۳۹۳ عیسوی مین کثیرالازواجی سے روکنے کا قانون بنایا اوس کے بعد شہنشاہ ولینٹینین نے تمام رعایا کو ایک سے زیادہ شادیان کرنے کی اجازت دی اور اسپر پادریون کا رد و انکار کسی مذہبی دلیل سے نہ ہوا دلینٹینس این کانسٹنٹین - ہیریس وناپیر سیمس لیبینس جدلیمیگنس ان سبکے بہت سی

ی بیان بعضین ان کی بابت تو سینٹ اوس برجینس بھی یہی شہادت دیتے ہین اسکے بعد
ایسی ہی جان ڈیونپورٹ ایڈ منڈ برک وغیرہ کی تحریر ولنسی ثابت کرکے لکھا کہ سب ایک ہی
بی بی پر اکتفا کرین تو بموجب نص قرآنی فَوَاحِدَةً اس مین بھی اسلام کی فتح ہے کثیرالازواجی
اختیار کرلیں تو اس مین بھی اسلام کی فتح ہے کثیرالازواجی مسلمانو پر فرض نہین کی گئی ہے
آئندہ خلاصہ مین دس نمبر وہین دیکھیے جس سے کھلجا یگا کہ انسانی نسل کا ابتدا ہی سے اسپر
عمل رہا ہے تمام دنیا پر نمبر۵ مین فرمایا بازاری خرافات اور زناکاری کے روکنے
کے لیے ایک یہی کارگر حربہ (اور زنال) ہوسکتا ہے جسکو کوئی اخلاقی اصلاح کنندہ
رد نہین کرسکتا (۱۰) کثیرالازواجی کوئی خاص اسلامی مسئلہ نہین - ایک بی بی پر اکتفا
کرنیکو بہ نسبت کثیرالازواجی کے اسلام سے زیادہ تعلق ہے یہ خلاصہ بطور التقاط ہے صفحہ
تا ۱۸ تحقیقات علماء محققین یورپ اور واقعات تاریخی اور شہادت اخبارات سے کھل
گیا - کہ ایک سے زیادہ بی بی رکھنے کی ممانعت نے زیادہ کے ضرورتمندون سے اور فالتو
بچنے والی کنواریون سے انکو ناچار بنا کر جو کچھہ کرادیا عاقل خود سمجھہ لینگے اخبار خود سنا رہے
ہین کہ بہت سی کنواریان عنقریب بچے جننے والی ہین اہل بصیرت خود جان گئے کہ ایک زوجہ پر
مجبور کرنیکی قید نے وہ وہ بے قیدیان بدعنوانیان کرادین جنکے مٹانے کا
کثیرالازواجی ہی کامل علاج تھی - خواہشات بہیمیہ کے ناجائز طور پر بھر پانے مین کتنے
مجبور کیا اور کیسے اس مجبوری کو جائز طور مین محصور رکھا اور تنگی سے بچادیا زناکاری کی ترغیب
کونسا حکم تھا اور زناکاری کا دروازہ کھولنے کی باعث کونسی راے نظر بر انجام کام
ہوئی اس فیصل شدہ فیصلہ کو ہم ناظرین اہل بصیرت کی راے پر چھوڑتے ہیں -

ارعم کرتا ہا - ہیتشام باہی ستودھی ہوم بولتی آریہ بھوین صہ۳۴ مین دیانندجی نے اسکا ترجمہ
یہ کیا ہے اے وایو (ہوا) تو ہی عنایت[۱] سے ہمارے پاس ہر جگہہ موجود ہے ہمنے عمدہ طریقہ سے

---

[۱] اللہ سے غافل کب کہہ سکتا ہے کہ تو اللہ سبحانہ کی عطا اور تسخیر سے ہر جگہہ اپنے کرہ میں موجود ہے
اوسکو خدا سے کیا کام وہ تو ہوا سبب راحت و عذاب ہی کو خدا سمجھا ہوا ہے -

سوم کابیت اچھار س نکالا ہے۔ اور نہر سب عمدہ چیزیں اچھی طرح سے ملا کر خدمت عالی میں پیش
کی ہیں قبول فرماؤ انتہی پھر وید کی ادھیا ۲ اسکے منتر ۵ میں مترجمہ دیانندی
وغیرہ سے نشہ لانیوالا عرق دونوں ہاتھوں سے پرمیشور کے نچوڑا جاتا دیکھو پنڈت دیانندی
جی نے نفس مطلب کے مسخ میں تصرف نہیں کیا ہے۔ دیکھو رد تکذیب صفحہ ۷ ۹
عرق مستی کی اس سے اور کیا زیادہ عزت افزائی ہوگی کہ پرمیشور کے ہاتھوں نچوڑی جاتی
مہمانی نشہ پانی ہوا ہر جھگڑ گویا اوس کا مہمان ہے وید کا ہر جگہ اشارہ شراب کی
اسکے مقابلہ میں اول نصوص کو قرآن و حدیث کے مطابق کر دیکھیں شراب اور نشہ آور
چیز کی حرمت اور برائی اور شراب خمر کی سزا کو بیان کیا ہے اگر یہ دو چیز نہ ہوتی تو نام
تبلاؤ بتا کر نشہ کی حالت میں فلاں شخص نے اپنے بیٹے کی بی بی سے منہ کالا کیا تھا جسکو
دوسری بار نشہ کی حالت میں ہی مہمان دیا نعوذ باللہ منہ اسی واسطے بعض ملکا مذہب
عہد جدید میں خمر خوری میں تھوڑی سی پینے کی اجازت دی ہے اور اسلام نے سرے سے
اس معصیت کا گلا ہی کاٹ دیا ہے۔ مدعو نیہم خود فقرہ وید کا منتر منقولہ صدر [illegible]
دیکھو وہ پینے کو دیوتا بلاتے ہیں فی غور ہی شراب خواری کے بیان سے خالی نہیں

کہیا رہیں ہر جا نہ کنواری کہیا — کلیسیٹ دیکھ [illegible] کو مسری [illegible]
تاز طغیانی سے ہو کلیسی خراب — کلیسیٹ [illegible] سے گئے کہہ [illegible] غم
گیارہ ہیں کو وہ قضا کرتے نہ تھے — سال [illegible] کر گئے ملف بارہ کا [illegible]
دیکھو خلفا کی کتب تاریخ میں — ہر روایت [illegible] سیوطی نے رقم
نقل کر عصمت ادا کی [illegible] کی — [illegible] حدیث میں [illegible]
سو کہے ہر بھی کنواری کستیان — کر [illegible] کنواری دنیا قدم
[illegible] ہو جا اور تمنا شیخ مقصر ہے — [illegible] ہو سکتے آکر ہم
اپنے والی کا [illegible] — [illegible] کا [illegible]

ہمارے والی نامدار اعلیٰ حضرت ظل سبحانی صاحب العلم والفن مالک السیف والقلم امیرالامرا رئیس الرؤسا فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ ہز ہائینس مخلص الدولہ ناصرالملک عالی جناب معلی القاب جناب نواب محمد حامد علیخانصاحب بہادر مستعد جنگ۔ جی۔سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہم کی کتاب سیر و سیاحت دیکھئے بچھڑا پوجنے اور ہند کے مقبرون کا کام اور وجہ تسمیہ اور گائے کی پوجا مصر سے لانیکا پورا حال مع مزید تحقیقات دلچسپ کے معلوم ہوجائےگا اور تناسخ کا بیان آئندہ آئیگا انشاءاللہ تعالیٰ ابوالشیخ نے اپنی کتاب العصمۃ مین بروایت قیس ابن حجاج لکھا ہے کہ جب مصر حضرت عمرو بن العاص کے ہاتھ سے فتح ہوا تو وہان کے لوگون نے آپ سے آکر عرض کیا کہ اگر نیل کو طغیانی ہو تو ہمارے یہان کاشتکاری نہین ہوتی اور بغیر ایک تدبیر کے دریا طغیانی سے روانی سے رکتا نہین اور وہ ترکیب یہ ہے کہ ہم ہر چاند کی گیارہوین تاریخ کو ایک جوان باکرہ لڑکی کو دلہن بناکر نیل مین غرق کردیتے ہین حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا۔ اسلام ایسی لغو باتون کو مٹانے آیا ہے۔ مین اسکی اجازت نہین دونگا۔ چنانچہ یہ عمل نہین ہونے دیا اور حقیقت مین دریا کو طغیانی ہوئی آپ نے گھبراکر حضرت عمرؓ کو اطلاع دی آپ نے جواب دیا کہ تمنے خوب کیا اور بہت ٹھیک جواب دیا کہ اسلام ایسی لغو باتونکو مٹانے آیا ہے مین اس خط کے ساتھ ایک رقعہ ملفوف کرتا ہون اوس کو دریائے نیل مین ڈلوادو عمرو بن العاص نے رقعہ کہولکر دیکھا تو اوس مین لکھا ہوا تھا کہ منجانب بندۂ خدا عمر امیرالمومنین بجانب نیل مصر معلوم ہو اگر تو پہلے سے طغیانی پر نہین آتا ہے تو اب بھی تاوقتیکہ تجھے حکم نہ دے طغیانی پر نہ آنا مین خدائے قہار و جبار سے دعا کرتا ہون کہ تجھے طغیانی

۱؎ اس کو ہندو دھرم کے عرف مین سنپٹ دینا کہتے ہین۔

نہ دے نقط حضرت عمرو بن العاص نے یہ رقعہ نیل میں ڈلوا دیا دوسرے ہی روز
نیل معمول سے سولہ گز طغیانی میں کم ہوگیا اوسی روز سے مصر کا یہ دستور بھی منقطع ہوگیا
(یہ منقول ہی ترجمہ تاریخ الخلفا سیوطی کی فصل حضرت عمرؓ کی کرامات مندرجہ صفحہ ۷۶
سے گیارہ کے عدد مین گیارہ تیان تینتیس ۳۳ دیوتاؤن کی خصوصیت پر ایک خاص تاثیر
خیال کرتا ہو دکا کہ زمین پر گیارہ دیوتا ہین اور آسمان پر گیارہ اور خلا مین بھی گیارہ
جنکی تفصیل منوادہیا سے ۲ شلوک ۴ ۱۱ سے اور یجروید ادہیاسے ۱۴ منتر ۲ سے
اوپر منقول ہو چکی چونکہ آریہ گوت ایران کے اور آریہ گوت یونان کے دیوتا ایک ہیں
کفار مصر میں بھی اس عدد کی رعایت اس نذر اور بھینٹ مین شاید اسی خیال سے کی
گئی ہو۔ قربان جاتے شریعت اسلام کے کہ اوس مین کسی عبادت بدنی و مالی مین
کسی وقت اور تاریخ کی تخصیص بھی کی گئی ہی تو ان تمام شبہات کفریہ سے بچا کر
طلوع اور غروب آفتاب اور ٹھیک دوپہر کے وقتون مین نماز کی ممانعت مین تشبہ
کفار سے کسقدر اجتناب کیا گیا ہے۔ اگر نماز ہی کا یہ مقصد نہین ہوتا ان اوقات مین
جو سورج کے پجاریوں کا ہوتا ہے۔ تو ہمکو یہ امید کرنا بیجا ہوگا کہ ہمارے مسلمان بھائی
بھی حضرت سید الاولیا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الثقلین سید نا شیخ
عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی روح اقدس کو ثواب پہنچانے اس تاریخ کی
آڑ نکر ینگے اور احتیاط اور اخلاص کو کام فرمائینگے اور جب میسر آئیگا اس کار خیر مین در گذر
نہ فرمائینگے اور ایصال ثواب مین اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آل اصحاب کو اور دیگر
اولیا امت کو نہ بھولینگے۔ اور حدیث التوسعہ مین جو دسویں عاشورا محرم الحرام کی تخصیص
ہے وہ ان حضرات سے پاک ہی اور بعض حدیث سے ثابت ہی اور ایک بھینٹ کنواری کنیا ن
کی نیل کے خشک ہو جانے (پانی کم ہو جانے پر بھی) پر بھی دیجاتی تھی جیسا کہ امام مستغفری
نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اس جور و ستم سے کی رسم کو مٹانا اور سٹھانی

فریب کو توڑنا اللہ سبحانہ کے شیر سیدنا عمر بن الخطاب خلیفہ دوم کے ہاتھ سے بوساطت عمرو بن العاص یون ظہور مین آیا کہ نیل کے نام یہ نامہ بھیجا بسم اللہ الرحمن الرحیم من عبد اللہ امیر المومنین الی نیل اما بعد فانك مخلوق لا تملك ضرا ولا نفعا فان کنت تجری بحولك وقوتك فانقطع فلا حاجة لنا الیك وان کنت تجری بحول اللہ وقوته فاجر کما کنت تجری والسلام **ترجمہ** یہ خط ہے اللہ کے بندے امیر المومنین (عمر بن الخطاب) کی جانب سے طرف نیل (دریاے مصر) کی اسکے بعد حمد وصلوٰۃ کے (معلوم ہو) کہ بیشک تو مخلوق ہے کہ نہین مالک ہے تو کسی نفع کا اور نہ نقصان کا پس اگر ہے روانگی تیری اپنی قوت اور طاقت سے تو زائل ہو کہ مطلب ہمارا تجھسے نہیں اور اگر واللہ (بزرگ غالب) کی طاقت اور قوت سے بہ رہا ہے تو جاری ہو جیسا کہ جاری ہوا کرتا ہے اور سلامتی ہو ترجمہ تمام ہوا (یہ اور عمرو بن العاص کے نام کا خط) دونون علم بن ساریہ کو دیکر کہا عمرو بن العاص سے سلام کہنا کہ ڈالدو اس خط کو دریاے نیل مین جب پہنچے علم بن ساریہ مصر مین بیچ خدمت عمرو بن العاص کے اور پڑھا اونہون نے دونون خطون کو اور ڈالدیا نیل کے نام کا خط نیل مین تو دریا موجین مارنے لگا اور خوش ہوے لوگ اور خوب کھیتیان ہوئین (یہ اسلام کی پانچوین کتاب مین بھی مرقوم ہے)

پانی بد پرہیزی مہلک ویدنے — روکتا اوس سے نہین ویدک دھرم
شرک اور نفسانیت کی بال پول — روگ جی کے وہ نہین کرتا ہے کم
عیش کے اسباب اور شہوتی ظہور — اونکی پوجا اونکی سیوا اور اونکی بھم
ویدمین گرچہ تناسخ ہے نہین — پکڑی پکڑین سے دنیا اوسکو سمجھ
آج مرجاوگے تو ترت آباد گے — دی ہے یہ بھی لو بھر کا ہے کا غم

بعض پرچون مین ہنود کے الہ آباد سے جو یہ مضمون شائع ہوا تھا کہ وید کے رسیون کو تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ سب آدمی ایک مذہب اور دستور کے پابند نہین ہو سکتے لہذا ویدون مین

ہنود کے مختلف خیالوں و دستوروں عقاید سب پر صاد کر دیا ہر ایک کی ہر ایک کے خیال کے
موافق تائید کر دی تاکہ اپنے اپنے خیال اور خواہشیں پوری کر کے سب اپنی اپنی مرادوں کو پہنچیں
یہ عذر بدتر از گناہ ہے قانون بنانے والے کو یہ خیالی پلاؤ پکانا کیا ضرور کہ مختلف مذاق
کے لوگ ایک وضعی قانون کی پابندی نہ کرینگے ہر ایک کی خواہش پر اوسکو چھوڑ دیا جاوے
ڈاکہ زنی کریں یا چوری عزابردی کریں یا سینہ زوری جیٹھ دیور اجنبی ہم قوم سے بیج
لیتے اولاد حاصل کرنے کے لیے بے نکاح بیوہ یا مسافر اور بیمار اور تندخو کی استریا سہاگن کنوارہ
مردوں سے نیوگ کرے یا اس قسم کی کنوارہ عورتوں کی کوکھ ہری کرے ایک صرف یہاں ہزاروں
بغیر ہی دیدہ و دانستہ زنا ہو جاتے یا رنڈی بازی ہر شبہ اور ہر خیال کی تائید کی جانے
نہ روک تھام - اور کچھ بھی چلے تو بعض اون امور میں جن کو نفسانی امتیازی اور عقلی میں دخل ہو -
ایسا قانون برہم زن انتظام اور امن اور صحت کا ہے امراض جسمانی ہوں یا روحانی اونمیں
پرہیز اور علاج کرنا ہی تجربہ میں نافع نظر آیا ہے اور بدپرہیزی مہلک -

اصل بات یہ ہے کہ وید مختلف خیالات و مذاق والے بھولے بھالے لوگوں کی پرچاونی گیتا
ہے آج اوسکو آسمانی ادیان والونکی دیکھا دیکھی الہامی کتاب آسمانی مضاب بنایا جاتا ہے
اس لئے زمین و آسمان کے قلابے ملاتا اوسکے حمایتیوں کے گلے کا ہار ہو گیا ہے آسمانی کتابوں میں
جہاں امور حکمیہ فلسفیہ ہوتے ہیں بلکہ فلاسفی کی بنا مذہبوں کی اصلاحیں ہوتی ہیں وہیں سطحی نظر والے
عوام کی اصلاحیں بھی سادہ طرز میں ہوتی ہیں جسپر فلسفیات میں غور کرنے والے اپنی غلطی
سمجھ کر ان محاورات سادہ پر اعتراض کر کے دل بہلاتے ہیں - گویا الٹا ہتیا اوتارتے ہیں
ارسطو کے فلسفہ کی ورق گردانی کرنے پر مغرور ہو جانے والے ہر مذہب کی کم و بیش ایسی غلطی
میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر اوس کے مفاسد مستنزہ فاش کر دیتے ہیں - جب مصریوں کو دریائی
سفر میں بخار ہوا اور اس سفر میں بہت سی جانیں ہلاک ہوئیں اور سمجھا لیے کہ اس سفر والے باز
نہ آئے اور اونھوں نے اپنی طرح طرح کی مفغشوں اور طرح طرح کی مخلوق کے دیکھنے کا

اس دریائی سفر مین مبتلا پاتو اون کے اس خیال کے اوٹھا لینے کے لیئے کہا گیا کہ سمندر کی تہ مین جو مخلوق
ہے ہم اوس کو نہین دیکھ سکتے ہم ہم کو وہ سفر بتلاوین جسمین تم ساری کائنات ظاہرہ و باطنہ کی
سیر کرو اور وہ سفر تناسخ کا ہے اس سلسلہ مین تم طرح طرح کی مخلوق کے قالبون مین جاؤگے اسپر جاہلونکو
دریا کے نادیدہ طولانی سفرون سے باز رکھا تھا تو یہ ڈھکوسلا اس روک کی قائم مقام ہوگئی اب یہ ایک عقیدہ
اور مذہب بنگیا فیثاغورث نے مصر سے مستفید ہوکر اسپر عجیب و غریب گلکاریان کین اوسکے
شاگردون نے ہندوستان کو بھی اس مین سان دیا اس تاریخی واقعہ کو مع مزید تحقیقات کے دیکھنا منظور ہو
تو ملل ونحل شہرستانی کی اور دوسری کتابین تواریخ وغیرہ کی دیکھو اور جامع طرز مین مختصر طور پر اس کم القا
سمہ کے پرچون مین خوب بیان کیا ہے۔ تناسخ کے مدعی تناسخ مین عدل اور انصاف پورا ہوتا
گاتے ہین۔ حالانکہ تناسخ مین ظلم ہے۔ کون نہین جانتا کہ اکیلا جسم بلا روح ۔ سے جن پاپ نیک و بد
اعمال وقوع مین نہین آسکتے اور نہ اکیلی روح بلا جسم سے پس مقتضاے انصاف تو یہی ہے کہ جزا مین
اعمال نیک کی اور سزا مین اعمال بد کی دونون کو بھی یاد کرایا جاتے اور روح سے جن پاپ تو کیا تھا
انسانی قالب مین اور جزا سزا کے لئے پکڑ لیا گئے اور گئو کے جسم کو اوسی روح کے ساتھ اس صورت مین
گو روح کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہوا اگر جسم متروک اور جسم قبول کیئے ہونے کے ساتھ تو جزا نہ دینے
اور کسی جزا اور کسکو دینے مین ظلم ہوگیا اور سزا مین کسینے کسب کمائی روح جرم کیا اور کون پکڑا گیا۔
یہ بھی ظلم ہوا۔ اگر کوئی کہے کہ جسم تو کھال کے پرت ہر سال اوترتے اوترتے اور اوسکی جگہہ گوشت
کا بالائی حصہ قایم ہوتے ہوتے ایک مدت مین جسم خود ہی دوسرے اون اجزا نامیہ سے بدلجاتا ہے
جو غذا وغیرہ کھانے سے حاصل ہوتے ہین تو جواب اس کا بغرض تسلیم یہ ہے کہ جسم روح غذا وغیرہ
کھانے سے تمھارے نزدیک بھی نہین بدلتی۔ حالانکہ کھانے پینے کا مزہ اور رنج اوسی کو محسوس ہوتا ہے
ایسے ہی اصلی جسم جسکو انانیت کہتے ہین وہ بھی نہین بدلتا پس اوس انانیت کو چھوڑ دوسرے
کی انانیت کو پکڑ لینا یہی تو ظلم ہے جو تناسخ کے وقوع پر سبکے کاربند ہونے بغیر نہین رہ سکتا
افسوس اس معمہ وبا فیثاغورثی وجتی نے ہند مین وہ اندھیر پر ہلاکت پہیلائی کہ تناسخ کا

کا ثبوت اون منترونکی چیستان اور پہیلیوں سے دونا جائے لگا جنمین گایا گیا ہے کہ
ایک بکری ہے اور دو بکرے ایک بکرا (جسے روح ٹھہراتے ہیں) اوس بکری سے
جفتی کرتا ہے (جسے جسم ٹھہراتے ہیں) اور دوسرا بکرا (جسے پرمیشور فرض کیا ہے) جفتی
نہیں کرتا بھلا کہاں تناسخ جسمین ایک روح کے لئے اجسام متعددہ اور کہاں یہ کہانی
متعدد جسم کی اڑاتو الی تناسخ کا گٹھ جوڑا مادہ کی قدامت سے بھی کیا جاتا ہے اور قدماء
ثلاثہ کو وید سے ثابت بنایا جاتا ہی اس کا ابطال وید ہی سے ملاحظہ فرمائیے رگوید منتر
ایک اسلوک ۵ ادھیائے ورگ ۷ اکا جو ترجمہ خود سوامی دیانند جی نے بھاشیہ بھومکا صفحہ
میں کیا ہے جسکی حرف بحرف نقل یہ ہی جسوقت یہ ذروں سے بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی
تھی اوسوقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است (حالت غیر محسوس) تھی یعنی شونیہ
(آکاش بھی نہیں تھا کیونکہ اوسوقت اوس کا کچھ کاروبار نہیں تھا اوس وقت ست پرکرتی)
یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے)
تھے وراٹ (کائنات میں جو آکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اوسوقت
صرف پربرہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے پرتر ہم
(بے علت) کارن ہی وہ موجود تھی تعجب ہوتا ہے ایسی تصریح کے دیکھتے تناسخ
(آواگون) کا وہم اور مادہ کی قدامت کا خیال نکالنا کوہی آن گر غلط ہے۔

ایک جتھے نے چاند کا ایک بت بنا	اس لئے پوجا کہ ہے چندر کا جسم
ساری دنیا کی کرے تدبیر وہ	آگ دانا کار گھاٹک یہ صنم
تار دنکی روحانیت کے روپ میں	ہے بنا یہ جی کیا سٹر کی ستم
تارے انجم بچ گئے جس وہم سے	ہے وہ اسرا نجوم کے اندر رقم

اناج اور پھلوں میں رس دودھ دہی اور پھولوں میں خوشبو وغیرہ تاثیر چاند کی تاثیر سے
بتلا کر اوس کو آن دیوتا ماننا نجوم کی تاثیر سرد و گرم تر خشک صفراوی سوداوی

خوبی بعضی نحس و سعد نباتات وحیوانات وغیرہ مین پہنچی ہوئی بتلاکر نجوم وکواکب کو خالق اور ان چیزون کا مانتا جنہون انکی تاثیرسے کام لیا گیا ہے اوراس سے اون کو حق عبادت اور برے بھلے کی رہنے کے کرتا انکو بنا پر ویسی ہی معصیت وہلاکت ہے جو سورج اور ہوا کو خالق بتلاکر پوجنے کے ابطال مین اوپر مذکور ہوئی ہے ـ ترجمہ مین اغاثہ کے ہے ایک اور جماعت ہے جسنے چاند کے واسطے ایک بت بنایا ہے اور کہتے ہین کہ وہ سب جگہ کے عالم کی تدبیر کرنے والا ہو ـ اور بعضے اونمین سے اُن بتونکی پرستش کرتے ہین جنکو ستارونکی صورت اور اپنے زعم مین اونکی روحانیت کی شکل پر بنایا ہے اور اگر تم کو اسپر اطلاع پانیکا مقصد ہو تو کتاب السر المکتوم فی مخاطبۃ النجوم مین جو ابن خطیب رازی کی طرف منسوب ہے دیکھو ختم ترجمہ اغاثہ

آنما قباحت کو سمجھکر آرستے
کرہون عنصر کا بچایا کان ناک
ماہرو توجن کے دہنی مخفی سے کہے
سبد ونکے بیچے بیجے جھن دستے
اونکے چاپانے پر کچھہ آیا نہ ترس
آسکے بچے عورتین بوڑہے فقیر
شرک بنی وقتل معصومان دم
ہے وہ مثل عضو مفلوج کا ثاد

سلجھے سلجھانے لگے اُلجھا دہم
ذہیت سے دہوین بچا بی ہند ہم
ہادیون کے قتل سے جب مرگیا ہم
قلعہ کی دیوارین اُف رکھی تمام
ہتیا کی ہائے پاپی بے دہرم
ہارے پریہ اسلام سے کہہ لو تو دم
ہودرد آس بن ہت پا ترہ کو دہرم
ورنہ سب تن گل جلیگا دم عدم

قلعہ کی دیوارین زندہ معصوم بچے چلتے جن دیئے۔ ہتیا اونا ہنود ہتیا کہا شیوالونکی خدنا یخ ہے ایک بدنما کا کلنک کا ٹیکا لگیا اونکی پیشانی پر دیکھو جگنامہ سبا لکوٹ بعض تیرتھی کو ایک گہاٹ پانی پلا دینے والے گورنمنٹ کا سایہ سرپر نہوتا تو جھوٹ بھوٹ بہومیا خاص جنہت کرامت دیوتا دیویون بتون تھانون گنگا جمنا کو سلانگ خیلوہی نغز

کے پجاری ایوگ بھوگ تال ہوریسے ناچ رنگ کے رسم کلنج بھڑاسے دونے اب کیا
کسر کر دیتے جہونٹی سانپ بچھو مارتے ہتیا کہانے والا تہا مگر مسلمان ہندوؤن کے
بچون تک قتل کرنے مین دریغ نکرتے واقعہ پورب جو حال ہی گذرا ہے شاہد ہے۔ اگر
ناعاقبت اندیش نفوس اسکو قربانی کا نقصان سمجھا ہین تو اونکو بڑیوں وغیرہ پر جھیان قربان
کرانے والے معاہدہ کے پہلے دستہ کے نمبر ۵ مین وتستر یہ دیو اتا ام پہنتی کہیہ اور دیبیستی
کے لیئے گئو کے جھٹکے کا حکم دینے والے تھے پہلے نصائح مین لیے کہ پہلے دیکھہ مین اہہ پھر
مذاہب والون کے مضبوط جواب شرعی و فطری امور کی مطابقت کے انصاف کی آنکھ
سے دیکھین۔

پوروا نکے بچے ہے کا دہین ہ — کہو کرا بدلو و بہیتی کا نسیم
سیتلا تن ہے تسری ہو تیا — دیکھتے ہین ماتا تھا کرائے قسم
بچے چیچک بولین ماتا آگئین — ہے حماقت کا نتیجہ رنڈ و شہ دم
ڈالا پانی کا کہیں ہے نقصان پر — کان چڑہتا ہے کہیں لونگین بھسم
ہے جہالت گہو کہنی چیچک کے گھر — اور نکہر نادان لگہر کے خازن سہم
سیتلا پوجا سمجھ بیٹا کہہ رہے — ہے فتاوی ہند یہ مین پر رقم
بانجھ ہندوان بچہ ہووے جب — چھوڑ عقیقہ کی چٹی ہندو بہ ہم
پہلی اولو نکی بڑے ہوکی ہے — خاص کنبہ کرتا ہے اسکو بہم
ہے سنڈ اچھے و جلوا کہور پا — گنگنا دوگر سہراسب ہندو بہم

توہم پرستی مین ہندوستان عرب کی جاہلیت کے زمانہ سے سبقت لیے ہوئے ہے
اگر تمام اوہام پرستی ہند کی تفصیل کی جاوے تو کئی جلدین درکار ہین ... رحمہ بادی کی
گرمی کے مرض فیدری مین چیچک کا علاج کیا اچھا سوچا ہے کہ ... دیا ... چیچک
کے دفعیہ اور آسانی کو سیتلا اور ... اور مرتیا اسکے ... ارکان کی ... دالی ...

اگر پوجی جائین اور پھر اونکی پوجا کے اوپر منحصر کہین تو ماتا کے تھان پر شراب کا ڈالا
کیا جاتا ہے کہین چوہے بلی رہا ہے بریانی کا ڈالا افیون والون کا چڑھاوا کہین سور کے
بچہ اور بکرے کا کان چڑھتا ہے کہین لونگین بتاشے ناریل دریا بہیجے درگے کی چیلی
ہے کہین لونگ بتاشے شراب وغیرہ کنوئین مین بورا دنگلی سکا بچاتے تو کاہین لگاسے
کا بیسا چڑھایا جاتا ہے زرد چنے کی گھونگنیان پانی مین بہلائی جاتی ہین تاکہ چیچک کے
دانہ جلد پہول کر پانی بہرلائین اور مسور کی دال گہر کے چارون طرف بکھیری جاتی ہے
بچہ پیدا ہو تو انبہ کے سبز پتے ایک ستی یا ڈورے مین باندھکر زچا کے مکان کے دروازے
پر اور سب گوتیون کے دروازہ پر باندھے جاتے ہین اونکا نام بندروال ہے۔
منگنی مین دوب گھاس کا پونڈا اور چاول وغیرہ شانی کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ دولہن جب
دولہا کے گھر آتی ہے تو خاوند کے ہاتھ مین یا کمر مین پٹکا بندھا ہوا ہوتا ہے اور پٹکے کا دوسرا
سرا دولہن کے ہاتھ مین۔ دلہن دولہا کے سنٹی مارتی جاتی ہے جیسے کوئی بیل کو ہانکتا ہے
اور کنبہ کی عورتین ساتھ ہوتی ہین۔ ماتا تھان پر جاکر وہان اپنی رسومات شرکیہ بجالاتے
اور ایسے ہی دریا پر پھر جالسنے اوسیطرح گہر کو واپسی ہوتی ہے۔ کوچہ و بازار کے لوگ
اس کا نظارہ کرتے ہین۔ بجائے عقیقہ کے ہنود کے یہان چھٹی ہوتی ہے۔ بچہ پیدا
ہونے کے بعداد تونکی ہیلی جو بڑے بوڑہے بے اولاد مرگئے ہین اس چوغنا سے
صرف گوتیون مین بانٹی جاتی ہے کہ کہین جہاکر اوت اور بڑے بوڑہے بچہ کو نہ مار دین
ایسے ہی طاہر دیوان اور میران کی کڑہائی کی جاتی ہے۔ شادی مین کہور یا جھبر ونکا
چلنی بجا پگڑی باندہکر عورتین کرتی ہین۔ یہ جہالت عرب مین بھی بیچ زمانہ جاہلیت
کے تھی۔ دولہا کے ساتھ حلوہ کہانا لکڑی کھیرے۔ بیگن وغیرہ ہر فصل کی پیداوار
چیز ونکی دو طرفہ پہینک مارسے گہڑے پر لوٹا رکہکر دلہن کی بہتی کا کہڑا ہونا براتیونکے
آنیکے وقت اور اوس سوار دیہ ڈالنا دولہا کے بچپا کا پہر کا لیونکے گیتونکی بھر مار ہونا۔

اور بیٹے والے اور باراتیوں کا اُن گالیوں کو سنکر خوش ہونا۔ اور اسکے علاوہ اور بہت سی بیجا باتیں ہیں۔ جن میں سے بعض درجہ کفر کو پہنچی ہیں جیسے سیتلا وغیرہ پوجنا۔ فتاویٰ عالمگیری میں اسکو کفر لکھا ہے اور بعض میں خوف ہے کفر کا۔ سید آدم بنوری نے خلاصۃ الوفا میں لکھا ہے کہ کنگنا باندہنا کفر ہے اور سہرا سر پر رکھنا حرام ہے۔ وجہ فرق یہ معلوم ہوتی ہے کہ کنگنا باندہنا ہنود میں اس اعتقاد کی علامت ہے کہ کنگنے راکھی پر دیوتے اور کر کا دیو لگاتے ہیں۔ اور دلہن سے فائدہ اوٹھاتے ہیں جس سے دولہا دلہن کا کام دیوتا کا جانا ہے۔ گویا ثبوت شہوت دونوں کو دیوتے جاننا اون کا کام ہے۔ چونکہ یہ اعتقاد حسب تعلیم اسلام کفر ہے اور کنگنا اوسکی امارت اور علامت اور سہرا باندہنا حرام ہے نہ کفر اسلئے کہ اسمین زینت کفار میں مشابہت ہوتی ہے نہ کفری اعتقاد و امارت میں۔ ارشاد فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من تشبہ بقوم فہو منہم رواہ ابو داود۔ یعنی جو شخص (بدون الزام شرع وطبع) مشابہت کیے کسی قوم کی تو وہ انہیں میں سے ہے روایت کیا اس حدیث کو ابو داود نے بموجب اس حدیث کے عقاید کفریہ و شرکیہ میں تشبہ کفار کی کفر ہے اور تشبہ اون امور میں جو امارت و علامت ہیں دین اسلام سے کر جہنیا نے کی اونکو بھی فقہا نے کفر لکہا ہے جیسے زنار باندہنا جنیو ڈالنا سنکھ بجانا اون کو بھی فقہا نے کفر لکھا ہے۔ پس جتنے مسلمانوں میں جو امور مذکورہ بالا ہیں ہے ہندو عورتوں کو مسلمان کر لینے کے بعد نکاح کرنے یا ہمسایگی کی وجہ سے آگئے ہیں اونکو ترک کرنا چاہیے۔ اہل علم کو چاہیے کہ رسومات مذکورہ بالا اور دوسری رسومات شرکیہ و بدعیہ کی قباحت اور بیجائی کے پردے عوام پر کھولتے رہیں۔ اصلاح الرسوم وغیرہ رسالے اس امر میں بے نظیر ہیں اونکو سنائیں۔ حضرت خواجہ حسن نظامی خطیب دہلوی اس تالیفات کے مداح ہیں۔

کنواریوں کو دیوتوں کی بیاہنا

تیرتھوں میں جہوٹا اوف رہی کو کرم

پادری بی بی راے مدرس علم الٰہی سہارنپور اپنی کتاب تیرتھ مین کھنگ لوشی
و میاہنی کے نادی تیرتھون کے پنڈتون کا جوان رانڈین چھوڑ کر مرجانا۔ پھر ان
رانڈول اور اونکی ساتھن سہاگنون کا پاپ اور پتلیبی بصفحہ ۲ و ۳ سنا صفحہ ۴ و ۵
مین ایسا لکھتے ہین جیسی تیرتھون مین کنواریان دیوتون کی بیاہتا کہلاسکے والی
اونکے مندرون مین رہکر بطور بیسوا ابری زندگی بسر کرتی ہین۔ یہ کنواریان شمالی حصہ
ہند سے دکن مین زیادہ نظر آتی ہین برندابن پاک زمین مانا ہوا ہندو کا جہان کرشن
(یعنی کنہیا جی) نے گوپیون کے کپڑے چرائے تھے۔ اور گوپیان کے ساتھ
مختلف لیلائین کی تھین اب وہان بہت سے مندر ہین۔ اب بھی کرشن کے جانشین
وہانکے گسائین بہت سی لیلائین کرتے ہین۔ بہت سی بنگال کی نوجوان بیوائین
برندابن مین دہرم کمانے کو آتی ہین اور اون گسائیون کے جال مین پھنسکر بے دہرم
ہوجاتی ہین انتہی ملخصا مذہب کے خلاف واقعات سے مذہب پر اثر کچھ اوس قباحت
کا نہین ہوتا ہان مذہب سچا منجانب اللہ ہو یا دین من جانب اللہ مین بدعات اہل
ہوا کی ملا یکذات ہوگئی ہون اور وہ امتیاز باقی نرہی ہو جیسے دین موسوی ہین یا
زمانہ مندرس ہوگیا ہو جیسے دین عیسوی تو البتہ اوس کا اثر اوس اجتماعی ہیئت پر
پڑیگا جسکو اوس کے معتقدون نے دین آسمانی کے قایم مقام مان رکھا ہو اور یہ
بھی کب جب وہ دین اون واقعات قبیحہ کی درپردہ یا بے پردہ تجویز کرچکا ہو پس پادری
صاحب نے جو صورت مذکورہ بالا کو واقعات سے تیرتھو نہین ہوتا ثابت فرماکر اعتراض
کیا ہے شاید اس نظر سے کیا ہو کہ یہ اثر اوس کسر کا ہے جس کا ہندو دہرم پستکون
سے نقل کیا ہوا اوپر دہرا ہوا ہے۔

کہل گئے ایام فترت تیرے بہاگ — لوٹ کھو دیگا اندہیرا ایک دم
بے قسمتی جو ہونا تھا ہوا — کنواریون کے نچے بچون پر ستم

صحن گرجوں میں وہ سے زندگی دنیا | سنئے بچے ہانسے عمر اوتار سے متہم
کنواریاں ویسی تحل صد ہا گرا | روکے اگر درد دل اصحاب قلم
پابیان عفت و عصمت نہیں | جز شریعت کے کوئی اسے نیک نام
فتنہ آئندہ کا کرتی انتظام | شرع ربی کا ہی ہوتا ہے دم
سب شرائع موسوی اور عیسوی | پاک ہیں ان آفتوں سے محترم
یہ ہماری الفنسی تلقین ہے | کیوں شریعت کو کریں بدنام ہم

شریعت اعتقادیات و عملیات کے احکام کا مجموعہ ہوتا ہے گویا کہ قانون اور عقوبتوں پر مشتمل فقہا سے عالی وکال سکے دفعہ کا مجموعہ الٰہی عالم الغیب علیم شانہ کا قانون قانون کے عملی اور اعتقادی احکام کی تفصیل اور آخر میں نتیجہ ہے اور اسکے مقابلہ انسان کی معیاری ممتاز خصلت ہے اور وہ انسانی دستور دونوں شکل کے اعتقاد رسم ورواج ہونے یا انجام کار فتنہ خیزی کا بالذات باعث ٹھہرے ضرورتا تجربہ کے بعد اس میں ترمیم تک کیجاتی ہے وہ اپنے بنانے والے کی بے خبری اور انجام نہ جاننے کی دلیل ہوتی ہے۔ اس معیار سے شرائع الٰہیہ لوگوں کے من گھڑت دستور اور رواجوں سے خیالوں اعتقادوں سے ممتاز ہو جاتی ہیں۔ الغرض جیسے ہندو مذہب بدھ مذہب وغیرہ ایشیا کے اعتقادیات عملیات خصوصاً مردوں عورتوں کے بناوٹی جو خرابیاں ہوئی ہیں ویسی عیسائی مذہب میں ہوئی توقع کے خلاف نہیں تھی تو مترجم واقعات تاریخی مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم کنواری ماؤں کی آنا واقعہ شہر بے مبارک تو دین عیسوی کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ چنانچہ فلورا فلوڈل کے جو تھے بابت میں جو ارشاد فرماتے ہیں اون کا خلاصہ یہ ہر قوم کی حالت کا اندازہ اوسکی عورتوں کی حالت سے کیا جاتا ہے۔ اسکے راہب تمام میں تارک الدنیا بنے ہوتے ہیں سب سے بجز دنیادار کیا دنیا پرست ہیں نئیں عمر بھر کنواری عورتیں الگ رہنے کے لئے جو گرجوں کی نذر کیا جاتی ہیں اونمیں شاید

کوئی ایسی نہوگی جو انتہا درجہ کی زناکار نہو ان نفس پرست راہبون اور ان عزت باختہ
ننون کے اجتماع کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسا عموماً زناکاری کا گھر بن گیا ہے۔ ہزارہا حمل گرائے
جاتے تہین ہزارہا زندہ بچے گرجہ کے صحن مین چھپا چھپا کر دفن کئے جاتے ہین یہ مین عیسوی
کو نہین کہتا بلکہ ان آپہی کے عیسائیون مین تو یہی تہلکہ معصوم بچون کی جانون کے
بیدریغ تلف کرنے کا تنگری کے پردہ مین زناکاری کی گرم بازاری کی بدولت مائیکا ص ۲۳
یہان مین مولوی عبد اللہ رسولپوری مرحوم کے خط کا نفس مطلب نقل کرتا ہون جو اونہون نے
اپنے اوستاذ حضرت اُستاذی قبلہ دامت برکاتہم کی خدمت مین چند امور کے استفسار
کے لیئے بھیجا تھا۔ سوال اول یہ ہے جو علماء اسلام ارقام فرماتے ہین کہ سیدنا عیسیٰ علیہ
الصلوۃ والسلام کے عروج آسمانی کے بعد اونکے دیکھنے والون اور اون کے اتباع
کے پاس بطور توارث ہی دین عیسوی رہا نہ ضابطہ تحریری مین شریعت شروع سے ہی
مندرس ہوگئی آثار توارث بھی غلط ملط تغیر و انقلابات کی گردش سے رفتہ رفتہ از خود
رفتہ ہو گئے جسکی سراغ رہی کتب عہد جدید سے بقدر استعداد کمترین یہ ہے گلتیون کا
۳ باب آیت ۱۲ اور شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہین الخ ۱۳ مسیح نے ہمین مول
لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا کہ وہ ہمارے بدلے مین لعنت[1] ہوا کیونکہ لکہا ہے
جو کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے الخ ۲۳ لیکن ایمان (یعنی مسیح) کے آنے سے پہلے ہم شریعت کی
بند مین تھے اور اوس ایمان تک جو ظاہر ہونے والا تھا گھیرے مین رہے ۲۴ پس شریعت

---

[1] پہلے ترجمہ بائبل مین یون تہا کہ وہ (یعنی مسیح) ہمارے بدلے مین ملعون ہوا کیونکہ لکہا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا گیا سو ملعون ہے الخ کیونکہ ایسا انتساب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہم مسلمانون کی دل خراشی کا باعث تہا۔ لہذا اس کو ہلکا کرنے اور پرستش مقدس کی اس جرأت کو دہبا کرنے کے لیئے ملعون کی جگہہ لعنت تجویز کیا گیا۔ چونکہ ہم مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب نہین دی گئی۔ بلکہ اونکے نکال کر لانے والے کو صلیب دیگئی تھی جو اون کا دشمن یہودیون نیز مندرج تھا۔ یہ ملعون ہونیکی اوسکی خبر ہے۔ اور سبب لعنت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر آمادگی—

مسیح تک پہنچانیکو ہمارا اوستاد ٹھہری تاکہ ہم ایمان سے راستباز گنے جاوین ۲۵ پر جب
ایمان (یعنی مسیح) آچکا پھر ہم اوستاد (یعنی شریعت) کے تحت مین نہین رہتے صفحہ ۲۳۲ و ۲۳۵
پولس مقدس کی اس تصریح سے جب شریعت کا کام صرف مسیح تک پہونچانا تھا اور جبھی تک
اوسکی قید او رگھیرے مین تھے مسیح کے تشریف لانے کے بعد شریعت کی قید سے آزادی
ہوگئی تو پھر اب اوس نکمی کا کام کیا اوسکو خدانخواستہ تحریر ہی مین لانے کے لئے سیرون کاغذ کو
رنگنا بے سود ۔ پس جو ہمارے علما نے فرمایا تھا کہ زمان فترت مین بعثت ختم المرسلین صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے پہلے پہلے شریعت مٹ گئی تھی یہی کلام پولس سے ثابت ہوا ۔ اور جب
آسمانی کتاب انجیل مقدس مصدقہ قرآنی پر وہ عبارت گذر گیا جسکی صورت ذیل کے
فوٹو سے مع تحقیقات مسیحی محققین ملاحظہ مین آتی ہے تو شریعت کون بیچاری ہے اوس شرع
کی گم ہونی کا پتہ اسکیسے لگ سکتا ہے گلتیون کا پہلا باب آیت ۶ مین تعجب کرتا ہون
کہ تم اتنی جلدی اوس سے جسنے تمہین مسیح کے فضل مین بلایا پھر کے دوسری انجیل
کی طرف مائل ہوے (الی قولہ) ۱۱ پر اے بھائیو مین تمہین جتاتا ہون کہ وہ انجیل
جسکی مین نے خبر دی انسان کے طور پر نہین ہے ۱۲ ۔ اسلیئے کہ مین نے اوسکو کسی آدمی
سے نہ پایا نہ کسی نے مجھے سکھایا پر وہ یسوع مسیح کے الہام سے مجھے ملی ۱۳ الخ
میری اگلی چال جب مین یہودیون کے طریق پر چلتا تھا سنچکے ہے کہ کیونکر مین خدا کے
کلیسیے کو نہایت ستاتا اور ویران کرتا تھا ۱۴ ۔ نہ یروسلم کو اُن پاس جو مجھسے پہلے رسول
تھے گیا پر مین عرب کو گیا پھر وہانسے دمشق کو لوٹا ۱۷ ۔ تب اوس کے تین برس بعد
پطرس سے ملاقات کرنیکو یروسلم گیا ۔ اور اوس کے ساتھ پندرہ دن رہا ۱۹ پر رسولون مین سے
کسی دوسرے کو نہ دیکھا مگر خداوند کے بھائی یعقوب کو ۔ ایضاً باب ۲ ورس دو اور میرا جانا
الہام سے ہوا اور وہ انجیل جسکی منادی مین غیر قومون مین کرتا ہون اون سے بیان کی مگر
بزرگون سے نرالے مین تاکہ ہوکہ میری حال کی اور اگلی دوڑ دھوپ بیفائدہ ہووے فوٹو نمبر ۳

رسول مانتے ہین یہ پولس مقدس کے کلام سے بخوبی ثابت ہی کہ پولس جب یہودی
تھے عیسائیون کو ستاتے تھے گرجون کلیسیون کو ویران کرتے تھے جب خود عیسائی ہو کر مسیح آسمان
نشین سے ہی الہام پاتا انجیل لیکر نہ کسی دوسرے انسان سے جب دمشق سے یروشلم
والونکو اپنی انجیل سے رنگ عیسائی بنا کر دے تو اوس کے تین برس بعد پطرس سے ملنے
یعقوب کے سوا کسی دوسرے رسول کو دیکھا تک نہین الغرض اپنی انجیل کو بزرگوان سے تنہائی مین
سمجھایا ہے تاکہ کمال کھلا معلوم نہین ہوا توفیق کرکے ہر ایک بات پہلے اگلی پہلی دونو ہو سب تفصیلین
ہیو اور اوس الہامی انجیل کی صفت یہ بتائی کہ وہ انسان سے ہو نہین نہ کسی آدمی سے سیکھی
اور پائی ہین بلا واسطہ مسیح کے الہام سے ملی ہے نہ خدائی الہام سے جس سے ثابت ہوتا
ہے کہ اناجیل اربعہ سچی انجیل نہین کیونکہ وہ انسانی طور پر لوقا مرقس متی یوحنا چار کی تصنیفات
چار تاریخین ہین دیکھو لوقا باب اول آیت اول چونکہ بہتون نے کمر باندھی کہ اون باتون کا
جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے بیان کرین ۲ جسطرح اونہون نے جو شروع سے
خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہمسے روایت کی ۳ مینے بھی مناسب
جانا کہ سب کو سرے سے دریافت کرکے تیرے لیے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھون [illegible] اعمال
باب ایک آیت اول اے تھیوفلس وہ پہلی کیفیت مینے تصنیف کی اون سب باتونکی جو
یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا [illegible] خطوط بنام عیسائیان ہند مطبوعہ لودیانہ امریکن
مشن پریس مین مرقوم ہے انجیل کی اصلیت و معتبری دلایل ذیل سے ثابت ہے کہ مسیح
کی کیفیت چار مختلف تواریخین ہیں (الی قولہ) مسیح کا بیان اوس کے چار ہم وقت مصنفون نے
لکھا اون مین سے دو متی اور یوحنا مسیح کے دامی رفیق تھے [illegible] اور اون ماجرون کو چشم خود
دیکھتے تھے۔ تیسرا مرقس پطرس حواری کا رفیق تھا اور چوتھا مورخ لوقا پولس کا دامی رفیق اور
ہمسفر تھا (الا قولہ) انجیل مین فقط ایک اور تواریخی کتاب ہی جسکا نام رسولون کے اعمال
ہین جسے پولس کے رفیق لوقا نے لکھا اوس مین خاصکر پولس کا حال جو مصنف کا دوست

اور ہم سفر تھا مندرج ہے صفحہ ۹ انجیل برنباس مصنفہ پادری سلیم عبد الاحد صاحب
بی۔اے۔ اور ڈبلیو۔ ایچ۔ ٹی گیرڈنر صاحب بی۔اے کے صفحہ ۵ میں ہے۔ چنانچہ لوقا
نے اپنی تمہید میں لکھا ہے کہ بہتوں نے اسپر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان
واقع ہوئیں اونکو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے
اور کلام کے خادم تھے اونہیں ہمکو سونپا اس سے صاف ثابت ہے کہ لوقا نے اون
بیانات کو پڑھا اور کسنے فائدہ اخذ کرکے ہم تک پہونچایا وہ بیانات کسی حد تک کام آئے ہی
اوس کے بعد وہ متروک و معدوم ہو گئے اور اب چونکہ اون میں سے ایک بھی باقی نہیں اسلیے
عیسائیوں اور مسلمانوں کو اپنی مزید تحقیقات کی کچھہ ضرورت نہیں۔ لغرض پادری صاحبان جدید
کی تحقیق تمام ہوئی۔ جب خود لوقا مصنف انجیل و اعمال الرسل کے اقرار مندرجہ ہر دو تصنیف
سے ہارن صاحب مفسر اناجیل کے مشہور بیان سے ہر سہ پادریان کے بیانات مندرجہ
خطوط و انجیل برنباس سے کھل گیا کہ موجودہ اناجیل اربعہ و اعمال الرسل اونکے زمانہ کی واقعات
کی تواریخیں ہیں۔ اور کوئی صاحب یہ نہیں کہتے کہ ان میں سے فلاں رسالہ مسیح پر من جانب
اللہ نازل ہوا ہے بلکہ اوس کلام الہی کے متروک و معدوم ہو جانیکا اقرار ہے اور یہ کہ اون
بیانات کو لوقا نے دیکھا تھا اون کا مطلب اپنی عبارت میں ہم تک پہنچایا ہے پولس
غیروں کی انجیلوں سے مقابلہ کر اپنی انجیل پر لگاتے اور اوس کو مسیح کے الہام سے بلا واسطہ
غیر کے ملی ہوئی بتلاتے ہیں۔ حالانکہ مسیح اوس وقت زمین پر نہ تھے۔ پھر بھی ان تاریخوں کی
سند جو سمعیات میں کار آمد ہو نادر ہے۔ اور ان بے سند تواریخوں میں بعض مضامین
انجیل منزل من اللہ بطور اقتباس ملے جلے بطور حکایت ہوئے بھی تو اون سے اوس
پوری راہ نجات انجیل کا کام نہیں نکل سکتا جسکے وجود سے آنے والی نسلوں کا دین
قایم رہسکتا ہے بموجب ہدایت قل یا علیم و خبیر قرآن کے قل یا اہل الکتاب لستم
علی شیء حتی تقیموا التوراۃ والانجیل یعنی کہو اے اہل کتاب تم کسی چیز پر نہیں

(دین کی) یہانتک کہ قایم کرو توریت اور انجیل کو ترجمہ تمام ہوا یہ آیت صاف دلالت
کرتی ہے کہ توریت اور انجیل قایم نہین توریت کی عبارت تغییر تحریف سے ایسی
ہمہ ذات ہوگئی ہے کہ متن کی تعبیر سے امتیاز نہین انجیل کا نام ہی نام باقی ہے قرآن
کریم جس توریت وانجیل کی تصدیق کرتا ہے اون کی صفت یہ تبلاتا ہے نزل علیک
الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدًی
للناس یعنی اوتاری اوس (تعالی شانہ) نے تجہپر کتاب (قرآن) ساتھ حق کے جو تصدیق
کرتی ہے اوس کے جو اوس کتاب کے دونون ہاتہون کے درمیان ہے (یعنی اوس سے
پہلے) اور نازل فرمایا اوس نے توریت اور انجیل کو پہلے لوگون کی ہدایت کے لیے انتہی
اس آیت سے کہل گیا کہ بین یدیہ ہو یا بین ایدیکم عرف قرآنی اور محاورات عرب مین
پہلے کے معنی مین بھی آیا ہے من قبل اوس کا عطف تفسیری ہوکر خود اس مرحلہ کو
آل عمران کی اس آیت مین طے کر رہا ہے ورنہ قرآن کے دوبا قہ کیسے تمام آیات
قرآنی اس مضمون کی جہان توریت وانجیل کی تصدیق کرتی ہین تو اونکو خدا تعالے کی
نازل فرمائی ہوئی کے ساتھ مقید کرتی ہین تاکہ اس احترازی قید سے لوگون کی تو ایخی
تصنیفات کو نکالدین اور توریت وزبور مین جو کلام الہی کے ساتھ لوگون کے ہتھ
پھیر مل گئے ہین اون کو اس تصدیق سے جہانتک ہین آیا یہ میرا خیال بسراغ رکہ
مذکور بالا آیات عہد جدید سے ثابت ہونا ٹھیک ہے یا نہین اس کا جواب
بتصدیق وغیر تصدیق خود ارقام فرمائین اور یا اپنے غیر سے دلائین اسلیے کہ
میرا خیال یہ ہے کہ کتب سماویہ مین سے کسی کتاب پر خواہ وہ عہد عتیق کی ہو یا عہد
جدید کی کوئی حرف نہ آسکے لیکن کوئی تاویل مناسب ان اعتراضون سے

ملہ اور جیسے بین یدیہ یہان ہے ایسے ہی سورہ احقاف کی آیت ذیل مین ہے قالوا انا
سمعنا کتابا انزل من بعد موسی مصدقا لما بین یدیہ الآیہ (یہ) قرآن کے دونون ہاتھون کے
درمیان یعنی قرآن سے آگے قرآن سے نزول مین پہلے۔

اُٹھانے کی جو میرے خیال میں کتب مذکورہ پڑھتے ہیں جناب یحییٰ نان سٹی کے باب ۵
درس ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ سے جو آئندہ آتا ہے اوس خبر سچی سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کا ایک نقطہ
تک نہیں مٹا تو اُس پر تحریف کا شبہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر جبر غور کیا تو اس کو بھی تحریف سے امان
نہیں ثابت ہوتی اس لئے کہ اول تو اوسی باب کے درس ۳ مسیح کا جو تحریف کی شکایت
کرنا آئندہ آتا ہے دوسرے توریت کے متن کی عبارت شرح کی عبارت کے ساتھ ملکر ایسی
یکجان ہو گئی ہے کہ متن کو شرح سے جدا سمجھنے کے لئے کوئی وجہ امتیاز باقی نہیں ہے پس شارح
کے باطل خیالات جو متن میں مل گئے ہیں جیسے خدا کا پچھتانا اور دلگیر ہونا اور آسمان و زمین بنانے سے
فارغ ہو کر ساتویں دن عرش پر آرام کرنا وغیرہ یہی تحریف بنیادت ہے ۔ متن کا نقطہ نہ مٹا
سہی مگر باطل تو مل گیا۔

سوال ۲ دوسرا شریعت کے مٹ جانے کی دوسری وجہ تحریف بھی ہے اور اسکی شہادت کچھ قرآن
کریم ہی کو نہیں ہے۔ اشعیا اور ارمیا اور عیسیٰ علیہم السلام بھی اوس کے شاکی ہیں بطور اختصار
و انتخاب استفسار سے اتنا یاد ہے نسخہ عربیہ ۱۸۴۸ء اشعیا باب ۲۴ درس ۵ انھم تعدوا
النوامیس الترب و بدلوا الاوامر العهد الابدی یعنی یہودیوں نے تجاوز کیا حکم شریعت سے
اور بدل ڈالیں توریت کی باتیں (دلیل ۸) نسخہ ۱۸۴۸ء ارمیا باب ۲۳ درس ۳۰ اینک من

مخالف ان پیغمبرانم که هر کیا زبہانہ کلمات مرا میدزدند ۳۱ اینک من مخالف آن پیغمبرانم که

زبان خود را دراز ساختہ و میگویند که او گفتہ است (الی قوله) ۳۶ که کلمات خداوند حی خداوند افواج

خدائے مارا تغییر میدہید دیکھو قرآن شریف بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے کہ اہل کتاب حق
بات کو چھپاتے ہیں اور اپنی بنائی باتوں کو کہتے ہیں کہ خدا نے کہا ہے کہ خدا کے کلام میں
تغییر و تبدیل کرتے ہیں (دلیل ۹) نسخہ ۱۸۴۸ء متی باب ۵ درس ۳ ابطلتم کلام الله
[illegible] سننکم یعنی اے یہودیو تم نے ناکارہ کر دیا کلام الٰہی کو اپنی بدعتوں کے لئے

عله کلمات الٰہی میں تغییر کی شکایت ہے نہ صرف معنوی تحریف کی۔
سله بدلوا کلام الله۔

جب تک خلط ملط ہو حق کو ناحق کا لباس نہ پہنایا جائے صرف معنی بگاڑ دینے سے کلام الٰہی
کو باطل کر دینا صادق نہیں آسکتا معنی بگاڑنے سے ذی معنی نہیں بگڑ جاتا ان آیات باطل
تفسیر متن کے ساتھ ایسے طور سے ملجائے کہ متن کی امتیاز نہ رہے تو مرجع اس تحریف معنوی
کا بھی طرف تحریف لفظی کے ہی ہوگا کتب انبیا و اربعا علیہم السلام اور قول عیسیٰ علیہ
السلام اور قرآن سب اس مین ہمزبان ہین تورات متداول وہی شرح ہے اور خالص متن
تورات کا دنیا مین کسی کے پاس نہین بعض انبیا بنی اسرائیل کی زبانی یاد جب ظہور مین
نہیں آئی تو متن کو شرح سے جدا سمجھنے کے لئے کوئی باعث امتیاز اب پیدا نہین ہوسکتا
(دلیل ۱۰) پطرس حواری اپنے دوسرے خط کے دوسرے باب کے شروع مین عیسائیون صفحہ ۳۶۴
کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ تم مین جھوٹے استاد (معلم) پیدا ہون گے جیسے آگے
جھوٹے نبی گذرے ہین اور وے لوگ ہلاک کرنے والی راہین داخل کرینگے الخ مجموع
ہلاک کرنے والی خفیہ راہیں داخل کرنا صاف دلالت کرتا ہے اسپر کہ انکی جھوٹی مہلک تعلیم
صرف زبانی اور مذہب جداگانہ نہوگی بلکہ اصل کتاب دینی مین داخل کرکے حق و باطل
یکذات کردیا جائیگا جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ اصلی انجیل منزل من اللہ معدوم کوئی بیان اوسکا
ملفوظہ موجود نہیں اور جو بطور روایت بالمعنی بے سند موجود بھی ہے اوس مین پطرس صاحب کی
پیشین گوئی کا ظہور ہوچکا اور پولس غلاطیہ (گلیتون) باب اول مین عیسائیون کی طرف
مخاطب ہوکر لکھتا ہے کہ تم ایک نئی انجیل کی طرف انتقال کیا چاہتے ہو کہ وہ مسیح کی
انجیل نہین اور تم مین سے بعضے ایسے ہین کہ مسیح کی انجیل کی تحریف کا ارادہ رکھتے ہین
دعال کے ترجمہ مین یہ آیت ساتوین یون ہے سو وہ دوسری تو نہین مگر بعضے ہین جو تم کو
گھبراتے ہین اور مسیح کی انجیل اولٹ دینی چاہتے ہین صفحہ ۳۲۹ نئی انجیل کی جگہ دوسری
تجویز ہوئی اور پھر دوسرے ہونے کی نفی کی۔ مگر بعضے گھبرانے والے مسیح کی انجیل
اُلٹنے کے چاہنے والے پھر بھی رہ گئے) دلیل ۱۱ و ۱۲ مین تراجم کے باہم مختلف

معارض و متناقض ہونے سے تحریف پر استدلال ہے اسلئے کہ وہ الفاظ مشترک
المعانی ہونے پر محمول نہین ہوسکتی اور تحریف عقلاً ممتنع نہین حضوصًا اوس صورت مین
کہ کتاب خاص خاص اونہیں لوگون کے پاس ہی ہو جنکی بے ایمانیان حضرت عیسےٰ
اورحواریون نے بیان کین آیندہ نظم قرآنی کو معجزہ ماننا جو فنڈر صاحب نے معجزہ ناقص
ٹھہرایا ہے اور تحریف لفظی کی مثال کی ہے اس کا رد وافی شرح اور بسط کے ساتھہ
کردیا ہے جو صاحب اس پر مطلع ہوا چاہین کتاب مذکور مین ملاحظہ فرماوین پس ایسا آیت
اصل دین عیسوی کی صرف زبانی یاد اور توارث پر وہین تک قایم رہ سکتی ہے - جہانتک
تابعین کی رفتار متبوع کے نقش قدم کو ہٹانے بڑہانے اوس کی اصلی جگہہ سے
بے پتہ نہ کردے ہان ہدایت دینی جب بے مقام ہوگی جب یہی کتاب اکثر خواص و عوام
کے سینون مین محفوظ سفینون مین مکتوب یہ تقسیم و اشاعت عام ہو جاے جیسے
قرآن مجید جو پہلا قدم اوٹہاتے ہی بالفاظہ و مرادہ بحروف و حرکات سکنات وغیرہ
کی حفاظت کے ساتھہ مع اختلاف قراءات و لغات اسلامی ہر گھر مین پہنچکر ایک متن
جدا متداول و متواتر چلا آتا ہے تفسیر بالراے کسی کی چلنے نہین پاتی اوس کے ہر امر
علمی و عقادی کی صد بندی ایسی ہوگئی ہے کہ جہان علمی احکام مین بیچ کسی حکم کے کوئی اعتبار
کو سہارا ملتا ہے اور وہان مجبور تو متبع دو صورتین مانو رچلی آتی ہین تو ترجیح ہر ایک کو
موقع نہین ملتا جو نکالے وہ الگ رہتا ہے دین محفوظ مین یکایک ہو کر بے اعتبار
نہین بن سکتا - کسی صحابی کی یہ شکایت نہیں کہ اے فلانے تم دوسرے قران کی طرف
بہکا چاہتے ہو اس لئے کہ وہان تو وہ حفاظت ہو چکی ہے جسکی نظیر کتب عہد عتیق و عہد جدید
کے لئے ملنی محال ہے ۔
اسلامی روایات احادیث بلکہ روایات مسائل اجتہادیہ تک بقدر ضرورت باعتبار اسناد
و نقد رجال وغیرہ ایسے متعین ہوگئی ہین کہ اون مین موضوعات ملا کر کوئی پڑہے تو لوگ

امتیاز ہو جاتی ہے اور مدار عقائد کا قطعیات پر ہے نہ چیستان اور پہیلیوں پر۔ حاصل یہ کہ جو
سامان دین کی حفاظت کے اسلام میں موجود ہیں وہ کتب عہد جدید و عہد قدیم کو نصیب
نہیں ہوئے بلکہ شریعت عیسوی تو ایسی مندرس ہو گئی کہ اب اوس کا سراغ لگانا گویا عنقا
کا تلاش کرنا ہے جسکے مٹ جانے کا پورا پتہ کتب عہد جدید سے عنقریب ہی دکھا چکا ہوں
یہ میرا خیال آیات مذکورہ بالا سے جسکی صراحۃً تائید ہوتی ہے آیا صحیح ہے یا اس کی تاویل
کسی ایسے راز پر مبنی ہے جسکے آسمانی کتاب میں درج کرنیکی ضرورت نہیں تھی۔

سوال تیسرا۔ میرا خیال ہے کہ شریعت کو پس پشت ڈالنے کے بعد جو نئی نئی باتیں بجائے
اونکے مروج ہوئیں اون کا انجام بخیر نہوا منجملہ اون کے بے نکاح رہنے کی ہدایت
بیاہ کرنے سے روک عمر بھر کنواری رہنے کی افضلیت جتلانے نے وہ عمل بد جسکا ذکر
آیات ذیل پر عمل کرنے کے نتیجوں میں شمار کیا جاتا اور اظہار میں آتا ہے۔

۱۔ تمطاؤس ۵ باب آیت ۹ و ۱۰ بیوہ فرد میں لکھی جائے جو ساٹھ برس سے کم کی نہو الخ ۱۰
اور نیک کاموں کے سبب نامور ہو اگر اوس نے لڑکوں کی تربیت کی ہو۔ اگر مسافروں کو
اپنے یہاں اتارا ہو اگر مقدسوں کے پاؤں دھوئے ہوں الخ ۱۱۔ پر جوان بیواؤں کو نامنظور
کر کیونکہ جب وے مسیح کے برخلاف نخوتیں جتاتی ہیں تو بیاہ کیا چاہتی ہیں ۱۲ جن پر
الزام ہوتا ہے کہ اونہوں نے اپنے اگلے ایمان کو چھوڑ دیا۔ ایضاً اول قرنتیوں کا
۷ باب آیت ۲۸ لیکن اگر تو بیاہ کرے تو گناہ نہیں کرتا اور اگر کنواری بیاہ کرے تو وہ
گناہ نہیں کرتی پر ایسے لوگ جسم کی تکلیف پاوینگے۔ اور میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں الخ
۳۷ پر جو کوئی ضرورت نہ رکھتا (الی قولہ) اور دل میں یہ ٹھہرائے کہ میں اپنی بیٹی کو بن بیاہی رہنے
دونگا تو وہ اچھا کرتا ہے الخ ۴۰ پر اگر (رانڈ) بن بیاہی رہے تو وہ میری دانست میں زیادہ
سعادتمند ہے اور میں جانتا ہوں خدا کی روح مجھ میں بھی ہے۔ باب مذکور آیت ۸ سو میں
بن بیاہوں اور بیواؤں سے یہ کہتا ہوں کہ انکے لئے اچھا ہے کہ وے ایسے رہیں

لعیب میں ہوں گلتیوں کا ۴ باب آیت ۱۲ ۔ اے بھائیو میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم میری

مانند ہو جاؤ الخ ۱۴ کا اخیر ۔ بلکہ مجھے خدا کے فرشتہ کی مانند بلکہ یسوع مسیح کی مانند قبول کیا

صفحہ ۱۳۳ ۔ اور پولس باقرار خود ایسے ہی ۔ ا کرنتھیوں کا ۹ باب آیت ۲۰ ۔ میں یہودیوں کے

درمیان یہودی سا بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں ۲۱ ۔ اور بے شرع لوگوں کے لئے بے

شریعت سا تاکہ بے شریعت لوگوں کو کھینچ لاؤں ۔ ۱۰ باب آیت ۲۳ ۔ سب کچھ میرے لئے

حلال ہے پر سب کچھ مفید نہیں الخ صفحہ ۱۳۴ ۔ ایضاً باب ۶ آیت ۱۲ ۔ سب چیزیں میرے لئے

روا ہیں پر سب کام کی نہیں الخ ۔ پولس علاوہ توریت اپنے ہمعصروں سے مذہبی روایات

زیادہ جاننے والے تھے کو توریت کی کتاب پیدایش کے باب ۳۸ سے [illegible] ہیں

توقف کرنے کی کو یا نہ آئے ۔ فلاں یہودا کا اپنے فلاں بیٹے سے [illegible]

[illegible] حبشیہ کے [illegible] میں زنا کرانا اور سزا دینے کے وقت اس کی انگوٹھی

اور لاٹھی جو اجرت زنا کے واسطے گرو میں لی تھی وہ اس کو واپس کر دینا معلوم تھا اور

[illegible] فلاں عالی کا فلاں [illegible] کو چاہنے کے بہانہ بنا کر جبراً اوس سے

زنا کرنا بھی معلوم تھا اور قاضیوں کی کتاب سے یہ بھی معلوم تھا کہ [illegible] کے

[illegible] قوم کی کنواریوں کو فلاں [illegible] کے کنوارے [illegible] اور زنا اور

[illegible] کا [illegible] اس قول کے [illegible] الیسری تھے [illegible]

[illegible] ان آقاؤں اور ان کے تجربوں کو جان [illegible] کنوار

کنواریوں [illegible] اور [illegible] تھا کہ اون کو عمر بھر بیاہ کرنے سے روک کر

[illegible] اور [illegible] ان کے ایک [illegible] کا اون [illegible] بتلا دیا

[illegible] کو گھروں میں [illegible] کے بالغ [illegible] اور جب ساٹھ برس کی عمر

[illegible] اون کا نام لکھا جائے ۔ جوانی کے زمانہ میں ان سے

[illegible] اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ یہ آگ [illegible] کے [illegible]

کم نہیں تو نتیجہ اس کا یہی ہے وہ جو نتوں کے ہاتھوں سے زندے بچوں کا گرجہ کے
صحن میں چھپا چھپا کر دبانا وقوع میں آیا ہے افسوس اسی بن گری کی نئی کی اربین یولائیس
پادری کے ہاتھوں سے جو جو مظالم ظہور میں آئے اور خود جو اوس ہر گز گیتی تواریخ کے جاننے
والوں پر پوشیدہ نہیں ہلین کا باپ الفانسو فرانس کا ماتحت صوبہ دار اور فلورنڈا بہن اور
فلوران مرتبہ بالجبر اغنیس بولاٹیس کے ہاتھوں قتل ہوئے اور خود زخم کھائے اور
ہلیس بنت الفانسو وغیرہا کے قتل کے مرتے مرتے ارزومند ہی جہان سے سدہارے
اور منجملہ ان کے ایک حکم ختنہ کا بھی ہے جسکی تحقیقات میں انطو بعد نہ پہلے یہ ملاحظہ فرمائیے
متی باب ۵ درس ١٧ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو
آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں آیا بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں ١٨ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا
ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا
جب تک سب کچھ پورا نہو۔ ١٩۔ پس جو کوئی اُن حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے
اور ویسا ہی آدمیوں کو سکہاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا
پر جو کوئی عمل کرے اور سکھلا دے وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا جشرے ٩
اب ایک بڑے بھاری حکم کو توریت شریف سے ملاحظہ فرمائیے جسپر عہد ابدی لیا گیا تھا اوسکی
تارک کو ایمان والوں کی جماعت سے نکال دینے کا حکم ہو چکا تھا وہ یہ ہے پیدایش باب ١٧
درس ١٣ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد کا ختنہ کیا جاوے اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جاوے
اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا ١۴۔ اور وہ فرزند نرینہ جسکا ختنہ نہیں ہوا
وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جاوے کہ اُس نے میرا عہد توڑا ختنہ سے جو مقصود
تھا وہ بھی بتلا دیا یہ باب مذکور کی آیت ١١۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو الخ
یعنی ذکر
دیکھو اس نے بجائے اپنے دل کی ختنہ کرنے کے تحریف کو پہلے ہی سے منسوخ دیا۔ دیکھو یہ
حکم ابدی آسمان و زمین کے ٹلنے سے پہلے ہی منسوخ ہوا نائیٹہ علانیہ مسیح علیہ السلام کی مرضی کے خلاف

مٹا جایگا اس کے مٹانے والے نے مسیح کے اس قول اور وعید کا (آسمان اور زمین
ٹل جائینگے پر توریت کا ایک نقطہ یا ایک شوشہ ہرگز نہ مٹیگا جو اوس کے چھوٹے سے حکم کو
ٹالے اور ویسا ہی لوگون کو سکھلاوے آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا) پاس
ولحاظ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو گلیتیون کا ۵ باب ورس ۲ دیکھو مین پولس تم سے کہتا ہون اگر تم
ختنہ کراؤ تو مسیح سے تمھیں کچھ فائدہ نہوگا الخ تم جو شریعت کی رو سے راستباز بنا چاہتے ہو
تو مسیح سے جدا ہوئے تم فضل کی نظر سے گرے صفحہ ۳۴۵ تمام سعی پولس مقدس کی شریعت
کے مٹانے پر لگی ہوئی ہے یہان بھی اوسی کا اظہار ہے شریعت اسلام کو ختنہ کے منسوخ
کرنے کی مجال نہوئی اس لیئے کہ حکم ابدی مین نسخ نہیں ہوتا اس کے منسوخ کہنے مین خبر ابدیت
کی تکذیب ہو جائیگی اور ایک کلام الہی دوسرے کلام الہی کا مکذب ٹھہریگا اور مکذب کلام
الہی وحکم الہی نہوگا مسیح کا خود ختنہ ہوا پڑھو لوقا باب ۲ ورس ۲۱ ۔ اور جب آٹھ دن پورے
ہوئے کہ لڑکے کا ختنہ ہو اوس کا نام یسوع رکھا گیا صفحہ ۱۰۳ اجب عیسیٰ علیہ السلام اور پطرس کی مجال
نہوئی کہ اس حکم ابدی کو توریت کے مٹا مین تو ختنہ کرانیوالیکو مسیح سے جدا کرنے فضل کی نظر
سے گرانیکی ہمت عجیب بات ہے وہان توریت میں نامختون نکالا جاتا ہے یہان ختنہ کرانیوالا
نکالا جاتا ہے باوجود اس تخفیف و تضعیف کلام کے پڑھو گلیتیو نکا باب ۲ ورس ۷ لیکن برخلاف
اس کے جب انھون نے دیکھا کہ نامختونون کے لیئے مین انجیل کا امانت دار ہوا جیسا مختونون کے
لیئے پطرس الخ بھلا جب توریت کا عہد الہی وحکم ابدی ختنہ کا کرانا یعنی انجیل کی امانت داری ہو
جسکا ٹلنا مع دیگر احکام توریت آسمان و زمین کے ٹلنے سے پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تجویز
نہ فرماتے اوس پر یہ کیسی مصیبت ہے کہ اگر تم ختنہ کروگے تو تمکو مسیح سے کچھ فائدہ نہوگا تم مسیح سے
جدا ہوئے فضل کی نظر سے گرے صفحہ ۳۴۵ گلیتیون پطرس نے جو عہد ابدی وحکم شرعی کی تعمیل
کی تو کیا اونکو فضل کی نظر سے گرنا مسیح سے جدا ہونا منظور تھا مسیح کے جان نثار حواری شاگرد
مصاحب نہ تھے [illegible] جو مسیح سے جدا ہوں اور جنھون نے حضرت مسیح کو دیکھا انکو [illegible]

مسیحیت کے وارث بقول مذکور پطرس اگر اس ختنہ کی موقوفی کو دین میں خفیہ راہ داخل کرنا کہا جاوے تو بیجا ہوگا اسلئے کہ یہ پولس کو مسیح سے الہام میں بلا واسطہ غیر کے خفیہ ملی ہوئی انجیل کا حکم ہے پطرس کے پاس جسکے خلاف اور توریت کے موافق حکم ہے جسکو پولس بھی انجیل کی امانت فرماتے جاتے ہیں تو یہ خیال بیجا ہوگا کہ ختنہ کی موقوفی کا حکم جو پولس نے [illegible] دین میں اپنی

دین میں خفیہ راہ داخل کر دی - باب مذکور درس ۱۱ جب پطرس انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو [illegible]

مقابلہ کیا اسلئے کہ وہ ملامت کے لائق تھا ۱۲ [illegible]

مجھے [illegible] ۳ الخ یہانتک کہ برنباس بھی ان کے ریاکاری [illegible] جب میں نے دیکھا

وہ انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہیں چلتے تو میں نے سبھوں کے سامنے [illegible]

تو کسواسطے غیر قوموں کو یہ تکلیف دیتا ہے کہ یہودیوں کے طور پر چلیں [illegible] یہان ختنہ کا حکم بھی انجیل کی امانت تھا اب وہ انجیل کی سچائی پر سیدھی چال نہ چلنا اور ریاکاری کرنا بتلایا ختنہ کے درد سے بچنے کے بہانہ کے منتظر لوگوں [illegible]

اثار نیوالیاں اور بن بننے والی کنواریاں [illegible]

بلکہ مجھے خدا کے فرشتہ کی مانند ہاں یسوع مسیح کی مانند قبول کیا [illegible] جسکو میں پیش کرتا ہوں کہ پولس مقدس کے مذکورہ بالا اختلاف [illegible] نتیجہ اچھا دلائی [illegible] آیات صدر سے پیدا ہوا کچھ میرے ہی متخیلہ [illegible] بلکہ ہر بصیر آیات صدر سے اسی نتیجہ پر پہنچیگا - پس اس میں جواب شافی فرمایئے یا دلوائیے اسلئے کہ سچے آسمانی دین پر سے شبہات کا رفع کرنا طمانیت بخش دلیلوں سے ایمان سمادیہ کے ماننے والوں کا فرض منصبی ہے پس آیا یہ آسمانی شریعت موسوی و عیسوی کو مٹا کر لوگوں کی من گھڑت رسم و رواج کا اثبات یا کوئی امر دیگر

چوتھا سوال اول میں ان آیات کتب عہد جدید کو نقل کرتا ہوں جنکی وجہ سے مجھے کچھ عرض کرنا ہے - متی کی انجیل میں سیدنا عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد باب ۵ ایت ۲۱ -

ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے
باپ کی جو آسمان پر ہے اُسکی مرضی پر چلتا ہے ۲۲ - اُسدن بہتیرے مجھے کہینگے اے خداوند اے خداوند
کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیوون کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے
بہت سی کرامتیں نہیں ظاہر کیں ۲۳ اور اُسوقت میں اُن سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف

نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو ۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ان آیات میں دیوان کے
نکالنے والوں بہت سی کرامتیں دکھلانے والوں کو (جو باعث گمراہی خلق ہوتے) دزد و غدار و بدکار
فرمایا اور کہیں گے ہم سے کبھی واقف نہ تھا اس کے مطابق جب ہم اس پر نظر کرتے ہیں کہ پولس
مقدس نے مسیح کے نام سے نبوت کی آپ کو ان کا رسول بنایا ہو بواسطہ غیر کے مسیح سے
الہام میں انجیل پانے کا دعوے کیا حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے نہ واقف تھے نہ پولس
آپکے زمانہ میں آپ سے ملاقی ہوئے اور نہ کوئی معجزہ دکھلایا بلکہ معجزوں کے طلبگاروں کی طلب کو
یون ٹالا [illegible] ذی روح کی پہچانتے ہوئے [illegible] لائی ہوئی انجیل
[illegible] کی تاثیر سے سچا مسیح بھی الا اور بیشک [illegible]
[illegible] آسانی و آزادی لگانے اور سب کچھ حلال سب روا کی [illegible]
کی وجہ سے [illegible] بڑی جماعت کی نظروں میں مقبول ہو گئی تھی جسکے
[illegible] ہمت ہوئی [illegible]
خیال [illegible] کہ مصداق [illegible] کی آیۃ ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ کے پولس مقدس ہے
[illegible] کے دوست خدا کے [illegible] کے مصداق [illegible]
[illegible] خیال [illegible] صدر وغیرہ ...... [illegible]
[illegible] کا جواب تھا - استفسار رابع کا جواب [illegible] علماء اسلام
[illegible]
[illegible] اسلام [illegible]

اُتارنے کا حکم دیتی ہے اور نہ اون بے مقدسون کے پاؤن دہلوانے دہلوانے کا نہ سدا کنواری
بھلانے نن بنانیکا بلکہ وہ تو اس مادہ کا قلع قمع کرنے اور فحش اور بیحیائی کے ڈھبون کو موقع ہی نہیں
دیتی پڑھو سورہ نور میں محکم آیت کتاب اللہ کی وَاَنکِحُوا الاَیَامٰی مِنکُم وَالصَّالِحِینَ
مِن عِبَادِکُم وَاِمَائِکُم اِن یَکُونُوا فُقَرَآءَ یُغنِہِمُ اللّٰہُ مِن فَضلِہٖ الآیۃ (اور بے
نکاحی نہ رہنے دو بلکہ) نکاح کی قید میں لاؤ بے عورت والے مردوں اور بے شوہر والی عورتوں کو
(جو) تم میں ہیں اور اپنے (قابل نکاح) نیک باندی غلاموں کو اگر وہ ہوں گے مفلس اللہ اون کو
غنی کرے گا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا فراخی بخشنے والا ہے سب جانتا ترجمہ تمام ہوا۔
فتح الرحمان وفادری رانڈ رنڈوے کنوارے کنواری باندی غلام تک جب ان بیاہے نہیں چھوڑے
جاتے سوائے اون کے جو بیاہ کے قابل نہیں تو مسافر او تار نے مقدسون کے پاؤن دہلانے کو
نہ کوئی رانڈ خالی اور نہ نن بنتے ہر کوئی کنواری متوالی اور نہ نن بنا کر ڈھب لگانیکا موقع کسی
تارک الدنیا بننے والے دنیا سازکو ملے۔ محققین زمانہ حال نے ہوا باز کو متعدد ازدواج کے حکم توریت
شریف کو چار تک کی تحدید سے مقید کردینا عین حکمت پر مبنی ہے۔ تجربہ نے بھی اوس کو فتنہ
کی جڑ کاٹنے والا ثابت کردیا ذرا ولایت کے اخباروں سے ۱۹۱۵ء و ۱۹۱۶ء وغیرہ کے المنیر
وغیرہ پرچوں میں تو دیکھو کہ فلان جگہ یورپ میں دس لاکھ کنواریان بعمر سولہ تا بیس سالہ فالتو ہیں
اور فلان جگہ اتنی اور فلان جگہ اتنی۔ ایک مرد کے لئے ایک عورت کے بٹوارہ کا حکم فطری مسدود کے
لئے جبکہ کافی نہوا ایک کو ایک دینے اور دوسرے حرام اردینے پر جب لاکھوں کنواریاں فالتو
بچ رہیں تو بتلاؤ اونکی حاجات انسانی کا متکفل کون ہے۔ یہ حالت ہوگی جبکہ نن بنانے پر تجربہ وہ مصیبت
دکھا چکا جس کا بیان بحوالہ کتاب تاریخ پاپائی کے ہو چکا پس اگر ایسے جوش جوانی میں
جو جو بے اعتنائیان بدعنوانیاں ہوجائیں اور پھر اون کا نکلا ہوا کوئی کسی حکمت پیدا ہوگا۔ اگر
پھر دیکھو کس قدر کنواریان حاملہ ولایت کے اخبار بتلا رہے ہیں۔ اگر کسی کا شوہر کو دو اور کسی کو
حسب حاجت تین - اور کسی کو حسب ضرورت چار بیاہ دیا جائیں تو ہمارے کان سکا ہے کو سننے

کہ اتنی اتنی کنواریاں فلاں فلاں جگہہ فاتواور اتنی اتنی حاملہ عنقریب مائیں بننے والی بچے جننے والی ہیں اگر کوئی صاحب مذکورہ کا مبتلا دل جلے پر یہ کہے کہ جس رائے نے تمام انبیا وسلف کی خلاف ایک بی بی کے سوا دوسری سے نکاح کرنے کو حرام اور زنا کہہ یا ان زناؤں سے اوس کا دل تو ٹھنڈا ہو گیا تو اوس کو اس کا کیا جواب دیا جایگا۔ ہاں اگر کہہ سکتے ہیں تو اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکم مسیح کا متی کے باب ۹ کے ورس ۹ کے بموجب ہے تو یہ متی کے ہی باب ۵ کی آیت ۱۷ او ۱۸ کے متعارض ہوگا اسلئے کہ اوس میں تو مسیح کا یہ قول ہے کہ میں نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے نہیں آیا پس جبکہ قول مسیح کا صدق ضروری ہی تو تعدد نکاح کا حکم انبیاء سلف و توریت کیسے منسوخ ہو سکتا ہی جبکہ خود مسیح ہی فرماتے ہین کہ نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے کو نہیں آیا توریت کا ایک نقطہ ایک شوشہ ہرگز نہ مٹیگا اوس کے چھوٹے سے حکم کا ٹالنے والا حقیر ہوگا جیسا کہ متی باب ۵ ورس ۱۷ تا ۱۹ اسے گذرا پس متی باب ۹ ورس ۹ میں جو ہے واجب التاویل ہوگا اور تاویل کی صورتیں ہیں منجملہ اون کے ایک یہ کہ جسکو دوسری بی بی کی ضرورت ہو محض جلانے اور دوسرے کام چلانے کو رکھے اُسکو منع فرمایا ہوگا نہ ضرورتمند کو ۔ اور تعارض کی صورت میں تحریم ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی ہاں گنجائش تاویل نہو تو تحریف ثابت ہو سکتی ہے پس جو حکم بفرض تسلیم خلاف ہے شرایع انبیاء سلف کے بلکہ خود اپنے ہی قول کے وہی محرّف ٹھہریگا قابل ہے سو جو انجام بخیر اس تعلیم کا ہوا اور اب جو خرابی کونسی تعلیم کا مثلاً پولس مقدس کی تعلیم میں کنواری کنواروں کو جب اتنی تکلیف ہے ذکر نکاح کی خواہش کو ایمان جاتے رہنے کی ہی دیکر عمر بھر بن بیاہا رکھا گیا مانند کارکن کو مسافر رینگے ٹھہرانے مقدسوں کے پاؤں دُھلانے پر مامور کیا گیا ۔۔ برس کی ہو جانے پر محتاج جبر ہوں کی فردین لکھا یا گیا اوس کا انجام نظر بر تقریر بالا مذکورہ بالا جو ہوا سو معلوم ہوا۔ اسلامی تعلیم میں جو دوراندیشی ہے کام بنایا یا آئینہ گو ہنس حاضر کے جاننے والے پر سب روشن تھا کہ انجام خراب کی تعلیم وہ کیسے دیتا۔ آیت صدر میں دیکھ لو کس بیوہ اور کنوارے مانند رنڈوے بانجی غلام تک کو بن بیاہا نہیں

چھوڑا جاتا اور نکاح کی برکت اور بے نکاح رہنے کی شامت میں کیا بیان کروں اتفاقات
دنیا اور وقایع نگار یورپ سب کچھ لکھ چکے۔ اوس طرف بن بیاہا رہنا یعنی اہتمام اونکی طرف
بے نکاحی سے بے نکاحے نہ چھوڑنے کا انتظام اور نکاح نہ کرنے والے کی مذمت مستفیض
کو صحیحین کی حدیث میں یہ بتایا جاتا ہے وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ
مِنِّي یعنی اور نکاح کرتا میری سنت ہے پس جو کوئی اعراض کرے اوس سے وہ میرا نہیں
یہ مشکوۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل اول کی حدیث بخاری و مسلم کا
اخیر ہے۔ جنکو نکاح کرنے کا مقدور ہو اونکو یہ ارشاد ہے۔ عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں
کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوانوں کے گروہ جو تم میں سے
نکاح کا مقدور رکھتا ہو اوس کو چاہئے کہ نکاح کرے کیونکہ وہ نظر کو نیچی کرنے والا اور شرمگاہ
کو بچانے والا ہے اور جس شخص کو مقدور نہو اوس کو لازم ہے کہ روزے رکھے اسلئے کہ روزہ
بچاتا اوس کے لئے خصی ہو جانا ہے بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد ابوہریرہ فرماتے ہیں
کہ تین شخص ایسے ہیں کہ اونکی مدد کرنا خدا تعالے نے اپنے ذمہ لیا ہے (الی قولہ) سوم
وہ نکاح کرنے والا جو پرہیزگاری کی نیت رکھتا ہو ترمذی نسائی ابن ماجہ ابو ایوب فرماتے ہیں
کہ چار باتیں انبیاء کی سنت ہیں۔ حیا کرنا عطر لگانا مسواک کرنا نکاح کرنا (ترمذی)

الجواب اطیبین شریعت جو تمہارے اعتقاد میں ایک [illegible]
جو تسلیم یوں کہو کہ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور [illegible]
ایمان اور نکاح کی آرزو نہ آئے سے چلنے والی [illegible]
والوں کو ایمان کھو بیٹھنے والی بتلاوے اور اون کی [illegible]
[illegible] اور بڑے بڑے سلاطین کو اوٹھانے کی [illegible]
ہیولی سمجھے کہ ہماری شریعت وہ [illegible]
ایسا ناکافی اور عصمت و عصمت کو مجبوری میں [illegible]

ضمیمہ

القاسم جلد ۹ نمبر ۷ میں مرقوم ہے کہ دنیا کی حقارت بیان سے مال و متاع کی فانی حقیقت
کے متعلق حضرت ابوذر کو جو کچھ کہا گیا تھا انہیں میں مختصر طور پر اوپر نقل کر چکا ہوں اس کا
مقتضی یہ تھا کہ وہ ایک خشک زاہد صحرائی کی زندگی گذار دیتے نہ شادی کرتے نہ بیاہ نہ
آبادیوں میں رہتے نہ اور کچھ سامان کرتے۔ لیکن میں لکھ چکا ہوں کہ اسی کے ساتھ ساتھ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی سکھایا تھا کہ دنیا میں رہکر اس سے بچنے کی کوشش کرو
ٹھیک ع در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق ٭ کا گویا نقشا اس کے آگے
پیش کرو۔ ان دونوں باتوں کو مساوی طور پر قائم رکھکر دنیا میں رہنا حقیقت یہ ہے کہ اس سے
زیادہ دشوار گذار راستہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ابھی گذر چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ابوذر سے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر احد کا پہاڑ سونا ہو جائے تو اس کی وقعت
میرے سامنے اس سے زیادہ نہیں کہ تین دن میں سب کو اڑا دوں۔ الحدیث جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی جاہ و مال کی طرف مطلق توجہ کرنے کی ضرورت نہیں اور اسی
کے مقابلہ میں حضرت ابوذر کے سامنے آپ عکاف صحابی سے پوچھتے ہیں کہ کیا تمہارے
پاس بیوی بھی ہے عکاف نے کہا جی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر بیوی نہیں تو کوئی کنیز
و لونڈی بھی ہے۔ عکاف نے کہا کہ وہ بھی نہیں آپ نے فرمایا تم فارغ البال صاحب
فراخی نہیں ہو عکاف نے کہا کہ جی ہاں دنیا کی جانب سے مطمئن اور خوش ہوں (یعنی
مالدار ہوں) آپ نے فرمایا کہ اس حالت میں تم شیاطین کے بھائی بن رہے ہو اگر تم نصرانی
ہوتے تو ان کے راہبوں میں شمار کئے جاتے۔ نکاح میرے طریقہ میں داخل ہے
تم میں سب سے زیادہ برے وہ لوگ ہیں جو مجرد اور کنوارے ہیں۔ سب سے ذلیل ترین کمینہ
وہ مردے ہیں جو حالت تجرد میں زندگی گذار کر مر جاتے ہیں۔ کیا تم شیطان کے

تختہ مشق بننا چاہتے ہو شیطان کا وہ ہتھیار جو اچھے لوگوں میں بآسانی اتر جاتا ہے
صرف عورت ہے۔ ہاں جنھوں نے شادیاں کیں وہ پاک دل والے ہیں میل اخلاق
سے دور اور کنارہ ہیں۔ عکاف تجھ پر افسوس ہے یہ عورتیں تھیں جنھوں نے ایوب یوسف
داؤد کرسف کے ساتھ کیا کیا۔ بشر بن عطیہ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے
پوچھا کہ حضور یہ کرسف کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی گذشتہ زمانہ میں اس
نام کا ایک عابد تھا جو کسی دریا کے کنارے بیٹھ کر تین سو برس تک عبادت میں مصروف رہا
دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات بھر نماز پڑھتا۔ آخر ایک دن کسی عورت کے عشق میں
مبتلا ہوا اور ساری ریاضتوں کو چھوڑ کر اسی کے پیچھے دیوانہ ہو گیا۔ بہر حال خیر یہ اوس کی
حالت بھی ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف پھر متوجہ ہوا۔ خداوند تعالیٰ نے اوس کے قصور سے
درگذر فرمائی۔ اس کے بعد سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عکاف کی طرف پھر
متوجہ ہوئے اور سمجھانا شروع کیا کہ عکاف تجھ پر افسوس۔ نکاح کر ورنہ ہمیشہ مذبذب رہیگا
یعنی شانتی و سکینت تجھے حاصل نہیں ہو سکتی۔ عکاف نے اس کے بعد درخواست کی
کہ حضور آپ ہی میرا عقد جس سے چاہیں کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ کریمہ بنت کلثوم حمیری
سے تیرا نکاح کر دیا۔ اس حدیث سے نکاح کا مسئلہ بخوبی معلوم ہو جاتا ہے اُسے کون نہیں
سمجھتا۔ اور شادی کے بعد بیوی بچوں کا جو طوفان اُٹھتا ہے آج اس سے کون
واقف نہیں۔ مگر حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان ہی علوم نے اس طرح کا عجز
لاچار بنا دیا تھا کہ انھوں نے یہ بھی کیا اور وہ بھی کیا نہایت احتیاط کے ساتھ نباہ کر ایک
عجیب طریقہ معاشرت عالیہ کا ثبت دیا اختر مقیدالی جمہ۔

	خاندان سے رکھا چاہیے ستم		جورو بچے قربان کئے گئے	

مسند احمد جلد ۵ [illegible]

وہ ہم سے بچنے چھپا بھی لگی		مورتیں گر جن کیں اکثر ہم

جیسے دو پاک انسان اناسپش دیران وغیرہ اور اللہ سبحانہ لم یلد ولم یولد جیسی فنا اس سے مخلوق
اور خالق کے درمیان نسبت تماثل کی ماننا تمام انبیا و مرسلین صلوۃ اللہ تعالے وسلامہ علیہم اجمعین
اور عقلاء ذوی الاحترام کے خلاف ہے توریت شریف کی کتاب استثنا کے درس ۱۵ سے ۱۹
تک خدا کا حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرماتے ہیں کہ آپ سے تم خبردار ہو کہ خدا نے
آگ میں سے تمہارے ساتھ باتیں کیں اور تم نے کوئی شکل نہیں دیکھی نہ ہو کہ تم خراب ہو جاؤ
اور عبادت کے لئے کوئی شکل والی چیز مقرر کرو ۔ چونکہ کسی چیز کا مرتبہ ظہور میں آنا بغیر متناہی
او محدود ہونے کے ہو نہیں سکتا اور چیز کا متناہی اور محدود ہونا ہی شکل ہے جسکی عبادت
سے توریت شریف کی آیت کریمہ منع کر رہی ہے پس وہ شکل نور ذی کیفیت ہو یا نورانی فرشتے
یا آتشی مخلوقات جن و شیاطین چاند سورج ہوں یا نجوم و کواکب اجرام فلکیہ بت بے
مورت ہوں یا با مورت صلیب ہو یا ارواح خبیثہ و لطیفہ بلکہ مجموعہ عالم بھی متناہی اور محدود
ہونے کی وجہ سے ایک شکل متضمن باشکال مختلفہ ہے اور اس شکل کی قید سے معلوم
ہو گیا کہ وہ نور خوبصورت آگ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا تھا معاذ اللہ وہ شکل
نورانی محدود اللہ سبحانہ کی ذات مقدسہ نہ تھی بلکہ اللہ سبحانہ کی صفت کلام کا مظہر
تھی جیسے ہر نبی صاحب وحی بوقت وحی ہوتا ہے بغیر حلول و اتحاد کے اور مجموعہ عالم
کی عدم تناہی از روے برہان تطبیق باطل ہے ۔ اور موجودات عالم کو باین معنی غیر متناہی کہنا کہ
بہت سا ان میں سے بعد وجود پانے کے معدوم ہو گیا اور بہت سا ابھی معدوم ہے آئندہ
وجود میں آیگا مجموعہ عالم سے ہماری مراد یہ ہے تو یہ عدم تناہی معدوم و موجود کے مجموعہ کی ہمارے
مدعا کے معارض نہیں یہاں کلام موجود ممکن میں ہے پس موجود متناہی و محدود جسکا نام آیت توریت
شکل رکھ رہی ہے وہ مستحق عبادت نہیں ہو سکتا اور جو موجود (موجود واجب یعنی مابہ الموجودیت
نہ اس وجود کے ساتھ جو ضد عدم کی ہے) غیر متناہی اور غیر محدود ہے وہی معبود کل ہے

اور مستحق عبادت اور معبود کل ہونا چاہیئے کہ ایسا ہو کہ کوئی مرتبہ نفس الامر میں ایسا نہ نکلیگا جو بات
وہ نہ ہو اور وہ دوسرے فرقہ کے عابد ہو چنانچہ حضرت اشعیا نبی کی زبان پر فرمایا کہ میں اول ہوں
اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں یعنی جو موجود ہے اول سے کے موجود ہونے کی بھی شرط
ہیں کہ یہ موجودات میرے ارادہ کی شان ہو کہ منافی استغنا لا ازل وغیرہ کمال پہنے مرتبہ
وجود میں مشغول اور محدود ہونے کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام بھی معبود کل اور معبود نہیں
ہو سکتے اور استثنا کے باب ۱۳ کے آغاز میں ہے کہ جو کوئی نبوت کا دعوے کرکے کسی چیز
یعنی حادث کو معبود کہے اُسے جھوٹا جانو گو کہ بار کوئی ہو اگرچہ بہت بڑے بڑے معجزے دکھلاوے
دہائی لی ہے تقریر بالا کو نادرست کہا جاوے تو کس دلیل سے اس کو دفع کیا جائیگا کہ ہر نوع
موجودات کا ایک خدا ہو بلکہ ہر شخص کا خدا جدا ہو اور کیا وجہ کہ ہر چیز پر خدا ہونیکا احتمال
ہو سکے اور کیا سبب کہ مریم کا بیٹا خدا ہو اور کوسلیا کا بیٹا رام چندر اور دیوکی کا بیٹا کنہیا خدا نہو
جنہیں ہنود اسیطرح خدا ٹھہراتے ہیں جس طرح تم حضرت عیسیٰ کو اور کیا وجہ کہ برہما بشن
مہادیو خدا نہوں کہ ہر ایک ان میں سے بطور ہنود مظہر اتم صفت کاملہ کا ہے اور کیا وجہ
نفوس کوکبیہ اور عقول عشرہ جنہیں مجوسی مفوض الامر یا موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے
میں جانتے ہیں خدا نہوں ہر چند کہ عجز منافی الوہیت ہے مگر تمہارے اصول کے موافق
منافی شان الوہیت نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ کھانے پینے کے محتاج تھے اور یہودیوں کے
ہاتھوں میں عاجزی دکھائی دیتی ہے بن باپ کے ہونا اگر موجب ہے خدا ہونے کا تو آدم علیہ
السلام بطریق اولی خدا ہو جائینگے اور ہنود کے بہتیرے اکابر جو بن باپ کے اور بن ماں کے
پیدا ہونیکے مانے گئے ہیں وہ بھی خدا الیاس مردہ کو زندہ کرنے کی وجہ سے خدا ہوں
یہ [illegible] سے استثنا اول صفحہ ۱۹ مرقس باب ۱۲ ورس ۲۹ یسوع نے اُس کو
جواب دیا کہ سب حکموں میں اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا
ایک ہی خداوند ہے - خدا نے کہا میں ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں

اگر روح القدس اور مسیح دو خدا اور ہوتے تو مدار نجات حکم اوّلی کے موقع اظہار میں نہ تو خدا اون دونوں کو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا ہونے سے چھپا کر صرف اپنے آپ کو اکیلا خدا بتلاتا اور نہ مسیح ہی یہ فرماتے کہ ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے ۔ اور یہ دہاندلی ہی مان لی جاوے کہ تین ہیں پر تینوں ملکر ایک اور تثلیث اور توحید دونوں کا ماننا موقوف علیہ اور مدار نجات کا ہے تو اسپر فوراً یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہی بتلادیا ہوتا اور اسکو بھی باطل کردیگی متی کے باب ۱۱ کی

یہ آیت ۲۷ کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا اور وہ جسپر

بیٹا اُسے ظاہر کیا چاہتا ہے ۲۱ خدا کا بفرض محال بیٹا ہوتا تو وہ بھی خدا ہوتا اور اسی خیال محال سے مسیح کو خدا کا بیٹا بولے جانے پر خدا کہا جاتا ہے اور اس کو موقوف علیہ اور مدار نجات گرداناجاتا ہے اے ناظرین تمہیں خدا لگتی کہدو کہیں وہ اعتقاد جو موقوف علیہ اور مدار ہو نجات کا وہ بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ جسے انبیاء سلف اور امم سابقہ اور موجودہ میں سے کوئی نہ جانے بجز خدا و مسیح و مخلصان مسیح کے اس مقام پر جس دہاندلی سے کام لیا گیا ہے اوسکی نظیر ملنا دشوار بلکہ محال ہے ۔ اور مرقس ہی کے باب ۱۲ کی آیت ۲۰ سے ۳۴ تک دیکھو پہلا مدار نجات صرف اعتقاد توحید ہی معلوم ہوتا ہے خصوصاً آیت ۳۲ تب اُس فقیہ نے اُس (مسیح) سے کہا کیا خوب اے اُستاد تو نے سچ کہا کیونکہ خدا ایک ہے اوس کے سوا اور کوئی نہیں ۔ لوقا باب ۱۰ آیت ۲۵ تا ۳۰ اور باب ۱۸ ورس ۲۵ تا ۲۸ اور متی باب ۶ ورس ۲۴ ۔ کوئی آدمی دو خداوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا ۔ ان آیات اور ان کے علاوہ بیشمار آیات کتب عہد عتیق و کتب عہد جدید سے اولی مدار نجات توحید کا اعتقاد ثابت ہوتا ہے پچھلی آیت میں اپنا دوئی سے نفرت دو کی عبادت ارتکاب محال شرعی کو تو بتایا اور تثلیث کیسے ٹھہر سکتی ہے باپ بیٹا روح القدس کی اقنومیت کے اعتقاد کو مدار نجات میں کچھ بھی دخل ہوتا تو اوسکی نسبت یوں نہ کہا جاتا کہ اوسکو کوئی نہیں جانتا بجز خدا و مسیح و خاصان مسیح کے ۔ یوحنا باب ۱۰ ورس ۳۰ میں اور باپ ایک ہوں اس سے عیسائی مسیح کی خدائی تراشتے ہیں ۔ اور یہ اُن کے عقیدہ پر بھی

راست نہیں اسلئے کہ جب مسیح کو جسم کی راہ سے بندہ اور روح کی جہت سے خدا ٹھہرایا تو
مسیح میں خدا کی روح ہونے سے مسیح کو اور خدا کی روح ہونے سے روح القدس کو خدا ٹھہرانا
جب اُن کو روا ہوا تو سب نبی اپنے جسم میں خدا کی روح بتلاتے ہیں چنانچہ اور میں جانتا ہوں کہ
روح مجھ میں ہی ہے یہ حکمنا دل فرشتوں کے باب ۷ کی آیت ۴۰ کا جملہ اور ایوب کی کتاب کے
باب ۲۷ ورس ۳ اور ۳۳ ورس ۴ و ۱۵ تو سب انبیا میں خدا ہی کی روح اور نفس ثابت ہوتے ہیں اور یہ
ایسی بات ہے کہ تھوڑے تامل سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب مخلوق اور مملوک اور بندہ ہونے
کی راہ سے تمام عالم اللہ کا ہے تو روح اور نفس اوس کے ہونے سے کیونکر نکل جاینگے اصل
جزئیت اور ما فوق نسبت کا خیال خاک کھینچ لینا ایک ایسا عجوبہ اور اجنبی امر ہے جسکو آسمانی نوشتوں
کے اسرار تک سے کچھ تعلق نہیں ہے ہرگز راست نہیں آسکتا۔ اور وہ ایک ہونا کہ میں اور باپ
ایک ہوں ویسا ہی ہے جیسا کہ اپنے اور اپنے شاگردوں کی نسبت یہ فرمایا یوحنا باب ۱۴ ورس
۱۱ کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں صفحہ ۱۰۱۔ اور اوسی کے ۱۴ باب ورس ۲۰ صفحہ ۱۳۹ میں ہے
اوس روز تم جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں صفحہ ۱۹۱ ترجمہ حال کا بھی ایسا
ہی ہے اگر عیسائیوں کا وہ استدلال صحیح ہو تو چاہیے کہ حواری بھی ویسے ہی خدا ہوں
جیسے عیسیٰ تھے اور ہمارے نزدیک بشرط صحت ترجمہ اصل معنی اس کے نظر بر توجیہ بعض
متصوفین یہ ہیں کہ جس تجلی نے عیسیٰ میں ظہور کیا اوس نے حواریوں کو گھیر لیا ہوگا (اور یہ ایک
اصطلاح ہے صوفیہ کی کہ مخلوقات آئینہ ہے خالق کے مشاہدہ اصلی کا اور خالق حق
تعالیٰ شانہ آئینہ ہے مخلوقات کا باعتبار اعیان ثابتہ کے) متی باب ۲۲ ورس ۴۱
تا ۴۶ میں فریسیوں کی دریافت پر ابن داؤد ہونے کی نفی فرمانا مسیح کا معارض ہے اوسی کے

ف جو ورس ۱۴ اگر وہ اوسکو خیال کرے اور اپنی روح اور اپنا دم اپنی طرف کھینچے تو سب ہی بشر ایک ساتھ
فنا ہوجائینگے۔ اور انسان پھر مٹی میں مل جائیگا صفحہ ۱۹ سے ۵۰ متی باب ۲۳ ورس ۹ اور زمین پر کسو کو اپنا
باپ مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے۔ حقیقی باپوں کے باپ ہونے کی
نفی خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں حالانکہ وہ ایسے باپ کے نہیں جنکی نفی معقول
مقام میں کی طرف راجع ہو [illegible] مقام کے اوس سے اصلی نفی فرمادی تو اس سے نفس الامر میں نفی کیونکر ہوجائیگی
[illegible] مخصوص [illegible] نہیں رہتا —

باب ۱۲ ورس ۹ کے بموجب بھی مسیح کو ابن داؤد کہنا صحیح ہے اور باب اسکے ورس ۳۰ و ۳۱ میں
بھی اور بہت جگہ مسیح نے خود اپنے آپ کو ابن آدم کہا اور مسیح کے نسب نامہ میں ابراہیم اور آدم اور داؤد بھی
ہیں دیکھو متی باب اول ۱ آیت ۱۷ لغایت [illegible] پشتیں ابراہیم سے داؤد تک [illegible]
اور یہ [illegible] بابل کو اٹھ جانے تک چودہ پشتیں اور بابل کو اٹھ جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں [illegible]
اور جب یہودیوں نے خدا کا بیٹا کہنے پر عیسیٰ کو کہا کہ تو کفر بولتا ہے تو آپ نے جواب ان کو فرمایا
یوحنا باب ۱۰ ورس ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ کیا تمہاری شریعت میں یہ لکھا ہوا نہیں کہ میں نے کہا تم خدا ہو
جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا ۔ یہ اشارہ ہے زبور ۸۲ ورس ۶ کی طرف جو
نسخہ [illegible] میں ہے تم سب خدا ہو اور تم میں سے ہر ایک خدا کا فرزند ہو [illegible]
بھی اسکے موافق ہے [illegible] جو میرے پاس ہے [illegible] ورس ۶ [illegible]
کہا تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو [illegible] مطلب یہ کہ جس حق کے [illegible]
کے زبور کلام اللہ کی تلاوت کرنے والے قراء اور صالحین کو خدا اور خدا کا فرزند کہا اسی معنی کر
مجھ عیسیٰ نے تو اپنے آپ کو صرف خدا کا بیٹا کہا ہے خدا تو کہا ہی نہیں نہ خدا کا بیٹا تو الوہیت کے
معنے [illegible] کفر ہے جیسی وہ ان اطلاق پر بمعنی صحیح کافر نہیں ہوئے تو میں بیٹا بمعنی محبوب
و مقرب [illegible] کلام اللہ اپنے آپ کو کہنے سے کافر کیسے ہو جاؤنگا کافر تو باتفاق تمہارے
اور میرے [illegible] ہونگا جب میں اپنے آپ کو خدا کا حقیقی بیٹا کہوں اور ممکن ہے کہ زبور [illegible] میں
[illegible] کو اس [illegible] خدا کہا ہو کہ [illegible] میں ہی ہو [illegible] جیسے قرآن مجید میں
قاری حکایۃً عن اللہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں
کہ میں اللہ رب العالمین یعنی تمام جہانوں کا پالنے والا خدا ہوں حکایت سے نظر قطع کرنے پر
گویا خدائی کا دعوےٰ ہو جاتا ہے [illegible] اطلاق مذکور تھا ورنہ [illegible] خدا
اور [illegible] خدا کے بیٹے آپ ہی باپ آپ ہی بیٹے تعارض [illegible] نہیں [illegible] ہو سکتی ہے [illegible]
بیٹا بمعنی خدا [illegible] یہ دونوں اطلاقوں میں تعارض تناقض نہیں رہتی ۔ افسوس یہ عیسوی

فیصلہ فریسیون کے مقابلہ مین اطلاقات زبور سے اُنھیں معنی پر ٹھے کیا ہو جن معنون مین زبور میں
مستعمل ہوا تھا۔ جس سے کسی زبور کے ماننے والے نے اپنے آپ کو خدا اور خدا کا حقیقی
بیٹا کہنے کا نہ دعوے کیا تھا نہ ان معنی کا کسیکو جازم اعتقاد توحید کے مقابلہ میں خیال ہوا تھا
تب کو عیسائیون نے اُنھیں معنی کی طرف گھسیٹ لیا جن سے انکار کر کے مسیح نے اپنے اوپر سے
کفر کا الزام ہٹایا تھا بعض ترجموں میں فرق اطلاقی پیدا کرنے کیلئے بجائے تم خدا ہو کے ملائکہ ہیں
بنایا پھر جو اس سے تراجم متقدمہ کی مخالفت کے الزام کو بڑا بُرا دیکھا تو تم خدا ہو کی جگہ تم
الہ ہو پھر تجویز ہوا چنانچہ میرے پاس جو چھپا ترجمہ بیبل کا ہے اوس میں یہی ہے اور یہ اعتقاد
چونکہ تمام انبیاء و کتب سماویہ و امم ماضیہ کے خلاف ہی لہذا محققین نصاریٰ سے انجیل کے
ماننے والے الوہیت مسیح کے منکر ہیں اور کہتے ہیں مسئلہ تثلیث کا اجتہادی خیالات کا
نتائج ہے منصوصات عیسویہ سے ہرگز نہیں ہوا اور وہ راستے اور اجتہاد کر کے کبھی تسکین ہو
سکتا ہے جو فیصلہ مسیح کے خلاف ہی خدا کے بیٹے ہونے کا گو فریسیوں کے مقابلہ میں
مضمون زبور مسلمہ بنی اسرائیل مفہومہ فریسیوں سے موافقت کر کے خود عیسیٰ علیہ السلام نے
دلالت فرما چکے کہ جیسے خدا کے بیٹے یعنی خدا کے پیارے اللہ والے داود علیہ السلام کی
امت کے عملی زبور پڑھنے والے تھے ویسا ہی ایسے ہی ہوں وہ بھی اللہ والے میں بھی اللہ والا
نہ وہ خدا کے جنے ہوئے جزو صلبی بیٹا اور جیسے وہ خدا کا کلام اون کے پاس آنا سے
خدا یعنی حامل کلام اللہ [illegible] میں بھی [illegible] ہوں۔ مگر میں نے اپنے آپ کو خدا
نہیں کہا ہے [illegible] عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے
چونکہ کامل طور پر ہو چکی تھی اسلئے اوپر سے ہی نسطورس اور اوس کے اتباع اس امر کے معتقد
تھے کہ مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ بر سبیل بزرگی بیٹا کہدیا ہے جیسکہ آدم علیہ السلام
کی اولاد میں سے اہل اللہ کو خدا کا بیٹا توریت کی کتاب پیدائش میں کہدیا ہے کہ خدا کے بیٹوں
نے جب آدم کی بیٹیوں کو دیکھا الخ اور قاریان زبور عملی امت داود علیہ السلام کو خدا

اور خدا کا بیٹا کہدیا ہے جیسا کہ گذرا) اور نسطورس کے ساتھ ہو کر الفاظ کہہ کے بطلان نے
حقیقی بیٹا کہنے والے پادریوں کو مناظرہ مین ہرا دیا ہے جیسا کہ اغانہ مین کتب تواریخ سے
منقول ہے اور بیشک جبکہ اولاد آدم بنی اسرائیل سلہ و امت داؤد کو خدا کے بیٹے فرمایا اور اس سے
اونکو اور اونکی اتباع کو خدا کے حقیقی بیٹے ہونے کا وہم تک نہیں اور اوس زمین اور زمانہ کا عرف
بہی ٹھہرا کہ بجنبہ وجہ خدا کا بیٹا کہدیا جاتا تہا جیسے کہ مصلح کو خدا کا بیٹا کہا دیکھو متی باب
۵ ورس ۹ مبارک وے جو صلح کرنے والے ہین کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلائینگے ؞
۱۶ - اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تا کہ وے تمہارے نیک کامون کو
دیکھیں اور تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے ستایش کریں ؞ اس مین نیکوں ہادیونکو خدا کے
بیٹے بتا دیا۔ **ایضاً** باب ۲۳ ورس ۹ اور زمین پر کسو کو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے
جو آسمان پر ہے ؞ اس آیت مین اہل تبتل کو خدا کا ایسا بیٹا بنا دیا جسکے ہوتے سے
باپون کے باپ ہونے کی نفی فرما دی پس جبکہ ان معنون مین خدا کا بیٹا بولنا اوس زمانہ کا عرف
ٹھیرا اور اوسی زمانہ مین کہتے کفریہ فریسیوں کے اعتراض کیے ہوتے معنی سے ہاکرامت داؤد
کے عرفی معنی سے اپنی ابنیت کو دافع کردیا اور سب جھگڑا مٹا دیا تو آج بیٹے کا لفظی
اطلاق دیکھکر حقیقی صلبی بیٹا ہونے کا دعوے کرنا وہی کفریہ بات کرنا ہے جسکے الزام کو حضرت
عیسیٰ نے اپنے اوپر سے دفع کیا تھا۔

دوسرے استفسار کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اہل علم عیسائیون سے سنا ہے کہ عیسائی
لوگ حضرت عیسیٰ کو اون کے جسم اور نفس ناطقہ کی جہت سے جو ہر آدمی کے لئے ہوتا ہے خدا نہین
جانتے بلکہ ایک اور حقیقت کی جہت سے جو خاص مسیح کے لئے جان و تن سے اوپر ہے خدا
جانتے ہین - یہان چند سطرے ہین (۱) اس طرح کی بات یقیناً ہم ہر چیز کے لئے کہہ سکتے

سلہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا ہے کہ فرعون سے یون کہیو خروج باب ۴ ورس ۲۲ تب تو فرعون کو یون
کہیو خداوند تعالے یون فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے ۲۳ سو مین تجھے
کہتا ہون کہ میرے بیٹے کو جانے دے تا کہ وہ میری عبادت کرے الخ منہ

که جسم و جان سے پرے حقیقت ہونے کے معنی یہی ہیں کہ بابہ التحقق یعنی موجودات کی اصل یعنی
علت فاعلی ہو سو ایسی حقیقت ہر چیز کی اللہ ہے کہ وہی سب کا بنانے والا ہے اس کا ذات
عیسوی پر حصر نہیں چنانچہ پولوس افسیون کے باب ۴ ورس ۶ میں کہتا ہے نسخہ ۱۸۳۹ء ایک ہی
خدا ہے جو تم سبھوں کا باپ ہی اور سبھوں کے اوپر سبھوں کے درمیان اور سبھوں میں ہے ۔
(متی باب ۲۳ ورس ۹ میں بھی ایسا ہی ہے اور بھی دیکھو) اور پادری فنڈر صاحب نے مفتاح الاسرار
کے باب ۳ کی دوسری فصل میں اس مضمون کا بظاہر فی الجملہ اقرار کیا ہے اس طرح کہ ساری موجودات
خدا کے خیالوں کا اظہار اور بیان ہو جو عالم کی پیدایش میں ظاہر اور مجسم ہو کر مرئی ہوئے ہیں
(دکھلائے گئے ہیں) اور اسی فصل میں جو کلام صوفیانہ اونھوں نے نقل کیے ہیں اور بیان
کرتے ہیں اوس سے بھی یہی بات لازم آتی ہے کہ ہر چیز کی حقیقت یعنی علت فاعلی سب پیدا
کرنے والا) وہی حق تعالیٰ ہے کچھ حضرت مریم کے صاحبزادہ کی خصوصیت نہیں (۲) اوس
حقیقت میں تعدد تشخصی کہاں ہے تو تثلیث کہی جسکو قایم کر کے ہر ثالث کو خدا کہیے ہیں
چنانچہ عیسائیوں کے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ باپ غیر مخلوق بیٹا غیر مخلوق روح القدس
غیر مخلوق ۔ باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا ۔ اور اگر کوئی عیسائی کہے کہ تثلیث باعتبار
تعدد اعتباری کے ہے نہ باعتبار تعدد تشخصی کے سو بھی غلط ہے دو وجہ سے (۱) تعدد اعتباری تعدد
صفات پر لیجیے تو صفات باری ان گنت ہیں تعدد ان گنت صفتوں کا نکلیگا نہ تین کا (۲)
تمام کتب نصاری اس مضمون سے مالامال ہیں کہ بیٹا باپ سے متولد ہو اور دونوں سے روح القدس ہوا
چنانچہ نماز اور عقائد وغیرہ کی جو ترجمہ ہو کر سنہ ۱۸۳۳ء میں کلکتہ میں چھپی اوس کے عقائد مقدسہ
اتھاناسیس میں لکھا ہے پسر فقط از پدر است و متولد است و روح القدس از پدر است و از
پسر است و منخرج است پس ایک چیز سے ایک کا پیدا ہونا صریح دلالت کرتا ہے اس پر
کہ اقانیم ثلاثہ میں تعدد ویسا نہیں جیسا کہ ذات و صفات میں ہے اور جب ایسا نہ ٹھہرا بلکہ ایک سے
دوسرے کا نکلنا ثابت ہوا تو تینوں کے مرتبہ کی باہم برابری باطل ہوئی اسلیے کہ بدیہی ہے

جو نکلا وہ موخر ہے اور جس سے نکلا وہ مقدم ہے رتبۃً اور ذاتاً - بیٹے کو صادر اور باپ کو مصدر
ٹھہرا کر دونوں کو مرتبہ میں مساوی جاننا اجتماع نقیضین کا قائل ہونا ہے اور جو مرتبہ صادریت سے
اوپر مصدریت کا ہے اوسکی نسبت ہر چیز برابر ہے کچھ حضرت عیسیٰ کی خصوصیت نہیں سارا عالم اوسی کے
ارادہ کی شان کا ظہور ہے - ہاں بعضی موجودات میں شان ارادی کا ظہور اقدم و اقوی ہو یہ جُدی
بات ہے (سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شیون الٰہیہ خصوصاً شان علم کا ظہور
اسقدر قوی تر و اقدم تھا کہ ساڑھے تین ہزار دن کی تعلیم میں ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ شاگرد
ایسے لبریز علوم سے آپ نے تیار کر کے چھوڑے کہ جنکے نکات علوم کے اور انکے جمہور تیرہ سو برس
کی تحقیقاتوں میں نبڑنے میں نہ آئے) پس ہر شی میں ایک ایک شان کا ظہور ایسا ہی تھا -
جیسے مثلاً نفس ناطقہ کو بدون اس کے کہ جزو بدن ہو سارے بدن سے تعلق ہوتا ہے - مگر
جیسا کہ دل اور دماغ کے ساتھ ہوتا ہے ویسا ہاتھ پاؤں کے ساتھ نہیں ہوتا ہاتھ پاؤں کے ریزہ ریزہ
ہو جانے سے بشریت سے باہر نہیں ہو جاتا اور دل و دماغ کے ریزہ ریزہ ہو جانے سے نسبت
بشریہ نہیں رہتا دفنا ہو جاتا ہے) اسیطرح عقلاً جائز ہے کہ اوس ہوا کے ساتھ جو بقول اہل
توریت بدن میں صبح کے وقت چلی اور آدم نے اوس ہوا سے خطاب پر عتاب بخشا اور اوس
نور کے ساتھ جو بصورت آتش وادی ایمن میں حضرت موسیٰ کو ایک درخت پر نظر آیا اور اوس
ابر کے ساتھ جو خیمہ مقدس موسوی پر گھر جاتا تھا اور اسیطرح اوس جسم کے ساتھ جو مریم کے
شکم مبارک سے ظاہر ہوا اور (نور مجسم فرستی قرآنی) جیسا نور محمدی کے ساتھ جو حضرت آمنہ
کے بطن مبارک سے جلوہ گر ہوا (جسنے خلاف عادت انوار بصریہ کے اعناق الابل اتنی دور سے
بذریعہ روشنی کر دیئے کہ بیٹھے ہو قلعہ کو دکھلا دیئے) حضرت مبدء کل جل شانہ کی نسبت
ارادی کا تعلق ایسا قوی تر اور مقدم تر ہو کہ ویسا اور جو ذات کے ساتھ نہ ہو تو یہ عقلاً محال
نہیں بلکہ نقلاً اس کو ماننا چاہئے بشرط تصدیق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے (اور اس نسبت کو خدا اور ابن اللہ بنانے سے کیا نسبت یہ دستنا نہی میں)

موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کو افضل بنانے مین کہان سے کہانتک نوبت پہنچی اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ناسخ و منسوخ کو ہوا آشنا	لوگ ہو کاٹے زہے جہل از حکم
گھر نہ دیکھا طعن غیر پہ زہر کیا	ہاے ہٹ دھرمی تنازعات وابستہ دم

مسئلہ نسخ پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ عناد پر مبنی ہے ورنہ مسئلہ صاف مطلع صاف احکام
کونیہ فطریہ تک نسخ بعض احکام علیہ شرعیہ کا قانون رہے ہین بصر و بصیرت کے مقدور سے
وہ نہ سوجہیں تو ہمارا کیا مقدور۔ پہلے نسخ کے معنی سمجہیے حسب ضرورت عباد و مناسبت زمانہ
مناسب ہدایات دیکر انبیاء و رسولوں کو اللہ سبحانہ بہیجتا ہے اس پر یہ وہم کہ پہلے نبی کی
شریعت کے کل یا بعض احکام میں جو بہول چوک ہو جاتی ہے اوس کی اصلاح دوسرے
نبی کی شریعت سے کرا دیجاتی ہے یہ وہم نادانی اور بد فہمی پر مبنی ہے۔ نسخ کے معنی صرف تبدیل
حکم ہے۔ آگے مفتری کی افترا پردازی بہتان بندی بطور زیادتی کے ہے کہ پہلی تبدیل پہلی غلطی
کی اصلاح کی وجہ سے ہوئی ہوگی چند روز منضج پلانے والے طبیب کی نسبت بھی آپنے کبہی یہ
قایم کی ہے کہ اوس سے منضج کا نسخہ دینے میں غلطی ہوئی تھی جسکی اصلاح مسہلات اوس نے مسہل
دینے سے کی۔ جب یہان آپ نے ایسا نہین سمجہا بلکہ اس تبدیل کو عین حکمت اپنے اپنے
وقت کے مناسب یقین کیا ہے تو خدا کے معاملہ مین آپ کو کونسی عناد نے مجبور کیا ہے کہ بلا وجہ
ایک سہل عیال حنل کا دم رکھنے والا پیدا کیا یون نہین مان لیتے کہ اوس نے بھی زمانہ کی
ضرورت اور اہل زمانہ کی طبیعت و مزاج قوت ضعف وغیرہ اندازہ کرکے اوس کے موافق مختلف
احکام جاری کر دیئے ہین باقی یہ خلجان کہ کیا وہ اس پر قادر نہین کہ ابتداء عالم مین وہ کوئی ایسی
کتاب نازل فرما دیتا جس سے ہر زمانہ کی تغیرات کی رعایت ہوتی (یعنی ایک حکم کی جگہ دوسرا
حکم اوس سے لکہا ہوا جاری جو کچہہ بہی ہوتا اوسین یہ تصریح ہوتی کہ فلان زمانہ تک اوس
زمانہ کے مناسب یہ حکم رہیگا اور اسکے بعد فلان وقت تک بجائے اوس کے یہ)

جس سے بار بار اپنے سچے الہام مین دست اندازی نہ کرنی پڑتی اس بابت عرض یہ ہے
اس صورت میں بار بار اپنے سچے الہام مین دست اندازی نہ کرنی پڑی - دوسرے یہ کہ بیشک
خدا اسپر قادر تھا تو کیا اسپر قادر نہ تھا کہ بغیر نطفہ اور خون حیض رحم مادر مین پرورش پانے
اور بتدریج نشوونما کرنے کے ایک کامل کامل انسان دفعتہً پیدا کردیتا (جیساکہ آریہ سماج اپنے
چار رشیونکی نسبت کہتے ہیں) یا بغیر تخم ریزی وغیرہ سامان زراعت کے خود بخود تمام زراعت کو
زمین سے اُگا دیتا اگر اوس نے باوجود قدرت کے ان نباتات مین یہ دردسری اور لڑائی بھڑ
لو تروحا نیات مین بھی اوس کو اپنی عادت سے معذور سمجھنا چاہیے - اگر یہان اس تدریجی ترقی
مین کچھ خاص حکمتین اور مصلحتین متعلق ہوسکتی ہین تو یہان اس قسم کی حکمتون مصلحتون کا
لحاظ کرنے سے کون چیز مانع ہے بہرکیف اس مین کوئی حرج نہیں بلکہ یہین حکمت سراسر رحمت ہے
اور عقلاً و نقلاً ثابت کہ اللہ سبحانہ فاعل مختار ہے تندرست کو مریض مریض کو تندرست غنی کو
فقیر فقیر کو غنی جاڑون کے بعد گرمی گرمی مین برسات برسات کے بعد جاڑے لاتا ہے اسی لئے
ایسے ہی اپنی بندگی کے اقرار کرنے والونکو ہمیشہ عبادت کی ورزش کے لئے جس کسی سے
جس کام کو چاہتا ہے کرنیکو کہتا ہے اور پھر جب چاہتا ہے اوس کام کو موقوف کرکے دوسرے
کا حکم دیتا ہے - اور اگلے کاموں کی میعاد کو جو اوس کے علم مین قرار پاچکے تھے ظاہر کردیتا ہے
یہاں کچھ قانون احکام دنیا اور اپیل مین حاکم ماتحت کے حکم کی منسوخی والا اضطراب پادری فنڈر
صاحب کا موقع نہین پاسکتا وہ تو اپنے متعلقات کے مدفوع ہے ان دلائل سے (۱)

نسخہ ۲۵ پیدائیش باب اول درس ۳۰ زمین کے ہر ایک جاندار اور آسمان کے ہر ایک
پرندہ اور زمین کے ہر ایک رینگ کے چلنے والے کو اور جس مین نفس حیوانی ہے اور ہر ایک قسم
کی سبزی کی ہین کھانیکو دی ہے یہ خطاب خدا کی حضرت آدم کی نسبت ہے اور اسی کتاب کے
باب ۹ درس ۳ مین حضرت نوح کی نسبت بھی ایسا ہی حکم ہے یہ دونون حکم اباحت عامہ
کے توریت سے منسوخ ہوئے لاویون کے باب ۱۱ کو پڑھ دیکھئے کتنے جانور حضرت موسیٰ کے

عہد میں حرام ہوئے جن میں سے ایک سور بھی ہے دیہان اباحت عامہ اور پھر اوس میں تخصیص
بعض کی حلت اور بعض کی حرمت میں نسخ کیسا اجازت مکلفین کی مستثنی بہنین بخلاف بھائی بہن
کے نکاح کے زمانہ آدم میں (۲) پیدایش ۲۹ باب ۲۹ ورس ۱۶ سے ۳۰ تک دیکھئے حضرت یعقوب
کے نکاح میں لابان کی دو بیٹیاں راحیل اور لیاہ جنکی اولادین حضرت عیسیٰ کی والدہ اور حضرت
موسیٰ علیہم السلام ہیں ایک وقت میں جمع تھیں معہذا توریت میں جمع بین الاختین حرام ہوا
نسخہ ۱۸۲۵ء لاویوں باب ۱۸ ورس ۱۸ توکسی عورت کو اوسکی بہن سمیت مت لے الخ (۳)
پیدایش باب ۶ ورس ۲۰ میں حضرت نوح کو حکم ہوا کہ ہر قسم کے جانوروں سے ایک ایک جوڑا
تیرے ساتھ داخل ہو اور باب ۷ کے ورس ۲ میں لکھا ہے کہ ہر ایک قسم کے جانوروں سے سات سات
تیرے ساتھ داخل ہوں اور اسی باب کے ورس ۸ و ۹ سے ظاہر ہے کہ حضرت نوح نے اپنے ساتھ
ایک ایک جوڑا سب جانوروں کا داخل کیا پس یہ نسخ ہے یا تناقض دونوں طرح ہمارا مطلب حاصل
ہوا نسخ یا کذب رواۃ توریت (۴) پیدایش باب ۵ سے بہن اور بھائی سے سلسلہ توالد و تناسل
چلنا اولاد آدم میں ثابت ہے اور لاویوں کے باب ۱۸ ورس ۹ سے اعیانی علاتی اخیافی بہن
سبب ممنوع النکاح ہوچکی (۵) ارمیا کے باب ۳۱ ورس ۳۱ و ۳۲ میں عہد قدیم یعنی شریعت
موسوی کا منسوخ ہوکر نیا عہد مقرر ہونا مذکور ہے یہ آیتیں بقدر ضرورت یہود و نصاریٰ دونوں کے
الزام کو بس ہیں اور صرف نصاریٰ کے لیے اور بھی نقل کرتا ہوں (۶) نسخہ ۱۸۲۵ء افسیوں کے
باب ۲ ورس ۱۵ ابطل شریعة الوصایا بمعتقداته یعنی عیسیٰ نے اپنے دین و
مذہب کے سبب شریعة الوصایا یعنی احکام توریت کو بیکار کر دیا دیکھو اس سے زیادہ اور کیا نسخ
ہوا احکام توریت ایسے منسوخ کئے جنکو باطل کر دیا جیسا کہ دینا کیسے تو ہیچی کلمات سے یاد کیا گیا
(۷) نسخہ عربیہ ۱۸۲۶ء عبرانیوں باب ۸ ورس ۷ فلو کان العہد الاول غیر

عـه حال کے نسخہ اردو میں یہ ترجمہ تجویز ہوا ۔ ۱۵ ۔ چنانچہ اوس نے اپنے جسم سے دشمنی کو یعنی شریعت کے حکموں
اور رسموں کو مٹا دیا تاکہ دونوں میں صلح کرواکے دوستی آپ ہی ایک نیا انسان پیدا کرے ۱۲

معترض فیه لم یوجد الثانی منسوخ الخ صفحہ ۲ یعنی شریعت موسویہ پر اگر اعتراض نہ کیا جاتا
تو شریعت عیسوی کے لئے جگہ کہاں سے آتی سترھویں آیت کے معنی موقوف کیے گئے کے تو نسخ
ثابت ہوا اور یہ معنی لوگ اوسکی صحت پر اعتراض کیا گیا تو نسخ و تحریف ثابت ہوئی ناقل کہتا ہی میرے
پاس جو حال کا مطبوع نسخہ اردو انجیل کا ہے اوس میں اس باب کی آیتیں یوں ہیں ۷۔

کیونکہ اگر وہ پہلا عہد بے عیب ہوتا تو دوسرے کے لئے جگہ کی تلاش نہ ہوتی ۸ سو وہ [illegible] اون
(عہد و شریعت موسوی) کا عیب بتا کر انہیں کہتا ہے کہ دیکھ خداوند فرماتا ہے وہ دن آتے
ہیں کہ میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے خاندان کے لئے ایک نیا عہد باندھونگا ۹ یا اوس
عہد کی مانند ہوگا جو میں نے اونکے باپ دادوں سے اوس دن جب میں نے اون کا ہاتھ پکڑ کہ انہیں
سرزمین مصر سے نکال لاؤں باندھا تھا الخ صفحہ ۳۹۰ اس ترجمہ کے موجب بھی جو بند و جرا کی گنجایش نہیں
اس امر کے ثبوت ہیں کہ فرعون سے نجات پانے کے بعد جو عہد الہی شرع الہامی موسی علیہ السلام
کو ملی تھی جسکو بہتر عہد اور موسی علیہ السلام کو اوس بہتر عہد کا درمیانی اوپر کی آیت ۵ میں بتایا ہی
ہے اور پھر اوسیکو عیب دار بتا کر آیت ۷ و ۸ میں منسوخ کر کے۔ دوسرا عہد نیا جو اوسکی مانند نہیں
باندھ رہی ہیں اس سے زیادہ نسخ کے سننے ہوتے ہیں خیر صاحب نسخ آپ لوگوں کی خبر ہے
تو یہی سہی کہ بقول شما پہلی شریعت موسوی معاذ اللہ عیب دار تھی وہ باطل کر دی گئی اور بجای
اوس کے نیا عہد شریعت عیسوی جو بے عیب ہے قایم ہوئی۔ اگرچہ ہمارا ایمان انبیاء و کتب
سماویہ پر ہے شریعت موسوی ہو یا ابراہیمی کسیکو عیب دار بتانے کی جرأت نہیں کرتا اپنے اپنے
وقت پر سب بے عیب پر از حکمت ہیں (۸) نسخہ ۱۸۳۳ء عبرانیوں باب ۷ درس ۱۸ پہلے اگلے
حکم کمزور اور بیفایدہ ہونے کے سبب منسوخ ہیں ۸ حال کے ترجمہ میں آیت یوں ہے ۱۸ البس

اگلا قانون اسلئے کہ کمزور اور بیفایدہ تھا اٹھ گیا ۱۹ کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا مگر بہتر امید
درمیان داخل ہوئی جسکے وسیلہ ہم خدا کے حضور پہنچتے ہیں صفحہ ۲۹۰ اسکئے حکم کی جگہ اگلا
قانون کہکر ایک شریعت کی نہیں سے جو سننے والوں کو نفرت ہوتی تھی اوسے بچنا یا مگر ۱۹

ورس ۱۶ کے لفظ کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا ہے پھر وہی کاہن پیش نظر کر دیا چونکہ منسوخ کے لفظ سے جڑے ہے خبر وہ احکام لوحی توریت شریعت کے اُٹھ گئے ہی سبھی جھگڑا گیا (۹) استثنا باب ۲۴ ورس ۱ تا ۳ دیکھو مطلقہ سے نکاح دوسرے کو جائز ہے جو متی باب ۱۹ ورس ۹ کہ جسنے زن مطلقہ سے نکاح کیا اُسنے زنا کیا) سے منسوخ ہو گیا حلال حرام بدلگیا (بھلا اگر کوئی یہودی یہ کہے کہ جو شریعت مخالف شریعت موسوی یعنی آزادی دلانیوالی بابلن سے زرد دلاکر عمر بھر بیٹیوں کو کنواری رکھوا رانڈ ہ سے مسافرون کو اونکی گھرون مین اُترو ا مقدسون کے پاؤن دہلوا تکلیف سے دیتا کنواری کنوارسے چھڑوا کر نوبت وہان تک پہنچوا چکے کتب تواریخ جسپر کف افسوس مل رہی ہین اور خدا ترس جسپر آنسو ونکا مینہ برسا رہے ہین وہ مطلقہ سے نکاح کرے کو زنا تبلا کر پہلے ہی شوہر کے سر منڈ لی ہے اور ذرا خیال نہین کرتی کہ جب اُس سے نہ نبھی اوسکی عاقبت برو ائی اوس سے نہ ہو سکی تو ناچار عورت اوس سے چھوٹنے کے لئے زنا کر کر چھوٹیگی تب تو اوس نئی شریعت کا دل ٹھنڈا ہوگا تو پادری صاحبان اسکا معقول جواب کیا دینگے) موسوی شریعت کی عیدیں قربانیان اور حرمت جانورونکی اور یوم سبت کے احکام منسوخ ہو گئے کلسیون کے باب ۲ ورس ۱۶ سے ۱۷ تک پس کسی طرح کے درباره خوراکی جاشامیدنی یا درخصوص عید ہا یا ہلال یا سبتہا مجرم نسازد کہ اینہا ظلال اشیا آئنده است کہ حقیقت آنہا مسیح است یعنی یہ سب احکام مسیح کے آنے تک تھے اب باقی نہین رہے (۱۱) پادری فنڈر صاحب میزان کے صفحہ ۱۲ مین لکھتے ہین۔ احکام ظاہری توریت بعد ظہور مسیح بہ تمیمی منسوخ گردیدند کہ دیگر محافظت آنہا لازم نشد لیکن بدین تغیر در احکام ظاہری احکام باطنی توریت منسوخ نگشته اند۔ دیکھو یہان صاف آپ ہی توریت کے احکام ظاہری کے وجوب کے منسوخ ہونیکا اقرار کیا۔ سو ہی ہم بھی بعض احکام ظاہری ہی کے منسوخ ہونے کے قائل ہین نہ احکام باطنی قلبی کے (عقائد اور اخبار اور احکام ابدی ظاہری ہین نسخ ممتنع ہے اسی لئے ہم توریت کے حکم اور عہد ابدی کو جو ختنہ کے بارہ مین ہے منسوخ نہیں کہہ سکتے

بخلاف آپ لوگوں کے کہ اس حکم اور عہد الٰہی کو ایسا منسوخ کیا کہ مٹا دیا) استغنا
ولتقریر سیدی مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی و کتاب الموعظة الشیخنا دامت برکاتہم الحفا
والتقا) اعمال باب ۱۵ ورس ۲۴ ۔ از بسکہ ہمنے سنا کہ ہم میں سے بعضوں نے جن کو ہمنے
حکم نہیں کیا جا کے تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا اور تمہارے دلوں کو یہ کہکے پریشان کیا
کہ ختنہ کراؤ اور شریعت پر چلو ۲۵ سو ہمنے ایک دل ہوکے بہتر جانا کہ اپنے عزیزوں برنباس
اور پولس کے ساتھ ۲۶ جو کہ ایسے آدمی ہیں کہ انھوں نے اپنی جان ہمارے خداوند یسوع
مسیح کے نام پر خطرے میں ڈالی بعض چنے ہوؤں کو تمہارے پاس بھیجیں ۲۷ چنانچہ ہمنے
یہوداہ اور سیلاس کو بھیجا اور وے یہ باتیں زبانی بھی بیان کرینگے ۲۸ کیونکہ روح قدس اور ہمنے
بہتر جانا کہ ان ضروری باتوں کے سوا تمپر اور کچھ بوجھ نہ ڈالیں ۲۹ کہ تم بتوں کے چڑھاووں
اور لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں اور حرامکاری سے پرہیز کرو (الی قولہ) ۳۶ اور کتنے روز کے
بعد پولس نے برنباس سے کہا آؤ پھر ایک ایک شہر میں جہاں ہمنے خدا کا کلام سنایا پھر جا کے
اپنے بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں ۳۷ اور برنباس کی صلاح تھی کہ یوحنا کو جسکا لقب مرقس ہے
اپنے ساتھ لیجائے ۳۹ تب انمیں ایسی تکرار ہوئی کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا اور برنباس
مرقس کو لیکے جہاز پر کپرس کو روانہ ہوا ۴۰ اور پولس نے سیلاس کو پسند کیا اور بھائیوں سے
خدا کے فضل کی سپرد ہو کے روانہ ہوا انتہیٰ ۲ حواریوں کو بھی یہ بات حاصل نہتی جو پولس
مقدس کی خیالی جماعت کو عیسائیوں کی حاصل ہے روح القدس کی مجالست اور مشاورت
سے عہد قدیم توریت شریف کے احکام مفصلہ خروج باب ۱۲ ورس ۱۴ و باب ۲۹ ورس
۹ و ۲۸ و باب ۳۰ ورس ۱۲ و احبار باب ۶ ورس ۲۲ و باب ۷ ورس ۳۴ و باب ۱۰
ورس ۸ و ۹ و باب ۱۶ ورس ۲۹ کو باطل اور منسوخ کر کے عیب دار ٹھیرا کر
باستثنائے بتوں کے چڑھاووں اور لہو اور گلا گھونٹے جانور اور زناکاری سب کو شاکر
باقی کی نسبت سب روا کی منادی کرنے تعلیم دینے کے لئے ملکوں میں پھیل پڑے ہیں

تک انجیل میں تحریف ہوئی ایک دوسرے سے جدا بھی ہو گیا مگر نفوس انسانی آزادی اور آسانی کے

شیدا ہوتے ہیں پوشیدہ نہیں الا کسی آزادی پر جتنا بھی ہنگامہ ہو تھوڑا ہے جس مذہب

میں عقلیات نہ عملیات اعتقادیات وایمانیات میں وہ کایا پلٹ منسوخی اپنا خاکہ کھینچکر

دکھا رہا ہو مجموعہ مذہب کی صورت نرالی شان ہو رہا اور بعض احکام عملیہ کے ناسخیت اور

منسوخیت پر اعتراض۔

خالقِ ارض و سما مانتے تھے
ایک حادث کہتا تھا کلمہ انہیں
اور مقابل اُسکے تھے جو پادری
تین واجب مانتے تینوں الٰہ

مانتا عیسیٰ کو تھا ایک شخص دم
حق کا اور معبود مانتے تھا ہم
وہ نہ حادث مانتے تھے عیسیٰ کا دم
کام تینوں کا جدا تینوں ہم

ابنیت اور الوہیت کا مسیح کی اور الوہیت روح القدس اور تثلیث کا ابطال اوپر ہو چکا

کتب تواریخ معتبرہ سے اغاثۃ اللہفان میں منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں

اون میں کچھ باقی نہیں جیسے ختنہ کرنا ناپاکی سے نہانا شنبہ کی تعظیم کرنا سور کو حرام جاننا

توریت کی ہوئی چیزوں کو حرام جاننا اور نصاریٰ نے بعد میں سور کو حلال کر لیا شنبہ کو حلال جانا

اُسکی جگہ یکشنبہ کر دیا ختنہ اور غسل جنابت کو چھوڑ دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت

المقدس کی طرف کو نماز پڑھا کرتے تھے نصاریٰ نے پورب کو پڑھی آپ نے کبھی صلیب

کی تعظیم نہ کی تھی نصاریٰ نے اُسکی عبادت تک کی حضرت عیسیٰ نے کبھی انکا سا روزہ

نہ رکھا روزہ یکم مہینہ چاند کا تھا انہوں نے کچھ عدد بڑھا موسم بہار میں بدل لیا کہ جو

موافق انکے مزاج تھا اختیار کیا۔ اور فلسفیوں اور بت پرستوں کی طرف جھکے اسی طرح کہ بعض

باتوں میں انکے موافق ہو گئے تاکہ یہود اپنی براءت سے دلیں حاصل اور انکے عقیدہ کا جبر

الذین کا اتفاق ہو انکی بادشاہ قسطنطین سکے جمع کرنے سے ہوا ہے وہ جو عنقریب مذکور

ہوتا ہے اور ان جمع کرنیکا سبب یہ تھا کہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوس کو گرجا میں

جانے سے منع کیا اور پھر کہا اریوس قسطنطین کے پاس گیا کہ بطرق کی مندی کی شکایت کرے
اور اوس کے سامنے اوس سے بحث کرے بادشاہ نے اوس سے کہا تو اپنے قول کا بیان کر
اوس نے کہا میں کہتا ہوں کہ باپ جب تھا تب بیٹا نہ تھا - پھر بیٹا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا مگر
وہ نو پیدا (یعنی مخلوق) ہے پھر باپ نے اوس کو کام سپرد کیا تو آسمانوں اور زمین اور ان کے
بیچ کی چیزوں کا پیدا کرنے والا وہی ہوا جیسا کہ اوس نے اپنی انجیل میں فرمایا کہ بیٹے نے
کہا مجکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگئی ہے تو وہی اون دونوں کا پیدا کرنے والا ہوا اس
جہت سے کہ اوس کو یہ امر عطا ہوا پھر وہ کلمہ لنبہ کر مریم عذرا اور روح القدس سے ملکر ایک
ہوگیا مسیح بنگیا تو مسیح کے اب دو معنی ہیں ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونوں مخلوق ہیں اسکندریہ
والے بطرق نے کہا کہ تیرے نزدیک ان دونوں میں سے پھر عبادت کسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہیں کیا اوسکی بجواب اس کے اریوس نے کہا کہ
اوسکی عبادت واجب ہے جسنے ہمکو پیدا کیا - بطرق نے کہا تو بیٹے کی عبادت جسنے ہمکو پیدا کیا
اور وہ مخلوق ہے وہ بہتر باپ کی عبادت سے حالانکہ باپ مخلوق نہیں بلکہ باپ کی عبادت
جو خالق ہے کفر گنی جاوے اور بیٹے کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہووے - یہ قول بطرق
اور اوس کے ساتھیوں کا بادشاہ اور حاضرین کو پسند آیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوس اور
اوس کے ہم مذہبوں کو لعنت کریں چودہ برس بعد بادشاہ نے دو ہزار اڑتالیس پادریوں کی شرح
کرنے کو جمع کیا جو مختلف رایوں اور مختلف مذہبوں میں تھے اونمیں سے ۳۱۸ ایک رائے
پہ متفق ہوئے اور اپنے مخالفوں پر غالب آئے - بادشاہ نے انگوٹھی تلوار - چھری بطور سلطنت دیکر
پر اونکو اختیار دیا - نصرانیت اور قربانی کی تکمیل اس قرار پر قرار پائی کہ ایمان لاتے ہیں
ہم اللہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہے اور جو چیز ہم دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے اوس کا بنانے والا
ہے اور اکیلے رب یسوع خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے پہلوٹھے پر جو تمام جہانوں سے
پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور مخلوق نہیں معبود برحق ہے معبود برحق سے اپنے باپ کے

جو ہے جسکے ہاتھ مین تمام جہان درست کیئے گئیے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیون کے گناہ
کی خاطر اور ہماری رہائی کے لئے آسمان سے اوترا اور روح القدس سے جسم پکڑ انسان بنگیا اور حمل
مین رہا پہر مریم بتول سے پیدا ہوا اور دکہ دیا گیا اور مارا گیا اور سولی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے
دن اوٹھکر آسمان پر چڑہگیا اور اپنے باپ کے داہنی جانب بیٹھا اور دوسری دفعہ آنیکا ہے تاکہ
زندون اور مُردون مین فیصلہ کرے اور ایمان لاتے ہین روح القدس پر کہ وہ بھی روح
ہر شیکی محبت کی روح اوس کے باپ سے پیدا ہوتی ہے اور ایک معمودیت پر خطاؤن کی بخشش
کے واسطے اور ایک جماعت جاثلقیہ پر اور اپنے بدنون کی قیامت پر اور دوسری زندگی
پر ابد الاباد تک پہر جب اریوس کا قول لوگونپر غالب ہوگیا تو مجمع اول سے اوٹہاون برس کے
بعد قسطنطنیہ مین بحکم بادشاہ ڈیڑہسو پادری جمع ہوئے اریوس روح القدس کو مخلوق کہتا تہا
اور اسکندریہ کا بطریق خدا کی روح بتلاکر اوسکی مخلوق کہنے سے خدا کی زندگی کو مخلوق کہنا لازم
آتا بتلاکر یہ نکالتا تہا کہ اوس کے مخلوق کہنے سے لازم آئیگا کہ خدا بہی زندہ نہین - اور اس مجمع
کے اکیاون برس بعد جو تہا مجمع نسطورس کے سامنے ہوا اور اسکا مذہب یہ تہا کہ مریم خدا کی والدہ
حقیقت مین نہین مگر وہان دو ہین ایک وہ معبود جو باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو مریم
سے موجود ہے اور یہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہین خدا کے بیٹے کیساتھ متحد ہے اور خدا کا
بیٹا حقیقت مین بیٹا نہین بلکہ بر سبیل بزرگی اور دوناسوت کے ایک ہونے کی وجہ سے
(الی قولہ) جب اونکے پہلون کا یہ حال ہو جنکا زمانہ حضرت عیسیٰ سے قریب تہا اور جبکہ انجیل
بہی اون کے پاس تہی تو اب پچہلو پر کیا گمان کرتے ہو - اور یہ اُمت دو بڑی خرابیون کی
مرتکب ہوئی جنسے کوئی عقل والا راضی نہین ہوگا ایک تو مخلوق کے باب مین اتنا مبالغہ کرنا
کہ اوسکو شریک خالق ٹہرا کر اوس کا انکار اور دوسرا معبود اوس کے ساتہ ٹہرانا دوسرے
خالق کو گنہا نا گالی دینا بڑی بات کی اوسکو تہمت لگائی کہتے ہین کہ وہ عرش سے اوترکر
ایک عورت کے حمل مین نو ماہ ٹہرا پہر بچہ ہو کر وہ بیٹا پیدا ہوا - اور یہودیون کی اور صلیب سے

جانیا دی اون کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ پیغمبرون کی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی
خطا کے باعث اوس وقت سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ مین ابلیس کے قیدخانہ مین
تہین اور یہ دستور رہتا کہ جب کوئی آدمزاد مرتا تہا تو ابلیس اوس کے گناہ کی عوض اوسکو پکڑ کے
دوزخ مین بند کرتا تہا جب اللہ نے اونکا چہڑانا چاہا تو ابلیس پر یہ بہانہ کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی
از مریم کے پیٹ مین گیا یعنی پیدا ہوکر آدمی بنکر اپنے تئین یہودیون کا ڈر کہا [illegible] اونہون نے
صلیب پر چڑہا کر مار ڈالا تب اوس نے اپنے پیغمبرون کو چہڑایا اور اب [illegible] کیا
جو شخص اوس کے صلیب دیے جانے کا منکر ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ کو برتر کہے [illegible]
وہ ابلیس کے قیدخانہ مین عذاب دیا جاویگا جب تک خدا کے سولی پانے کا اقرار نہ کرے گا
نہ چہوٹیگا ان باتون سے اونہون نے رب کو عاجز اور قدرت کو [illegible] خیال کیا کہ بہانہ کو نہ چہوڑا
اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپ کے گناہ کی عوض بیٹا کو قید کیا اور یہودیون کو فدیہ دیکے
سے شیطان سے چہڑایا اور دوزخ مین شیطان کو قدرت اور اوس کا قیدخانہ [illegible] بغیر
مانا اور اوسکی طرف وہ باتین منسوب کین کہ جو مخلوقات سے بہی [illegible] اختیار کے شایان نہ تہا
اور بعضا نا قابل کہا ہے کہ صفات الٰہیہ کی مصداق ذات الٰہیہ ہے گو صفات کے مفہومات
مغایر ہین ذات کے [illegible] صفات کے قدیم اور غیر مخلوق ہونے سے [illegible]
کی قبول کرنے والی مخلوقات قدیم ہوجاتی [illegible] کے قدیم قائم بذاتہ [illegible]
ذات [illegible] آنے والی [illegible] روح اور جسم مخلوق [illegible]
[illegible] قبول کیا ہے قدیم اور غیر مخلوق ہو جاتے اور اوسکی حیات خدا کی
حیات [illegible] گیا ۔

[illegible] شیطان اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی
ساری بادشاہتین اور اونکی شان و شوکت اسے دکہا دین ۹ - اور اوس سے کہا اگر تو گر کے مجہے
سجدہ کرے تو یہ سب کچہ تجہے دونگا = ۱۰ تب یسوع نے اوسے کہا اے شیطان دور ہو

چونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور اُس اکیلے کی بندگی کر۔ حیات انجیل سے
شیطان کا ایسا زور ثابت ہو رہا ہے کہ مسیح کو پہاڑ پر لے گیا تو اس سے لازم آیا عیسائیوں
کے اعتقاد پر کہ شیطان خدا اور بندہ دونوں کو پکڑ لیگیا اور خدا اور بندہ دونوں سے کہا کہ
مجھے سجدہ کرو اسلیئے کہ عیسائی مسیح کی روح کو خدا اور جسم مسیح کو بندہ مانتے ہیں اور شیطان
روح جسم دونوں کے مجموعہ ہی کو پہاڑ پر لیگیا تھا۔ یہودیوں کے خیال کی تائید اس سے کہی
جا سکتی ہے۔ اس سے ارواح انبیاء کو ابلیس کے قیدخانہ میں ابلیس کے پکڑ کر قید کرنے
مقید رہنے کو گرہ لینا آپ ہی آسان ہو گیا پھر ایسے زبردست سے ارواح انبیا کا چھڑانا یسوع کو
نہ یہ ہیں دئیے بغیر کیسے ہو سکتا قرآن کریم سے شیطان کا ایسا زور بندوں پر چلتا نہیں بلکہ تا
اللہ سبحانہ کی دوزخ میں وہ اپنا قیدخانہ کیسے قائم کریگا۔ سورہ ابراہیم میں ہے وَقَالَ
الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي
وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ الآیۃ ترجمہ اور کہیگا
شیطان جبکہ فیصل ہو چکیگا کام بیشک اللہ نے وعدہ دیا تھا تمکو وعدہ سچا اور میں نے وعدہ دیا
تمکو پس وعدہ خلافی کی میں نے تم سے اور میری تمپر حکومت نہ تھی مگر میں نے بلایا تمکو پس تمنے
مان لیا میرا (وسوسہ کے طور پر) کہا ہوا سو الزام نہ دو مجھکو (ملامت نہ کرو مجھکو) اور الزام دو اور
(ملامت کرو) اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچو الآیۃ فائدہ
شیطان کا زور نہیں انسان پر دو مشورہ دیتا ہے بری بات مان لینی اپنا ہی گناہ ہے
یعنی وسوسہ

کچھ یہودی بولے بیٹا ہے عزیر	حق تعالیٰ کا کیا سشرک و ستم
نادم اور آرام نسترنا [illegible]	شان میں حق کی گرانا اُن کا ستم

ترجمہ بعض فرق یہود کے عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے نصاری کو ابنیت اور الوہیت کے اعتقاد کرنے

مجبور کیا اور عرش پر آرام کرنیکا کفریہ عقیدہ یہود کا جو ذات تنزیہ توریت کے خلاف ہے
قرآن کریم نے اسکا پورا ابطال کر دیا جیسا کہ گذرا اور منجملہ عقائد کفریہ یہود کے یہ ہے کہ کہتے ہیں
کہ اللہ تعالے آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور طوفان برپا کر دیا تا آنکہ دہتھلی ہوگئی فرشتوں
نے اوسکی عیادت کی اور اوس نے اپنی اونگلیاں دانتوں سے کاٹ کر خون بہالیا (ترجمہ تاشتہ
ص ۲۳۵) اگنی کو پیدا کر کے اگنی کے پرمیشور پر دو حملے کرتے ہیں جیسے کہ افسوس ملکر یہ مشہور
کہ ہاتہوں سے دبا رہے وہ نکالکر جلا کر اوس پر اوس کو فرغ کرتا دہرم شکوک میں رچا ہوا ہے
ہنود کے ایسے ہی یہود کے یہ اختراعی خیالات ہیں ادہر ادہر سے لیکر ملاتے ہوئے پیدائش

نسخہ ۱۸۲۵ باب ۶ درس ۶ آدمی کے زمین پر پیدا کرنے سے پچھتایا اور دلگیر ہوا نسخہ
عربیہ ۱۸۲۵ء یوں ہے فندم علی عملہ الانسان علی الارض
فتاسف بقلبہ داخلا نسخہ فارسیہ ۱۸۳۸ء سب عبرانی میں نسخہ ۱۸۴۲ء

قرنتیون باب اول درس ۲۹ خدا کا احمقانہ کام آدمیوں سے عاقل تر اور خدا کا
ضعیفانہ کام آدمیوں سے قوی تر نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ء و ۱۸۱۶ء بھی ہم معنی اسی کے

یہ دعواں بعض فلاسفہ کی مسلک کا علم باری کے بارہ میں جو انہوں نے شہرہ کر رکھا تہا
جن اہل کتاب کے خیال کو بگاڑ چکا تہا وہ اللہ سبحانہ کے لیئے علم جزئیات کا وجود اشیا
سے پہلے علم اشیا کا نہ مانتے تھے تو انجام نہ جاننے کی وجہ سے انجام بگڑ جانے پر پچھتانا لکھیں
ہوتا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں ملاکر جو کتاب کے سر تہوپ دیں تہوڑا ہے

داستان گرجہ کی سن لو دوستاں — لوگ ہوتے سب کو جب ادھمیں ہم
پادری انجیل پڑہتے شور سے — خود بخود ہوتا اجالا پڑہتے ہم
پادری کہتے کرشمہ دیکھ لو — باپ نے دی روشنی بیٹے کے دم
حکم سے حاکم کے جب دیکھا گیا — چھت سے تا قندیل نکلا تار خم
روغن لوبان کا تہا جسپہ ضماد — آگ لگاتا تھا چھت پر سے ستم

کرتی روشن شمع کو چنگاری آ	سیکہتے نور آیا فلک سے ہو بہم

اغاثہ میں مرقوم ہے ایک حیلہ اون عیسائیون کا یہ ہے جسکو وہ عید النور یعنی پانچ بیت المقدس کے جمع ہوکر ایک گھر میں کرتے تہین یعنی قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اونکو حاظر بلند آواز سے انجیل پڑھتے ہین یہانتک کر گڑ گڑاتے ہین یکا یک گھر کی چہت مین سے ایک آگ کی چنگاری دوڑ کر بتی پر گرتی ہے جس سے بتی چمک کر جل اٹھتی ہے اوسوقت وہ یکبارگی چیختے رونے چلانے لگتے ہین اور اوس روشنی کو آسمان سے آئی ہوئی ظاہر کرتے ہین (اور اس سبب سے لوگون کو اپنا معتقد بناتے اور عیسائی بنانیکا داؤ لگاتے ہین) طرطوسی کہتے ہین کہ ظہیر بن اسکندر یہ یعنی ابو محمد بن اقدم سے ملا اوس نے مجہسے بیان کیا کہ یہ لوگ تانبے کا بہت باریک تار چہت کے بیچ سے قندیل کی بتی کے سر تک کہینچ ہین جسپر لوبان کا تیل ملا ہوا ہوتا ہے اوپر کا شخص تار مسی پر تہوڑی رال کی آگ ڈالدیتا ہے وہ آگ لوبان کے تیل کے ساتھ آکر بتی کو لگ کر روشن کردیتی ہے صفحہ ۲۱۸ و ۲۱۹ ملخصاً

دودہ چہاتی سے بہاتا روم میں	عید کے دن ایک گرجے کا صنم
کہتے حق نے کی ہے قربانی قبول	یہ علامت اوسکی ہے کامل اتم
حکم سے حاکم کے جب دیکہا گیا	نلکی نلی ہے چہپی سے تا صورت بہم
ماردی گردن فریبی کی وہین	مال دہوکے سے جو تا تہا بہم

روم کی ولایت میں متوکل کے عہد میں ایک گرجا تہا جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوس مین ایک بت یا مورت تہا اوس بت کے پاس جمع ہوکر دیکہتے کہ اوس روز اوس بت کی چہاتی سے دودہ نکلتا ہے اوس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہوجایا کرتا تہا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات کی تو حقیقت حال اسطرح ظاہر ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کے پیچہے اوس بت کی چہاتی تک کرکے اوس مین رانگ کی نلی رکہکر اینٹون سے اوس کو درست کردیا تہا تاکہ اصل حال (اوس چالاکی اور فریب کا) مخفی رہے اور لوگ جانین کہ یہ علامت اون کی قربانی کے قبول ہونے کی خدا تعالے کی طرف سے ہے۔ جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کہلی

تو خادم کی گردن مارنے اور گرجاؤں کی مورتوں کے مٹانیکا حکم دیا (ترجمہ اغاثہ ملخصاً)

ہر زمانہ فساد میں بیدین لوگ دین کے پردہ میں ایسی ہی دہوکے دہڑیان کرتے رہے ہیں اگرچہ میران کی زنجیر کسی اسلامی عید اور قربت کے بہانہ پر مبنی نہیں تاہم بڑی ہوکے بازی ہی جو دنیا کمانے کیلئے مجاور روبان کرتے ہیں۔ ہنود ہر قوم عورتیں اور ادنی ہچنال نام کی مسلمان عورتیں اوس زنجیر چہوتے امروہہ جاتی ہیں۔ وہان کے مجاور جب تک اپنی دچہنا پوری نہیں کرلیتے تب تک زنجیر نہیں چہوانے چہت پر سے زنجیر اوپر کو کہینچ کہینچ لیتے ہیں ہرچند ان بیچاری عورتون کو اوپر کو اوٹھایا جاتا ہے مگر زنجیر تک ہاتھ نہیں پہنچتا۔ جہان پہر دچہنا پوری کی فوراً زنجیر ہاتھ آجاتی ہے جس زمانہ عافیت کا پادشا افریقیہ میں ایک عالم مالکی کا حافظ ابو شامہ سے نقل کرتا امر نودی کا کہ خواب میں دیکہکر بعض فتنہ کے مبتلا کسی بزرگ کے نام کا چبوترہ بنا اوسپر چراغ روشن کرتے ہیں اور نہایت قبیح بدعتیں وہان کرتے ہیں اسکو اغاثہ میں دیکہو۔

عید تھی مصری النصاری کرتے تھے / تھا وہ شہر اسکندریہ میں صنم
اوسکو یک بطریق نے توڑ دیا / عید میکائیل اصحاب کی بہم
نام پر میکائیل کے مشہور بانیاں / دہوم سے ہونے لگیں اصحاب بہم
مصر و اسکندریہ گرداگرد میں / جل بہت سے تھے کردے ہاتھ دہرم

اسی اغاثہ میں ہے اور شیطان کی بازی سے اون میں عیدیں ہیں کہ سب کی سب جعلی اور اونکی تجویزوں سے نئی بنائی ہوئی ہیں ایک اون میں سے عید میکائیل ہے اوسکا سبب یہ ہوا کہ اسکندریہ میں ایک بت تھا سب مصر و اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے تھے۔ ایک بطریق نے اوس کو توڑنا چاہا لوگون نے نہ مانا اوس نے تب یہ بہانہ کیا کہ یہ بت ایسا ہے جس سے نہ نفع کی توقع اور نہ اس سے ضرر رسانی کا خوف اگر تم یہ عید اور قربانیاں میکائیل جو اللہ کے فرشتہ کے واسطے کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس کرے لوگون نے اوس کی بات کو اور بت توڑنے کو مان لیا غرضکہ اوسنے ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف بہیجدیا انتہی ملخصاً

نفس سرکش سشہوی عیدوں سے جو مشتمل ہین دینی بہائیون کے اجتماع مسرت خیز اور
بدنی اور مالی عبادت کی ادائگی پر ایسے بیتاب ہوتے ہین دہوم دہڑکتے اور ہوا پرستی کے
اون سا نفس امارہ نہین مانتا نصاریٰ مین ایسی عیدین بہت ہین چونکہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم خبر دے چکے ہین کہ میری امت مین سے کچہ لوگ یہود و نصاریٰ کی سی برائیوں اور
بدعتوں مین مبتلا ہون گے اگر اون مین سے کسی نے اپنی مان سے زنا کیا ہوگا تو ان مین سے بھی
کوئی نہ کوئی ایسا ضرور کرے گا چونکہ خبر نبوی کا صدق ضروری ہے اس مضمون کی حدیث
مشکوۃ سے گذر چکی - لہذا اس اُمت مین بھی جو اختراعی عیدین بیجا یادگارین برپا ہو گئین ہین
اہل بصیرت اور واقف کاران پر پوشیدہ نہیں سنبہل وغیرہ کے میلے نیزو کی عیدین کیا یہہ
تہوڑے سے ہین اور قبور متبرک کے سالیانہ میلے قربانیاں چڑہاوے دہیلی دہیلی صبری شیر
برنج حلوے مانڈے وغیرہ کے بہت جگہہ فتنہ برپا کر رہی ہین - ہر چند علما منع کرتے ہین مگر
کچھ لوگ باز نہین آتے - مجاورون کو آمدنی کا لوبھ اندھا کر رہا ہے بعضے کچھ طامع غرض ہو کر
اس مین دم نہین مارتے اور بعضے جنکا مذاق تو خیر بہت کا بگڑ گیا ہے اس مین ہیر پھیر بھی کرتے ہین
افسوس پولس وغیرہ نے جنکے ہاتھ مین عیسوی دین کی باگ تھی اونہون نے سور تک حلال
کر دیا مگر بتوں کے چڑہاوون کو حرام ہی رکہا - افسوس ہے اون پر جنہون نے قبرون کو بت
بنا لیا اور اون کا چڑہاوا شیر مادر مان لیا - بیشمار شکر ہے اللہ سبحانہ کا کہ اوس نے
دین اسلام کی حفاظت کے وہ سامان مہیا کر دیئے کہ اوسمین غیر دین کے ملنے اور یکجا
ہونے کا موقع نہ رکہا -

سب ہند کی باتین اداکیں اور تھی
مانا کہ جس سچ پوجتے اوسکو ہنود
نور تھا توحید کے تو دہی دیار
دوسری دیوار ٹوٹی گر پڑی

تھے سنوالہ مین ادہر کالی صنم
شہ ہوئے حیران جب دیکھا صنم
دیکھا تو ترچھا ہوا تھا وہ صنم
لوہے کی مورت کہلیا دہم دہم

چاروں دیواروں میں چھت میں تھا نصب
وہ زمیں پر اسلئے گرتے نہ تھے
بت شکن پائیں جزا اللہ سے

سنگ مقناطیس لگاتے صنم
تھی کشش پانچوں طرف سے ایک دم
کفر کا دم توڑتے ہیں آپکا قدم

ہند کے بعض بتخانوں میں کالی کی مورت کھکل لوہے کی بے بندھی ادھر لٹکی ہوئی تھی کالی
کو جس سے جس مہنتی ماتا مان کر ہند کے مجوبہ پرست ہندو پوجتے تھے اور نیاز و خواہش دعا
منجود تھا کہ ماتا اپنے جس سے ادھر کھڑی ہیں جب شاہ اسلام نے اوس بتخانہ کی دیوار توڑی
تو وہ ترچھی ہوئی دوسری توڑنے سے چھت گرنے سے فوراً گر پڑی پھر جو دیکھا تو چاروں طرف
دیواروں اور چھت میں برابر کے پانچ ٹکڑے سنگ مقناطیس کے جڑے ہوئے تھے -
پانچوں طرف کی برابر کی کشش سے وہ ادھر لٹکی رہ گئی تھی - سلطان محمود غازی غزنوی اور
دیگر خلفاء و سلاطین اسلام کے حملوں اور فتوحات میں بہت سے واقعات تاریخ فرشتہ
و طبقات ابن سعد وغیرہ کتب سیر و تواریخ میں مذکور ایسے ملینگے جنسے بہت جگہ کی بت پرستی
کیمیا گری دھوکا دھڑی پر بے نقاب نظر آئیگا - تخمیناً عرصہ چالیس سال کا ہوا ہوگا کہ کسی
ندی کی کنائی سے ایسی صورت رہتہ کی لمبے تودہ کی اتفاقیہ واقع ہوگئی تھی جس سے ایک بھونڈا سا
بصورت بیل کے نکلنے میں آتا تھا جسکو کراماتی بیل کے نام سے یاد کیا جاتا تھا - صدہا کوڑھی اندھے
بانجھ عورتیں منول رہتا اوس کا پھانک گئے - پیپلسانہ کے قریب جو گذشتہ سیلاب سے
کسر ہو کے سے بچ ادے کسی بھلے مانس کو خواب میں رہتہ شاہ دکھائی دے گئے - ڈھیر بنایا گیا
جسپر حلوا مانڈوں ریوڑی گلگلوں کے چڑھاوونکی بھرمار ہوئی - وہ جھگڑ خالی سے بھی ہو کر
گئے - ڈھیلا کے وار پار کے دیہات کے بے زبان طالبوں کے ایمان نکلنے اور توحید کی
حمایت نے ذرا پھریری نہ لی وہابیت کا بھوت کیسا کچھ مرعوب کر رہا ہے - حافظ ابو شامہ جنکی
جو تعلیل کو بھی وہابیت کی گرد نہیں لگی اپنی کتاب الحوادث والبدع میں ایسے خرافات جیسے طاق
چبوترہ وغیرہ بنکر فتنہ شرک برپا کرکے اوسکی تنقیح اور ابطال میں جو کچھ لکھ رہے ہیں

اوس کو ملاحظہ فرمائیے پہر مجموعہ فتاوے مین مولٰینا عبدالحی لکھنوی مرحوم کے دیکھیے وہابیت کا الزام لگائے جانے کے ہوتے نے ایسی کہلی ہوئی شرکیات کے رد مین بھی اون ملانون کو زبان کہولنے سے مرعوب کر رکہا ہے

لوہے کی زنجیر سے ہی میران کی کیا ۔۔۔ ڈہائی سومن کی مٹی تہی جسپہ کم

ہائے وہ زنجیر چہوئے عورتین ۔۔۔ پہنچیں امرد یہ حیا پر کر ستم

اون کی جو گت ہوتی ہے لب پر خموش ۔۔۔ اونکو روکین شرم ہے جن کو بہم

ہے شرافت بھی حیا کی پاسبان ۔۔۔ سب ہی شرفا مین نہین یہ سر ستم

شرفا ۔ اسلام کی حیا ہی قطع نظر مخالفت شرعی سے اس بیحیائی کو گوارا نہین کر سکتی کہ اپنی عورت بہوت بوجا خیال والی بنا ایسے فریب خانہ بہیجا جاوے جہان کے مکار بدکار مجاور عورت کی بغلین پکڑ اوپر کو اوٹہاتے تاکہ وہ میران کی زنجیر چہو کر مراد یاب ہو۔ مجاور بدطینتون کا یہ فعل بےحیائی کا موجب ہے۔ اوسپر اسکی قباحت پوشیدہ نہین جسکی کہوپڑی مین تہوڑی سی عقل بہی جگہ پائی ہے ۔ تیرتہون کی آفتون کا نظارہ جدود ہرم عورتونکی دیکہا دیکہی نام کے مسلمانون میں جگہہ پا نا قابل نفرین ہے ۔

باری سنشطال ہو ہر ایک قوم سے ۔۔۔ جسطرح ہر سمت ہے پھانسے اوس ہی دم

بت پرستی پر جھکائی ایک قوم ۔۔۔ قبر کی تعظیم کا دے دے کے دم

جنکی قبرین تھیں انھیں کی مورتیں ۔۔۔ قبہ پر قبہ کے اندر کیں بہم

دیکھو مسلم اور بخاری مین حدیث ۔۔۔ جسکی راوی ام سلمہ محترم

کرتی ہین حبشہ کے گرجے کا بیان ۔۔۔ آپ سے دیکھے ہوئے اوسکے صنم

کہتے ہیں گرجہ کو تھے سب یہ ۔۔۔ مورتیں اوسکی بتائیں ایک ایک سلم

سنکے یہ فرمایا رسول اللہ نے ۔۔۔ شر ہے اس قوم میں جب نیک دم

قبر پر مسجد بنا کے اوسکی بتا ۔۔۔ مورتیں اوسمین رکھیں اونکی بنام

ہیں یہ بدتر خلق کے نزد خدا	ہو گئی یہاں تک روایت مختتم
اُسپہ لعنت کرتے ہیں خیر الوریٰ	جو کرے قبروں کو سجدہ گہ ستم
اور قبروں پر جلاوے جو چراغ	اُسپہ لعنت کرتے ہیں شاہ امم
دیکھ لو چاروں سنن میں حدیث	اور امام احمد سے بھی مروی ہے ہم

عن عائشة رضي الله عنها ان ام سلمة ذكرت لرسول الله صلى الله عليه واله وسلم كنيسة رأتها بارض الحبشة يقال لها مارية فذكرت ما رأت فيها من الصور فقال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اولئك قوم اذا مات فيهم العبد الصالح او الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك الصور اولئك شرار الخلق عند الله متفق عليه **ترجمہ** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک گرجا کا ذکر کیا جسکو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اور اوس کا نام ماریہ تھا تو جو کچھ اوس میں مورتیں دیکھی تھیں اون کا ذکر کیا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ وہ لوگ ہیں جب اون میں کوئی نیک بندہ یا نیک مرد مر جاتا ہے تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہیں اور اوس میں اون کی مورتیں بناتے ہیں یہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہیں (روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے) روى الامام احمد باسناد جيد عن عبد الله بن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم قال ان من شرار الناس من تدركهم الساعة وهم احياء والذين يتخذون القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج رواه الامام احمد واهل السنن **ترجمہ** حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سے بدترین وہ ہونگے کہ اون کو قیامت آلے گی اور وہ

زندہ ہوں گے اور وہ لوگ کہ قبروں کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔ اور زید بن ثابت سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ لعنت کرے قبروں کی
زیارت کرنے والی عورتوں پر اور اون لوگوں پر جو قبروں کو مسجد بناویں (سجدہ گاہ ٹھیراویں)
اور اونپر چراغ دھریں روایت کیا اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ
سنن والوں نے ص۲۱۱ صحابہ کرام کی احتیاط اس باب میں سبحان اللہ اس درجہ
بڑھی ہوئی تھی کہ ایک قبر بے نشان پر بے خبری سے ایک صحابی نے نماز پڑھنی شروع کردی
تو دوسرے صحابی نے جن کو وہاں قبر ہونا معلوم تھا بطریقہ تحذیر ڈراکر آگاہ کیا کہ قبر ہے قبر ہے
قبر پر نماز پڑھنے کی ممانعت صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں ایک ٹھہری ہوئی بات تھی۔
مقبرہ میں نماز پڑھنے سے جبکہ درمیان میں آڑ نہو مطلقاً منع فرمانا اور طلوع و غروب سورج کے
وقت اور ٹھیک دوپہر میں نماز پڑھنے سے منع فرمانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصود
شرک کے ذریعے بند کرنے کے واسطے وقوع میں آیا ہے گو نمازیوں کا وہ مقصد نہو جو اہل کتاب کا
مقابر انبیاء میں سجدہ کرنے سے تھا اور جو اوقات ثلثہ میں سورج کے پجاریوں کا ہوتا ہے
انی کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا الحدیث میں بعد نہی فرمانے کے
زیارت قبور کی اجازت جب دی ہے جب لوگ اسلام میں پختہ ہو گئے ہیں تب زیارت قبور
کو بے رغبتی دنیا اور یادگاری آخرت کے گرد اننے پر اجازت دی ہے اور اہل قبور پر
سلام کرنا اور کے لئے مغفرت کی دعا تعلیم فرمایا ہے۔ اغاثہ مترجم میں ہے۔ غرضکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین کے یہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبروں کے پاس
نماز پڑھنے کی ممانعت ہے اور یہ کہ آپ نے اوس شخص پر لعنت کی ہے جو قبروں کو مسجدیں
کرے اور علماء کے اکثر گروہوں نے بوجہ پیروی حدیث صحیح و صریح کے قبور پر مسجدیں بنانے سے
ممانعت منع کردیا ہے اور امام احمد اور امام شافعی اور امام مالک نے اسکو حرام کہا ہے
اور بعض لوگوں نے مکروہ کہا ہے۔ مگر یوں مناسب ہے کہ اوس سے مکروہ تحریمی مراد لیا جاوے

تاکہ ان لوگون کے ساتھ حسن ظن ہو ورنہ اونپر یہ گمان ہوگا کہ جس کام کے کرنے والے پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کرنا اور اوس سے منع فرمانا بتواتر ثابت ہوچکا ہے اوس کو یہ لوگ
جائز رکھتے ہین ناقل کہتا ہے یہ اشارہ ہے ہمارے بعض آئمہ کی طرف مگر اصول حنفیہ کو دیکھنے
ایسے موقع کے اطلاق کراہت سے کراہتہ تحریمی ہی مراد ہوتی ہے - اور یہ بھی روایات مختلفہ مین
تطبیق کے لئے وقوع مین آیا ہے - خانہ کعبہ کی میزاب وغیرہ کے نزدیک خود قبر کا ہونا پایہ ثبوت
کو پہنچا ہے حالانکہ وہان زمان نبوت سے اب تک برابر نماز پڑھی جاتی ہے وجہ اوسکی سوا
اسکے اور کیا ہوسکتی ہے کہ قبر مندرس اور بے نشان ہوگئی ذہنون تک سے وہان قبر کے ہونے کا
خیال نکل گیا تو گویا وہان قبر ہی نہین جو سداً للذرائع وہان سجدہ عبادت الہیہ سے منع کی نظر
شارع مین ضرورت ہو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حنبلی کی تصنیفات کے مقابل سید علی بن
عبد الکافی امام سبکی شافعی کی تصنیفات رکھکر دیکھو تاکہ افراط وتفریط کی دلدل مین پھنسنے
سے بچنے کا گر ہاتھ آئے اور مقابر متبرکہ اولیاء اللہ کی حرمت ملحوظ ہو جاتے اور اونکو بدعت گاہ
بنانے سے بھی دل ٹھہرا جاتا ہے -

صحیح مسلم مین جندب بن عبد اللہ بجلی سے روایت ہے کہ مینے پانچ روز پہلے آپکی وفات شریف
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین بری ہوتا ہون اللہ کی طرف سے اس سے کہ تم مین سے میرا کوئی خلیل
ہو اور مین خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنلو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیا کی قبرون کو مسجدین
ٹھہرا لیتے تھے خبردار تم قبرون کو مسجدین نہ ٹھہرائیو کہ مین تمکو اس سے منع کرتا ہون اور حضرت
عائشہ صدیقہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض مین تھے
تو اپنے چہرہ مبارک پر اپنی چادر ڈالنے لگے - پس جب گھبراتے تو اوس کو اوتار دیا اور اوسی حال مین
فرمایا لعنت ہے خدا کی یہود اور نصاریٰ پر کہ اونھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین بنالیا اور
اس سے آپ کو اونکے فعل سے ڈرانا منظور تھا - روایت کیا اس حدیث کو بخاری ومسلم نے اور
بخاری اور مسلم ہی مین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اللہ تعالے یہود اور نصاریٰ کو مار ڈالے کہ اونہوں نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنایا الحدیث بہر حال قبرون کو سجدہ گاہ بنانے سے آپ نے اپنی آخر عمر مین منع فرمایا اور اہل کتاب مین سے جسنے ایسا کیا اوسکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اوس فعل سے ڈراوین حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اپنے اوس مرض مین فرمایا جس سے کہ اوٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالے یہود و نصاریٰ کو کہ اونہون نے اپنے انبیاء کی قبرون کو مسجد بنایا اور اگر یہ بات آپ ارشاد فرماتے تو آپ کی قبر مبارک بھی کھلی رہتی۔ مگر اس کا ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہو جاوے۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری و مسلم نے اور حضرت عائشہ کے قول مین خشی بصیغہ مجہول علت ہے قبر مبارک نبوی کے کھلا نہ رہنے کی جب نبیونکی قبرون کو عبادت الٰہی کے لیے سجدہ ٹھہرانے پر یہود و نصاریٰ کو لعنت کرکے اپنی امت کو اس فعل سے ڈرایا تو اب غیرت ایمان بزرگونکی متبرک قبرونکو عبادت الٰہی کے لیے سجدہ ٹھہرانے کو ہرگز گوارا نہ کریگی چہ جائیکہ اونہین متبرک کو سجدہ کرکے بت پرست بننا گوارا کرے۔

ایسے گرجے بہت ہین ملکون کے بیچ
جل گئے اخبار مین اظہار تھا

حال مین اٹلی کے گرجے کے صنم
ہمکو بھی افسوس ہے ای محترم

اٹلی کے مریم گرجہ کی مورتین جلنے کی پوری کیفیت المشیر مرادآباد وغیرہ مین ولایتی اخبارون سے منقول دیکھکر بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ انسانی غلطی بجہیر افسوس اگر اون مقدسون کی تصویرین نہ بنائی جاتین تو ہمارے کان کاہیکو یہ سنتے کہ فلان مقدس اور مقدسہ کی تصویرین فلان گرجہ مین جل گئین سے قربان جائیے اسلامی احکام کی وہ دراندیشی پر مبنی ہونے کے بزرگونکی نام پر دہتیا آتشکا اونکی مورتون کے ذریعہ موقع نہ دیا۔ دفن ہیئت مین تو نا جاری ہے بھلا مورتیکے جلنے پر کونسے خوبی و عقلی تقاضے نے مجبور کیا ہے۔

زلزلے سے غرب و غیرہ کے بیان
ہین صد بتوں مین جلے آتے رقم

روزانہ کرزن گزٹ اخبار دہلی مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۵ کا اقتباس یہ ہے

اٹلی کے زلزلے سے بربادی کی مفصل کیفیت سشہر گورستان کی صورت مین ولایت کی تازہ ڈاک سے اطالیہ (اٹلی) کے شہرون کی بربادی کے مفصل حالات معلوم ہوتے ہین جنکو دیکھکر خداوند قہار کے قہر سے دل کانپ جاتا ہے - یہ زلزلہ نہ صرف مُرقع عبرت ہے بلکہ انسانی نسلون کے لئے ایک تازیانہ ہے کہ خدا کے غضب سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اپنی مادی برتری کے زعم میں ہرگز اپنے خالق سے غافل نہوں رویاٹے اسشر ملیا کے اخبارون کو جو تار برقیان بھیجی گئی ہین ادن مین الشاقی خون اور بربادی کے سوا اور کچھ مذکور نہیں ایوازنو کے آٹھ ہزار باشندون میں سے صرف سو بچے ہین سو وہ بھی مخبوط الحواس ہیں آوازنو کا شہر بالکل پس گیا تیس ہزار آدمی ابرزی کے صوبہ میں ہلاک ہوئے سلتو مین سولہ سو سگیا نو میں تیرہ ہزار مسینیا میں چار ہزار سان نبلیٹو میں تین ہزار لاپلی میں آٹھ سو اور اسی طرح اور جگہ بہت سے آدمی زلزلہ سے ہلاک ہوئے ہین - چند سال ہوئے زلزلہ سے جو مسینیا کی کیفیت ہوئی تھی وہی ایوازنو کی بھی ہوئی انتہی ملخصاً مشکوۃ کی کتاب الفتن کے باب الملاحم کی فصل اول کی پہلی حدیث بخاری و مسلم میں سے بروایت ابی ہریرہ یہ ہے و یکثر الزلازل و یتقارب الزمان و یظہر الفتن و یکثر الہرج وھو القتل الحدیث صفحہ ۴۶۵ **ترجمہ** (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت سے پہلے واقع ہونے والے فتنون کے سلسلہ بیان مین فرماتے ہیں کثرت سے واقع ہونگے زلزلے اور قریب آجائیگا زمانہ (یعنی امام مہدی علیہ السلام کا) اور کثرت سے واقع ہوگی خونریزی اور قتل الحدیث زلزلون کے بارہ میں حدیثین بہت آئی ہین جن میں زلزلون کے واقع ہونے کی سمت کا بھی ذکر ہے -

سُن چکے تم سب خدائی کے خواص
جسنے کچھ نظر قبول سے بھی لیا
کھولکر دکھلا دیئے اسلام نے
کھا یہ فرمایا رسولِ پاک نے

دیکھنا مخلوق کو ہے ہند و ہرم
تا کریں تثلیث کا عقدہ بہم
اسکے اندر جسقدر تھے خم بہم
اُمتی بعضے کریں وہ بھی کرم

جو کہ کر گذرے یہ اہل کتاب
ہو گیا ہو ماں سے ان میں سے کوئی
یہاں تلک ان میں سے گر کوئی بھی
یہ بھی کر گذریگا امت ثُف رے ستم

شرع کی تین باتوں کے متعلق جو بیان مناسب تہا قدرے تفصیل سے اوپر ہو چکا لہذا یہاں حاجت اعادہ کی نہیں مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الایمان کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کی فصل ثانی میں ہے صفحہ ۳۰ وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وفی روایۃ احمد وابی داؤد عن معاویۃ ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وہی الجماعۃ وانہ سیخرج فی امتی اقوام تتجاری بہم تلک الاہواء کما تتجاری الکلب بصاحبہ لا یبقی منہ عرق ولا مفصل الا دخلہ اور مرقاۃ میں ملا علی قاری ارقام فرماتے ہیں قولہ وہی الجماعۃ ای اہل الفقہ والعلم الذین اجتمعوا علی اتباع آثارہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبتدعوا بالتحریف والتغییر انتہی **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ ایک زمانہ آئیگا میری امت پر جیسا کہ آیا بنی اسرائیل پر مطابق ایک جوتی کے ساتھ دوسری جوتی کے یہاں تک کہ اگر ہوا ہوگا ان میں کوئی ایسا شخص کہ جسنے علانیہ بدکاری کی ہوگی اپنی ماںسے (تو) ہو ویگا میری امت میں (بھی) ایسا شخص کہ کر گذریگا اس بدکاری کو اور بیشک بنی اسرائیل متفرق ہو گئے تھے بہتر فرقوں پر اور متفرق ہو جائیگی میری امت تہتر فرقوں پر سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں - عرض کیا صحابہ کرام نے کونسا ہے وہ فرقہ اور ملت فرمایا وہ ملت وہ ہے

جسپر مین ہون اور میرے اصحاب روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور امام احمد اور ابوداود
کی روایة بین معاویہ سے یون آیا ہے کہ بہتر آگ میں اور ایک جنت مین اور وہ ایک فرقہ
جماعت ہے اور تحقیق شان یہ ہے عنقریب نکلینگی چند قومین میری امت مین داخل ہونگی
اور سرایت کر جائینگی اون مین یہ بدعتین جیسے کہ بورائے کتے کے کاٹنے کا بورانا پن سرایت کر
جاتا ہے بورائے کتے کے کاٹے ہوئے مین نہین باقی رہتی اوس بورانہ پن سے کوئی رگ اور نہ کوئی
جوڑ مگر کہ داخل ہوجاتا ہے وہ اوس مین ترجمہ حدیث کا تمام ہوا قول آپکا اور وہ (یعنی
فرقہ) جماعت ہے یعنی وہ وہ اہل فقہ و علم ہین جو متفق ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیثون (اور برتاؤون) کے پیروی کرنے پر چھوٹے بڑے امر مین اور نہ کیا ذلیل
اونہون نے بدعتین (ہر چھوٹے بڑے امر مین) ساتھ تحریف اور تغییر کے ترجمہ عبارت مرقات
کا تمام ہوا - ایسے لوگ اس زمانہ مین بھی گرمی بڑی بدعت کے حامی بن رہے ہین اور احکام شرعیہ
کی تغییر مین تحریف سے کام لینے اور مطلق کو مقید کرنے اور جسمین تخصیص کسی دلیل سے نہوتی ہو
اوسمین اپنی طرف سے تخصیص کرنے اور باب عبادات خصوصًا بدنیہ مین توقیف کی حد توڑنے
مین جو اونکا غدر برپا ہے اہل نظر سے پوشیدہ نہین - قبر پر اذان دینا جو پہلے نکلتے ہی مسدود ہوگیا
تھا اب پھر زندہ ہوگیا اور یہی کیا بیشمار بدعتیں ہیں جنکا مجموعہ ما انا علیہ و اصحابی کی معیار پر
کھوٹا پرکھا گیا ہے - خیر یہ تو عملیات مین تھا - عقائد مین اس غدر کا یہ حال ہے کہ بڑے بڑے عقیدتمند
کہ جو دیدہ و دانستہ تھا ملاحظہ فرمائے الامن والعلی میں مرقوم ہے سبحان اللہ عیسی علیہ
الصلاة والسلام جو فرما رہے ہین کہ مین خلق کرتا ہون شفا دیتا ہون مردے جلاتا ہون مستحقیہ
جزا مونکو حلال کئے دیتا ہون ان ارشادون کی نسبت کیا حکم ہوگا صفحہ ۱۰۴ ہمارے
مہربان ناحق مسلمانوں پر اس سوال کی جوابدہی کا بار رکھتے ہیں آپ تو خود ہی اسکو یون مستحکم
کر چکے ہیں اوسی الامن میں منزلا یہی ہی کہا ہے لا امر ثانی سے خالی نہین نسبت حقیقی
ہے یا اتنا تھا کہ حضور سبب و واسطہ و وسیلہ رفع بلا ہین لہذا نسبت مجازی ہے

چونکہ بموجب تصریحات مذکور بالا ہندو دہرم کی اسپرٹ یہ اس عالم کو اکاش اور بران سے
بنا ہوا اور اکاش اور بران کو پرمیشور میں سے بلا اختیار نکلا ہوا مانتے ہیں یعنی حق سبحانہ کا
جز مانتے ہیں تو کل کا ایک جز دوسرے جز کی عطا دیا کیا نہیں ہو سکتا اور ان دونوں امروں سے
اوپر بھی درجہ ہی سبکو دل ہی دل میں رکھا اور اس ترقی کی کیفیت میں لب کشائی نہ فرمائی
ورنہ نسبت ذاتی حقیقی مناسب مقام کہدیتے غیر تنزلی دونوں منزلوں کا مطلب جو تمام سے
پوشیدہ رکھا ہے اول یاد رسکا اظہار و بکہیو نسبت حقیقی عطائی پہ تو خلق کرنے شفا دینے مردہ
جلانے وغیرہ کی قدرت کا ملہ ملنا عیسی علیہ السلام کو لازم آیا پس جو کچھ انہوں نے پیدا کیا
جلا دیا وغیرہ سب انہیں کی مخلوق ہوئی تو ہی اسکے معبود رہے اور خدا کی مخلوق ہونے
خدا کے بندہ ہونے سے نکل گئے وَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ
دُونِ اللّٰهِ کا الزام جو اعتقاد مذکور پر نصاری کو دیا گیا تھا وان عبدت خرابی کے گلے کا ہار
سر کا بار رہا ۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے اللہ تعالے نے کہیگا کہ اے عیسی کیا تو نے لوگوں سے
یہ کہدیا تھا کہ مجھکو اور میری ماکو دو معبود ٹھیرا لو سوا اللہ کو ترجمہ تمام ہوا تفسیر کبیر کی عبارت
بار ہا نقل ہو چکی کہ اس اعتقاد کا نصاری میں کوئی نہیں کہ اون دو کی خدائی کے اقرار کے
ساتھ خدا کی الوہیت اور خدائی کی نفی کرتا ہو ۔ جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ معجزات کو
حضرت عیسی و مریم علیہما السلام کے سبب اونکی مخارق مانا (نصاری) نے یعنی یقین پیدا کرنیکی
کی اونکا پیدا کیا ہوا مانا مردے جلانے وغیرہ کو تو یہ مخلوق خدا کی مخلوق ہونے سے نکل گئی
اور مخلوق مسیحی ٹھیری اور جو جسکی مخلوق وہی اوسکا معبود ۔ پس جب خدا کی مخلوق نہیں
تو خدا اونکا معبود بھی نہیں ۔ بالین استلزام عیسی و مریم علیہما السلام کے معجزات کو اونکا
اور اونکی ایجاد اور مخلوق ماننے والونکو الزام مذکور دیا گیا ہے ۔ پس بموافق الامین نسبت
حقیقی عطائی ماننے حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف خلق کرنے مردے جلانے وغیرہ یہ
خدا کی مخلوق نہ ماننے والے ان معجزات کے ٹھیرتے ہیں گو بالفرض معجزات کا معبود ہی اللہ

سبحانہ کو نہین مانا اور ان دو امرو نمین سے امر اول جو ایراد مذکور کو ہمنے اس لئے مقصود
کیا کہ آپ الامن کے صفحہ ۱۰ مین لکھتے ہین کہ حضور کو دافع البلا کہنا بھی بمعنی حقیقی
عطائی ہے (تا سطر ۳) اگر یہ تصریح نہوتی تو بحسن ظن کسی تاویل قریب یا تاویل بعید سے
نسبت مجازی پر ڈال کر بچانیکا موقع تہا مگر صفحہ ۳۴ کی یہ عبارت پھر ہرگز بری ہی بچاتی

احکام الٰہیہ دو قسم ہین تکوینیہ مثل احیاء و اماتت و قضاے حاجت و دفع مصیبت
و عطاے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست وغیرہ عالم کے بندوبست دوسرے تشریعیہ
کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانو نکے سچے دین
مین ان دونون حکمون کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی
کی اسناد بھی شرک قال اللہ تعالے ام لہم شرکاء شرعوا لہم من الدین مالم یاذن بہ اللہ
کیا انکے لئے خدا کی الوہیت مین کچھہ شریک ہین جنہون نے انکے واسطے دین مین وہ راہین
نکالدی ہین جنکا خدا نے حکم نہین دیا اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہین

قال اللہ تعالے فالمدبرات امرا قسم ہے ان مقبول بندو نکی جو کار و بار عالم کی تدبیر
کرتے ہین (سطر ۲ تا آخر صفحہ) دونون حکمون کی ایک ہی حالت بروجہ مذکور مسلمانونکا
سچا دین بتلانا اون کو سخت دہوکا اور مجوسی آئین سکہانا ہے آیت اور حدیث سے
بشہادت مفسرین ثابت ہے کہ اللہ سبحانہ کا فعل تکوین یعنی ہوجا فرما کر بلا محنت مشقت
کسی شی ناموجود کو موجود کر لینا یا مار ڈالنا یا تدبیر یہ سب حسب تصریح [illegible] ہین
اور یہی تکوین کسی ان مجازی کو حاصل ہونا یہ الوہیت اور خدائی کے خواص ہین انکی سمائی کو
الوہیت اور خدائی درکار عبودیت کے ظرف مین اسکی سمائی نہین تو اس آیت عطائی کا گبت
کانا الوہیت اور خدائی اونکو دلانا ہے تخلیق اجسام اور تدبیر عالم کے خواص الوہیت سے
ہونے مین کسی اسلامی فرقہ کو اختلاف نہین پس اس اختصاص کو ماننا منجملہ ضروریات دین
ٹہرا۔ معتزلہ جو اپنے افعال اختیاریہ کا خالق اپنے آپ کو کہتے ہین تو بمعنی تکوین نہین کہتے

یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ ہمارے افعال اختیاریہ ہمارے کن کہدینے سے بے محنت مشقت کمائی کیے ناموجود سے موجود ہو جاتے ہین بلکہ یہ کہتے ہین کہ ہمارے افعال اختیاریہ اخر ہماری کمائی کا ہین تکوین الٰہی کے تحت وہ نہین آتے آیات نمل کی تفسیر امام علامہ علاؤ الدین بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی خازن کی لباب التاویل فی معانی التنزیل میں یون ہے ولهذا السبب ذكر انواعا تدل على وحدانيته وكمال قدرته فالنوع الاول قوله تعالى (امّن خلق السموات والارض (الى قوله تعالى) ما كان لكم ان تنبتوا شجرها) يعنى ما ينبغى لكم لانكم لا تقدرون على ذلك لان الانسان قد يقول انا المنبت للشجرة بان اغرسها واسقيها الماء فازال هذه الشبهة بقوله ما كان لكم ان تنبتوا شجرها لان انبات الحدائق المختلفة الاصناف والطعوم والروائح المختلفة والزروع المتسقى بماء واحد لا يقدر عليه الا الله ولا يتاتى لاحد وان تاتى ذلك لغيره محال (ءاله مع الله) يعنى هل معه معبود اعانه على صنعه (بل) يعنى ليس معه اله ولا شريك (هم قوم يعدلون) يشركون الخ **ترجمہ** اور اسی سبب کے لئے ذکر فرمائین بہت سی چند قسمین (تکوین کی) جو دلالت کرین اوس تعالےٰ شانہ کی وحدانیت اور کمال قدرت پر (یعنی فعل تکوین کا کارخانہ چلانے بے محنت مشقت کمائی کن یعنی ہو جا فرماکر ہر ناموجود کو موجود کرلینے مین اللہ سبحانہ اکیلا ہے اور یہ کمال قدرت کا اثر ہے جو ذاتی ہی ہوتی ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے) تو پہلی قسم (کے بیان مین یہ قول ہے اللہ تعالے کا بھلا کسنے بنائے آسمان اور زمین (اس قول باری تک) تمہارا کام نہ تھا کہ آگاتے اون باغون کے درخت مراد الٰہی یہ ہے کہ یہ کام تمہارے لائق نہین (یعنی تمسے بن آنیکی چیز نہین) اسلئے تم اسپر قدرت نہیں پاسکتے اسلیئے کہ انسان کبھی اپنے آپ کو اُگانیوالا درخت کا درخت لگانے درخت کو پانی دینے کی وجہ سے کہنے لگتا ہے تو دفع کیا اوس کے اس شبہ کو اپنے قول ما کان

نکھُرات ننبتوُا شجرھا سے اسلیئے کہ مختلف قسم کے باغون مختلف مزون اور بوؤن والے اور طرح طرح کی کھیتیان اگانا ساتھ ایکہی طرح کے پانی کے اللہ سبحانہ وتعالے شانہ کے سوا یہ کسیکے بس کی بات نہین اور نہ حاصل ہوسکتا ہے واسطے کسی مخلوق کے اور بیشک حاصل ہونا اس (امر تکوین) کا واسطے غیر اللہ کے محال ہے اور غیر اللہ کے لیئے اسکا حاصل ہونا محال کیون نہو) کیا اللہ کے ساتھ اورکوئی بھی معبود ہوسکتا ہے کہ مدد کرے اللہ کی اللہ کے کرنے کے کامون مین (بلکہ) یعنی نہین ہے ساتھ اوسکے کوئی معبود اور نہ کوئی شریک بلکہ وہ قوم عدول کرنے والی حق سے شرک ہے ۔ ترجمہ تمام ہوا مسلمانون کا سچا دین بیشمار نصوص سے ثابت تہا تو یہ امور تکوین قدرت کاملہ الہیہ کا اثر ہین اور عطائی قدرت کے بس کی چیز نہین امور تکوین چلانے کی قدرت مخلوق کو حاصل ہونی محال حق ہے سب اہل علم جانتے ہین کہ الوہیت اور خدائی کا خاصہ کسیکو معاذ اللہ دیا جائے تو اوسکی سمائی کو کیا خدائی بھی دی جائیگی ۔ اور اخیر عبارت تفسیر کی صاف دلالت کرتی ہے اس پر کہ عطائی قدرت امور تکوین پر اگر کسیکو بفرض محال حاصل ہوتو وہ اللہ کی مخلوق اللہ کے مارے جلانے جزی ابونی اگانا آسمان زمین بنانے نظام عالم مین اوسکی بقا کے اسباب پیدا کیئے آگے پیچھے رکہانے بطور اتفاق ہونگے وہین اُنکے سوا محبوبان خدا مقبولان بارگاہ کی مخلوق وغیرہ جدا ہوگی اور بموجب ءَ اَنْتَ قُلْتَ الایہ بموجب تفسیر کبیر وغیرہ یہ مخلوق جب خدا کی مخلوق نہی تو خدا اون کا معبود بھی نہ ہیگا ۔ ناظرین اس مشرقی نئے دین کی خفیہ کار روائیون کو ملاحظہ فرماکر بتائین کہ ہندو دہرم اور مجوسی آئین اور اس مین کتنا فرق ہے اور مفسر نے کیا اپنے گہر سے کہہ دی ہین

ـــــــــــــــــــــــــــــ

سلہ استفسار اول ہو اوپر یہ منقول ہوچکا ہے اور کیا سبب کہ مریم کا بیٹا خدا اور کوسلیا کا بیٹا رامچندر داورہ کی کا بیٹا کہنیا خدا انہون جنہین ہنود اسیطرح خدا ٹہراتے ہین جسطرح تم حضرت عیسیٰ کو اور کیا وجہ کہ بہما بشن مہادیو خدا نہون کہ ہر ایک اون مین سے بطور ہنود مظہر اتم صفت کاملہ کا ہے ۔ اور کیا وجہ کہ نفوس کو کبیہ مدبر عقول عشرہ جنہین مجوس مفوض الاختیار موجودات کی ایجاد اور فنا کرنے مین جانتے ہین ص ۱۹۰ ، ۲ جب خلق [illegible] قدرت ملنا محبوبان خدا کو یہ فرقہ مان رہا ہے تو نصاری اور ہنود اور مجوس یہ فرقہ گہاٹے نہین اور اسلامی فرقے [illegible]

ءالٰہ مع اللہ نص قرآنی کا مفاد بھی یہی ہے جسکو پانچ جگہ پانچوں امور تکوین کے ذیل فرمایا ہے پورا رکوع دیکھئے ۔

علامۂ جلیل ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی کی مدارک التنزیل و حقائق التاویل میں ہے (ماکان لکم ان تنبتوا شجرها) ومعنی الکینونة الانبغاء اراد ان تاتی ذلک محال من غیرہ ف۴۹ جلالین میں مرقوم ہے امّن خلق السمٰوت والارض وانزل لکم من السماء ماءً فانبتنا بہ حدائق ذات بھجة ماکان لکم ان تنبتوا شجرها فیہ ءالٰہ مع اللہ اعانہ علی ذلک ای لیس معہ الٰہ بل ھم قوم یعدلون ٥ یشرکون باللہ غیرہ

(پ۲۰ ر۱ ع۲۱)

اس باب میں تمام تفاسیر سلف و خلف متفق ہیں اگر اس میں اختلاف ہے تو ہنود و مجوس کو یہ لوگ خواص الوہیت پیدا کرنے پالنے مارنیکو برہما وشنو مہادیو کی قدرت کاملہ کا اور عقول عشرہ اور کواکب کی تاثیر کا اثر مانتے ہیں نہ اللہ کی قدرت کا اور جب اللہ سبحانہ فرما رہا ہے ءالٰہ مع اللہ ان امور تکوین کے مخلوق سے وقوع میں آنے کے فرض محال پر کہ کیا اللہ کے ساتھ اور بھی کوئی معبود ہے کہ کام تکوین کا چلا سکے اسلئے کہ یہ کام اثر ہے قدرت کاملہ کا جو ذاتی ہی ہوتی ہے نہ عطائی قدرت کا جو قاصرہ ہی ہوتی ہے ظرف عبودیت قدرت کاملہ کی سمائی کی برداشت نہیں رکھتا بروجہ عطائی امور تکوین مخلوق سے وقوع میں آنے پر مدعی کوئی عبارت ہی کتب عقائد کی پیش کرے جس سے یہ کام کسی مخلوق کا اللہ سبحانہ کی شرکت میں یا بے شرکت وقوع میں آنا منجملہ عقائد اہل سنت ثابت ہوگا موجودہ فرق اسلامیہ میں سے ہی کسی فرقہ کا یہ اعتقاد نقل فرمائیں تب ہند و دہرم جبکہ نے مجوسی آئین اسلام میں بہر دینکی دردسری اٹھائیں ۔ ناظرین اوپر اامین تنبیہ بغور ملاحظہ فرمائیں ۔ ہاں تاں میں لے کیا تھا یہ صفت حضرت عبدیت کی ہو نہیں نہیں یہ خاص صفت اوسی کی ہے ۔ عز وجل فرماتا ہے قل من یرزقکم من السماء والارض (الی قولہ تعالٰی) افلا تتقون ٥ (ترجمہ) اے نبی ان کافروں سے فرما دو کون ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے

اور مردہ کو زندہ ہے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اب کہینگے اللہ تو فرما پھر ڈرتے کیوں نہیں
قرآن عظیم خود ہی بتاتا ہے کہ یہ صفت اللہ عزوجل کے لئے ایسی خاص ہے کہ کافر مشرک تک
اوس کا اختصاص جانتے ہیں اُنسے بھی پوچھو کہ کام کی تدبیر کون کرتا ہے تو اللہ ہی کو بتائینگے
دوسرے کا نام نہ لینگے اور خود ہی اوس صفت کو اپنے مقبول بندونکے لئے ثابت فرماتا ہے کہ قسم ہے
محبوبان خدا کی جو عالم مین تدبیر اور تصرف کرتے ہین ایمان سے کہنا وہابیت کے دھرم پر
قرآن عظیم شرک سے کیونکر بچا اے ناپاک طائفہ کی سنگت والو جب تک خدا لی عطائی کے
فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن وحدیث کے قہرون سے پناہ نہ پاؤ گے اور اسپر ایمان آئے
ہی یہ تمہارے شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت و دافع البلا
و حاجت روا و مشکل کشا و غیرہ وغیرہ سب کافور ہو جائینگے نشہ ؎ ناظرین اس عبارت مین
جو خفیہ اور علانیہ زہر آلودگیان اور شکر ریزیان مین اون مین غور فرمائین ان الامن والے حضرت
کی ساری تصنیفات تالیفات دیکھو جہان کہین اللہ سبحانہ کا اسم ذات خواہ اسم صفت
آیا ہے وہان عزوجل یا تعالے وغیرہ تعظیمی جملے ضرور آئے مگر یہان خواص الوہیت کے
بیان اختصاص مین آپ تنگ آنکر یا جل جھنجھلا کر لائے تو کیا جائے ہان ہان مین نے
کہا تھا یہ صفت حضرت عزت کی ہے نہین نہین یہ خاص صفت اوسی کی ہے نہ اوس تعالے
شانہ کی کہا اور نہ مثل اسکی اب عزت کا حال سنئے آیت وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
کہ عزت اللہ سبحانہ کی بھی بتلاتی ہے مہم اور اوس کے رسول کی اور ایمان والونکی ہی اب صرف معنی
وغیرہ ملحوظ رکھنے کے عنایات رہگئی مگر عوام سے پردہ رہگیا کیونکہ فرق تو خواص الوہیت مین صرف
ذاتی عطائی کا ہونا پایا ہی ہے اس اختصاص کو چاہیے محبوبان خدا عزت وارون پر متعلق کردو
یا اللہ سبحانہ کے لئے چھوڑ دو حضرت عزت کے اختصاص معلوم مین رب عزوجل فرماتا ہے یہ
عبارت اس ایہام سے خالی نہیں کہ حضرت عزت اور ہے اور رب عزوجل اور۔ خالص توحید
اور فردانیت کے اثبات مین ڈھیلا پن ایسے مواقع مین دو معنی کلام لانے کا مشتاق بناچکا ہے

اس سے پہلا میں اختصاص کو عرب کے کافر شرک تک مان گئے وہ کیا تھا اور کون سے
حقوق عبودیت میں سمایا ہے - ہندو دہرم کے اصول اور عقائد پہ یہاں ہمیں اوتاروں کی
فہرست نقل نہ کردینا - عواقب امور جاننے والے مدبر تعالی شانہ کی تدبیر انتظام
عالم کی ایک ذریعہ نا پیدا کنار ہے تمام اسباب دنیا عالم اسفل و عالم بالا کو پیدا فرما کر حضرت
انسان کو بقا کا سامان مہیا کر دیا ہوا پیدا کی اور جو جو کام اوس سے لینا تھا اوس کو ازل سے
ٹہرائے ہوئے تھا - اسی طرح پانی وغیرہ اور قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ کو جان لو ہوا نہوتی تو
سانس ہی نہوتا ہم مرجاتے - پانی نہوتا تو پیاس نوبت ہوتی - سورج کی کرنوں کی بارش نہوتی تو
ہمارے باغوں کے پہل کہیتوں کے غلے واسطے پکتے - غرض عالم کے ذرہ ذرہ کا پیدا فرما کر
ہمارے کام کی چیز کر دینا یہ سب کچہ تدبیر الہی کا صدقہ ہے اور اوس کے کلمہ کن کی کارسازی
کا سامان ہے - اب مدعی بتلائیں تو سہی کہ کسے محبوب خدا نے ایسی تدبیر کی ہے قدرت خداداد سے
ایسی کرتوت اونکو دکہاؤ اور محبوبان خدا کی تدبیر تدبیر ہی کب ہے تدبیر کے اسباب ہیں
اگر اسباب مدبر اور رب بنا لئے جائینگے تو تمام وہ اسباب جنپر انسان کی بقا اور جنپر قوت ہے
وہ مدبر اور رب بن جائینگے اونکو مدبر کہنا ایسا ہی ہے جیسے کپڑے کو مشین کا بنا ہوا یا سلائی
سوئی وغیرہ بہت سی چیزوں کو مشین کا بنایا ہوا کرتہ - جبہ پائجامہ صدری وغیرہ کو مشین کا
بنایا ہوا کہنا عموماً محاورات روزمرہ میں مستعمل ہے - اس سے اوسکو جسکی کہوپڑی میں تہوڑی
سی بھی عقل ہے اس کا وہم نہیں ہوتا کہ ان مشینوں نے یہ کام مشینوں کے چلانیوالوں کے
بغیر بنالئے ہیں جاہل سے جاہل نے بہی نہ سمجہا کہ کوئی مشین کپڑے سلا دیگا - دیا سلائی کی تیلی کا
سرے کی نوک تک تو بنالے - اس میں جنہوں نے ٹہوکر کہائی ہے وہ شرک اسباب کی
دلدل میں پہنس گئے ہیں - مدبرات ملائکہ کی تدبیر کی کیفیت کا بیان بقدر ضرورت آئندہ
آئیگا - یہاں صرف اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ نطفہ جب رحم میں قرار پاتا ہے تو فرشتہ اوس
نطفہ پر گرتا ہے - اور اپنا کام کرتا ہے - ایسے ہی قابض الارواح فرشتہ کفار کی بدنوں میں

ڈوب ڈوب کر یا آنکھ سے ڈبا ڈبا کر سختی سے جان کھینچا ہے اور صاحب الأمن والسلامۃ
کے ذاتی اور عطائی فرق پر تمام امت سے نور الایمان طلب کرتے ہوئے دین پر لازم کہ اللہ سبحانہ
بھی معاذ اللہ بچہ دان مین نطفہ پر گر کر صورت گری کرتا ہے اسلیئے کہ ان مدبرات امرا کو وہی تدبیر
تو عطا فرمائی گئی ہے جو اللہ سبحانہ کے خواص الوہیت سے بھی اگر اوسمین یہ صفت متحققہ کما فی
وڈوہوپ سر درویاں ہوتین تو ان محبوبان خدا کے پاس بھی تدبیر آن کر ان سر دردیون سے
نہ جکڑی جاتی - چونکہ ہمارے مہربان کو ہندو دہرم سے خفیہ الفت ہے لہذا دوسری تفسیر مین
اوسی اعتقاد کا خاکہ اوتار دیا جسکو ہم یاگولک سمرتی سے ہیچ ہتہ شلوک وغیرہ اوپر نقل کر آئے
ہین کہ جب نطفہ یا جون اندرون یعنی عنصرون مین ملجاتا ہے اور بچہ دان مین قرار پاتا ہے تب
روح پرمیشور دونون اوس بچہ دان مین قیام فرماتے ہین - چونکہ یاگولک جی کی معرفت اور بصیرت
نے کسی کاریگر کا کام کاریگری جسمین صرف ہو رہی ہے اوسکے لیے بغیر پیدا ہوتا نہ دیکھا تھا
اسلیئے اون کو پرمیشور کے قیام کی رحم مین ضرورت محسوس ہوئی تا کہ اوس لگد ہی کو بچہ کی صورت
بناوے کاش کہ اون کو یہ معلوم ہوتا کہ نطفہ ریزی کی قدرتی مشینین ہیں اور روح کا منبع کیسے
خزانہ سے اور عنصرون کا عنصرون کے خزانون سے پہنچانا باسباب تقلیب و انقلاب اور فرشتہ کے
لوازمی وجود سے لوز وجود کی مشین فرشتہ ہے سب بحکم کن ہو رہا ہے تو اونکو غنی اور صمد کے کامون کو
محتاجون کے کامون پر قیاس کرکے ایسی بات نہ کہنی تھی جو آج روشنی کے زمانہ مین مضحکہ سمجھیا
سے بڑہکر خیال کیجاتی ہے اوپر تفسیر مدارک و خازن و جلالین سے بدلیل نصوص قرآنیہ قطعی
الثبوت اور قطعی الدلالۃ سے مراد الہی یہ معلوم و مفہوم ہو چکی کہ الاربع تکوین کا مخلوق کو
حاصل ہونا ہی محال ہے کیونکہ اس کی سمائی کو الوہیت اور خدائی درکار ہے اور بندہ اگرچہ
کتنی ہی ترقی پر پہنچا ہوا ہو الوہیت اور خدائی اوسکو ملنی محال ہے

تو بروجہ عطائی صفت امور تکوین کو کسی محبوب خدا مین نہین رکھا جاسکتا یہ کذب اور ریا ہے

منطقیہ مین جو عبارتین فتوحات مکیہ کی ہمین مع ترجمہ ابواب ہمارے شیخ کی دافع الریب مین منقول ہین اونسے بہی مقصد صدر بخوبی دلنشین ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی مقبول فریقین عقاید کی کتاب تکمیل الایمان مین تدبیر الہٰی کے معنی مُدَبِّرُهَا وَمُقَدِّرُهَا کے تحت یہ بتلاتے ہین وتدبیر عبارت است از علم عواقب امور واتقان در ایجاد صنع یعنی تدبیر الہی کامون کے انجام ونکے جاننے اور اونیا کے نیست سے ہست کر دینے کے اندر مستحکمی اور مضبوطی کر دینے کا نام ہے + تب ہی تو ایسی تدبیر اور تخلیق مین اللہ سبحانہ وحدہ لا شریک لہ کو یکتا ماننے پر ایمان اس آیت مین مطلوب ہو مفسرین سلف وخلف کی بہ شہادت ہے يُدَبِّرُ الْأَمْرَ بين الخلایق ذَٰلِكُمُ الْخَالِقُ المدبر اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ وحدوہ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ (أحكم) كُلَّ شَيْءٍ جلالین **ترجمہ** تدبیر کرتا ہے امر کی درمیان خلائق کے یہی تمہارا خالق مدبر اللہ رب تمہارا ہے تو اوسی کو پوجو یعنی یکتا جانو مانو اوسکو (وصف خلق وتدبیر میں) یہ صنعت ہے اوسی اللہ کی جسنے محکم کر دیا ہر چیز کو (جلالین) تمام کتب عقائد ہمزبان ہوکر صاف بتلا رہی ہین کہ اس تدبیر اور خلق اجسام کے خواص الوہیت سے ہونے مین سب اسلامی فرقے متفق ہین کسی فرقہ کو اس مین اختلاف نہین۔ مگر مصنف الامن نے اس اعتقاد مین کہ منجملہ ضروریات دین ہے عطا کا عذر حال ہی مین برپا کیا۔ مفسرین سلف وخلف ومتکلمین وجملہ فقہاء ومتکلمین اور صوفیائے محققین تو حاصل ہونا اسکا مخلوق کو محال فرما چکے کما مر دیاتی۔

مولف الامن کا جو دعوے ہے ذاتی عطائی کے فرق پر ایمان حاصل کرنیکا اوس کے مسند ایجاز ہونے اور ابطال پر جیسے نصوص صدر گواہی دے رہے ہین ایسے ہی کتب عقاید وغیرہ اسکو سمجھا رہے ہین۔

شرح عقائد نسفی مین ہے۔ اور مشابہ نہیں اون مقامے زمانہ سکے

کوئی چیز لیکن جبکہ مراد ہو اوس مماثلت سے (دو چیز ونکا) ایک ہو جانا حقیقت مین تو ظاہر ہے

(باطل ہونا اسکا) اور لیکن جبکہ مراد ہو اوس مماثلت سے ہونا دو چیزون کا ساتھ اس حیثیت کے

کہ اونمین کی ایک قایم ہو مقام دوسرے کے یعنی صلاحیت رکھے ایک اوس (تاثیر اور کام کی)

جسکی صلاحیت رکھے دوسری تو بیشک کوئی چیز موجودات مین سے قایم مقام نہیں اوس تعالے

شانہ کے کسی بات مین اوصاف مین سے تو بلا شبہا اوس کے علم و قدرت وغیرہ (اوصاف) بزرگ

و برتر ہین اون صفات (علم و قدرت وغیرہ) سے جو مخلوق مین ہین باین حیثیت کہ کوئی مناسبت

نہین صفات حق اور صفات خلق کے درمیان ترجمہ تمام ہوا حضرت بحر العلوم خنکو خاص

مین بصفحہ ۷۰ ملک العلماء لکھا ہے وہ شرح مسلم مین ارقام فرماتے مین الاول ما افادہ

الامام الاعظم و الشیخ الاکبر فی فتوحاته المکیة انه تعالی یخالف المخلوقات

لا مناسبة بینه و بین خلقه البتة وکیف یشبه من لا یقبل امثال بمن یقبل المثال

فالعلم بالله عزیز عن ادراك العقل و النفس الا انه واجب تقدس و تعالی

و کلما یتلفظ بہ فی حق المخلوقات او یتوهم فی المرکبات و غیرہ فالله تعالی فی نظر

العقل السلیم بخلاف ذلك لا یجوز علیه التوهم منه **ترجمہ** اول اوس

چیز کا جسکا افادہ فرمایا امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے اور شیخ اکبر قدس سرہ نے اپنی

فتوحات مکیہ مین کہ بیشک اللہ تعالے نرالا ہے مخلوقات سے کوئی مناسبت (مماثلت مشابہت)

نہین درمیان اوس کے اور اوسکی مخلوقات کے درمیان بھلا کیسے مشابہ ہو جاویگا وہ پاک

ذات جو قبول نہین کرتا مانند اور مثل کو ساتھ اوس کے جو قبول کرتا ہے مثل کو تو جاننا اللہ کا

دشوار ہے ادراک عقل و نفس سے ۔ مگر یہ کہ وہ تعالے شانہ واجب ہے اور ہر وہ چیز جسکے

ساتھ تلفظ کیا جاوے حق مین مخلوقات کے یا وہم کیا جاوے (جسکا) مرکبات وغیرہ مین پس

اللہ تعالے عقل سلیم کی نظر مین بخلاف اوس کے ہے اوسپر وہم جائز نہین ۔ ترجمہ

تمام ہوا یہ عبارتین نصیریت کی بھسم کرنے والی الف لیلا کی کہانی نہین ہین جو اونہون نے کے

ایدیٔھہ مزید کراہی ہو اپنے دشمنان جانین یا ٹالدی جاتین یہ مسلمانون کا سچا دین منجملہ فرایض
ایمانیہ قرآن و حدیث کے دفاتر کا لب لباب قطعی فیصلہ آسمانی تمام موجودہ فرق اسلامیہ
کا مانا ہوا ہے مجسمہ اگرچہ جسمانیت باری کے قول سے مبتدع گمراہ ہو گئی مگر قرآن و حدیث کے
اس محکم قلعہ سے قدم باہر رکھنے کی اونکو بھی مجال ہوئی یہی کہنا پڑا کہ جسمانیت ہی اوس کی
مخلوق کی جسمانیت کی مماثلت سے منزہ ہے عبارت شرح عقائد مین مخالف دین حق جو
مکفرین ہمارا بار بار کرتہ کہیں لیکن کوئی صفت مخلوق کی صفت الہی کے قایم مقام وہ کام
اور اثر نہین دے سکتی جو صفت ذاتی اور فعل اللہ سبحانہ کی دیتے رہی ہین تو فرشتہ تدبیر و تخلیق
بمعنی تکوین و ابداع و انتظام عالم بمعنی مذکور کا کام کیسے دے سکتا ہے یہ اس سے باطل ہو گئی
الاسن کی وہ بناوٹ کہ نائب اور خلیفہ بادشاہ کا ہر باہ و سفید مین وہی کام کرسکتا ہے جو
بادشاہ کر سکتا ہے تو خلیفہ خدا کا خدائی خواص ذاتی اور فعلی مین وہ کام اور اثر کیون نہ دیگا
جو اللہ دیتا رہا ہے انتہی مضمونہ صفحہ ۱۶ من الاسن کے امام سبکی شافعی کی کتاب شفاء
السقام سے نقل کیا لیس المراد بنسبۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الی الخلق
والاستقلال بالافعال ھذا لایقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ
من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین یعنی نبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہین کہ حضور خالق اور فاعل مستقل ہیں۔ یہ تو کوئی
مسلمان ارادہ نہین کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھالنا اور حضور سے مدد مانگنے کو منع کرنا دین مین
مغالطہ دینا اور عوام مسلمانون کو پریشانی میں ڈالنا ہے از سطر ۱۳ تا ۱۹ – سچ فرمایا امام سبکی نے
سوا نصاحب میں مدد مانگنا مدد دینا حسب کتاب و سنت سے ثابت ہے اور کوئی مسلمان آپکو
خالق مکون مانتا یا اپنے کامون مین حضور کو اللہ سبحانہ سے بے نیاز جانکر آپ سے مدد
مانگتا نہین تو یہ الزام منکر کا ہے کہ اسنے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خالق اور فاعل
مستقل اپنے عقیدہ میں مانکر مدد مانگی ہے واقعی تلبیس فی الدین ہے اور عوام موحدین کو

برینائی مین ذوالنا ہی اور توحید اسلامی ہی معتبر ہے تو موحدین مسلمان ہی ہوئے اس امر کا لحاظ رکھتے ہوئے موحدین کہنے سے کفار کو موحد لفظ الموحدین معرّف باللام مین داخل نہین ہوسکتے مگر صاحب الامن کو توحید اور موحد سے کچھ چڑ سی ہوگئی ہے کہ اونکو زبان قلم پر لانے سے بھی گریز فرماتے ہین امام موصوف تو اپنی عبارت مین الموحدین فرماتے ہین مگر مترجم صاحب اپنے ترجمہ مین اون موحدون کا لانا پسند نہین کرتے ایک لالہ صاحب نے ایک آدمی سے کہا کہ آج پوریون کے ساتھ آلو کا ساگ کرلینا چاہیے شیخ نے فرمایا کہ لالہ صاحب آپ آلو کے تو کا ساگ بکواتے ہین آلو ہی کیون نہ بکوالیجیے تب لالہ جی بولے کہ میان صاحب آپ نہین سمجھے کیا مینے آلو تو نکو ہی کہا ہے پہلے ہم اسکی جگہ آلو کی ترکاری کہا کرتے تھے جب معلوم ہوا کہ مسلمان لوگ ترکاری ماس کو بھی کہتے ہین تب سے ہمنے اس لفظ کو چھوڑ دیا اور بجائے اس کے آلو کا ساگ رام ترئی کا ساگ تنگا پھل کا ساگ کہنے لگے۔ ہمارا جس لفظ سے گھن ہو جاتی ہے اوس کے بولنے کو ہمارا جی ہی نہین چاہتا۔ مگر ہم مسلمان لوگ کیا کرین ہمارے تو اسلام و ایمان کا پہلا رکن ہی اقرار توحید کا ٹھہر چکا۔ خیر غرض بندہ کی اُس عبارت کے لانے سے ناظرین کو اطلاع دینا تھا اس امر پر کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ حنبلی کے مقابلہ مین خلق مین استقلال کی قید کیون نہ لگائی بخلاف افعال حضور کے اس لیئے کہ پیدا کرنا یا جلانا مارنا جلانا جملہ امور تکوین منجملہ خواص الوہیت مین جو ذاتی ہی ہوتے ہین اونکی کوئی قسم مخلوق کو دینے کی چیز اور نہ مخلوق اونکی سمائی کے لائق مگر ہمارے مہربان نے عبارت مذکور نقل فرماکر بھی عبرت حاصل نہ کی خواص الوہیت کو ایسا سستا کردیا کہ ہر چھوٹا بڑا محبوب الٰہی بھی کرتا عطائی قدرت الٰہی سے قرآن و حدیث اور کتب عقائد کو بالائے طاق رکھکر بٹھادیا اور اس پر ظلم یہ کہ اوس ضد کا بیان طلب کرنے کھڑے ہوگئے۔ فریقین کے نزاعون مین ہمارے امام اعظم اور شیخ اکبر مالکی رضی اللہ تعالی عنہما کے افادے نقل فرماکر حضرت بحر العلوم نے فیصلا کردیا فریقین قرآن و حدیث دکھائین یا مذوقات صوفیہ جس حضرت ولایت

شفاعت تدبیر تصرف امداد دفع مرض وبلا وقحط ووبا مشکل کشائی حاجت روائی وغیرہ
سکا سونکا مجازاً بطور سببیت وغیرہ مخلوق کے حق مین تکلم کیا جائے۔ مثلاً فلان کی دعا یا برکت
سے اللہ سبحانہ نے قحط اور وبا وغیرہ کی بلا دفع فرمادی اللہ سبحانہ ان تمام امور مین
بخلاف اس مذکور بالا کے ہے۔ اور کیون نہو کیا معاذ اللہ اللہ بھی کسی سے دعا مانگیگا
ابن حجر کا قول موید اسکا شروع حصہ ہذا مین دیکہا وہ دیکہو جسکو اعلام الاذکیار مین
ابن حجر سے ہی نقل کیا ہے باین عبارت وَهُوَ غَيْرُ عِلْمِ اللهِ تعالى یعنی وہ علم
مخلوق کا جو دیا ہوا ہے اللہ تعالے کا وہ خدا کے علم کا غیر ہے نہ عین علم الٰہی اور علم مخلوق
مین مغایرت ماننا بھی منجملہ ضروریات دین ہے علامہ تفتازانی شرح مقاصد
میں ارقام فرماتے ہیں التوحيد عبارة من عدم الشريك في الالوهية
وخواصها یعنی اللہ سبحانہ کو ایک ماننا یکتا جاننا عبارت ہے الوہیت اور الوہیت
کے خواص مین شریک نہ اعتقاد کرنے سے ترجمہ تمام ہوا یہی کیا تمام کتب عقائد وتفاسیر
ڈنکے کی چوٹ بھی بیان کر رہی ہین کہ الوہیت مین غیر اللہ کو شریک ماننے اور مستحق عبادت جاننے
تب بھی مشرک کافر مخلد فی النار اور خواص الوہیت مین سے ایک خاصہ مین بھی مخلوق
کو شریک ماننے مخلوق کے لئے کوئی خاصہ اور لازمہ الوہیت کا ثابت کرے تب بھی سچا
مشرک خواہ یہ خاصہ مخلوق کی الوہیت کے اعتقاد سے ثابت کرے یا بغیر اعتقاد
الوہیت کے تفسیر نیشاپوری وبیضاوی وغیرہ کی بہت سی عبارتون سے اس کو ثابت
کردیا ہے۔ ہمارے شیخ نے دافع الریب مین بطور نمونہ آیندہ دیکھئے یہ امر داخل
اعتقاد نہ تہا کہ غیر اللہ کی الوہیت کا اعتقاد کئے بغیر اوس غیر کے لئے خواص الوہیت
ثابت کرنے ماننے سے مشرک نہوگا یہ شایع براستدراک تو فاضل بدایونی کی جودت
فکر کا نتیجہ ہے۔ بوارق مین لکھتے ہین شرعاً معتبر در توحید وشرک ہمان صفت الوہیت
است وبس کہ آن صفت در غیر ذات حق بہیچ یافتہ نمی شود نہ بالذات ونہ بعطائے

اور تعالےٰ شانہ نہ کامل و نہ ناقص الخ صفحہ ۱۷ جیسے غیر حق میں الوہیت ذاتی
عطائی کامل ناقص کسی طرح کی نہیں پائی جاتی اسی میں سے کسی طرح کی الوہیت مخلوق کو
ماننا شرک ہے اسی طرح کسی خاصہ میں سے الوہیت کے ذاتی عطائی کامل ناقص کسی
جہت کو ماننا شرک ہوگا مثلاً علم الٰہی کی تین جہتیں امام رازی وغیرہ مفسرین رحمہم اللہ تعالےٰ
نے بیان فرمائی ہیں اونمیں ذاتیت کو مانیگا تب بھی کافر مشرک اور جمیع معلومات کا اللہ
کے احاطہ کسی مخلوق کے لئے ثابت کریگا تب بھی ایسی ہی ہمیشگی اوس علم کی مانیگا تب بھی
کافر ہی ہوگا۔ اگر کہا جاوے کہ مشرک ہونیکا انکار ہے نہ کافر مخلد فی النار ہونیکا اور یہ ایک
نزاعی مسئلہ ہے تو کہا جائیگا شرک پر کفر کا اور کفر پر شرک کا اطلاق کتاب وسنت میں
بکثرت شائع ہے یا اتنا نظر کہ سزا دونوں کی ایک ہے ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن
کی تفسیر کبیر رازی میں دیکھو واقع ہونا اسم مشرک کا کفار پر اسماء لغویہ سے نہیں ہے بلکہ اسماء
شرعیہ سے ہے جیسے صلوٰۃ زکوٰۃ وغیرہ پوری عبارت ہمارے شیخ کی دعوت کے صفحہ ۱۷ کے
حاشیہ پر منقول ہو۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں ویعلم لا کعلمنا ویری لا کرؤیتنا ویتکلم
لا ککلامنا الخ **ترجمہ** اور جانتا ہے وہ تعالےٰ شانہ نہ مثل ہمارے جاننے
اور دیکھتا ہے نہ ہمارے دیکھنے کی مانند اور کلام کرتا ہے نہ ہمارے کلام کرنیکی طرح ہم کلام کرتے ہیں
بوسیلہ اسباب و آلات کے اور وہ کلام کرتا ہے بغیر اسباب و آلات کے الخ جب اوس اللہ سبحانہ
وتعالےٰ کی ذات پر لکھا جانا دیکھنا کلام کرنا وغیرہ صفات ذاتیہ ہمارے جاننے دیکھنے کلام
کرنے وغیرہ کی مانند نہیں ہوسکتیں تو صرف ذاتی عطائی کے فرق سے وہ ہمارے صفات خداوندی
کیسے ہو جائینگی مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جلد اول
کے مکتوب نمبر ... میں مرقوم ہے وصفات خود را صفات او انگاری و تعالی اللہ عن ذالک
علوا کبیرا و ... [illegible]

مکتوب ۱۳ میں ارشاد شریف ہے و صفات افعال او را داخل اند در اسمائے
مخلوق را مخلوق او میداند نہ آنکہ صفات اینہا صفات اوست و افعال اینہا افعال او
(الی قولہ) کماہو مذہب العلماء المتکلمین صلا جلداول ہی کے مکتوب ۷۹ میں ارقام
فرماتے ہیں فالوجوب الذاتی والاستغناء الذاتی مختصۃ بمرتبۃ الجمع والالوہیۃ والامکان
الذاتی والافتقار الذاتی مختصۃ بمرتبۃ الکون والفساد والمرتبۃ الاولی مرتبۃ الربوبیۃ و
الخالقیۃ والمرتبۃ الثانیۃ مرتبۃ العبودیۃ والمخلوقیۃ فاطلاق اسامی احدہما علی الاخری واجرای
احکام مختصۃ بمرتبۃ علی المرتبۃ الاخری لکان زندقۃ صرفا وکفرا محضا والعجب من بعض
الملاحدۃ والزنادقۃ انہم یخالطون المراتب یجرون احکام مرتبۃ علی مرتبۃ اخری فیصفون
الممکن بصفات الواجب والواجب بصفات الممکن مع علمہم بتمایزہما واحکامہا اصلا مع
اتحادہم فی المرتبۃ الکونیۃ صـ۲۴۹

ترجمہ یعنی وجوب ذاتی اور استغنا ذاتی مختص ہے ساتھ مرتبہ جمع اور الوہیت کے اورامکان ذاتی اور ذاتی محتاجی مختص ہے ساتھ مرتبہ کون وفساد کے اور پہلا مرتبہ مرتبہ ربوبیت اور خالقیت کا ہے اوردوسرا مرتبہ مرتبہ عبودیت اور مخلوقیت کا ہے پس اگر بولے جاویں ایک مرتبہ کے نام دوسرے مرتبہ پریا جاری کئے جاویں ایک مرتبہ کے مخصوص احکام دوسرے مرتبہ پرتو ہوگی بیدینی خالص اور کفر کورا اور تعجب ہے بعض ملحدوں اور بیدینوں سے وہ کیسے ملاتے ڈالتے ہیں سب مرتبوں کو (بندگی اور خدائی کے) جاری کرتے ہیں ایک مرتبہ کے احکام دوسرے مرتبہ پرپس وصف کرتے ہیں ممکن کا واجب تعالے شانہ کی صفتوں کے ساتھ اور وصف کرتے ہیں واجب تعالے شانہ کا مخلوق کی صفتوں کے ساتھ باوجود جاننے اس امر کے کہ واجب تعالے شانہ اوصاف اور احکام میں مخلوق کے احکام اوراوصاف سے نرالا ہے باوجود متحد ہونے کے موجود ہونے میں الخ یہ سارے عبارت ذاتی عطائی کے فرق کے فراق اور خلافت الہی کے ایک تارسے اڈالنے اور معجزات کو افعال انبیا ٹھہرانے

اوران خیالات مستحدثہ کے نتائج اور تفریعات پر جتنے الامن والعلی بھیجے پوری حق
ہے اللہ تبارک و تعالی کرے اون حضرات محبہ دیہرا مبورکو جو مشرقی پکار میں ہمزبان ہوجاتے
ہیں اپنے پیران پیر کے کلام سے تنبہ ہوجائے۔

امام مفخم نیشاپوری سورہ مائدہ کی آیت من یشرک باللہ کی تفسیر یون کرتے ہیں
اے فی العبادۃ او فی تجویز الحلول او الاتحاد او فی اجراء وصفہ فی المخلوقین
او بالعکس فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ الایہ یعنی جو شریک مانے ساتھ اللہ کے
(غیر اللہ کو) مراد اس سے یہ ہے کہ شریک ٹھیراوے عبادت میں یا بندہ کو خدا میں اور خدا کو
بندہ میں پیوستہ ہونیکی تجویز کرنے سے مشرک ہے یا بندہ اور خدا کو ملکر یکذات ہونا جائز رکھنے سے
مشرک ہوجاتے یا اللہ سبحانہ کا وصف مخلوق میں جاری کرنے کی وجہ سے مشرک ہوجاتا
یا مخلوق کا وصف اللہ میں جاری کرنے سے مشرک ہے تو اس میں شک نہیں کہ اللہ نے
اس قسم کے مشرکوں پر جنت حرام کردی ہے اور نہیں ہے ان (مشرکون) ظالمون کا کوئی
مددگار (کہ چھڑا سکے اونکو جہنم سے) **بیضاوی** شریف میں یوں ہے انہ من
یشرک باللہ فی عبادتہ او فیما یختص بہ من الصفات والافعال فقد حرم اللہ
علیہ الجنۃ **ترجمہ** تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص شریک ٹھیراوے ساتھ
اللہ کے عبادت میں یا اوس چیز میں کہ مختص ہے ساتھ اللہ کے صفات اور افعال سے
(یعنی وہ وصف اللہ تعالی ہی میں پایا جاتا ہے نہ غیر اللہ میں اسیطرح نہ ذاتی نہ عطائی
اور وہ فعل کہ جسکو اللہ ہی کرتا ہے نہ غیر اللہ کسیطرح) تو بیشک حرام کردیا ہے اللہ نے
اوس پر جنت کو الایہ اولی اجراء وصفہ فی المخلوقین او بالعکس عبارت نیشاپوری ذاتی
عطائی کے فرق کے منکر دین کے عقیدہ پر پوری منطبق ہے اسلئے کہ مشرکین عرب دین کے
جنکا یہ عقیدہ تھا کہ کفار زمانہ جاہلیت اپنے معبودان باطلہ کو اونکی صفات میں اللہ کا
سے بے نیاز سمجھتے تھے نہ صفات و افعال میں اونکی کرتوتوں کی عطائی کے قائل تھے

سبحانہ کی عطا فرمائی ہوئی ہے مانتے تھے - اور باوجود اسکے اونکو صفات و افعال الہیہ مین
شریک ٹھیرانیوالا ہی فرمایا ہے اور اونکا نام مشرک ہی بتلایا ہے اس بیان سے قرآن کریم
بھرا ہوا ہے بدلائل قطعیہ قرآنیہ و حدیثیہ اللہ سبحانہ کا ایک مختص کام جسپر غیر اللہ
قدرت نہین پاسکتا کُن یعنی ہوجا فرماکر ہر نا موجود کو موجود کرلینا تھا جو شائبہ کسب و اکتساب
محنت و مشقت کمائی سے بالکل منزہ تھا خواہ وہ صورت گری یا انقلابات مذکورہ فی الآیات
ارحام مین ہو یا دیگر حوادث کونیہ کا حدوث کون و مکان ہی افسوس صد افسوس الامن کے
غدر کی آندھی مین اوسکی وہ ارزانی ہوکر روئی سی اوڑ گئی کہ اوسکو محبوبان خدا کی میراث کردیا
کہ وہ بھی فرمانروا ے تکوین ہوگئے ہین - خون گوشت پوست ہڈی بال - کہان صورت
وغیرہ وہی سب خلق فرماتے ہین اگرچہ اپنے دعوے کے اثبات مین تیسور علیہا حدیث سے
لائینگے کہ فرشتہ ارحام مین ٹھہرے ہوئے اوس نطفہ پر گرتا ہے (اور اپنا کام کرتا ہے)
مگر چونکہ منشاء دعوے صفت فعلی تکوین کے عطا فرمائے جانیکا کھل گیا ہے لہذا وہی ہین
کہ محبوبان خدا امور تکوینیہ بھی کرتے ہین فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کا گواہ ہے حالانکہ یہ
مدبرات امر جو کرتے ہین وہ محنت مشقت کمائی کی غرض دیتا ہے نہ کُن ہوجا کہکر نا موجود کو موجود
کرلینے یا ایک حالت سے دوسری حالت مین پلٹ دینے کی جیسا کہ آئینہ آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ
پس یہ تو مصوروں کا سا کام ہوا یا مشین کا بانہ خالق تعالیٰ شانہ کا سا - اس نئے دین
کے نرالی محمدی کے معتقد اپر آسمان و زمین کواکب وغیرہ عالم علوی خدا کی مخلوق ہے تو یہ
اجسام دنیاوی مخلوقات کے فرشتہ کی مخلوق ہین اَرُونِی مَاذَا خَلَقُوا الآیہ وغیرہا بہت سے
نصوص قرآنیہ کے سوالات و الزامات سب دھرے رہگئے تھا سا جواب دیا ہوا کھل آیا کہ اشیاء
مذکورہ فرشتہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے نہ یون اگر اسپر یہ کہا جاے کہ ذاتی قدرت سے پیدا کی
ہوئی مخلوق دکہانیکو فرمایا ہے نہ عطائی قدرت سے پیدا کی ہوئی مخلوق دکھانیکو تو اسپر یہ کہنا
ہوگا کہ ایسی ضروری قید جو فارق تھی درمیان صفت فعلی واجب تعالیٰ شانہ او صفت

فعلی ممکن مخلوق کے اوس کے بیان کرنے سے قرآن کریم بے زبان رہا کوئی آیت اس بیان میں نہ دی بلکہ بیشمار آیتوں سے یہ سمجھا دیا کہ امور تکوینیہ کی سمائی کرالوہیت اور خدا کی قدرت درکار ہے جسپر قدرت ماننا غیر اللہ کو محال -

امام مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنچہ بر ما و شما لازم است تصحیح عقاید بمقتضاے کتاب و سنت است بر نہجیکہ علماء اہل حق از کتاب و سنت آن عقائد را فہمیدہ اند و از انجا اخذ کردہ - فہمید ما و شما از حیز اعتبار ساقط است اگر موافق افہام این بزرگواران نباشد زیرا کہ ہر مبتدع و ضال احکام باطلہ خود را از کتاب و سنت می فہمد و از انجا اخذ مے نماید الخ مکتوب ۶۰ از مکتوبات امام ربانی جلد اول - یعنی جو کچہ کہ مجہپر اور تمپر لازم ہے وہ بمقتضاے کتاب و سنت صحیح کرنا عقائد کا ہے اوس طور پر کہ علماء اہل حق کتاب و سنت سے ان عقائد کو سمجھے ہیں اور اوسی جگہ سے لیا ہے - میری اور تمہاری سمجھ حیز اعتبار سے ساقط ہے - اگر ان بزرگوں کی سمجھ کے موافق نہو وے اسلئے کہ ہر بدعتی گمراہ اپنے احکام باطلہ کو کتاب و سنت سے ہی سمجھتا ہے اور وہیں سے نکالتا ہے الخ پس امور تکوینیہ میں ذاتی عطائی کے فرق نکالنے میں تمام فرق اسلام کو بھیا ند جانا اور قبر پر کی اذان کے جواز اور فضیلت وغیرہ کے بیان میں بے جوڑ حدیثوں کا ڈہیر لگانا اور امام ابن حجر وغیرہ جو اس اذان کے بدعت ہونے کے قائل ہیں اونکو اور اونکے رد کو چھپا کر ناقل کو اوس اذان کے جواز کا قائل ٹھیرانا اور ایسے ہی اور بہت امور ہیں ہر گری یعنی اوس اذان کے جواز کے رد کو
بڑی رواجی رسمی بدعتوں کی حمایت کے لیے کھڑا ہو جانا اور ایسا ہی یہ فخر زمانا او دی

الاستمد میں کہ خامہ برق بار رضا خرمن سوزی تجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے ص ۱۴ بیشک صفات و افعال مختصہ الہیہ مخلوق کو دلانے میں ذاتی اور عطائی کا فرق سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے اور یہ ہر گز پاؤں نہیں چلتا تجدیت سوزی ہے کہ بہانہ سے ہی چل پڑا ہے -

ہر چند کہ کتب عہد عتیق و عہد جدید سے تحریف نے امان اُٹھا دی ہے تاہم تناسیکی

مسیحی معجزات کے بارہ مین سوال مذکورہ بالا کے جواب کے لئے بس ہے دیکھو یوحنا کی
انجیل کا باب ۱۴ درس ۱۰ کیا تو یقین نہین کرتا کہ مین باپ مین ہون اور باپ مجھہ مین یہ باتین
جو مین تمہین کہتا ہون آپ سے نہین لیکن باپ جو مجھہ مین رہتا وہ یہ کام کرتا ہے ۱۹ ۔
مرقس کی انجیل کے باب ۹ درس ۱۴ تا ۲۹ مین ایک مریض کو شفا ملنے اور اوس سے گونگی
ناپاک روح کے رفع ہونے کا ذکر ہے اونمین سے آیت ۲۸ و ۲۹ کے الفاظ یہ ہین ۔ اور جب
وہ گھر مین آیا اوس کے شاگردون نے خلوت مین اوس سے پوچھا کہ ہم اُسے کیون نہ نکال سکے
اُسنے اونہین کہا کہ یہ جنس سوا دعا اور روزہ کے اور طرح نہین نکل سکتی انتہی ۔ مسلمانو اپنے
سچے دین کی تائید دیکھو کہ خود ہی عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین جنکے تبعے
الاہن کی عبارت مذکورہ بالا پیرائے سے بر ہمہ بیان سے ہر امر کا پروانہ جاری ہے) کہ یہ
کام خلق کرنا شفا دینا مردے جلانا بعضے حرامون کو حلال کر دینا مین نہین کرتا ہون۔ الله سبحانہ
میر القلب جسکا عرش تجلی گاہ بن گیا ہے اور مین اوس کا آئینہ ہون اور وہ میرا) وہی کرتا ہے
میرا کام تو صرف ان امور معجزات مین روزہ دار ہونے سے دعا مانگنا ہے ۔ اور الله کا ہی شفا دینا
مردے جلانا خلق کرنا بعضے حرامونکو حلال کر دینا ہے نہ کہ بگڑی ہوئی حالت کہ بعضا مین
انجیل کی امر مسئول عنہ مین یہ اظہار کرے اور الاہن کا عذر اس بناوٹ کے درپے
کہ عیسی علیہ السلام حقیقی قدرت عطائی سے اپنا پیدا کرتے شفا دیتے مردے جلاتے تھے
حاصل جسکا یہ نکلیگا کہ اس تکوین عیسوی مین تکوین الٰہی کا دخل نہ تھا اسلئے کہ کون یعنی عدم
دنیا کرنا موجود کو موجود کر لینا جسکو تکوین کہتے ہین یہ اثر اکیلی قدرت کا تھا ہے دو تکوینون کا
اثر ماننے پر قدرت کاملہ شریک ہوگی تو گویا بلا شرکت یہ کام تکوین کے حضرت عیسی علیہ السلام نے
ہی کئے تو الله سبحانہ نے اسپر ہی الزام ءانت قلت الایہ کا جڑتا ہے جو بار ثانی
الریب کتاب المواعظ مین تفسیر کبیر سے بیان ہو چکا اور اس آیت سے معنی اوس قول
فعل کے نکل گئے ومن قال ان المیت یتصرف فی الامور دون الله

بذلك فقد كفر یعنی جسنے کہا کہ بیشک ساتیت تصرف کرلی ہے امور مین نہ اللہ اور معتقد ہوگیا
اسکا تو بیشک وہ کافر ہوگیا - بیشک جن امور مین بندون کے کرتوتکو دخل نہین ہے جیسے خلق
و تدبیر یعنی ہرا ہونا اور رفع کرنا قحط اور مرض اور وبا وغیرہ کا ان امور تکو بلیہ مین جیسے تصرف کرنا
مخلوق کا ماننا تصرف الہی سے اسکی گویا نفی کردی اسلیئے کہ یہ اثر قدرت کاملہ کا ہے اسکو جو کریگا
قدرت کاملہ کے بل کریگا پس بندون کا کیا جو ان امور کو مانا تو خدا سے ان امور کو نکال دیا -
اور خدا سے مانا تو بندوں سے ان امور کو نکالدیا اول مین ایمان پچھلا کو کفر الامن کے
صفحہ ۲۴ مین امور تکوین یہ بتلائے ہے زندہ کرنا مارنا - دولت نعمت فتح شکست دینا حاجت براری
کرنا مصیبت دفع کرنا وغیرہ اور صفحہ ۸۴ مین آیت سے یہ گنائے ہے آسمان وزمین سے رزق
دینا - کان - آنکھ بینائی شنوائی کا مالک ہونا زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو پیدا کرنا
اور امر کی تدبیر کرنا - وبا اور مرض اور قحط رفع کرنا یہ دفع مصیبت مین آگئے مگر دافع البلاء
والوباء والمرض والقحط والالم وامثالہ مین چونکہ نسبت حقیقی عطائی کا آپ دعوی
کرچکے ہین لہذا ان امور کو کھلم کھلا بیان نہین فرماتے تشریح کرنے سے تاکہ چیلے ہاتھ سے
نہ بدک جاوین اسلیئے کہ تشریح اوسکی یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے ان خاص کامون کے
کرنے کی اپنی قدرت آپکو دے ڈالی ہے اوس قدرت سے آپ ہی بلا اور وبا اور مرض اور قحط اور درد
والم کو دفع فرماتے ہین نہ اللہ سبحانہ آپکو ان کے دفع کرانے مین اللہ تعالی سے دعا مانگنے
کی حاجت نہین جب ان حضرات نے ان امور مین سببیت وغیرہ کے علاقہ کو مجاز کے اوٹھا دیا
تو جس کا نتیجہ اسکو بربنائے ایہام یعنی محال بینع فرما دیا تو کیا بیجا کیا یہان تو ایہام کا بھی موقع نہ کیا
حقیقی قدرت سے ان مصیبتون کے دفع کرنے کا ڈنکا بجادیا بلکہ تمام مضمون مین تکوین کی تخمین
سے چند آپ ہی کی بیان فرمائی ہوئی ادہر ادہر دیکھ لو اس دعوے کا ابطال آیت سابعہ
مع تفسیر کبیر آئندہ آتا ہے اور مطلب اس کا اوپر بھی بیان ہوچکا ہے - القاسم جلد ۹ صفحہ ۱۱
مین مرقوم ہے فتوحات باب ۴۲ مین ہے وَاعْلَمْ اَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ وَقَرْيَةٍ وَاقْلِيْمٍ قُطْبًا

غیر الغوث بہ یحفظ اللہ تلک الجہۃ ہر شہر اور گاؤن اور ملک کا ایک قطب
علاوہ غوث یعنی بڑے قطب کے ہوتا ہے اوسکی دعا سے اوس سمت کے لوگون کی اللہ سبحانہ
حفاظت کرتا ہے سطرے تا کہ شیخ عبد الوہاب شعرانی نے تصریح کی ہے کہ اوس کے معنی یہ ہین
کہ اونکی دعاؤن سے اوس اقلیم و قریہ کے لوگ آفات و مصائب سے محفوظ رہتے ہین (حاشیہ
برزخ) چونکہ مولف الامن والعلی خدائی کام خاص ہین عطا کا مدہر پا کرنے مین
اپنی جماعت کے خیال مین کامیاب ہوگئے ہین لہذا اونکو یہی دہن کہ اللہ نے اپنے کرنیکے
ان خاص کامونکی قدرت اپنے محبوبونکو دے رکھی ہے لہذا وہی رزق دیتے بیٹے بیٹیان
دیتے ہین حالانکہ جن روایتون کو وہ نقل کرتے ہین اون مین فاعل ہر عطا اور منع کا اللہ
مذکور اور ذاکرون جانورون دودھ پیتے بچون کے تاموجود ہی موجود جو فائدہ اونکی دعا
اور برکت کا دیتی ہے ۔

فعل مختص حق کا یہ تکوین ہے		اختیارون سے منزہ مختصر	
غیر حق سے اس کا ہونا ہے محال		جان ہو لا اس التجا ہے ہمدم ہم	

اللہ سبحانہ کی صفات تخلیقی یہ شان ہے

الا لہ الخلق والامر اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنی خبردار ہو جاؤ
خاص اسکے واسطے ثابت ہے صفت خلق وامر جب ارادہ کرتا ہے کسی چیز کے پیدا
کرنے کا اوس کے لئے یہ فرمایا ہے کہ ہو تو وہ موجود ہو جاتی ہے کلمۃ القاہا الی
مریم وروح منہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون (نحل) وہی کلمہ کن
تھا جسکو مریم کی طرف القا فرمایا اور روح تھی اوسکی جانب سے جب موجود کرنا چاہتا ہے
یعنی مرتبہ فرماتا سوائے اس کے نہین واسطے اوس کے فرماتا ہے ہو جا بس وہ موجود ہو
جاتی ہے ان مثل عیسی کمثل آدم الایہ وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر (قمر)

بن باپ کے پیدا کرنے مین عیسیٰ علیہ السلام جیسے علیہ السلام کی کہاوت آدم علیہ السلام کی
بتلائی اور ظاہر ہے کہ یہان باپ نہین ماں تو ہے وہان ماں باپ دونون نہین کلمہ کن کی کارسازی کسی
سبب کی محتاج نہین جو سبب اور واسطہ درمیان مین آئے وہ بنا بر حکمت ہے نہ برائے حاجت
حیوان و انسان کی نطفہ ریزی اور فرشتہ کا روح پہونکنا روح نکالنا سب یہ اسباب و استار ہین
فعل الٰہی کے مشینون کی مثالون جیسا عوذ باللہ ارحام مین صورت گری کے اللہ جتنے انقلابات اور
وفات دینے مین ہم بعض کے جتنے تصرفات ہین اور عالم کے تمام کون و فساد و جملہ امور انتظام
تکوینیہ سب مین اسی تعالے شانہ کے کلمہ کن کی کارسازی ہے جو مخلوق کے تصورات سے برتر ہے
پہلی آیت صاف بتلا رہی ہے کہ اللہ کا کام بے درنگ کن یعنی ہو جا فرمانے ہی ہو جاتا ہے
وہ کن نہ فرمائے تو کوئی کام ملتوی رہے بنا بر حکمت دیر مین ظہور پاتا ہے اس سے کن کے بعد
مین دیر لگنے کا وہم بعید از عقل و نقل ہے۔ تکوین کا نام ہی خود اس کو بتلا رہا ہے۔ کتب الٰہیہ
و تفاسیر آیات و احادیث کتب سماویہ و سب اہل اسلام اس پر متفق ہین کسی کو فرق اسلامیہ مین
اس کا وہم بھی نہین ہوا اللہ سبحانہ کو معاذ اللہ اپنے کامون مین کمائی کرنے کی نوبت آتی ہے۔ انجیل

یوحنا کا باب اول درس اول ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا (۲)
یہی ابتدا مین خدا کے ساتھ تھا (۳) سب چیزین اوس سے موجود ہوئین اور کوئی چیز موجود نہ تھی
جو بغیر اوس کے ہوئی ۱۱ یہی کلمہ کن کی کارسازی کا ہر چیز کی ایجاد مین ثبوت القاسم
ہے حدیث قدسی کے اخیر کا ترجمہ یہ ہے میرا دینا بھی صرف میرا کلام ہے اور میرا عذاب بھی
میرا کلام ہے جب چیز کا ارادہ کرتا ہون ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے صفحہ ۱۵۱ جلد ۸ نمبر ۲ مارنا جلانا
پیدا کرنا نباتات جمادات حیوانات وغیرہ کا اور انتظام عالم کی تدبیر دفع کرنا قحط اور وبا اور ہر مرض
اور بلا کا اور باسباب ارضی و سماوی رزق رسانی جملہ امور تکوین اسی کلمہ کن کی کارسازی اگر محبوبان
خدا مدبرات امر کہا اور تکوین کی قدرت دیا گیا ہے تو نطفہ بر گر کر فرشتہ کیون اپنا کام کرتا ہے =
اور جاعلین الملائکہ رسل کہا سب کے بدلون مین ڈوب ڈوب کر پانگے ڈباکر سر سے پاؤن کے ناخون جلد سے

روح کیون سختی سے کھینچنے کی محنت مشقت اوٹھاتے ہین ان حضرات کی اوٹ مین دلائی ہوئی قدرت تکوین سے کن یعنی صرف ہو جا کہکر سرگرم کام بلا محنت مشقت کمائی کیون نہین کر لیا کرتے جیسے اللہ سبحانہ کام مین لگے بغیر تکوین کی کارسازی کر لیتا ہے ایسے ہی یہ محبوبان خدا کام مین لگے بغیر کار تکوین کیون نہین کر لیا کرتے آخر جو قدرت عطائے حقیقی اونکو اس نئے دین نے دلائی ہے وہ اسی شان کی تو تھی بے کمائی کی محنت اوٹھانیکی۔

بن کمائی ہو جا کہکر کوئی کام
ایسی قدرت کو خدائی چاہئے
معجزہ ہی کام ہے اللہ کا
گر کہا خالق سے بندہ ٹر گیا
اونٹنی سے ایک بچہ کی سبنت
دیر اتنی کام مین اللہ کے
خیال ایسا کیا ہے گا ایمان کو

یہ نہین مخلوق کر سکتی بہم
ہے خدائی کا کہان بندہ مین دم
جو کہے بندہ کا ہے بندو دہم
کیونکہ حق نے سال بھر مین کی بہم
قدرت صالح نے کری اونٹنی بہم
جسکو بندہ کر چکا بس دم کے دم
جائے گا قائل کا سب اس سے بھرم

مخلوق کے کام کسب اور اکتساب محنت مشقت کمائی کی احتیاج سے نکلکر حد تکوین کو نہین پہنچ سکتے

وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ط

ترجمہ قادری ۔ اور نہین کرتے ہم لوگ کچھ کام کہ ہم حاضر ہون تم پاس جب لگتے ہو تم اوس کام مین ۔ نہ کہ درسے آید در آن کار (فتح الرحمن) اس سے حصر کے ساتھ ثابت کہ بندون کے کا کام مین لگے بغیر محنت مشقت کمائی نہین ہو سکنے فرشتون تک کے کام بھی کسب اور عمل سے ہی اونکے ظہور مین آتے ہین بے محنت مشقت کمائی کن کہدینے سے وہم امرہم یعملون وغیرہ نصوص قرآنی اور بکثرت

حدیثین اسمین وارد ہین تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنۃ یہ آیت اوایل سورہ معارج کی ہے جس سے فرشتون کی چڑہائی کی مقدار دراز معلوم
ہورہی ہے اگر امر تکوین پر ان کو دسترس ہوتی تو کلمح بالبصر کا عالم ہوجاتا کہا
مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ جزاء بما کانوا یعملون او کسبت فی ایمانہا خیرا
وغیرہا نصوص قرآنیہ سب بندون کے برے بہلے کامونکو کمائی کا اثر ہی سمجہا رہے ہین نہ اثر
تکوین کا۔ اب مدبرات کی تدبیر کی کیفیت آیات اور احادیث اور تفاسیر سے اور سن لیجیے
فالمدبرات امرا ہ کی تفسیر مین بیچ خازن کے مرقوم ہے وقال عبد الرحمن
بن سابط یدبر الامر فی الدنیا اربعۃ املاک جبرئیل ومیکائیل
واسرافیل وملک الموت واسمہ عزرائیل فاما جبرئیل فموکل بالریاح
والجنود واما میکائیل فموکل بالقطر والنبات واما ملک الموت
فموکل بقبض الانفس واما اسرافیل فہو ینزل علیہم بالامر من اللہ تعالی
ترجمہ اور فرمایا عبداللہ بن سابط نے تدبیر کرتے ہین امر کی دنیا مین چار فرشتے
جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اور ملک الموت جن کا نام عزرائیل ہے۔ پس جبرئیل موکل
ہین ہواؤن اور لشکرون پر اور میکائیل موکل ہین مینہ کے قطرون اور نباتات پر اور ملک الموت
جانون کے قبض کرنے پر اور اسرافیل اترتے ہین اونپر حکم الہی لیکر ترجمہ تمام ہوا۔ مدارک
مین ہے واسناد اللہ تدبیر الیہا لانہا من اسبابہا یعنی اسناد تدبیر کی طرف فرشتونکی
کیا گیا ہے کہ وہ تدبیر (الہی) کے اسباب ہین ترجمہ تمام ہوا جیسے باغ لگانے والا بہیر دا
پیڑ لگانے پانی باغ کو دینے سے باغ کا لگانے والا نہین ہوجاتا گہاس کا سیدہا سادہا
ایک تنکا اوس سے نہین بن سکتا ایسے ہی یہ فرشتے ہوا کے حق مین پنکہے کا سا کام دینے لشکرونکی
فتح وشکست وغیرہ مین لاکہون پہلوانون نبرد آزماؤن کا کام دینے سے بادلون کو پہاڑ سے
ہانکنے بوندین بکہیرنے سے جانون کے قبض کرنے سے امر الہی لیکر اوترنے سے تدبیر

عالم اور انتظام الہی سے غافل نہین ہوجاتے اور خدائی کام خدا سے فقط انکی سپرد نہین ہوگیا ہے
اس خیال کی بنا پر تو ہنود اور مجوس نے بھی تعجب کرلیا ہے آسمانی دینون مین تو اس بہوت کو پناہ کبھی
نہین ملی وَالنَّازِعَاتِ الملائکۃ تَنْزِعُ ارواح الکفار غرقا نزعا بشدۃ والناشطات
نَشْطًا تنشط ارواح المومنین ای تسلہا برفق الخ جلالین یعنی قسم ہے
ان فرشتون کی جو کھینچتے ہین کفار کی جانون کو (انکے بدن مین) ڈوب ڈوب کر یا [illegible] ڈبا ڈبا
سختی کی کھینچائی سے اور قسم ہے اون فرشتون کی جو کھینچتے ہین نرمی سے روحین ایمان والونکی الخ
فالمدبرات امرا کہ سے فرشتون کے مراد ہونے مین سلف کو اختلاف نہین ہان اوس کے ماقبل
مین اختلاف ہے۔ اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ اون سے بھی فرشتے ہی مراد ہین اور بیچ تفسیر ماثور کے
حدیث علی رضی اللہ تعالی عنہ سے آیا ہے کہ فرشتے کھینچتے ہین کفار کی روحونکو ناخنون اور جلد تک سے مین
تب تختی ہے کہ [illegible] تفسیر مظہری مین جزو اول سورہ بقر کی آیت وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ کی تفسیر کے
حاشیہ پر ہے عن ابن عباس[1] قال اقبلت یہود الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقالوا یا ابا القاسم اخبرنا عن الرعد ما ہو قال ملک من الملائکۃ موکل بالسحاب
معہ مخاریق من نار یسوق بہا السحاب حیث شاء اللہ فقالوا فما ہذا الصوت
الذی نسمع قال زجرہ بالسحاب اذا زجرہ حتی ینتہی الی حیث امر قالوا صدقت
(ترمذی) ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہا متوجہ ہوئے یہود طرف رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم کی پس عرض کیا کہ اے ابا القاسم خبر دو ہمکو رعد سے کہ وہ کیا ہے فرمایا وہ
ایک فرشتہ ہے فرشتون مین سے موکل بادلون پر اوس کے پاس جہاڑنے کے آلات ہین آگ کے
ہانک لیے جاتا ہے ساتھ اون کے بادلون کو جہان اللہ چاہتا ہے پس عرض کیا اونہون نے
کیا ہے یہ آواز جسکو ہم سنتے ہین۔ فرمایا وہ ایک جھڑکی اور ڈانٹ کی آواز ہے جس سے
[illegible] بادل کو یہانتک کہ وہ پہنچتا ہے وہان تک جہان کا اوسکو حکم ہے۔ عرض کیا

[1] ترمذی نے [illegible] روایت کیا ہے ۲ منہ

اونهون نے پیچ مسند پایا آپ نے یہ جب تمام ہوا غایۃ المامول مین علامہ ابن
حجر مکی کی شرح اربعین سے نقل فرماتے ہین وفی حدیث ابن مسعود الذی
رواہ الشیخان عنہ انہ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم وھو الصادق والمصدوق ان احدکم یجمع
خلقہ فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون مضغۃ مثل ذلک
ثم یرسل اللہ الملک فینفخ فیہ الروح ویؤمر باربع کلمات
یکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقی اوسعید الحدیث فانہ اشار
الی احادیث صحیحۃ تتعلق بذلک ثم قال فمن تلک الاحادیث
یعلم ان النطفۃ اذا استقرت فی الرحم اخذھا الملک بکفہ الخ ترجمہ
ابن مسعود کی اوس حدیث مین ہے جس کو اون سے بخاری ومسلم نے روایت
کیا ہے کہ کہا اونهون نے حدیث فرمائی ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے - اور حال یہ ہے کہ آپ صادق و مصدوق ہین کہ بیشک ایک تمہارے کا
(مادہ) پیدایش اوس کی ماں کے پیٹ مین اکٹھا ہوتا رہتا ہے نطفہ چالیس روز پھر
ہو جاتا ہے وہ بوٹی مثل اسکے یعنی چالیس روز مین - پھر ہو جاتا ہے لوتھڑا مثل اس کے
پھر بھیجتا ہے اللہ فرشتہ کو پس پھونکتا ہے وہ اوس مین روح کو اور حکم کیا جاتا ہے
وہ چار کلمون کے لکھنے کا رزق اوس کا اور اجل اوس کی اور عمل اوس کا اور شقی
یا سعید ہونا اوس کا الحدیث - بعد اس کے اشارہ کیا طرف اون احادیث صحیحہ
کے جن کو اس بیان سے تعلق ہے - پھر فرمایا پس ان حدیثون سے جانا
جاتا ہے کہ بیشک نطفہ جب قرار پکڑتا ہے بچہ دان مین - لیتا ہے اوسکو
فرشتہ اپنی ہتھیلی مین الخ صاحب اللامن نے مسلم شریف کی حدیث
سے جو یتسور علیہا نقل کرکے یہ ترجمہ کیا ہے کہ فرشتہ

آکر اوس (نطفہ) پر کرتا ہے صفحہ ۲۵۱ سطر ۱۶ – اس سے بھی ازہدان پر موکل فرشتے کی
تدبیر کی کیفیت ہو معلوم ہوئی کہ وہ نطفہ رحم مین ٹھہر جانے والے پر کرتدبیر صدور آخر
کرتا ہے بلفظہ دیگر احادیث نطفہ کو ہتیلی مین لیکر کبھی جب تکوین الٰہی نطفہ کو جھکی جھکی
کر لوتھڑا لوتھڑے کو ہڈیون کا لباس چلتے بعد چلتے پہنا کر تکمیل تخلیق تک اپنا کام
کر گذرتی ہے تو وقت مذکور پر نفخ روح اور چار کلمے لکھنے کی خدمت اونکائی فرشتہ کرتا ہے
آیات اور احادیث سے یہ بیان آیندہ آتا ہے رہا بادلون پر موکل فرشتہ اوس کی خدمت
اونکائی بادلون کی ہنکائی وغیرہ حدیث مین اوپر پھر پڑھ لو ہواکی ہنکائی لشکرون کی
کارروائی یہ کمائی ہے جبرئیل علیہ السلام کی رہے ملک الموت اور اون کے مددگار فرشتے
اون کی کمائی کافرون کی جانون کو اون کے بدنون سے ڈوب ڈوب کر ڈپاڈپا کر سختی سے
نکالنا وغیرہ مذکورہ بالا تفسیر ماثور تک سے دیکھ لو اسرافیل علیہ السلام کی کمائی
اون پر حکم الٰہی لیکر اوترتا ہے الخ کچھے دین کی اس بناوٹ کا کہ وہ فرشتے محجوبان خدا
امور تکوینیہ کر رہے ہین فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا گواہ ہے سنا تو تمنے دیکھا فالمدبرات
أمرا مین نہ اس نئی تراش کا پتہ اور نہ کسی نرم گرم حدیث مین کہ یہ فرشتے بغیر محنت مشقت
کمائی کے صرف کن یعنی ہو جا کہکر ناموجود کو موجود کر لینے کی تدبیرین کامیاب ہو جاتے ہین
نہ روح پھونکنے سے فرشتہ روح کا خالق بن سکے نہ نطفہ ریزی سے مجامعت کرنے والا
نطفہ کا خالق عقل سلیم کو سوجھے پھر ایسے اسبابی امور کی نسبت یہ لکھ مارنا کہ بدگویون کے
نزدیک اس سے زیادہ اور کیا شرک ہوگا بھلا اس کو کیسے مشرک کہلتے اور کمائیان
اور خدمتین باب تکوین سے بھی کب ہین – اس سے امور تکوینیہ مین اشتراک کرنیوالا
مشرک سے نکھر نہین بن سکتا کم از کم شرک انسانیہ مین فرد و دیا ہوا ہے جل ہو یہ کا لیان
مین بھر سنانے باتین بھر – ۲۲۵ صفحہ مین الاس کے حاشیہ پر یہ بھی پڑھی ہی ہے (حدیث فرمائی ہے
کہ تمام دنیا کے آنکھ کان گوشت پوست صورت سب فرشتون کے بنائے ہوئے ہین) اور کارخانہ ہی لکھتی ہے

صحیح مسلم شریف مین حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہین جب نطفہ پر بیالیس راتین گذرتی ہین اللہ تعالے اوسکی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے
وہ آکر اوسکی صورت بناتا کان آنکھ کہال گوشت ہڈیان خلق کرتا ہے الخ ص۲۵۲ طبرانی کی روایتان ہی نطفہ
کو جب رحم مین ٹھہرے چلہ گذرجاتا ہے فرشتہ کہ رحمان پر موکل ہے آکر اوسکی ہڈیون گوشت خون بال کہال
کی تصویر کرتا ہے صفحہ ہذا کے حاشیہ یہ سرخی ہے حدیث فرمائی ہے کہ سب کے بدن مین جان فرشتہ کی ڈالی ہوئی ہے
متن مین اس مضمون کی حدیث صحیحین سے نقل فرماکر لکھا اللہ عزوجل فرماتا ہے ھو الذی یصورکم فی الارحام
کیف یشاء اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤن کے پیٹ مین جیسی چاہے اور فرماتا ہے
جل وعلا ھل من خالق غیر اللہ کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا یہان کہ عز
وشرک کے مٹانے والے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیثون مین فرمارہے کہ فرشتہ تصویر
کرتا ہے فرشتہ صورت بناتا ہے فرشتہ آنکھہ کان گوشت استخوان بال کہال خون خلق کرتا ہے
ص۲۵۳ اور صرف نہین جان بھی فرشتہ ڈالتا ہے گمراہون کے نزدیک اس سے بڑھکر اور کیا شرک ہوگا
احمق جاہل نہ فرق نسبت اوٹھاتا اقسام اسناد سمجھتا خدا جانے تمہین کن بری چالون بہکایگا
انتھی اللہ سبحانہ فرماتا ہے بیشک بیشک پیدا کیا ہے ہمنے انسان کو خلاصہ سے گارے کے پھر
کردیا ہمنے اوسکو نطفہ ٹھیرا ہوا مکان مین پہر خلق کیا ہمنے نطفہ کو خون بستہ پس بنایا ہمنے خون
منجمد کو گوشت کا لوتھڑا پس گوشت کے لوتھڑے کو بنادیا ہمنے ہڈیان پس پہنایا ہمنے ہڈیون کو
گوشت الآیہ محدثین بخاری وغیرہ کتب احادیث کی اس آیت تفسیر یون کرتے ہین کہ چالیس
روز تک رحمان میں نطفہ جمع ہوتا رہتا ہے ۔ پھر دوسرے چلہ مین خون بستہ ہوجاتا ہے
تیسرے چلہ مین گوشت کا لوتھڑا الحدیث پس جبکہ بموجب نصوص محکمہ قطعیہ کان آنکھہ کہال گوشت
ہڈیان خلق فرمانے کا زمانہ کئی چلون کے بعد ہوتا ہے تو وہ حدیثین اپنے ظاہری معنی پر کیسے محمول
ہوسکتی ہین جو چالیس بیالیس روز مین ہی ان کام کو فرشتہ کا کیا ہوا بیان کرتی ہین گو بموجب
دوسری روایت کے خلق بمعنی تصویر ہی سہی ابھی اس کا وقت کہان ہے یہ فرشتہ کے

منصوبے ہین سب کچھ شارحین حدیث کے کلام سے آتا ہے۔ مگر کیا کیجیے یہ نیا دین اپنے ہی
داوگہات موؤلات سے کام نکالنے سے بنا ہے احمق جاہل فرق لنسیٹ اونہین سے
ایسے ہی ٹہوکرین کہاتے ہین اور نہین سوچتے کہ اس بناوٹ سے یہ اجسام دنیا کی مخلوق
خدا کے بندے ہونے سے نکلے جاتے ہین اور وہی الزام سر پر آتا ہے جو واذ قال الله
یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون الله
الآیہ مین) نصارے کو دیا ہے مسیح و مریم کی الوہیت کے اعتقاد کے ساتھ الله سبحانہ کی الوہیت
کی نفی کے اعتقاد کا ۔ خیر کچھ خیال ہو اصل مطلب سنیئے ان حدیثون کی نسبت مسلم شریف کی
شرح مین امام نووی مقبول فریقین یہ فرماتے ہین قال العلماء طریق الجمع بین ہذہ
الروایات ان للملک ملازمۃ ومراعاۃ لحال النطفۃ وان یقول یارب ہذہ
نطفۃ ہذہ علقۃ ہذہ مضغۃ فی اوقاتہا فکل وقت یقول فیہ ما صارت
الیہ بامر الله تعالی وہو سبحانہ اعلم ولکلام الملک وتصرفہ اوقات احدہا حین
تخلقہا الله تعالی یقلبہا علقۃ وہو اول علم الملک بانہ ولد ص ۳۳۲ جلد ۲
یعنی فرمایا علماء نے طریق جمع کرنے کا درمیان ان روایتون کے (اونکے ظاہری تخالف اور
تعارض اوٹھانے کے لئے) یہ ہے کہ فرشتہ کو نطفہ کی حالت کے واسطے ملازمت اور مراعات
ثابت ہے واسطے حال نطفہ کے اور بیشک وہ اوس نطفہ کے انقلابون کے وقتون مین عرض
کرتا رہتا ہے کہ اے رب میرے یہ نطفہ ہے یہ خون بستہ ہوگیا یہ گوشت کا لوتھڑا ہوگیا پس
ہر وقت مین وہی حالت بیان کرتا رہتا ہے جس حالت مین بایشکرد نطفہ الله تعالے کے امر
(کن) سے ہو جاتا ہے اور عالم کو حق سبحانہ تعالے شانہ زیادہ جاننے والا ہے (یعنی اس عرض معروض سے
معاذ الله خدا تعالے کو جتلانا مقصود نہین ہوتا ہے ۔ اس لئے کہ وہ تو ازل سے

یہ عبارت کتاب القدر کے باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ وکتابۃ رزقہ واجلہ وعملہ وشقاوتہ وسعادتہ کی ہے ۱۲

جانے ہوتے ہیں فرشتہ کو تو اب خبر ہوتی ہے اور فرشتے کے کلام اور تصرف کے لئے چند وقت ہیں منجملہ اونکے ایک یہ وقت ہے جب اللہ تعالیٰ اوس نطفہ کو پیدا کرتا ہے پھر لوٹ کر اوسکو خون بستہ کر دیتا ہے اور وہ سب سے پہلا علم ہے فرشتہ کا کہ یہ ولد ہوگا الخ۔ چونکہ امام نووی اور قاضی عیاض رح کی نظر اون آیات قطعیہ محکمہ قرآنیہ اور اس باب کی اون حدیثوں پر ہے جنمیں نطفہ کا پیدا کرنا پھر اوس نطفہ کو خون بستہ کر دینا پھر اوس خون منجمد کو گوشت کا لوتھڑا کر دینا پھر اوس لوتھڑے میں ہڈیاں پیدا کرنا پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا دینا یہ سب کام اللہ اکیلے کے کئے ہوئے اوسی کے کلمہ کن کا صدقہ کھلم کھلا ثابت ہو رہے ہیں۔ اور آیتیں کفار سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ ان میں سے یا انکے غیر میں سے جو کچھ غیر اللہ کا خلق کیا پیدا کیا ہو اوسے مجکو دکھلا تو دو اگر کارخانہ تکوین و ابداع میں فرشتوں کو کچھ بھی دخل ہوتا تو وہ کفار مصنف الامن کی مانند یہ نہ کہدیتے تمام دنیا کی آنکھ کان گوشت پوست صورت سب فرشتوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ فرشتے ہی صورت بناتا کان۔ آنکھ۔ کھال۔ گوشت۔ ہڈیاں خلق کرتا ہے مگر وہ تو جانتے تھے کہ فرشتہ ایسا کر سکتا تو خدا غیر اللہ کی اس کرتوت کا مطالبہ ہی کیوں کرتا۔ سب کو غیر حق فرشتہ بھی ایک سبب اور واسطہ بڑا ہے جیسے نطفہ پیدا کرنے کی نشیتین نر و مادہ نطفہ کے رحم میں پہونچانے اور قرار پانے کا سبب اور محل واقع ہوئے ہیں نہ خالق نطفہ اور بچہ کے اگر کسی مصور کی بنائی ہوئی تصویر میں جان روح کے خزانہ میں سے لیکر ڈالدی جاوے تو اس سے مصور تصویر اور روح خالق یعنی تکوین نہ ہو جاویگا۔ تصویر اور روح ڈالنے کا سبب ہی رہیگا خالق تصویر و روح اللہ ہی ہوگا جیسے سامری سونیکا بچھڑا بنا کر اوسمیں اثر قدم جبرئیل کی خاک ڈالکر بچھڑا اوس میں کرتا بنانے سے اوسکو خالق ہونیکا مدعی ہوا بلکہ اوس بچھڑے کو خود کا معبود بتلایا۔ مولف الامن کی اصل پر سامری اوس عمل معبود کا خالق ٹھیرتا ہی اسلئے اسنے بچھڑا بنایا تھا۔ سولہویں پارہ میں بعد رکوع سورہ طہ میں ہے قالوا ما اخلفنا موعدک بملکنا ولکنا حملنا اوزارا من زینة القوم فقذفناها فکذلک القی السامری فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار الی قوله قال فما خطبک یا سامری قال بصرت بما لم یبصروا به فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها الایہ ترجمہ

صفحہ ٦٧

ترجمہ اسکا یہ ہے بولے ہمنے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے لیکن اوٹھوانے ہمنے

ترجمہ کہنے لگے اس قوم کے گہنے زیور لادے ہوئے تھے وہ پھینک دئے پھر یہ نقشہ ڈالا سامری نے
پھر بنا نکالا اونکے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ جسمین ہیں جلانا تا کاسے کا (الی قولہ) کہا موسی نے اب تیری
کیا حقیقت ہے اے سامری بولا میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا پھر بہر لی مینے ایک ہی مٹھی پاؤن کے
نیچے سے اوس بھیجے ہوئے (جبرئیل) کے پھر وہ مٹھی ڈالدی اب اس کے ساتھ ہی بیضاوی میں یہ
لکھا ہے فرمانے علے الخطاب ای علمت ما لم تعلموا وفطنت ما لم تفطنوا لہ وھو ان الرسول الذی
جاءک روحانی محض لا یمس اثرہ شیئا الا احیاہ اس عبارت سے روشن ہے کہ سامری اپنے علم اور
فطانت سے یہ ادراک کر لیا تھا کہ جبرئیل رسول خالص روحانی ہیں جس چیز پر ان کا اثر قدم پہنچتا ہے وہ
ذی حیات ہو جاتی ہے ترجمہ تمام ہوا اس سے ثابت ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام خزانہ میں روح کے اون میں سے
کسی غیر ذی روح کو روح مستفاد ہو جانا ال جانا ایسا ہی ہے جیسا عناصر کے خزانون سے جسمونکی طیاری کے
لیے مٹی ۔ پانی ۔ آگ ہوا کا لینا اور ایک جز سے دوسری چیز بنانے کی مثال ہے ۔ برقی تار سے جو
رنج لگ جاتا ہے برقی طاقت اونکی روان کھینچ لیتی ہے اس سے جبرئیل علیہ السلام خالق روح کے
اور کہے عناصر کے خالق اجسام کے اور تار کھینچنے ہو جاوینگے اس میں جن فلاسفہ اور طبائعین اور اونکے
چیلون نے ٹھوکر کھائی ہے وہ شرک کی بلا میں مبتلا ہو گئے ہیں جیسے براہمنون نے عنصرون دھرتی
دریا آگ اکاش سورج ہوا وغیرہ کو پوجا اور انہیں کا سنگتا بنا دیا الامن کے صفحہ ۲۵۱ و
۲۵۲ میں جو حدیثین فرشتون کے خالق یعنی تکوین و ابداع ہونے میں نقل کی ہیں
جنکا ترجمہ کیا ہوا صاحب الامن کا اوپر نقل کر آیا ہوں اون کی شرح میں امام نووی شارح
مسلم یہ فرماتے ہیں فقال القاضی وغیرہ لیس ھو علی ظاہرہ ولا یصح
حملہ علی ظاہرہ لان التصویر عقیب الاربعین الاولی غیر موجود
فی العادۃ وانما یقع فی الاربعین الثالثۃ وھو مدۃ المضغۃ
کما قال تعالی ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ
نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ

فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم يكون
للملك فيه تصرف آخر وهو وقت نفخ الروح عقيب الاربعين الثالثة
حين يكمل له اربعة اشهر واتفق العلماء على ان نفخ الروح لا يكون الا بعد
اربعة اشهر ووقع في رواية للبخاري ان خلق احدكم يجمع في بطن امه اربعين
يوما نطفة ثم يكون علقة مثله ثم يكون مضغة مثله ثم يبعث اليه الملك
فيؤذن باربع كلمات فيكتب رزقه واجله وشقي او سعيد ثم ينفخ فيه
الروح صفحہ ۳۳۳ جلد ۲ **ترجمہ** پس کہا قاضی عیاض وغیرہ نے نہیں ہے
نہیں ہے وہ اپنے ظاہری معنی پر اور بظاہر پر اوسکو محمول کرنا درست نہیں اسلئے کہ صورت بنانا
پہلے چلے کے پیچھے نہیں پایا جاتا عادت (الٰہی) میں اور وہ تو تیسرے ہی چلہ میں واقع ہوتا ہے
اور وہ مدت لوتھڑے کی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان
کو گارے کے خلاصہ سے پھر کردیا ہمنے اوس کو نطفہ ٹھیرا ہوا ایک جگہ میں پھر بنایا ہمنے نطفہ کو خون
بستہ پھر بنا دیا ہمنے اوس خون منجمد کو گوشت کا لوتھڑا پس بنا دیا ہمنے اوس گوشت کے لوتھڑے
کو ہڈیاں پس پہنایا ہمنے ہڈیوں کو گوشت (یہانتک ترجمہ ہوا آیت کا) پھر ہوتا ہے واسطے
فرشتے کے اوس میں تصرف دوسرا اور وہ وقت پھونکنے روح کے ہوتا ہے تیسرے چلے کے بعد
جبکہ پورے ہو جاتے ہیں اوسے چار مہینے اور اتفاق کیا ہے اسپر علما نے کہ پھونکنا روح کا چار مہینے کے
بعد ہی ہوتا ہے (آگے مضمون آیت کے موافق بخاری کی حدیث پیش کی جسکا ترجمہ اوپر ہو چکا) پہلا
حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول ہونی درست نہیں سکے آیات قرآنیہ قطعی الثبوت وقطعی الدلالت
کی مخالفت کی وجہ سے اور دوسری حدیثیں لکھے ہوئے معنی موافق آیات کی موافقت کیوجہ سے
بھی اسلئے کہ تین چلوں کے بعد جسکا ظہور ہوتا ہے اوسکو چالیس چالیس روز میں تقسیم کرکے وارد
بیان کرے وہ خود محتاج ہے تاویل کی نہ استدلال میں پیش کرنے لائق طریق جمع کرنیکا اون روایات کو
دوسری روایات و آیات کے ساتھ وہ ہے جو امام نووی کی شرح سے اوپر نقل ہو چکا اہ رحمہ اللہ ۔ شرکاء

خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء وھو
الواحد القہار ترجمہ آیا ٹھیراے ہین اونہون نے اللہ کے شریک کہ پیدا کیا اونہون نے
مانند اللہ کے پیدا کرنے کی پس پوشیدہ ہوگیا کام آفرینش کا اونپر کہدو خدا پیدا کرنے والا ہے
کل چیزون کا ہے اور وہی ہے یگانہ غالب ترجمہ تمام ہوا لفظ خلق سے جو دہوکا دیا جاتا
صرف ذاتی عطائی کے فرق پر دونون کے ایک ہونے کا یہ آیت تو دونون کا ایک سا ہونا
بھی نہین کہتی سورۃ الاحقاف مین ہے قل ارایتم ما تدعون من دون
اللہ اروني ماذا خلقوا من الارض ام لہم شرک فی السموات ایتونی بکتاب
من قبل ھذا او اثارۃ من علم ان کنتم صادقین ترجمہ دکھلاؤ تو مجکو کیا کچھ پیدا
کیا ہے تمہارے اون معبودون نے کوئی حصہ زمین کا یا اونکا ساجھا ہے آسمانون کے
پیدا کرنے مین لاؤ تو کوئی آسمانی کتاب اس کتاب قرآن سے پہلی یا کوئی علم چلا آتا اگر ہو تم سچے
ترجمہ تمام ہوا سورۃ لقمان مین ہے ھذا خلق اللہ فاروني ماذا خلق الذین
من دونہ بل الظالمون فی ضلال مبین ترجمہ یہ ہے خلق اللہ کی
پس دکھلاؤ تو مجکو کیا کچھ پیدا کیا ہے غیر اللہ نے بلکہ ظالم (مشرک) بیچ گمراہی ظاہر کے ہین ترجمہ
تمام ہوا اس آیت مین تو تھوڑی سی زمین اور ساجھے مین آسمان اونکا بنایا ہوا دکھانے کی
بھی [illegible] قدرت کا اثر بتایا ہی نہ لگایا اسلیئے کہ ذاتی قدرت کا تو کفار عرب مین
کوئی قائل ہی نہ تھا قدرت خداداد وہی جو کچھ اونہون نے پیدا کیا ہو اوسی کو دکھلادو فرمایا
جاہلیت [illegible] عرب مین ہی [illegible] جو فرشتون کو پوجتے تھے وہ تو کوئی اگلی کتاب یا روایت
یا قول [illegible] فرشتے [illegible] زمین کے دہیر دھر یا اپنے یہ عبارت (حدیث
دنیا کے تمام [illegible] آنکھ کان گوشت پوست صورت سب فرشتون کے بناتے ہو
ہین [illegible] فرشتہ [illegible] گوشت [illegible] بال کہال خون خلق کرتا ہے ص ٢٥٢)
لیکر [illegible] فرشتہ بنا کیا ہم فرشتون کی خلق کی ہوئی ساری دنیا کی یہ چیزین مذکورہ بالا ہین مسلمانون کو

توسب فرقے جانتے اور مانتے اور علماء کتاب وسنت اسے پہچانتے ہیں کہ فرشتے
اسباب ہیں تخلیق کے نہ خالق جیسے مشین اور بڑھئی کے اوزار نہانی برمہ بسولا آری وغیرہ آلات
وآلات ہیں میز کرسی تخت قلمدان وغیرہ بنانے کے نہ نجار مجازاً انکو میز کرسی بنانیوالا کہیں
سے وہ بڑھئی نہ بنجائینگے جن محاورات کو دا وگہات نہ بتایا معاندین کفار کا وراثۃ
اور زبان کے جاننے والوں نے آج وہ نئے دین کے عقر کی جنائی میں سمار ہیں
رہے ہیں صفحہ ۲۰۵ تک الامن کے دیکھو تو یہان مصنف نے ذاتی عطائی کے فرق کا
راگ ہنین چھیڑا اسلئے کہ جب یہ سوال پیدا ہو جائیگا کہ دنیا کی خلایق کے آنکھ۔ کان۔
گوشت پوست ہڈی۔ کہاں خون صورت یعنی تمام اجسام تو فرشتے نے پیدا کئے خدا نے
کیا پیدا کیا ہے کہا صرف آسمان زمین نجوم وکواکب وغیرہ اور تمام اسلامی فرقون کا
اتفاق خلق اجسام کے خاصۂ الوہیت ہونے پر کیا حدیث کے خلاف ہو گیا اور آیات
سابقہ ولاحقہ حدیث کے خلاف کفار سے مطابقہ کر رہی ہیں جنکی موافقت میں دنیا ترا حادث
کے موجود ہیں سورۃ الروم میں ہے مع تفسیر بیضاوی ملاحظہ فرمائیے اللّٰہ الذی خلقکم
ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذلکم
من شیء اثبت له لوازم الالوهیة ونفاها راسا عما اتخذوه شرکاء من الاصنام
وغیرها موکدا بالانکار علی مادل علیه البرهان والعیان ووقع علیه الوفاق انتهی
وفیما یضاف تفسیر الجلالین ومن تفکر من التمام کالارض لعله اسباب سماویۃ وارضیۃ
ءاله مع الله قل هاتوا برهانکم علی ان غیره یقدر علی شیء من ذلک ان کنتم صادقین
فی اشراککم فان کمال القدرۃ من لوازم الالوهیۃ ترجمہ اللہ وہی ہے جسنے پیدا کیا تمکو پھر رزق دیا
تمکو پھر مارےگا تمکو کیا تمہارے شرکاء میں سے ہے کوئی جو ان باتون میں سے کوئی شی کرسکے الخ
ہی ترجمہ آیت اولی کا تمام ہوا ترجمہ اس آیت کی تفسیر کا یہ ہے ثابت فرمایا اللہ تعالیٰ نے واسطے اپنے لوازم الوہیت
(خدائی کیلازمون) کو اور نفی کردی ان لوازم الوہیت کی بالکلیہ ان سے جنکو

کی ایک سرے سے اُنہوں نے جنکو اون مشرکون نے معبود ٹھیرایا تھا اصنام اور غیر اصنام سے
درآنحالیکہ تاکید فرمائی ساتھہ استفہام انکاری کے اوسپر جسپر برہان اور عیان کی دلالت
اور اتفاقات کی اوسپر موافقت ہے پچھلی آیت اور اوسکی تفسیر کا ترجمہ یہہ ہے اور کون ہے جو روزی
دیوے تمکو آسمان اور زمین سے یعنی ارضی و سماوی اسباب کے ذریعہ سے جیسے بارش کے سامان بادل
بادل بجلی ہوا وغیرہ کے مسلط کرنے ملانے پھیلانے وغیرہ سے جسکا بیان طویل احادیث
اور بعض کی کتابوں میں مبسوط ہے اور چشمے اور نہران اور ان میں پانی جاری رہنے کے قدرتی
سامان زمین کی تہہ میں سے اور پہاڑون میں برف برساکر جمع رکھنے اور موسم گرما میں رفتہ رفتہ
پگھلا کر اوس سے پانی جاری رکھنے وغیرہ سے پھر اجزاء ارضی و مائی و ہوائی اور سورج کی کرنونکی
بارش وغیرہ سے پیدائش اور پرورش پھل پھول غلہ میوہ وغیرہ کی پھر اوس سے رزق رسانی مخلوقات
کی اور بھوک پیاس دفع کرنے کی تاثیر بخشی رزق کا کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھہ کہ
رکے ایسا کہو لاؤ شرک کی حجت اور دلیل اسپر کہ غیر اللہ قدرت پاسکتا ہے اور کسی چیز کے آئین
سے اگر ہو تم سچا بیچ شک کرنے میں اسلئے کہ کمال قدرت کا لوازم الوہیت سے ہے ترجمہ تمام ہوا تمام قرآن
کریم انہیں مضمون کی آیتوں سے بھرا ہوا ہے کہ پیدا کرنا روزی دینا مارنا جلانا تدبیر کرنا وغیرہ جملہ امور تکوین
اثر ہیں قدرت کاملہ کا جو لوازم الوہیت سے ہیں جبکہ نصوص قرآنیہ سے اسکو مراد الٰہی بتلاتے ہیں
مفسرین سلف و خلف صحابہ و تابعین و متکلمین سب متفق ہیں ہنود نے بہادر شنو مہادیو
کو معبود جب ٹھیرایا ہے جب اونکو قدرت کاملہ پیدا کرنے پالنے مارنے کی مان لی ہے ۔
تو اوسکو یہ آیت و روایت و شہادت مفسرین و متکلمین لفظ الٰہ کے جو خدائی مراد لیتے ہیں بنادان
نہ بوجہ غلط ناکی امور تکوین معبودان جناب کرنے سے نہیں یا ایسی کوری معنوی تحریف سے
جو کسی کو اسلامی فرقون میں سے نہیں سوجھی ۔ بھلا جب امور تکوین اثر قدرت
کاملہ الٰہیہ کے ہیں جن کا مخلوق کو حاصل ہونا محال ۔ تفسیر ارکہ
و خزائن کی عبارات سے اوپر منقول ہو چکا ہے اوسمیں

عطا کا عذر پیدا کرنا مخلوق کو خدا ٹھیرانا ہے۔ اور ہنود و مجوس کا ہم خیال ہونا

تفسیر کبیر میں امام اہل سنت سورہ سبا کی آیت کی تفسیر یون کرتے ہیں واعلم ان المذاهب المفضية الى الشرك اربعة (الى قوله) وثالثها قول من قال التركيبات والحوادث كلها من الله تعالى لكن فوض ذلك الى الكواكب (الى ان قال) فهؤلاء جعلوا السماويات معينا لله تعالى فقال في ابطال قولهم وما له منهم من ظهير اما فوض الى شئ شيئا بل هو على كل شئ حفيظ جلد ٥ صفحہ ٥٠٠

ترجمہ اور جان تو بیشک شرک کی طرف پہنچانے والے مذہب چار ہین الخ تیسرا اونکا قول اون لوگون کا ہے جو کہتے ہین کہ جو نئی ترکیبین ہوتی ہین اور حوادث سب اللہ کی طرف سے ہین لیکن سپرد کر دیا ہے اللہ نے اس کام کو طرف کواکب کی الخ تو ٹھیرایا اونھون نے آسمانی مخلوقات کو مددگار اللہ تعالیٰ کا پس فرمایا اون کے اس قول کے باطل کرنے مین اور نہین ہے اوس تعالی شانہ کا اونمین سے کوئی مددگار پھر فرمایا نہین کیا اللہ نے کسی چیز کو طرف کسی چیز کی بلکہ وہ ہر چیز پر نگہبان ہے

ترجمہ تمام ہوا جب آیت قرآنی ترکیب اور حوادث کو غیر اللہ کی سپرد کیا ہوا نہین بتلاتی بلکہ ایسا کہنے والے کفار مشرکین کی تکذیب کرتے اور اوسکے اس قول کو رد اور باطل کرتی ہے تو ایسا کہ ان محبوبان خدا صاحب الامن کا کیا احتمال ہو سکتا ہے جبکہ وہ اللہ سبحانہ کے مختص کام تکوین کو مخلوق کو دیا ہوا مانتے ہین۔ علاوہ خاص خدائی کام تکوین کا مخلوق کو حاصل ہونا محال آیات قرآنی سے ثابت ہو بلکہ ء الٰه مع اللہ فرما کر مشرکون کو الزام دیا جاوے اور تکوین متعلقہ آیات مین کہ کوئی مخلوق ان مین سے کچھ کر سکتی ہے جسکی وجہ سے معتقدون کے ساتھ ہو سر سبز ہو بن سکے پس حدیث کنجی امر تکوین کو فرشتون کی سپرد ہوتا کہ اوس کام کو ثابت کرنا ہو کی قرآن و حدیث کی مجازی اسنادون کو حقیقی مراد بنا دالنا محکمات قطعیہ اعتقادیہ قرآنیہ شارحان کو پشت دینا ہے

امور تکوین کو مخلوق کے بس کی چیز جب بنا چکے تو اب معجزوں کو
انبیا علیہم السلام کے افعال اختیاری بنانے کی بنیاد یون
ڈالی جاتی ہے الامن کے صفحہ ۲۰۰ مین رقمطراز ہین انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
ذات بابرکات مین رب عزوجل نے ایک ایسی صفت رکھی ہے جس سے وہ خرق عادت کرتے ہین
بنقل زرقانی کلام امام غزالی یہ تھا ثبت لہ فی نفسہ صفۃ بہا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ
جسکا ترجمہ الامن مین یہ کیا دوسرا یہ کہ نبی کے لئے اوسکی ذات مین ایک وصف ہوتا ہے جس سے
افعال خلاف عادت (جنہین معجزہ کہتے ہین) انصرام پاتے ہین صـ۸۰ صحیح ترجمہ اس کا یہ ہے کہ نبی
کے لئے اوسکی ذات مین ایک وصف ہوتا ہے جس کے سبب خدا کے افعال خلاف عادت پورے
ہوتے ہین ترجمہ تمام ہوا یہان بیا کو تنہا بنا جس سے انصرام پاتے کیا آگے صفحہ ۲۰۷
مین جس سے وہ (یعنی انبیا) خرق عادت کرتے ہین لکھکر دربردہ عبارت غزالی معجزات کو انبیا
علیہم السلام کا کام بنا دیا پھر اوسپر ٹھہرا دیا وہی علیک نے یون رد اچلا دیا اللہ نے انبیا
کو افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی ہے جیسے ہمین حرکت ارادیہ کی کہ جب چاہین حرکت کرین
ایسے ہی وہ جب چاہین افعال خارقہ ظاہر فرمائین صـ۱ اس بنے کی دیوار کو اول تو وہی
امام غزالی یون ڈھاتے ہین ولیس ذالک باختیار العبد اور نہین ہے یہ بندہ کے اختیار
مین یہ عبارت احیاء العلوم کی کتاب المحبۃ والشوق کی ہے دوم حضرت شیخ محقق دہلوی جن کو
صاحب الامن نے انبیا مین بنیاد رحمتون کے نزول کی دعا دی ہے وہ عقائد ایمانیہ کی
کتاب تکمیل الایمان مین یون رقمطراز ہین معجزہ فعل الہی است نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت
پروردگار از بندہ ممکن نباشد انتہی یعنی معجزہ اللہ کا فعل ہے رسول کا فعل نہین ہے اسلئے
کہ خلاف عادت پروردگار (جسکو معجزہ کہتے ہین) بندہ سے ہو نہین سکتا - افسوس جو فعل
باری بندہ سے ہونا محال اوس کو بندہ کا فعل اختیاری بتاتے ان لوگون نے نہ قہر الہی
کا خوف کیا نہ [illegible] محقق شرح عقائد نسفی فصل اور جو فصل کے قایم مقام ہو

قسم معجزات سے دونون کا ایک ہی حکم جتلاتے ہین بقولہ فعلہ وما یقوم مقامہ
من التروک یعنی معجزہ فعل الٰہی ہے اور فعل سے مراد فعل اور از قسم ترک رہا ہی ہے جو
قایم ہو مقام فعل کے اس بیان سے کتب عقائد لبریز ہین - مگر ان حضرات کو اپنی نرالی
اوٹپاسنے مین اون کتابون سے جونکہ مدد نہین مل سکتی لہذا جیب سورہ اسرا مین ہے
وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الارض ينبوعا (الى قوله) قل سبحان
ربي هل كنت الا بشرا رسولا یعنی اور کہا کفار نے کہ ہم تمہاری باتون پر ہرگز
ایمان نہ لائینگے یہانتک کہ تم ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ (قدرتی) نکالو یا تمہارے لئے
ایک (قدرتی) باغ ہو کہجورونکا اور اوسکے درمیان تم (قدرتی) نہرین جاری کردیا ہمپر
کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے گرادو جیسا کہ تم کہا کرتے ہو یا اللہ اور فرشتون کو سامنے لے آؤ
یا تمہارا گہر ہو جاوے سونیکا یا تم آسمان پر چڑہجاؤ اور تمہارے آسمان پر چڑہجانے کو
بہی ہم اوسوقت تک ہرگز نہ مانینگے جبتک کہ تم ہمارے لئے کوئی کتاب اوتار کر نہ لاؤ
جسے ہم پڑہ لین - کہدو میرا خدا پاک ہے - مین تو صرف ایک انسان پیغمبر ہون ترجمہ تمام ہوا
جمل مین ہے قولہ هل كنت الا بشرا رسولا اے كسائر الرسل لايأتون
قومهم الا بما يظهره الله عليهم من الآيات فليس امر الآيات اليهم انما هو
الى الله تعالى ولو اراد ان ينزل ما طلبوه لفعل ولكن لا ينزل الآيات على
ما يقترحه البشر وما انا الا بشر وليس ما سألتم في طوق البشر یعنی قول آپ کا (آیت بن
جسکے بیان کرنیکا بلفظ قل حکم ہوا) نہین ہون مین مگر ایک انسان پیغمبر یعنی مثل اور رسولون
کی جو نہین لاتے اپنی قوم کے مگر وہی معجزہ جسکو ظاہر کیا اللہ نے معجزات مین سے پس نہین ہے
امر معجزون کا اون کی طرف سے سواے اس کے نہین وہ معجزہ اللہ کی طرف سے ہے
اگر وہ چاہتا کفار کے مطلب کئے ہوئے معجزون کے واقع کرنیکا تو کردیتا مگر نہین اوتارا
معجزے (دکھانیکا باز) بشر کی خاطر خواہ یا لیشی طلب پر اور نہین ہون مین مگر ایک انسان اور جن جن

مسلمانونکا سچا دین معجزات کے افعال مخصوصہ الہیہ ہونے مین بشان حصر یون بیان ہوا ہے کہ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءتہم آیۃ لیؤمنن بہا قل انما الآیات عند اللہ (الی قولہ) ولو اننا نزلنا الیہم الملائکۃ وکلمہم الموتی وحشرنا علیہم کل شیء قبلا الا انہ **ترجمہ** قادری اونسمین کہاتے ہین اللہ کی تاکید سے کہ اگر ونکو ایک نشانی پہنچے البتہ اوسکو مانین توکہ نشانیان تو اللہ ہی کے پاس ہین (الی قولہ) اور اگر ہم اونپر اوتارین فرشتے اور اونسے بولین مردے اور جلاوین ہم ہر چیز کو اونکے سامنے ہرگز ماننے والے نہین ص ۱۳۶ وفیہا ایضا وقالوا لولا نزل علیہ آیۃ من ربہ قل ان اللہ قادر علی ان ینزل آیۃ ولکن اکثرہم لا یعلمون **ترجمہ** اور کہتے ہین کیون نہین اوتری اوسپر کوئی نشانی اوس کے رب سے توکہہ اللہ کو قدرت ہے کہ اوتارے کچھ نشانی ولیکن اون کے بہتون کو سمجھ نہین ص ۲۶ جبکہ معجزات کو انبیاء کے قابو کی بات اختیاری سمجھنا اون کا سمجھنا جاہلیت کے زمانہ کا خیال ہے نہ مسلمانونکا اس آیت مین معجزے دکہانے کی تال نہین کی ہے انتا بڑا معجزہ مسمی قرآن مجید و معجزات دیگر اقسام دکہا دینے پر طلب معجزات کی بیاس اور پھر بھی اللہ سبحانہ نے آپ سے دریافت کیا کہ اگر تم چاہو تو ہم پلٹا ثبات ظاہر کردین لیکن اگر کفار نے پھر بھی کفر کیا تو ایسا عذاب اونپر نازل کیا جایگا جو کسی اور پر نہ اوترا ہوگا آپ نے اس کو منظور نہ کیا جیساکہ تفسیر ابن کثیر جلد ۶ کے صفحہ ۱۰۷ مین بنقل روایات مذکور ہے اللہ سبحانہ اپنے علم قدیم سے اور آپ اللہ کے بتلانے سے جانے ہوئے تھے کہ ان کفار مین سے اکثر اور انکی نسل سب ایمان لاوینگے تو بھلا حکمت الہی اور شفقت و رافت نبوی اونکے استیصال و قطع نسل کو کیسے گوارا کرتی اون معجزات مطلوبہ کفار کی روک تھام انجام کام اعجاز تمام ہوگئی وہ اگر ہلاک ہو جاتے تو آج تمام عرب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہتا ہے کو نظر آتا اور کفار مشرک جزیرہ عرب سے نکلکر کیون اپنا منہ کالا کر جاتا میری جان اور میرے باپ مان ایسے رؤف و رحیم اللہ کے رسول کریم پر قربان صلی اللہ تعالے علیہ و علی آلہ واصحابہ عدد خلقہ و زنۃ عرشہ ومداد کلماتہ ہم اپنے بہائی مسلمانونکو اس بیریت عقبیہ نیم لغیریہ لئے دین دہرم کا زہرہ بلہ اثر کہایا جاتے ہین

اور وہ اس مذہب کے بانی کے چند امور مخترعہ مسلمہ مین تہوڑا سا غور کرنے سے دیکھا جائیگا۔

(۱) پیدا کرنا مخلوقات کا باسباب ارضی وسماوی رزق دینا مارنا جلانا تا تدبیر جتنے امور ہین
تکوین کے اللہ سبحانہ ان کامون کو اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے کرتا ہے اور اس فرقہ کی تصریحات
بموجب محبوبان خدا ان کامون کو قدرت خداداد سے کرلیتے ہین فرق ہے تو وہی ذاتی عطائی کا
(۲) معجزات کو یہ فرقہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے افعال اختیاری ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہے
اوپر عبارتین ان لوگون کی پھر دیکھ لو (۳) خلیفۃ اللہ کا تصرف اس فرقہ نے ہر سیاہ وسفید مین شاہان
نائبون پر قیاس کرکے ہر امور تکوین کے مان لیا ہے **اب اے مسلمان بھائیو** اس
نئے مذہب کی رو سے اللہ سبحانہ کے کامونکو اور محبوبان خدا کے کامونکو مقابل کرکے دیکھو مثلاً
اللہ سبحانہ نے جب کبھی اپنی ذاتی قدرت کاملہ سے اونٹ یا اونٹنی کو پیدا کرنا چاہا ہے تو اول
نطفہ کو پیدا کیا ہے پھر اونٹ کو اونٹنی سے جفتی کرنے پر قادر کیا ہے۔ پھر نطفہ جب رحم مین
ٹھہرا ہے تو مدت معلوم مین اوسکو خون بستہ کردیا ہے پھر اتنی ہی مدت کے بعد اوسکو لوتھڑا
گوشت کا کرکے پھر اوس مین ہڈیان پیدا فرماکر پھر ہڈیون پر گوشت چڑھاکر تمام انقلابون کے بعد
اوسکو پیدا کیا ہے۔ پھر پانچ برس مین اوس بچہ کو جوان کیا ہے۔ خدا کے کامون مین اسقدر دیر
اور محبوبان خدا کے کامون مین محبوبان خدا کی قدرت عطائی کا یہ زور کہ جب صالح علیہ السلام سے
اونکی قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ خلاف عادت پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہو اور فوراً وہ بچہ بھی جنے
اس فرقہ کے ایمان مین صالح علیہ السلام نے فوراً پہاڑ سے اونٹنی پیدا کردی اور ترت ہی اوس
اونٹنی سے بے جفتی نر کے بلا مہلت بچہ بھی پیدا کردیا۔ اب اس نئے دین کے اندھیر مین ناظرین
غور فرمائین خدا اور محبوبان خدا کے کامون مین کتنا فرق ہے دونون کامون کو تقابل کرنے
سے ہر بصیر اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ اللہ سبحانہ کی ذاتی قدرت ایسی کامل نہین جیسی محبوبان خدا
کی قدرت کامل ہے۔ خدا کی کامون مین اتنی دیر اور اتنے اسباب پھر اونکی موقوفی اور محبوبان خدا کی کامون مین یہ عجلت
اور اسباب کی بے نیازی۔ ہم مسلمانون سے جب مخالفین یہ سوال کیا کرتے تھے کہ اللہ کے کامون مین اتنی

دیر کیون ہوتی ہے اور خدا کے کام اسباب پر کیون موقوف ہین تو ہم لوگ یہی جواب دیا کرتے تھے کہ یہ تامل
وغیرہ بنا بر حکمت ہے نہ بر اسے حاجت اور اب نے اس دعوے پر انہین معجزات کو پیش کر دیا کرتے تھے
کہ دیکھو ان مین نہ دیر لگتی ہے نہ کسی سبب عادی پر انکا انحصار ہوتا ہے ۔ اب جبکہ اس فرقہ نے
معجزات کا کام ہی خدا سے نکال دیا تو سوال مذکور کا جواب دینا اس فرقہ پر نہایت دشوار ہوگا
کچھ عجب نہین جو یہ فرقہ یہ کہدے کہ عاشق اپنے حسن سے اپنے معشوق کا حسن بڑھا ہوا ہی چاہتا
یہ اثر اسی کا ہے جو محبوبان خدا کے کام خدا کے کامون سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہین
یہ نیا مذہب اسلامی فرقون کے نزدیک قابل التفات نہ تھا۔ اللہ سبحانہ برا کرے وہابی ہو دو
سا کی بدولت یہ زہریلے لقمے اس مذہب کے بہت سے کوتہ فہم شکمون سے نیچے اوتر گئے ۔

جھوٹے دجالون کے آنیکی خبر — دے گئے ہین اس طرح شاہ امم
لائین سکھلائین طریقے وہ نئے — اُس لیے بچیو ورنہ فتنے ہون بہم

اُس خبر پر ایمان لانا منجملہ ضروریات دین ہے کہ اللہ تبارک وتعالے نے اپنے حبیب
کریم رسول اکرم و انبیاء سابقین صلی اللہ علیہم وسلم اجمعین کو بہت سی ایسی چھپی ہوئی باتون پر
اطلاع بخشی ہے جنکا رسالت سے تعلق ہے نہ یہ خبر جنکا الوہیت سے تعلق ہے جیسا کہ تفسیر کبیر
ابی السعود وغیرہ بہت سی تفسیرونسے دفع الریب مین منقول ہے جنت اور ثواب جنت دوزخ
اور عذابہاے دوزخ اور اونکے اسباب اور حشر نشر وغیرہ ہا اون تفاصیل کے جن کا نصوص قرآنیہ
مین بیان ہے اور احادیث مین اونکی مزید تشریح ہے دابۃ الارض اور دجال یاجوج ماجوج
اور ناحجاز کا نکلنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور امام مہدی علیہ السلام کا پیدا ہوکر دجال
کو قتل کرنا اور زمین کو عدل اور ایمان سے بھر دینا اور حضور کا فتوحات بلاد کی خبر دینا مفتوحات بلاد
کی کنجیان آپکے ہاتھ مین آنا اور اسکے سوا اور بہت سی پیشین گوئیان ہین جو درج کتب حدیث ہین جنمین سے
بہت سی وقوع مین بھی آچکین از انجملہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار من الحجاز
تضیٔ اعناق الابل ببصری متفق علیہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ قایم ہوگی قیامت یہانتک

کہ نکلیگی آگ حجاز کی زمین سے روشن کردیگی اعناق الابل کو بصریٰ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری
وسلم نے (مشکوٰۃ کی کتاب الفتن کے باب اشراط الساعۃ صفحہ ۴۶۹ و ۴۷۰ مین ہے) سید حاشیہ
مشکوٰۃ مین فرماتے ہین بصریٰ ایک شہر ہے (سمت) حوران سے درمیان اوسکے اور دمشق کے
چند منزلون کا فاصلہ ہے اور بتحقیق متواتر خبرون سے ثابت ہے کہ وہ آگ نکلی ۶۵۴ھ ہجری مین
حجاز سے قریب مدینہ کے اور باقی رہی وہ بقدر پچاس دن جلتی - روشن ہوگئے بسبب اوس کے
ہضبات بصرے کے جن کا نام اعناق الابل ہے - صحاح مین ہے ہضبہ پہاڑ پھیلا ہوا سے
زمین سا ہموار انتہی - اسپر مخالفین کے اعتراض بھی ہو چکے تھے پہلے ظہور کے بعد ظہور [illegible]
ایسے ہی کسریٰ کے محل سے سونے کے جڑاؤ کنگن کی جوڑی وغیرہ حاصل ہوکر سراقہ کو پہنائے
جانے کی خبر دی تھی مثل ہیبہ فلق جو وقوع مین آئی اس بیان کا مکمل حصہ سوم ہے ان
امور کے بیان کو بڑے بڑے دفترون کی ضرورت ہے وہ ہمارا دین و ایمان بلکہ ہماری جان کی
جان ہے امنا باللہ ربا و بمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسولا و بالاسلام
دینا و صدقنا بما جاء بہ و اخبر جو حضور فرما گئے ہین اور جنکی خبر دے گئے ہین آسمان و زمین
ٹل جائین مگر اُن کا وقوع مین آنا ٹلنا نہین و از انجملہ اوسیکے باب الملاحم سے عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان
تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعواہما واحدۃ و حتی یبعث دجالون کذابون
قریب من ثلثین الحدیث ص ۴۶۵ و عن جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم رواہ مسلم ص ۴۶۹

ترجمہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے قیامت قایم نہوگی یہانتک کہ آپسمین مقاتلہ کرین دو بڑے گروہ اور
واقع ہووے اون مین قتل عظیم اور حال یہ ہے کہ دعوے دونون کا ایک ہو اور
یہانتک کہ اٹھائے جاوینگے جھوٹے دجال قریب تیس کے الحدیث اور جابر بن سمرہ

سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بیشک پہلے قیامت کے بہت بڑے جھوٹے لوگ ہونگے پس تم اُنسے بچیو روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے لمعات مین فرمایا کذابین وہ ہین جو بہت بڑی دہوکے بازی کرتے ہین حدیث کے لئے یا مدعی نبوت کے انتہی تنبیہ ابوداؤد مین حدیث طبرانی نقل فرما کر ترجمہ کیا جسکا خلاصہ یہ ہے اس مذہب کے سرپرست کے مادہ موجب کہ وہ تیس یا تیس سے زیادہ جھوٹے دجالون کا گروہ نئے نئے طریقے لائیگا جمعہ اور پانچ نمازون کے لئے آپ نے اذان شروع فرمائی اور باوجود ہقتضی وعدم مانع نماز عیدین کے لئے اذان مشروع نہین فرمائی اور نہ قبر پر اذان دینا سکھایا حالانکہ مردہ کی مشکل کشائی جو مناسب تہا اوس مین معاذ اللہ بخل نہین فرمایا آج اس نئے طریقہ کی وہوم دیکھ لو اس کے استحباب خودساختہ کے لئے کتنی حدیثون کو ترجمہ کر کے اپنی ہوا کے مطابق ڈہالا جاتا ہے اور ایسے ہی عملی اور اعتقادی بیشمار بدعتین ہین جن کو جیتا رول جمکایا جاتا ہے نہ تقلید آئمہ کی پرواہ نہ سلف سے مطابقت دکہانے کا منہ اور کیا نئے طریقے لانیکی دجالی کے حدیث کی آڑ مین دہوکا دہی کی دجالی کذابی سٹانگ ہوتے ہین دیکھو جو حضور نے فرمایا تھا ہو کر رہا ۔ اور پنجر قادیان مین جہوٹا دعوے نبوت کا بھی کیسی ان گھڑ ہیئین دیکر سامری کا سا کچھڑا نہ کیا تو دہوم دہر کا تو کرہی دیا سو اگر حضور غیب پر اطلاع نہ پاتے تو ہم کو جہوٹے دجالون کے فریبون سے بچنے کی ہمت کہان سے ہوتی اور حدیثون مین ہوائی پھندے لگانے والے ہم کو کیسے معلوم ہوتے آیت کے حصر سے مراد الہی مفاتح الغیب کے علم کہی تفصیلی کے جاننے مین توحید دکہاتے خاص اللہ اکیلے کی جیسے قطعاً اور یقیناً ثابت ہے ایسے ہی برہان عقلی بہی اس ثبوت کی تائید کرتی ہے جیسا کہ تفسیر کبیر سے اسی حصہ مین منقول ہے اور دوسری آیتین اور صحیح حدیثین اسی کے موافق موجود ہ اس مضمون کی ایک حدیث جو آئندہ آئے گی جسکو امام بخاری نے کتاب الایمان مین داخل فرما کر آگاہ کیا اسپر کہ ان پانچ خزانون کو غیب کے بالاستیعاب اللہ سبحانہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اسکا ماننا منجملہ ایمان ہے حضور سے حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کو

دریافت کیا تو فرمایا سبحان اللہ ان پانچ کو اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا یعنی پاک ہے اللہ کو
اس سے کہ ان پانچ کے بالاستیعاب جاننے مین اللہ سبحانہ کا کوئی باہم شریک ہو آج اس حکم
فلہ قرآن بفیصلہ آسمانی کو توڑنے کیلیے قدوری کی حکایت بے سند مجہول مین کی جاتی ہے کہ
اس کو بطور حدیث فلان نے ذکر بے آیت و حدیث نصوص حصر قرآنی پر پانی پھیر دیا اور بہوا ایسے
خاصے ایماندار شیخ نے جو فرمایا ہے ختامین للحدیث وہ کیسا صادق آگیا اس غیر حدیث وارد خیالی
کو حدیث بتلا اور اوس سے نصوص حصر قرآنیہ کو ڈہاکر حدیث کا بہانہ رکہکر دہوکا دینا انہین ۳۵ اور کیا
دجالون کذابین کے سونڈ ہوتا ہے۔ حدیث بھی ہوتی تو خبر قطعی قرآنی کی ناسخ نہو سکتی چہ جائیکہ حدیث بھی
نہ قوی صحیح اور نہ ضعیف قدوری سے ایمانی مسئلہ قرآنی کی یہ درگت صحیح حدیثون کے ابطال کی
یہ نوبت۔ جو ہمارا دین و ایمان ہے یہ اوسی کی برکت اور طفیل ہے جو آج ہمکو دجالی دہوکے بازیہ
سے بچا رہا ہے بہ غیب پر اطلاع پانے کا باب اسقدر وسیع ہے جو ان بلاون سے بچانے مین
ہماری دستگیری اور مشکل کشائی کر رہا ہے اور اللہ سبحانہ کی بیشمار رحمتیں نازل ہون اون اہل سنت
صحابہ فقہاء و محدثین و متکلمین و پیران ہدایت و طریقت پر جنکی حفاظت الفاظ و معانی کتاب
و سنت کی وجہ سے آج کوئی بدعتی اور دجال تحریفی معنی گری کسی آیت یا حدیث کی دین اسلام
مین ذات نہین کرسکتا جو نرالی گڑہتا ہے اوسکی وہ گڑہت اوسی کی ہنسائی کی مسیاہی ہو جو؟
اور آئندہ نسلون مین مشہور ہو جاتی ہے۔

قال اللہ تعالی انی جاعل فی الارض خلیفہ ، یخلفنی فی تنفیذ احکامی فیہا وھو آدم
جلالین والمراد بالخلیفۃ آدم علیہ السلام فانہ خلیفۃ اللہ
فی ارضہ لاقامۃ احکامہ وتنفیذ قضایاہ وھدایۃ عبادہ وجذبھم
الی اللہ تعالی واعطائھم مراتب قربہ تعالی الخ **مظہری**
والصحیح انہ انما سمی خلیفۃ لانہ خلیفۃ اللہ فی ارضہ لاقامۃ
حدودہ وتنفیذ قضایاہ **خازن ترجمہ** فرمایا اللہ تعالی نے

بیشک مین پیدا کرنے والا ہون زمین مین خلیفہ یعنی ہدایت کرے گا میری میرے احکام بیچ زمین کے جاری کرنے میں اور وہ آدم ہین (یہ جلالین سے منقول ہے) اور مراد ساتھ خلیفہ کے آدم علیہ السلام ہین پس بیشک وہ اللہ کے خلیفہ ہین اللہ کی زمین مین احکام الہی قایم کرنے اور جھگڑوں مین خدائی فیصلے جاری کرنے اور بندگان خدا کو ہدایت کرنے اور اون کو اللہ کی طرف کھینچنے اور مراتب قرب الہی دلانے کے لئے (یہ تفسیر مظہری سے منقول ہے) اور صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام خلیفہ اسلئے رکھا گیا ہے کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہین اللہ کی زمین مین حدود الہی قایم کرنے اور خدائی فیصلے جاری کرنے کے لئے (یہ تفسیر لباب التاویل خازن سے منقول ہے) جنون کے قایم مقام زمین آباد کرنے مین جنون کا خلیفہ ہونا وغیرہ دیگر اقوال بھی تفسیر دینین مذکور ہین۔ مگر یہ کسی تفسیر مین نہین کہ پیدا کرنے یا اسباب ارضی وسماوی رزق دینے نباتات کے اوگانے مارنے جلانے وغیرہ امور تکوین خواص الوہیت مین بھی اپنے قایم مقام خدائی کام کرانے کے لئے مددگار سرکار الوہیت بنایا تہا اس طرف تو ذاتی عطائی کے فراق کا مشرقی مذہبی کھینچ لیجاتا ہے ہر نعمت کے حصول ہر مصیبت کے دفع کا سبب حضور حضور ہین۔ عالم سب کا سب ہی حضور کا طفیلی ہے۔ اگر عالم کی ایجاد فنا بقا کی قدرت عطائی دلانے کا نرالا خیال باطل ہے اور محال کو مستلزم۔ شرح عقاید نسفی سے اوپر منقول ہو چکا کہ مخلوق کا کوئی وصف کوئی کام صفت الہی اور خدائی کام کے قایم مقام ہو کر صفت اور فعل الہی کا کام نہین دے سکتا۔ پس بادشاہ کے نائب کے بادشاہ کے قایم مقام ہو کر ہر سیاہ وسفید مین وہی کام کرنا جو بادشاہ کرتا ہے۔ اس کو ذکر فرما کر ہمارے مہربان کو اس پر خدا کے خلیفہ کو قیاس کرنا اللہ سبحانہ کے کرنے کے مخصوص کامون مین خلیفہ خدا کو متصرف بتلانا کہ [illegible] کام کرنے کے لئے نائب خدا ہوا ہے جو خدا کرتا ہے۔ مسلمانو بھلا یہ ہندو دھرم کا [illegible] مرحوم ہے اور مجوس کا آئین یا مسلمانون کا دین۔ ہنود برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا اور [illegible] کو مخلوق کا پالنے والا اور مہادیو یا مہیش کو مخلوق کا مارنے والا اور مجوس عقول عشرہ [illegible] کو ان کامون کا کرنے والا خدا کے قایم مقام

ہو کر مانتے ہیں مسلمانوں میں سے تو یہ باطل خیال ہوا سے مولف الامن و خالص درواج کے کسی کو ہوا تھا۔ بادشاہ اور بادشاہ کا نائب دونوں انسان اور خدا اور نائب خدا دونوں خدا کب ہیں۔ صرف اللہ سبحانہ معبود ہے اور اللہ کا خلیفہ بندہ تو وہ قیاس ملوں یہاں کیسے جاری ہو سکتا ہے ذاتی عطائی کے فرق کا عذر امور تکوین میں نہ معلوم کس کس بین کے روڑے ڈھلوائیگا۔

مکتوبات امام ربانی کی جلد اول کے مکتوب ۱۰۱ میں ارشاد شریف ہو کہ انبیاء را ہر چند ورین کمالات وجوب گشت واین کمالات سبقی از شارکت اسمی از کمالات آن مرتبہ چیزے دیگر حاصل نکردہ است (الی قولہ) از ینجاست خلافت انسان را در بالہ دنیز مکتوب ۲۹۶ میں ارشاد ہو فعل او تعالی کہ بیچون و بیچگون و قدیم است و قائم بذات او تعالی کہ آنرا تکوین گویند در ورای محدثات گنجائش نیست و در مظاہر ممکنات ظہور تجلی افعال و صفات سے تجلی ذات متصور نیست جہ افعال و صفات را از حضرت ذات تعالت و تقدست انفکاکے نیست تا تجلی آنہا بے تجلی ذات متصور بود و انچہ منفک از ذات است ظلال افعال صفات اوست سبحانہ بس تجلی آنہا تجلی ظلال افعال و صفات بود نہ تجلی افعال و صفات الخ ان عبارتوں سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہوگیا کہ کمالات انسانی کمالات وجوب کی صورت ہیں جو نظر آتے ہیں اون کمالات انسانیہ نے بجز نام کی شارکت کے اوس مرتبہ الوہیت کے کمالات میں سے دوسری اور کوئی چیز حاصل نہیں کی ہے خواہ وہ خلافت ہو یا تکوین انشاء کے کام کہ بیچون و بے چگون اور قدیم ہیں اور اوس تعالی شانہ کی ذات کے ساتھ قائم ہیں جنکو تکوین کہتے ہیں۔ اون افعال تکوینیہ کے کرلینے کی مخلوقات کے آئینوں میں گنجائش اور سمائی ہی نہیں اور نہ ہوسکنے والی چیزوں کے ظہور کی جگہوں میں تکوین کا ظہور ہوا سلئے کہ تجلی افعال و صفات الہی کے بے تجلی ذات الہی کے متصور نہیں اسلئے کہ افعال و صفات حق کو ذات حق سے جدا ہونا نہیں تا کہ تجلی افعال و صفات الہیہ

کی ہے تجلی ذات حق کے منصوبہ ہو اور وہ جو ذات الٰہی سے جدا ہوتا ہے افعالی اور صفات الٰہی کا
سایہ ہے اور فصوص الحکم کی حکمت نہم فص یوسفی میں ہے کیونکہ ظل اور ذی ظل کے درمیان
مناسبت بعید ہے صفحہ ۱۳۸ ترجمہ یکھنوی بس اگر صاحب الامن اپنے دعوے میں سایہ کو دلیل
ہوا تب تو یہ ہیں کہ میری مراد بھی یہی سایہ تھا تکوین کا نہ عین تکوین تو ذاتی عطائی کا فرق باطل ہوا
اور تکوین کا کام تکوین کے سایہ سے وقوع میں آنے لگا پس جنون کی برہان تھی۔ بھلا کہیں
ہندو دہریہ کا خیال اسلامی خیال کسی پہنچے اور دجال سے بن سکتا ہے کبھی نہیں ع
این خیال است و محال است و جنون ۔ انسان ہی کو دیکھو کہ وہ کہاتا پیتا چلتا پھرتا ہے اور
اوس کا سایہ نہ کہاوے نہ پیے ۔ سایہ کے پیٹ میں کوئی لقمہ دے پاگل کہلائیگا۔

مسئلہ علم غیب میں جو نزاعی بلا برپا ہوئی ہے ہم اوسکی حقیقت اور کتاب وسنت سلف وخلف سے جو اوس میں قول حق چلا آتا ہے اوس کو ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں

صاحب انباء المصطفیٰ و الامن والعلی و خالص الاعتقاد و ترجمہ الفہار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے عالم الغیب ہونیکے مدعی اپنے دعوے پر جن عبارتوں کو برہان بتاتے ہیں اور نئے
دین کے پرچار کیلئے ہر کتب و تحفہ عطراتے ہم انھیں میں آپ کی چالاکی دکہاتے کی جہلک جسکو پردہ
تحریف معنوی میں چھپایا ہے روشن کئے دیتے ہیں۔ خالص الاعتقاد میں نسیم الریاض شرح شفا
ص ۳۴
قاضی عیاض سے نقل فرماتے ہیں (ھذہ المعجزۃ) فی اطلاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم علی الغیب (معلومۃ علی القطع) بحیث لا یمکن انکارها او التردد فیها
لاحد من العقلاء (لکثرۃ رواتها واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب)
وهذا لا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ ولو کنت اعلم
الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام
اللہ تعالیٰ لہ فامر متحقق لقولہ تعالیٰ فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

اس کا ترجمہ جناب یہ کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً
ثابت ہے جسمین کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجایش نہین کیونکہ اس مین احادیث بکثرت آئی ہین
اور ان سب کے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے کہ اللہ اپنے غیب پر کسیکو مسلط نہین کرتا
سوا اپنے پسندیدہ رسول کے ترجمہ کیا ہوا صاحب ذو نعول الاعتقاد کا تمام ہوا اب اس ترجمہ سے
صحیح ترجمہ کو ملاتے وہ یہ ہے یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر اطلاع پانے مین قطعی
معلوم ہے ساتھ اس حیثیت سے کہ کسی عاقل کو اوسکا انکار یا اسمین تردد ممکن نہین اوس معجزہ کے
راویون کی کثرت کی وجہ سے اور غیب پر اطلاع پانے پر انکے معانی کے اتفاق کی وجہ سے
اور یہ منافی نہین (یعنی مخالف نہین) اون آیتون کو جو دلالت کرتی ہین اس امر پر کہ بیشک اللہ کے
سوا کوئی غیب نہین جانتا اور آپ کے اس قول کے (جسکے اظہار کا حکم بلفظ قل صراحت پر ہوا ہے)
اور اگر جانتا ہوتا مین غیب کو البتہ بہتایت کرلیتا مین خیر کی پس بیشک منفی آپ کا وہ علم ہے جو
بغیر واسطہ کے ہو اور لیکن اطلاع پانا آپ کا اوسپر آپکو اللہ تعالے کے بتلانے کی وجہ سے پس یہ امر
ثابت ہے بدلیل قول اللہ تعالے کے پس نہین اطلاع دیتا اپنے غیب پر کسیکو سواے برگزیدہ رسول
ترجمہ تمام ہوا صاف اظہار ہے کہ آیتین قرآن مجید کی اللہ تعالے کے سوا کوئی غیب نہین جانتا کھلم
کھلا بتلا رہی ہین وہ اللہ تعالی کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانیکی نفی نہین کرتین جس سے
مثل آفتاب بغیر ذرہ روشن کہ اللہ تعالی کے بتلانے سے غیب پر اطلاع پانا اور چیز ہے اور غیب جاننا
اور چیز مگر چونکہ ہمارے مہربان کی زبان وقلم سے غیب دانی کا دعوے نکل گیا ہے اسلئے اوسکی
پالنے مین یہ کہا کہ صحیح ترجمہ تو یہ تہا کہ یہ معجزہ آپ کے چھپی ہوئی چیز پر اطلاع پانے مین معلوم ہے
یقین پر جسکی جگہہ یہ مین گیا کہ آپکا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے اور دوسری عبارت کا ترجمہ
یہ تہا اسکے معنی متفق ہین حضور کی چھپی ہوئی چیز پر اطلاع پانے پر اسکی جگہہ جناب نے یہ بنایا
بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے تیسری عبارت کا ٹھیک ترجمہ یہ تہا لیکن آپکا اطلاع
پانا چھپی چیز پر اللہ تعالے کے بتلانے کے سبب تو امر ثابت ہے اسکی جگہ وہی مین لبا

خیال نہیں اللہ تعالے کے بتلانے غیب پر اطلاع پانا ایسی چیز ہے جسپر ایمان لانے
بغیر چارہ نہیں جیسے اللہ تعالے کے سوا کسی مخلوق کے غیب نہ جاننے پر ایمان لانے
بغیر چارہ نہیں جیسا کہ نیشاپوری وغیرہ کتب تفاسیر سے دافع الریب میں منقول ہے
ناظرین صاحب خالص کی ترجمہ میں جن عبارتوں پر صاحب خالص نے لکیری لکھ کھینچدی ہے
اونکو اُن عربی عبارتوں سے ملائیں جنپر ہم نے ٹیڑی لکیر کھینچدی ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ
جناب نے اللہ کے بتلانے غیب پر اطلاع پانیکو جو صریح استثنا ہے غیب جاننا بنایا ہے
جو احتیاج سے منزہ ہے اور منجملہ لوازم الوہیت بس جبکہ علم غیب بتلانے ہوتے کے جاننے
کا نام ٹھیرا تو اللہ تعالے کو عالم الغیب ہوتے علم غیب جاننے سے منزہ کہنا پڑیگا۔
جس سے کتاب وسنت کے عرف کا ابطال لازم آئیگا - خالص صفحہ ۲۸ میں مواہب اللدنیہ کی
عبارت قد اشتہر وانتشر امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ بالاطلاع علی
الغیوب کا ترجمہ یہ کیا بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا
علم ہے - حالانکہ صحیح ترجمہ بہت بعید ہے بلکہ اس عبارت کا یہ ہے بیشک مشتہر و منتشر ہو گیا
امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے اصحاب میں کہ (اللہ سبحانہ کے بتلانے وحی
فرمانے سے آپ) چھپی ہوئی چیزوں پر مطلع ہیں ترجمہ تمام ہوا صفحہ مذکور میں مواہب سے نقل کیا۔
النبوة هي الاطلاع على الغيب اسکا ترجمہ کیا کہ نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ غیب کا جاننا
حالانکہ صحیح ترجمہ یہ تھا کہ نبوت وہ غیب پر اطلاع پانا ہے صفحہ ۹۲ میں ہے امام ابن حجر مکی کتاب
الاعلام پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں الخواص یجوز ان یعلموا الغیب
فی قضیة او قضایا کما وقع لکثیر منهم واشتهر جائز ہے کہ اولیا کو کسی واقعہ
یا وقائع میں علم غیب ملے سطر ۱۷ تا ۱۹ یہ ترجمہ اور مقصد پھر نہیں رکھتا جسقدر اوپر کے ترجمے
رکھتے ہیں علم غیب ملے غلط ترجمہ ہے اور اصل ترجمہ یہ ہے جائز ہے کہ جان لے جائیں
وہ خواص چھپی ہوئی بات ایک واقعہ میں یا چند واقعات میں انتہی امام ابن حجر کا کلام

غایتہ الما مول بہر دافع الریب مین منقول ہے جو اللہ سبحانہ کو عالم الغیب غیب کا جاننے والا تجانے
ماننے اور غیر پر اس کا اطلاق نہ کرنے مین عرف قرآنی اور عرف اہل اسلام وغیرہ تجو کو دلائل
سمجھا رہا ہے حاشیہ پر بھی دیکھ لیجئے ھذا جامع لنخ غیب کی مدارک التنزیل مین یون مرقوم ہے
الغیب ما لم یقم علیہ دلیل ولا اطلع علیہ مخلوق یعنی غیب وہ ہے جسکے دریافت
کرنے جاننے پر کوئی دلیل قایم نہو (جیسے دہوان ان دیکھی آگ کے جان لینے کی
دلیل ہے) اور نہ اسپر کسی مخلوق کو مطلع کیا جائے تفسیر الذریح جلیل کی عبارت خالص کے
صفحہ ٥ ٣ مین نقل کرکے یہ ترجمہ کرتا کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم جاننا [illegible] محیط ہونا
اللہ تعالے کے ساتھ خاص ہے سطر ١٢ یا ١٤ اب غیب کو اللہ سبحانہ کے سوا کوئی نہین
جانتا بیان کرنے والی آیت کے حصر کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ معنی ہی یہ ٹھیرے جسکو
صاحب خالص ترجمہ مین بیان کر رہی تو دلیل سے پہچاننے والون تلک سے جاننے والونکو
آپ عالم الغیب غیب کا جاننے والا کس بہ تدبیر کہتے اور منوا تے ہین عبارتین معتمد مفسرین
کی نقل کرکے بھی وہی مرغی کی ایک ٹانگ تفسیر عزیزی مین ہے۔ اطلاع بر غیب خاصہ
پیغمبران است۔ پہر ہمین ہے انبیا را دہ کہ ... را لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد
ہرکس از ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند۔ اس سے روشن ہو گیا کہ اطلاع بر غیب
(یعنی غیبی چیز کا بتلا دینے سے جان جانا) اور چیز ہے اور غیب جاننا اور چیز ہے۔ اول خاصہ
پیغمبران کا ہے جو اطلاع کی خبر دیتا ہے اور دوسرا یعنی غیب جاننا اور ہر جگہ سے ہر کسی کی
فریاد سننا وغیرہ یہ الوہیت ہین خدائی کے خالص کے صفحہ ٣ مین ہے۔ رب عزوجل فرماتا
قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ تم فرما دو کہ آسمان اور
زمین مین اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہین۔ اس سے مراد وہی علم ذاتی ہو علم محیط ہے کہ وہی
باری تعالی عزوجل کے لئے ثابت اور اوس سے مخصوص ہین (یعنی اللہ سبحانہ کے
ساتھ خصوصیت رکھتے ہین) علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو یا علم غیر محیط کہ بعض

بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف یہ اللہ عزوجل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ (یعنی
اللہ سبحانہ اس نقص اور برائی سے پاک ہے) لا یعلم الغیب الخ کا ترجمہ لفظی یہ ہی کہ اللہ کے
سوا کوئی ارضی وسماوی مخلوق غیب نہیں جانتی جب غیب نہ جاننے اور جاننے کے معنی
یہی ٹھیرے کہ تبلانے سے جاننا غیب نہ جاننا ہے یا کہ غیب پر اطلاع پانا ہے اور بے بتائے
اور بلا دلیل جاننا غیب جاننا ہے عرف کتاب وسنت وسلین میں اس مذہب کے سرپرست
اعلے خالص الاعتقاد میں لکھتے ہیں صفحہ ۲۶ ہماری تقریر سے روشن وتاباں ہو گیا کہ تمام مخلوق کے
جملہ علوم ملکر بھی علم الٰہی کے مساوی (برابر) ہونے کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے
دل میں اسکا خطرہ گذرے (سطر ۱۷ و ۱۸) کسی مخلوق کا معلومات الٰہیہ کو بتفصیل تام محیط
ہوجانا شرع سے محال ہے اور عقل سے بھی بلکہ اگر تمام اہل عالم اگلے پچھلے سب کے جملہ علوم
جمع کیے جائیں تو انکو علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہوگی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے
ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے (سطر ۱۱ تا ۱۴) اور خالص ہی کے صفحہ ۱۴۰ کی عبارت
عربی جو آئندہ حاشیہ پر آئے گی اوس کا ترجمہ یہ ہے ہم نہ علم الٰہی سے (مخلوق کے علم کا)
باہم برابر ہونا مانیں اور نہ غیر اللہ کے لئے علم بالذات جانیں اور اللہ تعالےٰ کے عطا
فرمانے سے بھی ہم اللہ کے علم سے مخلوق کے علم کا باہم برابر ہونا ثابت نہیں کرتے۔ مگر
بعض کا علم عطا فرمایا ہوا ثابت کرتے ہیں ترجمہ تمام ہوا صاحب خالص نے یہ مذکورہ بالا
جو لکھا سب حق ہے بیشک مخلوق کے لئے اللہ سبحانہ کی برابر علم ہونے کا شبہ اس
قابل نہ تھا کہ مسلمان کے دل میں اسکا خطرہ گذرتا اور ایسا ماننے والا مسلمان ہی کب رہسکتا ہے
اس مذہب کے مددگار مؤلف علما سرپرست مذہب کی اس تقریر سے راضی نہیں معلوم ہوتے
اسلیئے کہ وہ اس کے دفعیہ میں یہ لکھ چکے کہ ہے خدا کو علم سکھانے سے عاجز کب کہا ہے
ناظرین اب تم دیکھو صاحب خالص الاعتقاد کے حواری مددگار مذہب علم الٰہی کی برابری
کے مدعی خالص والے کی تقریر روشن وتابان کی رو سے مسلمان رہتے ہیں یا نہیں اور

ہین یہ ہاتھی کے دانت کہانے کے اور اور دکہانے کے اور والی کہاوت تو نہین ہے افسوس
جس شبہ کا مسلمانون کے دلون مین خطرہ گذرنے قابل تہا وہ اس نئے مذہب کے مددگارونکا
دینی و ایمانی اور اعتقادی بن گیا اور وہ باوجود ان امور منافی ایمان کے کامل مسلمان بنائے جاتے
اور مانعین کی تائیدین کا عذر سمجھے جاتے ہین اس معیار سے خالص الاعتقاد ان حضرات کے ایمان
کو جانچئے ۔ عقیدہ مندرجہ کتب نمبر ۲ پہ اس مذہب کے حواریون کی پہ فکر لگا یا ہوا اس مذہب کے مجدد
کا ملحوظ خاطر بار کہ مسلمانون میں مسائل مین منقسم ہوسکتے ہین ایک ضروریات دین اونکا منکر بلکہ اون مین ادنی
شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اوس کے کفر مین شک کرے وہ بھی کافر اس قسم
کی تفصیل دین کی (۱) اللہ عزوجل عالم بالذات ہے سب اوسکے بتانے کوئی ایک ذرہ بھی نہین
جان سکتا (۲) رسول اللہ و دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو اپنے بعض غیوب کا علم اللہ
عزوجل نے عطا فرمایا (الی قولہ) یہ قسم اول ہوئی ۔ صفحہ ۵ رسالہ القہار یہ بعض غیوب کا علم عطا فرمایا
اور کل کے جاننے مین اللہ سبحانہ کا منفرد ہونا ایسی قطعی دلیلون قرآنی سے ثابت ہے کہ جسکا کسی
اسلامی فرقہ کو انکار نہین ہے پس اگر تو مسئلہ علم غیوب کے شبانے جانبکی حد کو منجملہ ضروریات دین رکھا ہے
اور اب اوسکے منکرین اہل سنت کی منقد ہونے تو اس کو منجملہ ضروریات عقائد اہل سنت شمار کر
اس حد کے توڑنے والے کو صرف بدعتی بدمذہب گمراہ کہئے نہ قطعی کافر ۔ پس اللہ عزوجل
کی برابر آپ کا علم بتانے والے ضروریات دین کی حد توڑنے ہیں نصوص قطعیہ قرآنیہ کے منکر
ٹہر کر یقینی کافر ٹہرتے ہین جیسا کہ اس مذہب کے بانی رسالے مین ارقام فرماتے ہین علم الہی کی
برابری کے مدعیون صاحب رسالہ کے حواریون کی تصریحات حسب ذیل ہین ازالۃ الحقائق
علم الغیبی مین مرقوم ہے ۔ اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر سارے
غیب کہولدئے ہین جو کچھ آسمانون اور زمینون مین ہے حضور کے پیش نظر ہے ۔ تمام دنیا کو کف
دست مبارک کی طرح دیکھتے ہین نزدیک دور آپ کو سب یکسان ہے ۔ ازل سے ابد تک جو کچھ
ہوا اور ہوگا آپ پر سب روشن ہے ۔ آسمانون مین کوئی پرندہ پر نہین مارتا ۔ لیکن آپ اوس کے حال سے

پورے واقف ہین ہماری آوازون کو سنتے ہمارے سلام کا جواب دیتے ہمارے احوال کو جانتے ہماری صورتون کو پہچانتے ہین وغیرہ صـ۳ سمہتو خود اس کے قائل ہین کہ آنحضرت کے طفیل مین آپ کے اولیاء امت کو بھی غیب ذاتی کا مرتبہ حاصل ہے صـ۱۶ (الی قولہ) البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کے علم مین عیانی اور سمعی ہونیکا فرق کرتے ہین - باقی احاطہ اور استغراق مین اللہ اور اوس کے رسول کے علم مین کچھہ فرق نہین - پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کے علم مین کچھہ فرق نہین انتہی ملتقطاً الحاجۃ صاحب تہذیب رامپوری لکھتے ہین اگر یہ کہا جائے کہ بعض کا علم امور غائبہ مین سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تھا اور بعض کا نہین تو یہ مستوجب ترجیح بلا مرجح کے ہوگا کیونکہ نسبت علم و باعث انکشاف تو وہی ذات واحدہ ہے اور نسبت اوس (تعالے شانہ) کو جمیع معلومات سے علی السویہ (یعنی برابر) ہے پھر بعض کو جاننا اور بعض کا علم نہونا کیسا اور صفحہ ۱ مین ہے قول مثنا نوری العلم المحیط لیس الا اللہ بہت درست ہے مراد اس سے بھی علم بالذات ہی ہے قول آئندہ الا ما علمہ اللہ اسپر دلیل ظاہر ہے انتہی اسپر بیاختہ زبان قلم سے ادل ہی نکلا ع یہ سب گھر اوسی کے بساتے ہوئے مین ہ اس مذہب کے سرپرست اعلے نے بعض غیوب کا علم انبیاء و سید الانبیاء صلے اللہ تعالے

سالہ تہذیب کے اخیر صفحہ مین ہے کل کا علم اپنے بندہ کو دیدیتے مین برابری الزام اوراق کی کیسی کیخ ان حضرت نے بار بار کتب مین برابری ثابت کرنیکی برابری کے الزام کو ذاتی عطائی کے فرق سے اوٹھایا ہے - چنانچہ صفحہ ۹ مین لکھے ہین اگر تمسلیہ علوم غیر متناہیہ ماضیہ اور آتیہ کو حضرت کو عطا فرماوے - اور معلومات الہی معلومات بشر کے بالفرض برابر ہی ہوجاوین تو بھی مثل علم الہی کے نہین ہوسکتے کیونکہ یہ تو عنایت ایزدی ہے اور وہ ذاتی مرمتا - اس سے کہل گیا کہ صاحب تہذیب مساوات اور مماثلت کے الزام کو اوسی ذاتی و عطائی کے فرق سے اوٹھاتے ہین - حالانکہ اللہ کی برابر علم ماننے کو اگرچہ تعلیم خدا ہی سے مانے سرپرست مذہب صراحۃً کفر و مخالف عقائد اسلام بتلاتے ہین - آئینہ ۵ متن مین دیکھہ لو

علیہ وسلم کو دیا جانا منجملہ ضروریات دین ٹھیرا کر اونکے منکر کو بلکہ اون مین ادنی شک کرنیوالیکو
بالیقین ایسا کافر فرمایا تھا کہ جو اوس کے کفر مین شک کرے وہ بھی کافر عبارت رسالہ اوپر پھر دیکھلو
مولوی عبد اللہ رسولپوری کے چار سوالون کے جواب مین مولف رسالہ لکھتے ہین ایسا علم محیط
اونکے لئے ماننے اگرچہ تعلیم خدا ہی سے جانے تو اگرچہ شرک نہو مگر صریح کفر و مخالف عقائد
اسلام ہے ایسے عقیدہ والے کی امامت باطل محض ہے اور اوسے دانستہ امام بنانا حرام
بلکہ خود کفر ہے۔ صفحہ اول سطر ۱۱۔۔

بعض عیوب بتلائے جانے کی اس قدر کو جو باتفاق فرق اسلامیہ اوسی قطعی قرآنی دلیلون سے
ثابت تھی جنکی وجہہ سے اسکو سب نے منجملہ ضروریات دین رکھا اب اوسکو کیسے کیسے عمدہ ہتھیارون سے
منطق خانہ ساز کے صاحب تہذیب رد کرنے کھڑے ہو گئے اور صاحب ازالہ نے تو کوئی
حد ہی نرکھی اسمٰہ دکانہ ہیوشا لوازم الوہیت آپ کے لئے ثابت کرنے مین نصاری سے بڑھا کر دیا
مرتبہ اعلیٰ کی کتابون مین صفات الٰہیہ ذاتیہ و فعلیہ اور محبوبان خدا کی صفات مین ذاتی عطائی
کا فرق درہم برہم سے مطلوب الایمان لکھا دیکھکر اور صفحہ ۱۶ اعلام ابن حجر کا یہ قول دیکھکر کہ اللہ
سبحانہ کا علم واحد ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور بٹوارہ کو قبول ہی نہین کرتا اسپر ردّ احاطہ
کہ جب ہمارے جدید جوان مذہب مین وہی علم الٰہی پورا پورا مین تھا آپ کو ملا تو اللہ اور رسول اللہ کے
علم مین احاطہ اور استغراق مین برابری ضروری ہوئی۔ ہان اگر ایسا ہوتا کہ آپ کو اللہ سبحانہ اپنے
علم کا غیر عطا فرماتا جیسا کہ آئمہ مسلمین اور یہی علامہ ابن حجر کہتے ہین۔ اوسی صفحہ اعلام مین اوسی
قول ابن حجر کا اثر یہ موجود ہی وَهُوَ غَيْرُ عِلْمِ اللهِ تعالیٰ یعنی اور وہ علم مخلوق کا اللہ تعالے کے
علم کا غیر ہے (نہ مین اور مبینت بری آپ کو نزدیک دور سب کے یکسان سننے دیکھنے کا
اعتقاد خدا کی مانند صاحب ازالہ بلکہ اس فرقہ جدید کے سب افراد کا ناظرین تم دیکھ چکے تو تمام
نصوص حصر و مفسرین و شراح حدیث و فقہا و متکلمین و صوفیا سے محققین کے موافق
جو عرض کی ہین یہ دو عبارتین ہین کہ اطلاع بر غیب خاصہ پیغمبران است۔ اور دوسری یہ کہ

انبیا و مرسلین را از لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس از ہر جا و قدرت بر جمیع
مقدورات ثابت کنند انتہی یعنی غیب پر اطلاع پانا خاصہ پیغمبروں کا تبلایا اور غیب جاننا
اور ہر جگہ سے ہر کسی کی فریاد سننا اور تمام مقدورات پر قدرت رکھنا لازمے الوہیت اور خدائی
کے تھے جنکو آپ کے لیے ثابت کرنے مانتے ہو صاحب ازالہ و صاحب تہذیب بلکہ اس فرقہ کو
سب لوگ بول رہے ہیں - خالص کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ سے ہم اوپر نقل کر آئے ہیں یہ کہ تمام مخلوق
کے جملہ علوم ملکر بھی علم الٰہی کے برابر ہونے کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اسکا
خطرہ گذرے علم محیط تمام معلومات الہیہ کا کسی مخلوق کو ہونا شرعاً و عقلاً محال ہے - تمام اہل عالم
اگلے پچھلوں کے جملہ علوم ملکر بھی علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں
میں سے ایک حصہ دس لاکھ سمندروں سے رکھتا ہے - اور اللہ کے عطا فرمانے سے بھی اللہ کے
علم سے مخلوق کے علم کا برابر ہونا ہم ثابت نہیں کرتے ہاں بعض کا علم عطا فرمایا ہوا ثابت
کرتے ہیں انتہی ملتقطاً - جس شبہہ کا مسلمان کے دل میں خطرہ گذرنے قابل نہ تھا وہ آپ ہی کے
مذہب کے ارکان کا ایمان ٹھہرا ہوا ہے دیکھو اعلام الاذکیا میں ہے - ازل سے
ابد تک کی چیزیں جو ہو چکیں اور ہونیوالی ہیں سب کا علم آپکو ہو واسطے حاصل ہے - راقم کہتا ہے
آپ کا مطلع الغیوب ہونا بہ نسبت جمیع اشیاء و حقایق و دقایق و اسرار عالم ملک و ملکوت وغیرہ کے
علم تفصیلی کے ساتھ صراحۃً ثابت ہے صفحہ ۱۳ سطر ۷ تا ۹ شیطان کے لیے بعض موجودات کا
محیط ثابت ہے قطعاً یہ کل موجودات و معدومات کا خلاف ہمارے سرور کے کہ وہ علم حاوی
ذرہ ذرہ محیط ماکان و مایکون کہتے نہ صرف موجودات یا بعض کا (الی قول) ہمارے سرور کائنات
کا علم محیط حقیق الآفاق و عموم و احاطہ و شمول ہے صفحہ ۱۹ سطر ۱۴ تا ۱۹ اس دعوے علم مطلق
اپنا تفصیلی پر صاد اس مذہب کے سرپرست کا اعلام کے صفحہ ۸ میں دیکھو - مذہب کے
اکابر میں سے یہ ہے جسکے دلائل کی کافی تفصیل اقدس صاحب مولانا الفاضل الکامل المجیب نے
بیان فرمائی سطر ۳ و ۴ رماح کے صفحہ ۹ میں یہ شکایت ہے کہ مفتی سید احمد برزنجی مدنی کی

عبارت مین جو میری طرف منسوب ہے ذات وصفات الہی کا صریح استثنا موجود ہے اور اوس کے
٢١٣
خلاصہ مین نہین خلاصہ کرنے والے عالم عارف محدث دامت برکاتہم کی نظر اسپر ہے
فصوص مین ہے تمام چیزونکی حد سے حق تعالے محدود ہوا جاتا ہے اور عالم کی تمام صورتین
ضبط اور احاطہ مین نہین آسکتین اور نہ اوسکی ہر صورت کی حد جانی جاسکتی ہے۔ مگر بقدر
صورتون کی حد معلوم ہوسکتی ہے جتنا ہر علم والے کے ذہن مین جہان کی صورتین ہیں ان
اسی طرح حق تعالے کی حد بھی معلوم نہین ہوسکتی۔ کیونکہ اوسکی حد تمام صورتون کے علم سے
معلوم ہوسکتی ہے اور تمام صورتون کا علم حاصل ہونا محال ہے پس حق تعالے کی حد بھی معلوم نہ
ہوئی صفحہ ٩٢ تیسری حکمت فص نوحی مترجمہ لکھنوی بشہادت شیخ اکبر جہان کی تمام صورتونکا
علم حاصل ہونا محال تمام چیزون کی حد سے حق تعالے کا محدود ہونا لازم آتا ہے تمام چیزونکی
حد نہین ہوسکتی اسی طرح حق تعالی کی حد بھی نہین معلوم ہوسکتی۔ اس سے تو واضح طور پر یہ سمجھا جاتا
ہے کہ جسنے ذات وصفات الٰہیہ کو جیسا کہ بھی مخلوق کے لیے اس عالم کی تمام صورتون
کا علم احاطی تفصیلی مانا اوس کا ذات وصفات الٰہیہ کو جیسا نہ جیسا دونو برابر ہیں اسلیے
کہ عالم کی تمام صورتون کو تفصیلا رجاننا کنہ ذات وصفات الہیہ کے جاننے پر موقوف ہے
چہ جائیکہ اس عالم سے ہزارہا ہزار ازید وافزون کے علم محیط تفصیلی کا دعوے کیا جائے
جبکہ اس استثنا کا عدم اور وجود برابر تو اہر اہل علم کو کل سند استثنا ہت معیوب ہے۔
مولوی رحمت اللہ صاحب کیرانوی کے استفسار اول سے او پر پہ منقول ہوچکا اشعیا نبی کی کتاب
کی عبارت کا مفاد کہ یہ موجودات میرے ارادہ کی شان ہے۔ پس ارادہ ہویا علم تمام صفات الٰہیہ
غیر محدود اور غیر متناہی ہین جیسے ذات الٰہی غیر محدود اور متناہی ہے اور ارادہ الٰہی کی تمام مرادین
بھی عالم ہے۔ پس اشیاء عالم کے متناہی اور محدود ہونے سے ارادہ الٰہی کا محدود و متناہی ہونا
لازم آتا ہے۔ صاحب انباء المصطفے والامن ورنج سے تمام عالم کے ذرہ ذرہ وحالات
ذرذرہ وغیرہ کا علم کبھی احاطی تفصیلی آپ کو ثابت کرنے کے لیے یہ حد بندی کی دو حدین ثانی

و مکانی یوں بنا ڈالین کہ عرش سے فرش تک اور ابتداء آفرینش آدم عالم سے دوزخ جنت داخل
ہونے تک اور پھر آپ ہی افتاے حرمین کے تازہ عطیہ کے صفحہ ۹ مین یہ بھی لکھتے ہین کہ ہر ذرہ
مین اوس کے لئے علوم غیر متناہیہ مین سطر ہم متناہی بالفعل اور غیر متناہی بالقوۃ کا پردہ رکہا
اُسکے ڈہکار کہنے اور وہی مرغی کی ایک ٹانگ ہنجا نکلو اقرار بھی انکار بھی اور دعوے مین کل
عالم کو لے لیا جو بالفعل متناہی ہے اور بالقوۃ غیر متناہی مگر اس واد گہات کا لستہ لگا رکہا
کلام شریف نے منقلب عالم کے جو گزرا کہ اس عالم کی ایک صورت کی حد بھی نہین جانی جا سکتی
تو آپ ہی ایک صورت مین علوم غیر متناہی ہوتی خواہ وہ صورت ذرہ ہو یا قطرہ اور یہ بالفعل
متناہی اور محدود ہے اور بالقوۃ غیر متناہی اور غیر متناہی ہونے ہی کی وجہ سے مخلوق کے
علم کے قابو کی بات نہی جس تعالے شانہ کے علم مین غیر متناہی معلومات جاننے کے
غیر متناہی سلسلے ہین ان غیر متناہی کا جاننا بھی اوسی کے قابو کی بات ہے اس آسانی
سے سمجھانے کے لئے ہمارے شیخ نے دفع الریب مطبوعہ مطبع افضل المطابع مراد آباد
کے صفحہ ۹ مین ارقام فرمایا ہے۔ فریقین بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین۔ بہلا وہ کونسا حیوان
مطلق (غیر ناطق) تو درکنار حیوان ناطق ہے جسکو اول توجہ مین بے سوچ بچار یہ امر
سمجھ مین آجاوے کہ آپ کو اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کے تغیرات کو بہ سمت ذرہ ذرہ اور
اوسکے عوارض کا علم تفصیلی اجمالی حاصل ہے۔ مثلاً ایک ذرہ کو اول نفس کلیہ مین پہر وہان سے
تنزل مین آیا اور رنگ خاکی اور مزاج سرد خشک بوجہ ترکیب پایا۔ فرض کیجئے پہر وہی
ذرہ بیشمار ذروں کے ساتھ جسم درخت مین پہنچکر پتون مین گیا۔ پتون سے رنگ سبز مزاج سرد تر
پایا پہر ان پتون کو ڈھورے کہایا تو وہ گوبر مین گیا۔ گوبر کا سا رنگ مزاج گرم خشک ہوا پھر وہ
گوبر کے کیڑے مین گیا۔ رنگ سرخ مزاج مناسب پایا۔ کیڑا مرغی کہائی مرغی کو انسان نے
کہا کر براز کردیا۔ براز پھر زمین کا جزو ہوگیا۔ پھر دوسرے طور پر بیشمار پلٹیاں قیامت تک کہا ئین
اور یہ تو صرف ایک ذرہ کے حالات تھے اشیاء عالم کے بیشمار ذروں کے بیشمار تداخل

و تغیرات انقلابات ذاتی وصفی وغیرہ امور مذکورہ صدر اور ان کے امثال سے خور د بین اور آلہ
حافظہ میں آنے اور رہ جانے کی چیز ہو سکتے ہیں اور ان تمام تغیرات اور انقلابوں اور انتقال
اور ہر سلسلہ میں ہر جگہ اوس ذرہ کی شناخت وغیرہ کا بدیہی ہونا تمام حیوانات کو اس طلسم
خداوندی کا ادنی توجہ میں سمجھ میں آجاتا کیسے راست آئیگا الخ پس ابناء المصطفے سے کے
صفحہ بارہ میں یہ دعوے کہ بداہتہً ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ماکان وما یکون بمعنی ہزار بلکہ اوس
ہزار در ہزار ارب علم بھی کہ عطاء الٰہی مانا جائے اسی قسم اخیر سے ہوگا الخ محض لفاظی ہے
بداہتہ کو جملہ اجزاء سے متعلق کہکر کاف بیانیہ سے تعداد اگر دوسرے رخ کی طرف ڈالا جائے
تب بھی افادہ شیخ اکبر اوس کے اثرے آئیگا۔ دافع الریب شیخ کے ضمیمہ میں ہے۔ فرمایا
امام غزالی نے احیاء علوم الدین کی کتاب المحبۃ والشوق میں تو کہاں ہے علم اولین وآخرین
سے اللہ تعالے کے اوس علم سے جو محیط ہے کل کو ایسے احاطہ کے ساتھ جو خارج ہے نہایت
یہانتک کہ چھپا نہیں اوس سے برابر ذرہ کی آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ اور بیشک اوس نے
مخاطب کیا سب خلق کو بس فرمایا اور نہیں دئے گئے ہو تم علم میں سے مگر تھوڑا بلکہ اگر کبھی
ہو جاویں آسمان اور زمین والے اسپر کہ گھیریں اوس کے علم (یعنی معلومات) اور حکمت کو جو جوئی
یا مچھر کے پیدا کرنے کی تفصیل میں ہے تو نہیں مطلع ہونگے اوس کے سو دیں حصہ پر الخ
انتہی بقدر الحاجۃ بموجب افادہ آیت وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا جو ئی
یا مچھر کے پیدا کرنے کی تفصیل میں جو معلومات اور حکمتیں ہیں اللہ سبحانہ کی اُنکے سودیں حصہ
پر تمام آسمان اور زمین والے جبکہ مل کر بھی مطلع نہیں ہو سکتے تو تمام ذرات و عوارض ذرات
عالم میں جو معلومات اور حکمتیں ہیں اللہ کی اوس کا علم تفصیلی مخلوق کو کیسے حاصل ہو جائیگا
آیت وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ میں عبارت تفسیر کبیر دافع الریب میں بہ نمبر ۲۲
منقول ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت بھی بمقابلہ علم الٰہی اور نیز
بمقابلہ حقائق اشیاء مقدار قلیل ہے۔ اور اسمیں اسی تفسیر کبیر کی عبارتیں نمبر ۱۵۳ و ۱۵۴

ذخیرہ مین جو منقول ہین اونکو دیکھئے ہر ذرہ مین معلومات غیر متناہی کی تقریح ہے اور واقع مین

[illegible] جو تفسیر کبیر کی عبارت نقل کی ہے اوس کا ترجمہ یہ ہے - جیسے یہ آیت مفاتح الغیب

کے علم کی یکتائی اللہ وحدہٗ کے لئے تبلاتی ہے ایسے ہی مفاتح الغیب کے علم محیط کی صفت

یکتائی پر برہان عقلی بھی زور لگا رہی ہے - تقریر اوسکی یہ ہے کہ آثار اور نتیجون اور صنعتون کے

علم حاصل ہونے کا مبدا مؤثر کا جاننا ہے اور مؤثر اول کل ممکنات مین اللہ تعالی ہے تو پہلی

کنجی جمیع معلومات کے جاننے کی جاننا اللہ کا ہے اور اللہ کا علم نہین - مگر اللہ ہی کو اسلئے

کہ غیر اللہ اثر ہے اور اثر مؤثر کو نہین جان سکتا - ترجمہ تمام ہوا - بھلا اہل سنت کے جن امام عالی مقام

کے کلام مین آیتون کی تفسیر مین مراد الٰہی یہ بتلائی جاتی ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے ہوں تو

بھی بمقابلہ حقائق اشیا قدر قلیل ہے تہوڑی ہے - اور باستثنار کنہ ذات وصفات باری جمیع

معلومات کا جاننا کنہ ذات الٰہی کے جاننے پر موقوف ہے اور کنہ ذات الٰہی کا جاننا محال لہذا

باستثنار کنہ ذات وصفات الٰہیہ جمیع معلومات تو درکنار کائنات کا جاننا بھی محال جو شیخ اکبر نے فرمایا

وہی حق حقیق رہا - پس انہین امام رازی کے کلام سے حقائق اشیا اور جمیع معلومات مذکورہ کا علم

تفصیلی اکابر انبیا کے لئے تجویز کرنا تحریف معنوی ہے خالص الاعتقاد مین ترجمہ عبارت کبیر کا کیا ہے

اس عالم کی تمام جنسون اور نوعون اور صنفون اور شخصون اور بدنون ہر ہر مخلوق مین حکمت الٰہیہ کے

آثار پر انہین اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیا ہین علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی لئے حضور سید عالم

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم کو تمام چیزین جیسی وہ ہین دکھا دے اہ **اقول**

بیان مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہل سنت کے نزدیک انبیاء کرام اس عالم کی تمام مخلوقات کے

ایک ایک ذرہ کی جنس صنف نوع شخص جسم اور ان سب مین اللہ کی حکمتین بالتفصیل جانتے ہین

وہابیہ کے نزدیک کافر مشرک ہونے کو یہی بہت ہے - الخ صفحہ ۲۶ و ۲۷ - امام نے عالم کی جنسون

نوعون صنفون شخصون بدنون مخلوقات الٰہیہ مین جو حکمت باری کے آثار ہین اون آثار پر انبیا

علیہم السلام کو اطلاع ہوتی تبلائی تھی نہ تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس نوع صنف

نفس بدن پر اور ایسے ہی وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض
کے ذیل مگر ہمارے مہربان کو تو نابیوں پر فتح پانے کی دھن میں معقود و نا مقصود سبھی کا سپاہ اسمائش
سے لشکر طیار کرنا ہے اور اس دھن میں قمعا او تیتم من العلم الا قلیلا ۹ ہ کی تفسیر میں
جو انہیں امام اہل سنت نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی معلومات بہت سے بہت بھی بمقابلہ علم الٰہی اور نیز
بمقابلہ حقائق اشیاء قلیل ہے اور آیت مفاتح الغیب کی تفسیر میں جو یہ فرمایا ہے جیسے یہ
آیت مفاتح الغیب سے علم کی یکتائی اللہ وحدہ کے لیے بتا رہی ہے ایسے ہی مفاتح الغیب کے
علم محیط کی صفت یکتائی پر برہان عقلی بھی زور بازو لگا رہی ہے۔ برہان عقلی کی تقریر اوپر دیکھ لو
اس کا خیال تو اوسکو ہوتا جو قہر الٰہی سے ڈرتا اور اہل بصیرت کی نظروں میں خفیف ہونے کا اندیشہ
کرتا اور جسکو فتح کے شادی نقارے یوں ہی فلک پر پہنچا رکھا ہو بھلا اوسکی بانگ بھی کہیں جھک
سکتی ہے۔ اسکو اہل علم جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اشیاء عالم میں حکمت الٰہی کے آثار
کو مشاہدہ فرماتے ہیں اور اطلاع پاتے ہیں۔ اجزاء عالم سے بڑا ہو یا چھوٹا کسیکے اللہ سے اپنے
وجود اور بقا میں بے نیاز ہونے کا اونکو وہم بھی نہ ہوتا سبکو مجردات ہوں یا مادیات اوسی کی قدرت
کا اثر یقین و عین الیقین جانتے ہیں۔ پانی۔ مٹی۔ آگ۔ ہوا۔ مجردات و مادیات عالم اسفل
و اعلیٰ کی کائنات کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں اللہ سبحانہ کی اونکے اثار پر مطلع کئے
جاتے ہیں اونکی تحقیقوں کو بھی اس باطل کی گرد نہیں لگتی کہ خدا نے اپنی صفتیں بندوں کو دیدی
ڈالی ہیں صفات الٰہیہ و صفات اکابر یا اصاغر عباد میں ذاتی اور عطائی کا فرق ہے یہ بات
تو ہمارے بھائیوں پر ہی ٹوٹ پڑی ہے کہ انکا ہی اعلام الاذکیا میں کلام ابن حجر میں یہ دیکھکر
علم الٰہی واحد ہے بجزی اور انقسام پذیر نہیں اور سے یہ خیال کیا کہ جب آپکو وہی علم
الٰہی عطا فرمایا گیا تو جب وہ بٹا نہیں تو اوس علم الٰہی کی تمام معلومات علم نبوی کے احاطہ میں
آگئی۔ افسوس انہوں نے اوسی اعلام میں ابن حجر کے اوسی کلام کے آخر میں یہ نہ دیکھا وہو
غیر علم اللہ تعالیٰ یعنی وہ علم مخلوق کا علم الٰہی کا غیر ہے۔ نہ عین جو ان دونوں کے درمیان

ذاتی عطائی کے فرق کی انوکھی راگ مالا گھیم سکے اوران حضرات نے اپنے پیران پیر امام مجدد رضی اللہ تعالی عنہ کے اُس فرمان کا لحاظ نہ کیا جسکو بندہ مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوب ۶ و ۹ سے اوپر نقل کر چکا ہے کہ مخلوق کی صفات کو صفات الٰہی جاننا یہ اسماء وصفات مین الحاد کرنا اور ذرہ الذین یلحدون فی اسمایہ مین داخل ہوتا ہے۔ سماوات وارض کی ملکوت کے مشاہدہ فرمانیوالون کے غلام بھی یہ وہم نہین کرتے کہ اللہ کا خلیفہ اللہ کی مخلوق مین اللہ کے احکام وغیرہ جاری کرنے کے سوا خدا تعالی کے مختص کام لوازم الوہیت کے بھی کر لیتا ہے اس بصیرت کی سعادت کے تحفظ نے اللہ سبحانہ کی مشیت اور ارادہ تک کا اس عالم مین کام نہ کیا ہو دے نبر ہما وشنو مہادیو کو مخلوق کے پیدا کرنے پالنے مارنے کی قدرت کاملہ کا مفوض الاختیار ٹھیرایا کو اکب اور عقول عشرہ کو مجوس نے پیدا کرنے پالنے مارنے کا مفوض الاختیار مانا تو نعمتون کی طلب اور مصیبتون کے دفع کرانے مین ادس تعالی شانہ سے کیا سروکار وید بھگوان اسکی جی یون سناتا نے ہر جہت کے لئے سواہا چاند کے لئے سواہا نچھترون کے لئے سواہا تاف والیکے لئے سواہا یجروید ادھیا ۲۹ منتر ۲ سورج کے رہنے کی جگہ راحت بخش اے پانی کے کرہ راحت بخش دوشانتی بخش اے انترکش فضا کے میدان راحت بخش اے پرتھیو راحت بخشو اے جنگلات کے دیوتا راحت بخش۔ اے برہم لوک بالائی کرہ راحت بخش الخ اے دودہ اشولی کمارون کے لئے نکل آ سرستی دیوی کے لئے نکل آ اندر دیوتا کی بی بی کے لئے نکل آ۔ اور بھی اس مضمون کے منتر مع حوالجات اوپر نقل کرآیا ہون وہان دیکھئے ڈہاک کی تیجی دیوتا ہے۔ گئون کی حفاظت بچھڑونکو ماؤن سے جدا کرنے کی درخواست سورج سے گئوون کے لئے جنگل جگنے کو مانگا جاتا ہے۔ سورج سے ہی علم وعقل ذہن دولت اولاد ایان پران کی حفاظت مانگی جاتی ہے وید کے منترون وساتہر کی عبارات مذکورہ بالا مین معطی تعالے شانہ کا نام ان کارسازیون مین وید کے دھرم ہو لکر بھی نہین لیتا۔ اہل اللہ کی پٹھون اور برکات دودہ سے معصوم بچون کی خاطر سے بے زبان

چرنیوالے بہائم کی رعایت سے مشیتین رفع ہوتی ہین رزق ملتا ہے۔ مگر اصلاً یہ
کبھی کسی کو ان سے عقل علم دین دولت اولاد وغیرہ مانگنا نہین سکہایا کسی کی نسبت
علم اور ایمان وغیرہ نصیب ہوا اور اسکو بطور رمز و اشارے و استعارے سر بسر بالا
اسکا تا کہدینا موہم مذکور بالا غلطی کا نہین اور خواہ مخواہ تاویلین سے یہ رٹنا کہ محبوب سبحانی
ہوتون کو ان چیزون کو پائی کوئی حجت شرعی نہین ہے اور ان دشمن کی لیک پیٹنا ہے۔ آسمانون
اور زمین کی ملکوت دیکہنے کو ذرات ارض و سماوات کے علم تفصیلی عیانی احاطی پر ڈہال
لینا دوسری اس آیت قرآنی سے آنکہین بند کرلینا ہے۔ أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ط یعنی کیا اور نہین نظر کرتے (وہ کفار) آسمانون اور زمین کی
ملکوت مین۔ ترجمہ تمام ہوا آسمان و زمین کی ملکوت مین نظر نہ کرنیپر کفار کی جب شکایت
کی گئی تو کیا ذرات ارض و سموات کو تفصیلوار دیکھ لینا اون کے قابو کی بات تھی یا اس ملکوت
سے مراد وہی ہے جسکو مفسرین نے بیان کیا ہے نہ وہ جو اس صدی کے دین کی ٹکسال مین
ڈہلا ہے۔ یہ فرقہ اہل سنت بلکہ اہل ملت سے نرالی اڑانے مین ذرا پس و پیش کا خیال نہین
کرتا۔ یہ حضرات اون حدیثون سے جن مین مکاشفات رسالت پناہی کا بیان ہے کہ زمین
کو آپ کے پیش نظر کر دیا پس دنیا مین جو ہوا اور ہونے والا ہے اوس کو دیکھ لیا اور آپ کے
روبرو امت پیش کی گئی آپنے سب کو پہچان لیا وغیرہ اس سے ہر وقت ان اشیا کو پیش نظر ہونے
کی اعتقاد کرتے ہین۔ حالانکہ علی قاری سعبوان فرماتے ہین صورت تجلی لی الخ کے ذیل مرقاة
مین فرماتے ہین لا یلزم منہ دوام المکاشفۃ یعنی لازم نہین آتا اس حدیث سے
ہمیشہ کہلا رہنا اشیاء کا۔ غرض یہ تو ملا علی قاری کا قول ہے۔ اگر چہ ان لوگون کے کبھی

۱؎ پس وہ جو مدارج سے خالص ہین بصیغہ ہم نقل کیا ہر چہ در دنیا است از زمان آدم و آن نفخہ
آخر بروے منکشف شد خفیہ تا آخر حق ہے اور گذشتہ کیا حال معلوم انکشاف جسوقت ہوا اسیوقت
سامنے سے جب او ٹہہ گیا تو جو یاد رہا سو رہا اور جو یاد سے اوتر گیا۔

مستند سہی مگر اپنی ہوا کے مخالف انکا قول کب مانا جاویگا۔ نصوص صریحہ صحیح حدیثون کے ملاحظہ فرمائے۔ مشکوۃ کے باب فی المعراج کی فصل اول کی حدیث مسلم بروایت ابی ہریرہ مین ہے

لقد رایتنی فی الحجر وقریش تسالنی عن مسرای فسالتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتها فکربت کربا ما کربت مثلہ فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسالونی عن شیء الا انبأتہم الحدیث

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ دیکھا مینے اپنے آپ کو (مقام) حجر مین اوس حال مین کہ قریش مجھسے میرے سفر معراج کے بارہ مین (ان چیزون کو پوچھتے تھے) جو میرے یاد مین نہی تہین پس ایسا سخت کرب وغم لاحق ہوا مجکو جسکی مثل مبتلائے کرب وغم نہوا تہا مین زمانہ گذشتہ مین۔ تو اوٹھالیا اوس بیت المقدس کو اللہ نے میرے لئے کہ دیکھون مین طرف اوسکی نہ پوچھتے تھے وہ مجھسے کسی چیز کو کہ خبر دیتا تہا مین اونکو اور اوسی کی نقل ثالث مین

عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرہم عن آیاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہتے ہین) کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تہے مین جب جہٹلایا مجکو قریش نے (سیر معراج کے بارہ مین) کہڑا ہوا مین حجر مین پس روشن کردیا اللہ نے میرے لئے بیت المقدس کو پس خبر دینا شروع کیا مین نے اونکو بیت المقدس کی نشانیون سے اوس حال مین کہ دیکھتا جاتا تہا مین طرف اوسی بیت المقدس کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اس مضمون کی حدیثین کتب حدیث مین بہت ہین سب سے یہی ثابت ہے کہ پہلا مشاہدہ حق کہ ایک ہی رات گذری تھی صبح کو ہی بیت المقدس کی نشانیون کا ان نشانیون کی یاد شریف سے اوتر جانے کی حالت مین نشانیون کے بتانے مین کام نہ آیا صبح بجا لانے بہی پہر یاد آجانے کا کام نہ دیا تب ہی تو ایسا سخت غم اور اندوہ لاحق ہوا کہ ویسا کبہی لاحق نہوا تہا۔ جب اللہ سبحانہ نے بیت المقدس کو پہر نظر شریف کے روبرو کردیا۔ تب ہر دریافت کی ہوئی چیز کو دیکھ دیکھ کر

اوس کے بعد اور نشان سے بتلائے گئے نہ یہ کہ ایک نظر ڈالکر پہر بے نظر ڈالے سب کو
بتلادیا ہو رات کی تجلی جسم ظاہر سے دیکھی پہال بیت المقدس کی صبحکو ہی انبیاء بسبب المقدس
کے بتلانے میں کارآمد نہوئی تو پہلے مکاشفون سے ابتداء دنیا سے انتہا تک کی اشیاء
عالم و عوارض اشیاء کے ہمیشہ کیلئے پیش نظر رہنے پہر اوس سے علم محیط تفصیلی ثابت
بنانے کے لئے معلوم نہین کونسے دین و فن سے یہ نیا فرقہ دلیل اور برہان قایم کریگا
مَاکَانَ وَمَایَکُون کو جو یہ فرقہ لے دوڑتا ہے اوسکی کل بہی حدیثون منقولہ بالائے بہتے
سے سمجہادی ہمارے شیخ نے دافع الریب مین ایک فصل شفاء قاضی عیاض کی اواخر فصول
شفاء سے نقل کردی ہے تاکہ داؤگہات ان لوگون کے ان کے مستند کلام سے کہولدین
اوس ماکان و مایکون کو قاضی عیاض نے نظر بر جمع بین النصوص فَأَوحَى إلَيه سے
متعلق کیا ہے یعنی جو ہو گذرا اور آیندہ ہووے گا اوس قسم سے کہ وحی کیا گیا ہے وہ طرف
آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی بس ماکان و مایکون مین سے اوسیقدر بزرگ کا
علم حضور کو عطا ہوا کہ وہ بہی بہت وسیع اور سب سے زیادہ ہے جسکی معرفت کا بوجہہ ہماری سمجہ
بوجہہ کے اوٹہانے سے باہر ہے) نہ مکاشفات کا بطور استیعاب کے تبیاناً لکل شئ
اور تفصیل کل شئ سے داؤ چلایا ہوا اوسکا ابطال ہی اس قول کے خلاف ہے اولا ان
عمومات کو عموم عرفی مانتے ہے جیسے تدمر کل شئ اوتیت من کل شئ مین صفحہ اول چار سطر کے
جواب کا دستی تحریر سے تو دوسرا نمبر و ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ اور قتل الخراصون الایہ
و دیگر نصوص حصر قرآنیہ اور مشاہدات اور واقعات کے خلاف لازم آنے نے موقع دیا
لفظ کل کے عموم سے تمام کائنات کا علم تفصیلی حضور کو جو ثابت کیا تہا انباء المصطفیٰ
اور اسکو قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ولالت فرماکر انباء کے صفحہ ۳ مین نہایت زیرکی سے
کام لیا تہا کہ اس احاطہ کے منکر کو ضروریات دین کا منکر ٹہیرا کر کافر بنانا آسان ہو جاوے
مگر غایۃ المامول کا لوہا مانکر اس دعوے کا بہانڈ خود ہی سکوڑ لیا۔ خالص ورد مالح

دیکھو تو پہلی آیت منجملہ موجودات فن شعر کی آپ سے نفی کرتی ہے جسکے معنی یہ ہین اور ہمنے نہین سکھایا ہمنے آپ کو علم شعر کا اور نہ وہ آپ کے لائق جب یہ نالائق علم آپ کے لائق نہو تو نہ بعد معراج اوس کا حاصل ہونا ممکن اور نہ وقت وصال[۵] اور دوسری آیت قرآن مجید کے شعر سحر کہانت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر ساحر کاہن قبلانے والوں پر لعنت برساکر جھوٹی باتین گڑھنے والے تبلاری ہے تو یہ فنون وعلوم کلیاً تماد جزیاً یعنی شعر سحر کہانت کے آپ کی معلومات پاکیزہ سے نکل گئے جنسے دفاتر بھرے ہوئے ہین تو ساری کائنات یا تمام ممکنات کا علم احاطی تفصیلی آپکو ثابت کرنا ان آیتون کو رد کرنا ہے ایسے ہی وما تعلم نفس ما اخفی لهم الآیہ دانستہ لیا کو بہی کوئی نفس نہین جانتا ہے اوسکو جو چھپا دیا گیا اُن سے آنکھون کی ٹھنڈک سے ایسے ہی اجناس خمس غیب کے پانچون خزانونکو بالاستیعاب کوئی نہین جانتا سواے اللہ تعالے کے بالا ترنے پلنے سے پہلے وہان بعض کو ان مین سے بتلادیا جاے تو اس حصر کے منافی نہین ایسے ہی ومنهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص الآیہ سے جو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اُن پیغمبرون مین سے بعض وہ ہیں جنکے قصے بیان کردیے ہمنے تجبر اور بعض وہ ہین جنکا بیان نہین کیا ہمنے * ناظرین منظر انصاف غور فرمائین اس مین کہ جب صاحب انباء المصطفے کی اس تصریح (کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجہ کا مفصل) کے بموجب انبیاء علیہم السلام کی سوانح عمریان مفصل ہر کے بموجب انبیاء علیہ السلام کی سوانحعمریان مفصل مدوّن بنا لینے کے ساتھ دکھلانیکے خاص قرآن کریم مین صاحب انباء اور اونکے حمایتون کا فرض منصبی ہو ہے دعوی ہے تو دکھاے بغیر دعوی سچا نہوگا حافظ مولوی لطف اللہ صاحب مرحوم

---

[۵] علامہ ابن حاجب فرماتے ہین کہ آپ سے فن شعر کا وقوع مین آنا ایسا ہی محال ہے جیسے اللہ سبحانہ سے اولاد ہونا۔

تمہارے شیخ کے تلمیذ نے دافع الریب کے ضمیمہ مین صاحب الکلمۃ العلیا کا اس
باب مین پورا ہوجانا توڑ کل پیغمبرون کے نامون کی فہرست ہی دینے پر اکتفا کیا ہے
کہ قرآن و حدیث و کتب دنیا سب سے ہی اس مقصد کو پورا کرین ۔ مگر جنان خفتہ اندایخ
کا عالم طاری ہے ۔ اور آیات سد کی قطعی دلالت کی رو سے جب قرآن مجید اور حضور علوم
شعر و سحر و کہانت سے منزہ ہین ۔ الا انکہ جمیع ابواب ہلے تینون علوم منجملہ موجودات عالم
اشیا ہین اور ان کا بیان سو ریات ہی بدون بیان جزئیات کے قرآن مین نہین
چہ جائیکہ ان کا بیان اور بیان بھی کبھار و کشف اور روشن بھی کسد و جہ کا مفصل قرآن
مین ہو تو نظر برو لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ہ تناقض سے منزہ ماننا طرمیں
کا ضروریات دین سے ہے تو ضروریات دین کے منافی ظاہر لفظ قرآن سے احتمال نکالنا
قرآن مین تناقض اپنی کوتہ فہمی سے پیدا کرنا اور ضروریات دین کے حق ہونے مین شک کر کے
ایمان برباد کرنا ہے ۔ پس نظر بر جمع بین النصوص اور اوتیت من کل شئ کے
مفاد پہچاننے کے بتبیان الکل شئ کو استغراق مدعی بہ پر دلالت ظنی بھی نہین رہتی تو
زماح کے صفحہ ابن محدث رامپوری پر خفا ہو کر گل سنڈیون سے لتھڑ جانا اہل علم کی
شان سے بعید ہے ۔ بیشک آیت مذکورہ ان کی دلیل ظنی بھی نہین ہو سکتی دلیل بناؤ گے
تو وما علمناہ الشعر الآیہ اور قتل الخراصون الآیہ اور ومنہم من قصصنا
الآیہ اور ما یعلم جنود ربک الآیہ اور ما تعلم نفس ما اخفی لہم الآیہ غیرہ
ایک عظیم حصہ قرآنی کی خبرون کی تکذیب ہو جائیگی ۔ اور مشاہدات سے معارضہ کی نوبت
جدا لازم آئیگی ۔ پس ایسے مقام پر نفی تیقن کے افادہ مین استحالہ ہی کی برابر ہے تو منصفین
نظرون میں اسیر کا لیونہر اور پڑنا معیوب ہے اور بتاآت بہ تکلم تکفیر لگا یا جائے تو ایسی
گالیہ وغیرہ سے کام لینا اہل ادب کی شان کے شایان امر ہے نہ وجہ زحمت ان
حیلہ دینا ہی گالیون سے پیدا ہوا اس سے نہین بہاتی پس خاتمہ کے صفحہ ۹۵ مین

نجوذی کے قول سے مفاتح الغیب خمس کا علم دیا جانا شنوائی کے ورود کو دیکھکر پھر کہ
جاتا کہ اسے بطور حدیث بیان کیا کہین سید عبد العزیز کا قول نقل کر دینا کہ ان پانچون
کو تو قطب بھی جانتے ہین جو غوث سے نیچے ہین ورود خیالی کشفی غیر معصوم اور اقوال
ساقطہ سے غیب کے پانچون خزانون کا علم محیط ثابت کیا ہوا اللہ وحدہ کے لئے حصر کے
ساتھ آیات محکمات قطعی الدلالہ کا منسوخ کرنا اور جبر کا نسخ اور وہ بھی تجہہ کے قول سے
کیا ایسا ایمان بالقرآن ہے - اس فرقہ کا کوئی اس قسم خلاف ایمان پر متنبہ کرے تو گالیان
مین بکھرا اور اپنی ودانیات تک بھر سنانے کو مستعد ہو جاتے ہین - خالص کے صفحہ ۴۴ مین
یہ لکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر مین تشریف
فرما ہے سفرہ ۹۰ تمام جہان مین یہ فقرہ ترجمہ مین اصل عبارت سے بڑھا ہوا ہے
مگر خیر کچھ مضائقہ نہین تشریح کے طور پر ہی سہی بیشک قرآن مجید حضور کی روح ہے
مسلمانون کی جان ہے دین و ایمان ہے یہی دولت مسلمانون کے گھرون مین نہوگی تو اور کیا
ہوگا سا خیر سورۂ شوریٰ کی آیت مع تفسیر جلالین ملاحظہ فرمائیے اور وہ یہ ہی وکذلک
اے مثل ایحائنا الی غیرک من الرسل اوحینا الیک یا محمد روحا
هو القرآن به تحیی القلوب من امرنا الذی نوحیه الیک الایة ترجمہ
اور ایسے ہی یعنی مثل وحی کرنے ہمارے کی تمہارے غیر کی طرف رسولون مین سے
وحی کیا ہمنے طرف تمہاری اے محمد روح کو وہ قرآن ہے بسبب اوس کے زندہ ہوتے
ہین دل ہمارے اوس حکم سے کہ وحی کرتے ہین ہم طرف تمہاری الخ ترجمہ تمام ہوا -
جو مسلمان پڑھا ہوا نہین ہوتا قل اور فاتحہ اوس کو بھی یاد ہوتی ہے - کوئی گھر اس مع
باری سے خالی نہین - تمام جہان مین حضور کی روح کا نور ہونا کہا جاتے تب بھی
نظر بر حقیقت اولی بیجا نہین - صاحب خالص کے غوث زمان بتلاتے ہوتے
جب وعندہ کل شیء فرماتے ہین کتاب ہی کے سے ہر چیز ہے اور بیشک بموجب

اوّل مَا خَلَقَ اللّٰہ نُوْرِی وَفِی رِوَایَۃٍ رُوْحِی قدرت الٰہی کا سب سے پہلا تعلق اسی نور محمدی و روح احمدی کے ساتھ ہوا ہے پھر تمام مجردات و مادیات کا ظہور اوسی سے ہوا ہے ذرہ ذرہ مین حضور ہی کا نور ہے مگر یہ شہود و حضور گو اس آئینہ مثال سے لئے طور پر ہی کہ اول مشعل جلائی پھر اوس سے بہت سے چراغ روشن کئے تو اگرچہ سب چراغون مین سب کی سب روشنی مشعل ہی کی ہے۔ مگر جب مشعل کو ایک جدا مکان عالیشان مین رکھدیا جائے اور چراغون کو جدا جدا مکانون مین رکھدیا جائے تو ایک سے دوسرا غائب ہو جائیگا اور وہ شہود اور حضور مفید کا مستفید مین جو بطور حقیقت ہے اوس شہود اور حضور کا نہ رہے گا۔ جو زیر بحث ہے اس کو آسان طور پر سمجھنے کے لئے دوسری مثال یہ ہے کہ بیٹا باپ ہی کا عطر نطفہ جزو بدن ہے عقل اور نقل کی شہادت ہے آیت جَعَلُوا لَہٗ مِنْ عِبَادِہٖ جُزْءًا مین بندہ کو خدا کا بیٹا بتلانے پر وہی جزئیت کا الزام لگایا ہے۔ اس حقیقت کے لحاظ سے گویا بیٹے مین باپ موجود ہین مگر مقام تفصیل شخصی ترکیب عنصری مین یہ شہود باپ کا بیٹے مین بیٹے کے غائب ہونے کی حالت مین بیٹے کی حالت کا نگران نہین ہو سکتا۔ یہ کوئی لفاظی نہین ہے ہم تم روزمرہ اسکا تجربہ کر رہے ہین۔ مثلاً بیٹا لکھنؤ مین جسوقت مرا باپ اوسوقت دہلی مین جشن کر رہے تھے اوس خوشی مین کوئی تکدر نہ آیا۔ اگر وہ شہود و حضور جزوی باپ کا بیٹے مین بیٹے کی حالت موت دیکھنے کو غائب ہونیکی حالت مین مفید ہوتا تو محلس جشن بیٹے کے مرتے ہی مجلس ماتم نہ بنجاتی جیسے خط یا تار آنے مین بنجائیگی۔ پس قول مذکور علی قاری کا قطع دبر بد ہو یا بلا قطع اس حقائقی حضور و شہود سے مقام تفصیل شخصی ترکیب عنصری مین حضور کے ہر جگہ حاضر ناظر ہونے غیب اور تمہاری شہود بنجانے کو مفید نہوگا۔ اگر ایسا ہوتا تو یہی قاری کی اس حکم بکفر کا نہ لگاتے۔ اور عقائد کی کتاب جسمین قطعیات بر مدار ہوتا ہے اوس کتاب شرح فقہ اکبر مین یہ نہ فرماتے جانو تم

دا ے مسلمانو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تہبی ہوئی چیزون کو نہین جانتے

مگر اوس کو جانتے ہین جو اُن کو گاہ گاہ اللہ سبحانہ نے بتلا دیا تو جو کوئی معتقد ہو
اس امر کا کہ وہ جانتے ہین غیب کو تو بیشک وہ کافر ہو گیا اسلیئے کہ اوس نے معارضہ
کیا اللہ سبحانہ کے اس قول کا کہ فرما دو کوئی ارضی و سماوی مخلوق غیب نہین
جانتی سواے اللہ کے جیسا کہ (امام ابن الہمام کی کتاب عقائد) مسایرہ مین ہے

ترجمہ واعلموا ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
لم یعلموا المغیبات من الاشیاء تا آخر کا تمام ہوا اگر روح مبارک حاضر ناظر ہوتی
نزدیک ملا علی قاری کے تو ہر جگہ اور کسی چیز کا آپ سے پوشیدہ رہنا نہ فرما جاتے اور اوسکے
جاننے کے اعتقاد پر حکم کفر نہ لگاتے ۔ انک انت علام الغیوب سے ذیل حصر ثابت
کرنے کے بعد فرمایا نصوص کی نفی ۱۵ اکیسوین مین کیونکہ غیب کو سواے اللہ کے
دوسرا کوئی جانتا ہی نہین صفحہ ۱۹۰ نقص ششیشی مین ہے آنحضرت صلعم کی روح سے
تمام ارواحون کا مادہ بنا اگرچہ وہ روح عالی خود جسد عنصری ترکیب سے نہ نازمین
اس امر کا ادراک نہ کرے ص۹۵ ترجمہ مخصوص جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نور انور روح مبارک سے تمام ارواح عالم بنائی گئین تو سب مین آپ موجود ۔ مگر
ترکیب عنصری مین آپ کو اس کا ادراک نہو تو اس فرقہ کا اس ترکیب مین آنکھا حاضر ناظر
اعتقاد کیا نصوص قرآنیہ کا معارضہ کرنا ہے ملان تفرقون کے جاننے سے کورا حقائق کی
کوروش سے کرید مطلب کو الجھا ہوا پر لگا تمام نصوص حصر پر قرآن کے باقی پھیرنے پر کوئی
معتقد ہو جاتے ۔ ملا علی قاری کے قول سے ہی بناوٹ مذکور بالا کو توڑ دیا اور وہ کیا اس کو
اپنے گھر سے کہدیتے ہین نص قطعی قرآنی ہی اس کی نفی کررہی خالص کے صفحہ ۴۴
مین ہے ۔ پاک جانین جب جسم کے علاقون سے جدا ہوتی ہین ملاء اعلےٰ سے جا ملتی ہین
اور اونکے لیئے کچھ پردہ نہین رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتے سنتے ہین جیسے یہان موجود ہین بسطرا
تا ۳ عبارت کبیر کا ترجمہ کرتے ہوے بصفحہ ۷ وہ لکھتے ہین اہل سنت کی جھوٹی دلیل یہ ہے

کہ بلا شبہ افعال کی متولی تو روح ہے نہ بدن اس لئے ہم لکھتے ہین کہ جسے احوال عالم

غیب کا علم زیادہ ہوتا ہے اوس کا دل زیادہ زبردست ہوتا ہے ولہذا مولی علی نے فرمایا

خدا کی قسم مین نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے اکھیڑا

بندہ ہمیشہ طاعت مین لگا رہتا ہے تو اوس مقام تک پہنچتا ہے جسکی نسبت رب عزوجل

فرماتا ہے وہان مین خود اوس کے کان آنکھ ہو جاتا ہون تو جب جلال الہی کا نور اوس کا

کان ہو جاتا ہے بندہ نزدیک و دور سب سنتا ہے اور جب وہ نور اوسکی آنکھ ہو جاتا ہے

بندہ نزدیک و دور سب دیکھتا ہے اور جب وہ نور اوس کا ہاتھ ہو جاتا ہے بندہ سہل

و دشوار و نزدیک و دور مین تصرفات کرتا ہے ۔ سطر ۴ تا ۱۲ کان ۔ آنکھ ہاتھ ہو جاتا

ہون یہ ترجمہ کنت سمعہ و بصرہ الحدیث اور انہین لفظون کے ساتھ عبارت تفسیر کا

ٹھیک نہین صحیح ترجمہ یہ ہے کہ مین اوسکی سماعت اور بصارت اور قوت ہو جاتا ہون اور بندہ

جب اس مقام تک ہوتا ہے تو اوسکی قوت باصرہ اور سامعہ طاقت سلب فرما کر

سمع و بصر و قدرت الہی اوس کے وجود مین اپنا تصرف کرتی ہے اسوقت حق اللہ سبحانہ

ہی اوس کا سمیع و بصیر اور زور بازو ہوتا ہے نہ بندہ ۔ ایسی حالت مین نزدیک و دور کی برابر سننے

دیکھنے والا سہل و دشوار نزدیک و دور مین یکسان تصرف کرنے والا اللہ ہوتا ہے نہ بندہ

اور یہ کچھ کسیکا حاشیہ مستزاد نہین ہے ۔ خود سیدنا و مولینا علی اسد اللہ الجبار ہی قسم کھا کر

فرماتے ہین کہ مینے خیبر کا دروازہ (اپنے) جسم کی قوت سے نہ اوکھیڑا بلکہ ربانی طاقت سے

کیا اسپر بھی تحق بہ مدری کی مراد ہوسکتی ہے نہ سمجھا کہ آپ اپنی جسمانی طاقت کی نفی فرما کر ربانی

طاقت کا یہ کام بتلا رہے ہین تو انسانی طاقت سے اس کا ہونا کیونکر ثابت ہو جو آپ کا دعوی ہے اس سے

کیسے ہرا ہو جاتا ہے سو جناب نے عبارتون کے ڈھیر لگا دئے اللہ سبحانہ سمیع و بصیر

قادر مطلق ہے نزدیک و دور کی برابر سنتا دیکھتا ہے ۔ اوسکی قدرت کے سہل و دشوار نزدیک و دور مین

برابر تصرف کرنے کا کوئی منکر نہین جسکا انکار ہے اوسکا ثابت کرنا محال اور دشوار ہے

بندہ کی طرف اس سننے دیکھنے کو منسوب کرنا ایسا ہی ہے جیسا شیطان کی طرف دیاسلائی سوئی تنکے
کو منسوب کیا جاتا ہے۔ کشفی حالت خرق عادت کے وقت کا نزدیک دور کی برابر سننا
دیکھنا وغیرہ جو فعل الٰہی ہے وہ بندہ کے کان آنکھ ناخن کی جسمانی طاقت کے لئے نزدیک دور
کی برابر سننے دیکھنے سہل و دشوار نزدیک و دور میں برابر تصرف کرنے کا آلہ ضابطہ کنجی اور ہتھیار بن
بن گیا فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم سے عبارتیں نقل فرما کر ہمارے شیخ نے زجر دافع الریب کے
اس مرحلہ کو صاف کر دیا ہے از انجملہ یہ قول شریف شیخ اکبر قدس سرہ کا کہ بندہ کی صفات سننا
دیکھنا وغیرہ سلب فرما کر سمع و بصر الٰہی بندہ سے صدور جو ان میں تصرف کرتی ہیں بندہ کی ذات ذات
الٰہی نہیں ہو جاتی بلکہ اللہ ہی اوس وقت اوس کا سمیع و بصیر ہوتا ہے نہ بندہ اور بندہ کے
صدور جو دین صفات الٰہیہ کا تصرف کرانا اوس سے غرض کرے جس کا بیان بعض مکاتیب امام ربانی
مجدد الف ثانی … سے … منقول ہو چکا اور بعض اقوال ساقطہ جو صاحب
خالص … قرآنیہ کو ٹال بتلانے کے لئے دستاویز بنائے ہیں اون سے ناراضی شیخ
محقق دہلوی … دافع الریب میں شارح شریف سے نقل کیا کہ بعضے از فضلا
شنیدہ شدہ کہ بعضے از عرفا کہ آں را نوشتہ در آں اثبات نمودہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند ظاہرا ایں قول مخالف بسیارے از ادلہ است تا قائل
آں چہ مقصد کردہ … انتہی اس سے تو معلوم ہوا کہ تمام کائنات کا علم آپ کو ثابت کرنا ہی
دلیلوں قرآنی عقلی و نقلی کے مخالف ہے مگر چونکہ اوس وقت میں احاطہ اور تفصیل وغیرہ
موجبات کفر کی تصریح نہ تھی … اوس سے مقصود قائل تجزی معلوم ہوتا تھا اوسواسطے قائل
کیا گیا اب تو احاطہ کی تفصیل سب ہی کے مدعی مصداق خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا خروج کسی … ہو رہے ہیں … نقل شعرانی علی خواص قدس سرہما یہ قول خالص میں
نقل کیا کہ کمال … تمام عالم علوی و سفلی کا آئینہ ہے صفحہ ۵ ایسا ہی بھی
اگر آئینہ کو اوس تفصیل کا علم … ہوتا … تو اس کا بروجہ تفصیل عکس پڑتا

نہ جانا کہ اوس تفصیل کی خبر نہ ہم دیتے نہ اون کو تمام جزئیات تفصیلی کا اوس سے پتہ چلے
بنا بحیر الاصول کے صفحہ ۱۳۰ کا ترجمہ یہی ہو گیا ہے ایک فرقہ قلیلہ متاخرین میں سے
طرف اس کی گئی کہ حضرت مطلع ہیں مغیبات خمس پر بھی لیکن وہ اپنی اس دعوے پر کوئی صحیح
دلیل کتاب و سنت سے ذکر نہیں کرتے باوجودیکہ اونکے دعوے میں بہ تصریح نہیں ہے
کہ علم آپ کا مثل علم الہی کے جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہے ۔ اور ذکر کی ہے اونکی تغیر بعض صوفیہ
سے الخ جواب اس اخیر کا رد ہو جو امام عبدالوہاب شعرانی نے یواقیت کے خطبہ میں دیا ہے
کہ معاذ اللہ ہمیں مخالفت کروں جمہور متکلمین کی اور اون کے مخالفوں کا ظاہر کی صحت مسئلہ کا
اعتقاد کروں جو بعض اہل کشف نے ... سطر ۹ تا ۱۲ یہی امام قسطلانی جنکی عبارتوں سے
فالشغل الاعتقاد کو ... ہی عبارت شرح بخاری کی جلد عاشر سے رافع الریب
میں منقول ہے ... جو ان میں مضبوط نہ ہے وہ اس کے قائل ہو گئے ہیں
سلف اہل سنت کے اجماعی عقیدہ میں بے اتفاق کے اختلاف بے بنیاد پیدا کرنے
والے جب قسطلانی کے نزدیک بھی بعض مَنْ لَمْ یَرْسَخْ فِی الْاِیْمَانْ ٹھہرے
تو ان کو ... اہل سنت بتانا عقائد اہل سنت پر حملہ کرنا ہے آپ ہی رسالہ میں خود بتا
عقائد اہل سنت سے ایک یہ بتلا رہے ہیں اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیوب خمسہ (میں) سے بہت (سے) جزئیات کا علم بخشا ۔
(الیٰ قولہ) یہ قسم دوم ہوئی صفحہ ۳ اس قسم دوم کو آپ ہی ضروریات عقائد اہل سنت میں ٹھہراتے
ہیں ... رسالہ کے آپ ہی یہ کہتے ہیں (قسم) دوم ضروریات عقائد اہل
سنت ہے جس کا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے سطر ۱۵ اور اس ضروریات عقائد اہل سنت
کی حد ... میں آپ ہی ... لکھتے ہیں کہ حضور کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا
علم ہے سطر ۶ و ۷ بھلا جب ان پانچوں خزانوں میں سے غیب کے بعض کا علم ماننا آپ
کو ضروریات عقائد اہل سنت سے ماننا پڑا تو اس سنت کی حد سے بڑھ جانے والا

ور جو اون کے ہمخیال ہون یعنی نہین ٹھیر سکتے تب ہی تو امام قسطلانی صدیون بعد پیدا
ہونے والے اس خیال کے آدمیونکو ایمان مین راسخ نہین بتلاتے ناظرین ذرا ان
کارروائیون کو اس سے دین کی غور سے ملاحظہ فرماوین ۔ آپ نے کی عبارت خالص کے
صفحہ ۱۰ مین نقل کرکے جو ترجمہ مین پانچون غیبون کے علم کو آپ کے لئے ماننے نہ ماننے
مین صرف محدثین کا اختلاف بتایا ہے کمال جرأت کو کام فرمایا ہے اِنَّ عُلَمَاءَ الظَّاهِر
مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَغَيْرِهِمْ اِخْتَلَفُوا الخ عبارت صاف بتلا رہی ہے کہ خیال مستحدث
مذکور مین مخالف اس نئے خیال والونکی صرف محدثین ہی نہین بلکہ فقہا اور متکلمین سب ہین
وغیرہم کو نقل کرکے ترجمہ مین ملیا میٹ کر دیا اور سطر ۹ مین خیال مذکور والونکو کہا کہ وہ
تب بھی بیہ خواب کی گھر کی ملونی ہے ایسے ہی جب آپ نے بلا کئی ہوئی بعض بھی خبرون
کے جاننے دلالت سے پہچاننے والیکو عالم الغیب ٹھیرایا تو اوسپر یہ اعتراض پڑا کہ ایسا علم
عطائی بعض غیب کے جاننے کا ہر ادنی اعلے کو ہوتا ہے تو کیا اونکو بھی عالم الغیب
مانا جائیگا چونکہ اس بیجے اعتراض سے گلو خلاصی دشوار تھی تو وہ کتنے شیرینی دہانت کو
بہار صدق کو چہار صفحہ ۴ مین خالص کے تو معترض کو آپ بعض غیوب بتلاتے دلالت سے
پہچاننے ہوتے جاننے والے کو عالم الغیب ٹھیرانیکا قائل ٹھیراکر آیات اور احادیث اور
اقوال فقہا کو جو اپنے اوپر پڑتے تھے ذرا سے بات پلٹ مین اون پر عائد بتلا دیا اور لفظی
توہین کی جب اونپر تہمت لگائی تو قرنہ کمال وغیرہ مین وہی لفظ ایسے موقع مین او نہونکے
دکھا دئے تب اوس کا یہ الٹ پھیر کر دیا کہ بنا قصور اوس قصور کے پکڑ لئے اور نہ
تعوب دیا مگر ہم بحسن ظن اون بیچارے وغیرہ کے اقوال کو ایسے محاورہ کے اشارہ بطور
تاویل حمل کرتے ہین جسکی نظیر عام طور پر روزانہ اصطلاح کے تجار اہل بیوپار بائع مشتری
وزن تول والا اور اہل بازار مین مستعمل ہے ۔ دہلی میں ہی دیکھ لو صد ہا اجناس شکر اور بیہ
میوہ جات غلہ جات سے آڑھتیون کے یہان کمرے بھرے ہوئے ہین جن مین سے

تولہ تولہ بھر کی پڑیان رومال مین باندھکر دلال دکان دکان دکھاتے پھرتے ہین جب کوئی
خریدار دریافت کرتا ہے کہ تمھارے آڑتی یا سیٹھہ کے یہان صرف یہی مال ہے یا
اسکے سوا اور بھی ہے دلال کہتا ہے بس یہی ہے اس سے کسی بیوقوف دلال پرستان
حال کو اس بات کا وہم بھی نہین ہوتا کہ ان بانگیون کی تھوڑی سی مقدار کے سوا آڑتی
کے یہان ان جنسون مین سے اور کچھہ باقی نہین - بلا تامل تولہ تولہ بھر کی بانگیون
پر سودے کا سودا کر لیتے ہین تو تولہ تولہ بھر کی پڑیون کے سودے اوترجانیکا وہ خیال
کرتے ہین ہرگز نہین - اسی طرح غیب کے پانچون خدائی خزانون کے دلال اولیاء اللہ
غوث و قطب ابدال رضی اللہ تعالے عنہم اُن غیب کے پانچون کی بانگیون کو خواہ
خود فرمائین یا اُن سے معاملہ رکھنے والے کہ سب پانچون خزانے غیب کے یہی ہین
تو اس سے غیب کے خدائی خزانون کو کوئی ان بانگیون مین محصور نہ سمجھیگا - اللہ سبحانہ
سخن پروری اور دانشمندی کا ستیاناس کرے جو یہ الٹ پھیر کر رہی ہے - اہل رموز و اشارات
و استعارات کے کلمات مختلف ادائین اور رنگ رکھتے ہین انکو شارع فہم ہین اوتارتا
محاورات روزمرہ وغیرہ سے چشم پوشی کرنا ہے سیدی ابو یزید بسطامی رضی اللہ
تعالے عنہ فرماتے ہین لوائی ارفع من لواء محمد تو کیا اس سے کسی
ایماندار کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ جھنڈا بایزید کا حضور کے جھنڈے سے زیادہ اونچا ہے
امام مجدد رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین جس سے اونچا دکھائی دیا ہے وہ نمونہ
ظلی تھوڑے سے لواء محمدی کا ہے سب ہی کا ظل ہوتا تو ہم کہتے - تم دیکھہ لو ایک
منزلہ مکان قریب کا دور کے دو منزلہ مکان سے اونچا معلوم ہوتا ہے - سورج زمین سے
بہت گنا بڑا ہے روٹی سی ٹکیہ دکھائی دیتا ہے - خوب ہوا انھون نے جمع محمدی[1]
اجمع از جمع الٰہی است ان کا قول دیکھکر آپکے لیے اللہ سبحانہ سے زیادہ عظمت کا دعوی نہ کردیا

[1] یہ عبارت بعض مکاتیب مخدوم صاحب مجددی مین منقول ہے - منہ

ان غیوب کے پانچوں خزانوں کے علم اجمالی تفصیلی کا حصر اللہ سبحانہ کے لئے ثابت کرتے
والے کچھ بعنوان کتاب و سنت و اقوال مفسرین صحابہ و تابعین سلف و خلف دافعہ
غایۃ المامول اور دافع الریب میں نقل کئے ہیں اون سب کو نقل کرنا اس مختصر کے مقصد
باہر ہے۔ مگر قدرے اوس سے یہ ہے عن احمد عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال اوتیت مفاتیح کل شئ الا الخمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ
الحدیث وعنہ من طریق اخر عن ابن عمر الحدیث المذکور وزاد فی
اخرہ قال قلت لہ انت سمعتہ من رسول اللہ قال نعم اکثر من خمسین
مرۃ ترجمہ امام احمد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ دیا گیا ہون میں کنجیان ہر چیز کی سوا ان پانچ خزانوں
غیب کے کہ جن کا ان اللہ عندہ علم الساعۃ (آخر آیت تک میں ذکر ہے) الحدیث
اور اونہیں امام احمد سے دوسرے طریق سے بروایت ابن عمر یہی حدیث مذکور آئی
ہے جسکے اخیر میں اسقدر زیادہ ہے کہا کہا میں نے اوس سے تو نے سنا ہے حضرت عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہاں کئی پچاس مرتبہ سے ترجمہ تمام ہوا جب صحابہ کرام
میں حضور کے زبان و تصدیق بموجب آیت مفاتح الغیب کی تفسیر میں غیب کے پانچون
خزانوں کی کنجیاں نہ ملنا ایسا مشہور تھا کہ جسکی روایت راوی نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے
حضور کے وصال شریف کے بعد پچاس مرتبہ سے زیادہ نقل مذکور کے ثابت رکھی
میں سنی ہے تو آج اون کو علم محیط تفصیلی کسی قطب زمان کے ثابت کرنے کا کلام
نہیں ہو سکتا وفیہ ایضاً ثم قال حدثنا ابی ہریرۃ وذکرہا البخاری
اخرجہ فی تفسیر الآیۃ المذکورۃ وساق الحدیث (الی ان قال)
وقال حدثنا عن اشراطہا الحدیث ای قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ

وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام الحدیث وقد رواہ البخاری ایضا
فی کتاب الایمان ومسلم من طرق ثم ذکر ان الامام احمد اخرجه عن ابن
عباس وساق الحدیث (الی ان قال) یا رسول الله فحدثنی متی الساعة
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سبحان الله خمس لا یعلمهن الا الله
ان الله عنده علم الساعة وینزل الغیث الحدیث قلت قوله سبحان الله
خمس لا یعلمهن الا هو رد صریح علی من یزعم من الغلاة ان معنی قوله
صلی الله علیه وسلم فی الروایة الاخری ما المسئول عنها باعلم من
السائل انه وجبریل علیهما السلام مستویان فی العلم بها منه ٢١ [illegible]
حدیث حضرت ابی ہریرہ کی اور ذکر کیا کہ بخاری نے روایت کیا ہے جسکو آیت مذکورہ
کی تفسیر میں اور بیان کیا اوس حدیث کو (یہاں تک کہا) اور فرمایا عنقریب بیان کرونگا
میں جیسے اشراط قیامت کو آخر حدیث تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول
شریف تک یہ ہے بیان پانچ (خزانوں غیب) کے کہ اون کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
(جسکا ذکر اس آیت میں ہے) کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا
ہے مینہ کو اور جانتا ہے اونکو جو رحموں میں ہیں۔ آخر آیت تک الحدیث اور کہا روایت کیا
اوسکو بخاری نے بھی کتاب الایمان میں اور مسلم نے متعدد طریقوں سے پھر ذکر کیا ہے کہ امام
احمد نے روایت کیا ابن عباس سے اور روان کیا اس حدیث کو یہاں تک کہ عرض کیا ابن
عباس نے یا رسول اللہ بتائیے مجھکو کب ہوگی قیامت فرمایا رسول اللہ
علیہ وسلم نے پاکی ہے اللہ کو ان پانچ خزانوں کو غیب کے اللہ کے سوا کوئی نہیں
جانتا (جسکا ذکر اخیر تک اس آیت میں ہے) ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث
الحدیث کہتا ہوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول شریف کہ پاکی ہے اللہ کو
اون پانچ خزانوں کو غیب کے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا صریح ہے اوس بات

غالیون مین جو گمان کرتا ہے کہ دوسری روایت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
قول شریف کے کہ نہین ہے وہ جس سے پوچھا جاتا ہے کہ کب ہوگی قیامت زیادہ
جاننے والا (اس بارہ مین) سائل سے معنی یہ ہین کہ آنحضرت جبرئیل علیہما السلام برابر ہین
اوس کے جاننے مین ترجمہ تمام ہوا حافظ ابن کثیر کی تفسیر سے جو یہ مذکور بالا نقل کیا
ان آیات اور احادیث سے حصر کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ ان پانچون خزانون کا غیب
کے علم احاطی تفصیلی اللہ سبحانہ کے سوا کسی مخلوق کو نہین اور نہ ہو سکتا ہے اسلئے
کہ یہ غیر متناہی ہین سب ملاکر اور اسی حصر کی حدیث کو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالے عنہما سے پچاس مرتبہ سے زیادہ سنا ہے ایسا ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ
کی اوس حدیث سے یہ حصر ثابت ہے جسکو امام بخاری نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین
روایت کیا ہے اور اسی کے حصر کی اثبات کی دوسری حدیث کو امام بخاری نے کتاب
الایمان مین داخل کیا ہے جسکو امام مسلم نے چند طریقون سے روایت کیا ہے
جماعت صحابہ کرام سے جسکو امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے
عنہم سے روایت کیا ہے جسمین یہ بھی مذکور ہے کہ باکی ہے اللہ کو (اس سے کہ کوئی مخلوق
بالاستیعاب غیب کے اون پانچون خزانون کے جاننے مین اوسکا شریک ہو)
اُن پانچون کو بالاستیعاب اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا جس سے معلوم ہوا کہ
اون مین سے بعض کی خبر ملنا ممکن بلکہ واقع اور ثابت ہے افسوس جس حصر پر ایمان
مطلوب اوس مین غیر اللہ کی شرکت سے اللہ کو باکی تبلاتی خود حضور آیت قطعی
الثبوت قطعی الدلالۃ کا حوالہ دیکر تو اون پانچ خزانون مین سے غیب کے کوئی چیز
چھپی نہ رہنے کا قطعی پر دعوے کسی ایمان دار کو کب زیبا ہے اور جسکو حضرت
شیخ محقق دہلوی وغیرہ کے اقوال سے دکھاتا ہے مدارج شریف مین انہین کے
یہ فرمایا - مفاتیح خزاین ارض اخر در دست او داد چنانکہ مفاتیح غیب در دست اوست

پس ہمسے روشن کہ اللہ نے اون پانچ خزانوں کی غیب کی کنجیان اپنے ہی ہاتھہ مین رکھی ہین۔
کسی مخلوق کو نہین دین۔ وہی شیخ ترجمہ مشکوٰۃ مین فرماتے ہین چہ علم باحوال غیب بہ تفصیل جز
پروردگار تعالےٰ را نباشد یعنی اس نے اپنی ذات مقدس سے اوسکی نفی فرمائی کہ جیسی سوائی ایک
چیز کے (اون) حالات کا (جو اوسپر گذرتے ہین) علم تفصیلی اسواسطے اللہ کے کسیکو نہین
اور اپنے خیال کو خالص صفحہ ۵۴ مین نفس الرحمٰن کی عبارت سے بچایا تھا جسکو اوسی عبارت کے
اخیر نے باطل کر دیا آپنہی اوس کا ترجمہ یون کرتے ہین کہ جو کچھ حالات اوسپر آنے والے ہین اون
سبکی اس وقت اوسے خبر ہے وہ جو آئیگا اجمال کی تفصیل ہی ہوگا صفحہ ۴۴ اس عبارت نے
اجمال کی تجلی اور انکشاف کو اپنے آپ یہ جو حالات گذرینگے ظاہر کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ جو حالات
اوسپر گذرینگے اسوقت اوسکا اجمالی طور پر انکشاف ہوا ہے آئندہ نئے حالات جس اجمال کی
تفصیل ہونگے مقدس الحکم کی حکمت مستقیم مین نفس معقولی کے ختم ہوئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم ہوا کہو مجھے نہین معلوم کہ مجھ سے اور تمہارے ساتھ کیا کیا ہو گا یعنی حجاب کی
تصریح کر دو اور کشف [illegible] اس قدر مقصود ہوتا ہے کہ بعض امور غائب پر اطلاع ہو جاتی ہے کہ [illegible]
سوال جو ہم درمیان باری تعالیٰ کی [illegible] کیونکہ یہ اللہ ہی کی شان ہے صفحہ ۴۳ از ترجمہ المہندی
تمام مرتبہ [illegible] کھینچے آتے ہین اصحاب کا سارا حساب [illegible] آفتاب ہے۔ خالص کے
صفحہ ۴۴ مین ہے نیز شبانہ روزی مین زیر آیہ کریمہ وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا آہ
فرمایا ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہدۃ علی جمیع الارواح الخ اسکا ترجمہ
آپ یہ کرتے ہین یہ جواب عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تمہین
ان سب پر گواہ بنا کر لائینگے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور کی روح انور تمام جہان مین ہر ایک کی روح
ہر ایک کے نفس ہر ایک کے دل کا شاہد فرماتی ہے (کوئی روح کوئی دل کوئی نفس اون کی
نظر کریم سے اوجھل نہین جبھی تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائینگے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے)
اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میری روح

پیدا کیا تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا سطرہ تا ۱۵ ترجمہ میں تمام جہان میں یہ
فقرہ اصل عبارت کے ترجمہ پر بڑھا ہوا ترجمہ کے گھر کی ساخت ہے ساخت اور اصل عبارت سے
ملانے کی آسانی کے لئے جسپر ہمنے دوہری لکیر کھینچدی ہے اور جس عبارت پر ترجمہ کی اکہری لکیر ہے
وہ بھی بجا صحیح نہیں صحیح ترجمہ اوسکی اصل عبارت کا یہ ہے اسلئے روح آپ کی گواہ ہے سب روحوں
اور قلوب اور نفوس پر اسلئے آپ نے فرمایا ہے سب سے پہلے اللہ نے میری روح کو پیدا کیا اس شہود
روحی اور خبر کی حاضری سے غائب ہونے کی صورت میں نگران حال رہنے کا بیان آئندہ آتا ہے
اس سے حضور کو حاضر ناظر ٹھہرانا جسکو حاشیہ پر لکھا ہے یہ نئے دین کی نئی ساخت مشاہدہ کے خلاف
ہے اور یہ جو قوسین اول کے اندر کی اپنی بنائی ہوئی عبارت میں کہا کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے چہ
غلط ہے سنئے گواہیاں معاینہ کی ہی نہیں ہوتیں تسامع کی گواہیاں مشہور چیزوں میں جو ہوتی ہیں
جنکے بیان سے کتب فقہیہ بھری ہیں حدیثیں شاہد ہیں کیا اونپر پانی پھیر دیا جو حصر معاینہ کر دیا اہل
دفتر و دیوان کی گواہیاں متعلقہ دفتر صرف دفتر دکھا دینے سے ادا ہو جاتی ہیں جس تحریری امر میں
ان سے گواہی لی جاتی ہے تحریر دکھا دینا اوس میں کافی ہوتی ہے جس شخص یا خبر کا حال اوس میں
مندرج ہے اوسکے آنکھ سے دیکھنے کو اون سے نہیں پوچھا جاتا امت محمدیہ کو امم سابقہ پر گواہ
بنا کر لانا بھی آیت قرآن میں منصوص ہے تو شاہد کو مشاہدہ ضروری کی بناوٹ پر یہ بھی اس عالم
میں ہر جگہ حاضر ناظر ہیں نبیو سر ہیں تو اپنی ازار کو کھلیگی - پارہ سیقول کی
آیات ہے لِتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ۔
کی تفسیر مدارک التنزیل کے مرقوم ہے روی ان الامم یوم القیمۃ یجحدون
تبلیغ الانبیاء فیطالب اللہ الانبیاء بالبینۃ علی انھم قد بلغوا وھو اعلم
فیؤتی بامۃ محمد علیہ السلام فیشہدون فیقول الامم من این عرفتم
فیقولون علمنا ذلک باخبار اللہ تعالی فی کتابہ الناطق علی لسان نبیہ الصادق
فیؤتی بمحمد علیہ السلام فیسئل عن حال امتہ فیزکیہم و یشہد بعدالتہم

صفحہ ۹

والشہادۃ قد تکون بلا مشاہدۃ کالشہادۃ بالتسامع فی الاشیاء المعروفۃ
برحاشیہ خازن مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر **ترجمہ** آیت کا یہ ہے تو کہ ہو جاؤ تم گواہ
لوگوں پر اور ہو جاوے رسول تم پر گواہ اور ترجمہ اوسکی تفسیر کا یہ ہے مروی ہے کہ امتیں دن قیامت کے
انکار کرینگی تبلیغ انبیاء کا پس مطالبہ کریگا اللہ انبیاء سے گواہوں کا اس امر پر کہ بیشک اون انبیاء
(علیہم الصلوۃ والسلام) نے پہنچا دیا رسالت الٰہی کو اونکو اور حال یہ ہے کہ وہ اللہ خوب
جانتا ہے (اس تبلیغ کو) پس لائی جاویگی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو گواہی دینگے وہ پس
کہینگی وہ امتیں کہاں سے جانا ہے تم نے تو نہیں آگے جانا ہم نے اسکو اللہ تعالیٰ کے خبر دینے
کی وجہ سے اپنی اوس کتاب میں جو ناطق تھی اوس کے سچے نبی کی زبان پر تو بلائے جاوینگے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس پوچھے جاوینگے وہ اپنی امت کے حال سے تو وہ اونکے تزکیہ اور
عدالت کی گواہی دینگے کبھی ہوتی ہے گواہی بغیر مشاہدہ کے جیسکہ گواہی ساتھ باہمی سماعت
مشہور چیزوں میں ترجمہ تمام ہوا اسلامیون اس سے دین کی قصر کی خیالی تو دیکھو یہ گواہی تو
تھی بغیر مشاہدہ کے اور تبلیغ کی گواہی معاینہ کے بلکہ گواہی کا معاینہ میں حصر کر دیا اور خازن میں
اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر کر کے فرمایا وقیل ان امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہداء
علی من ترک الحق من الناس اجمعین یعنی ایک ضعیف قول یہ ہے کہ امت محمدیہ گواہ
ہوگی اون لوگوں پر جنہوں نے ترک کیا (دین) حق کو سب لوگوں میں سے آگے امم سابقہ پر انکے
نبیوں کی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے پھر اون امتوں کا وہی سوال کہ تم نے اس کو کہاں سے جانا
تم تو ہمارے بعد آئے ہو اور امت محمدیہ کا وہی جواب کہ ہم نے اس کو رسول کی زبانی کتاب سے
جانا وہی تسامع کی گواہی ہے نہ معاینہ کی اسکے ہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت
خاص امت نوح علیہ السلام پر اسی تبلیغ کی گواہی کا ذکر ہے اور کفار کا وہی سوال اور امت
محمدیہ کا وہی جواب پھر کیا ترمذی کی روایت میں مطالعہ زیادہ ہے صفحہ ۹۱ تا ۹۲ خازن
کا دیکھو تو آیت مذکورہ کے ذیل ایسا ہی تفسیر مظہری میں بیان کر کے فرمایا وروی البخاری

والترمذی والنسائی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یجاء نوح علیہ السلام یوم القیمۃ فیقال لہ ہل بلغت
فیقول نعم یا رب فیسأل امتہ ہل بلغکم فیقولون ما جاءنا من نذیر
فیقال من شہودک فیقول محمد وامتہ قال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فیجاء بکم فتشہدون ثم قرء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکذلک
جعلناکم امۃ وسطا فتشہدون لہ بالابلاغ واشہد علیکم

ترجمہ اور روایت کیا بخاری اور ترمذی اور نسائی (حدیث کے تین اماموں)
نے ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لائے
جائینگے نوح علیہ السلام دن قیامت کے کہا جائیگا ان سے کیا رسالت الٰہی کو پہنچا دیا تھا
(اپنی امت کو) پس کہیں گے ہاں اے رب میرے پس پوچھا جاوے گا انکی امت سے
کیا تبلیغ کی تمکو کہیں گے وہ نہیں آیا ہمارے پاس کوئی ڈر سنانے والا تو فرمایا جاوے گا
کون گواہ ہیں تمہارے اے نوح پس عرض کرینگے محمد اور امت انکی فرمایا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پس بلائے جاؤ گے تم پس گواہی دو گے تم پھر پڑھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے (بطور استشہاد اس آیت کو) وکذالک جعلناکم امۃ وسطا پس گواہی
دو گے تم واسطے انھیں نوح علیہ السلام کے رسالت الٰہی پہنچا دینے کی اور گواہی دونگا
میں خبر [illegible] امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے حدیث نقل کی اور اس میں [illegible] سے
[illegible] بیان [illegible] نبی کے ساتھ ایک [illegible] کے ساتھ دو [illegible] زیادہ
ذکر [illegible] اور [illegible] تبلیغ کے بارہ میں سوال [illegible] جواب کہ ہمنے تبلیغ کردی ہے
اور [illegible] امت محمدیہ کو بلایا [illegible] تبلیغ انبیاء کی گواہی دینا [illegible]
[illegible] یہ سوال [illegible] اسکو کہاں سے [illegible] یہ جواب جاءنا نبینا بلغنا
اخبرنا [illegible] ہمارے کتاب خبر دی

ہمکو کہ بیشک اون پیغمبروں نے تبلیغ کردی تہی تصدیق کی ہے اسکی فیقال اصدقتم
ہیں کہا جائیگا سچ کہا تمنے اسیواسطے حق تعالیٰ ارکمیں فکیف اذا جئنا من کل
امۃ بشہید وجئنا بک علیٰ ہولاء شہیدا کی تفسیر میں ہے حال نے
شاہدا علی من آمن بالایمان وعلی من کفر بالکفر وعلی من نافق
بالنفاق یعنی لا بتلے ہم تمکو اسے محمد اون حالیکہ گواہی دینے والے ہوگے تم ساتھ
ایمان کے اوسپر جو ایمان لایا اور ساتھ کفر کے اوسپر جو کافر تہا اور ساتھ نفاق کے اوسپر
جو منافق ہوگیا [illegible] خازن میں [illegible] کی تفسیر میں [illegible] تشہد علی ہولاء
الذین سمعوا القرآن وحفظوا بما عملوا یعنی گواہی دوگے تم ان پر جنہوں نے
[illegible] قرآن کو اور [illegible] کئے گئے ساتھ اوسی قرآن کے ساتھ اوس کے کہ عمل کیا انہوں نے
[illegible] دونوں تفسیروں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیچ بیچ روایت
[illegible] ابن مسعود کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ نسا پڑہنے کا اور اس
آیت پر حضور کے رونے اور حسبنا [illegible] کا ذکر ہے اور خازن میں اس حدیث کو ختم کرکے
کہا زاد مسلم شہیدا ما دمت فیہم او قال ما کنت فیہم شک من احد
رواتہ یعنی امام مسلم کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ گواہ ہوں میں اونپر اوس وقت تک کہ رہا میں
اونمیں یا فرمایا کہ تہا میں اونمیں یہ شک ہے اس حدیث کے راویوں میں سے ایک کا وہی
[illegible] قید عیسی علیہ السلام کے بیان میں خود قرآن مجید میں موجود ہے اور اسی قید کے
ساتھ حضور کے بارہ میں تفسیر درمنثور کی حدیث میں بھی ہے بدون شک راوی جسکے
[illegible] مطلب دونوں کا ایک ہی ہے سوا نو حضرات عیسیٰ کی نسبت انکار اور توفی کا
[illegible] اونمیں رہا اوسوقت تک کا گواہ ہوں اونپر جب
[illegible] اون کا قرآن خالی ہے اور آگے پیچھے مطلق عام گواہی کی
تعبیر [illegible] اوس گواہی کو معاینہ کی گواہی نہ ٹہراویں بلکہ اللہ سبحانہ کے خبر دینے کی وجہ

قرآن مجید میں بھی اوسکو شاہد یعنی گواہی مراد الٰہی بتلاتے ہیں اور جناب خالص ان حاشیہ پر اسکی صرف
یہ جا دیں کر دیا ہو رد و نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں صفت اللہ تعالی و الوہیت باطلہ تو
مار ڈالے اسکی شئ میں سند و دہر کے نیم مجوسی مت سکے آمین اور عقیدے اسلام میں بڑے سہنے
آسان ہو گئے تفسیر مظہری میں بھی ایسا ہی ہے مگر اوس میں سے مفید مطلب سمجھکر وہ عبارت
کترلی ہے جسکو ہم خالص مخالص سے اوپر نقل کر چکے ہیں حالانکہ وہ عبارت بھی مفید مدعائے
ناقل نہیں اوس میں آپ کو شاہد یعنی گواہ بتلایا ہے نہ حاضر ناظر بیچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ یعنی دوست رکھنا تیرا کسی چیز کو اندھا بہرا کر دیتا ہے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت باوجودیکہ فرائض ایمانیہ سے ہے مگر اوس سے بھی اگر حد سے
بڑہجاوے آپ کے لیے کوئی ربا خاصہ اور لازمہ الوہیت کا ثابت کرنے لگے ایمان کھو کر کافر مشرک
ہو جاویگا نصاری نے محبت عیسوی میں حد سے بڑھکر جہانتک نوبت پہونچائی ہے اوس سے
مسلمانوں کے کان نا آشنا نہیں مضمون کی نقل عیسوی میں ہے ۔ پھر حضرت عیسیٰ نے چاہا کہ
اپنے اور خدا کے درمیان میں کوئی فرق بیان کریں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ عیسیٰ بندہ ہے کیونکہ وہ
واقع میں بندہ ہیں ۔ اور حق تعالے حق ہے کیونکہ وہی رب ہے تو اسواسطے اپنے نفس کے
بارہ میں اونہوں نے فرمایا کہ وہ شہید یعنی گواہ ہے اور حق تعالے کے بارہ میں فرمایا کہ وہ رقیب ہے
صفحہ ۱۹ لفظ گواہ اور رقیب جو فارق ہے نص قرآنی میں درمیان بندہ اور خدا ہونے کے اونہیں
شرقی ثبت دیتہ کے غدر نے گواہ کو رقیب کے معنی میں پہنچا عبودیت کو الوہیت کا جامہ پہنا دیا۔
مائدہ کے اخیر رکوع تفسیر میں بیچ خازن کے ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ
یعنی وکنت اشهد بما یفعلون واحصرها دمت مقیما فیهم فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي
كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ یعنی الحفيظ عليهم المراقب لاعمالهم واحوالهم
والرقيب هو الحافظ الذي لا يغيب عنه شيء منه ترجمہ اور تھا میں
اون پر گواہ جب تک رہا میں اون میں یعنی گواہی دیتا اور حصر کرتا تھا میں اون کے فعلوں کی

جب تک مقیم رہا انہیں میں جبکہ اوٹھا لیا تو نے مجھکو تو ہی نگہبان رہا اونپر یعنی نگہبان تہا اونپر نگران
اون کے اعمال اور احوال کا اور رقیب اوس نگہبان کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز نہ چھپے اور
نہ چھپ سکے) ترجمہ آیت اور تفسیر کا تمام ہوا دیکھلو معاینہ کی گواہی کو آیت اوسی وقت کے ساتھہ
مقید کرتی ہے جب تک اون میں قیام فرمارہیں نہ اون سے جدا ہونے کی حالت کے ساتھہ
غائب ہونے کی حالت میں تو نصوص قرآنیہ اوسی گواہی کا ثبوت دیتے ہیں جنکی خبر اللہ سبحانہ کو بھی
نہ ہر چھپی کہلی کی نسبت اور خبر پاتے ہیں بغیر معبود بکا خاصہ شہادت معاینہ کے وقت معاینہ کی
گواہی کا اور غیر حاضری کی حالت میں سنی سنائی بات کی گواہی کا اور اللہ سبحانہ کا خاصہ
تو رقیب یعنی نگہبان نگران اعمال و احوال عاملین جس سے نہ کوئی عامل چھپ سکے اور
نہ عال اوسکا یہ فرق آیت کا سمجھایا ہوا مفسرین سلف و خلف کا بتلایا ہوا ہمارے مہربان
نے کس ہٹ دہرمی سے اوس خدائی خاصہ کو آپ کے لئے اوٹھا لیا اور غیر حاضری کی حالت میں
حاضر ناظر ٹھیرانے کے لئے کس اصل نصرانیت کو اپنا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فدائیوں فرمانبرداروں دین اسلام کے حامیوں کو وہابیت کا طعنہ دیکر آپ کی تعظیم
کا مٹانے والا گروہ بنایا مصنف رسالہ وخاص الاص جب کسی آیت یا حدیث کے الفاظ کی
معنی گری خلاف سلف و خلف کر گذرتے ہیں جیسکہ تبیانا لکل شئی کی معنی گری میں اہل سنت
کے خلاف بلکہ شیعہ و خوارج اور بعض معتزلہ سے بھی قدم بڑہا کر اون الزاموں کو اپنے سر
کر لیا ہے جنہیں یہ فرقے یہ کہکر بچ گئے تھے کہ ہماری مراد کل امور دین مندرجہ قرآن ہیں نہ
امور دنیا کل کا علم جیسا کہ تنقیح توضیح تلویح نور الانوار قمر الاقمار تفسیرات احمدیہ وغیرہ سے
ہمارے شیخ نے دافع الریب میں نقل کر دیا ہے ۔ جناب نے کو اپنی نرالی معنی گری کو معتقدین
کے دلوں میں جمانے کیلئے بڑی روک تہام چالاکی سے کام لیتے ہیں تاکہ ان بناوٹوں کو
دیکھکر بھولنے ہونے دلوں میں یہ نیا دین نہ اپنا عبادت نہ جیسے اہل سنت
والجماعۃ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سیرت ملت کی پوری اتباع کا نمونہ ہیں

اون سے بات چیت کرنے اونکی کتابین دیکھنے سے اونکو منع کرتے ہین الا یہ کہ متعصبہ ہوکر
دیکھے تو یہ لکھتے ہین اونکی طرف التفات ہی کیون کرین ایسونکا علاج حضور نے فراموشی اور نسبت فرمایا
فراموشی سے کردہ و نہ. ایسے ہی حسن بن صباح والون سے یہ نرالا مذہب پانون چلاہے رجوع بمطلب
بس اگر بنظر قطب دائرہ وجود آپ ہی کے وجود سے موجودات عالم کے وجود ونکو مستفاد مانکر کل [illegible]
کو حضور کی روح سے پیدا ہوا جانکر سب مین حضور کے نور کا ظہور سمجھا گیا جیسا کہ بعض متاخرین کا
قول وَمِنْہُ کُلُّ شَیْءٍ نقل کیا ہوا صاحب خالص کا اسپر دلالت کرتا ہے ہر چیز مین شہود نور محمدی کا
مانا جاوے تو ایسا شہود مقام تفصیل شخصی ترکیب عنصری مین شاہد اور مشہود کی باہمی جدائی اور
غائب ہونے کی حالت مین فائدہ معاینہ کا اور حاضر ناظر بننے کا نہین دیتا جیسا کہ اسکو اوپر دلیل
ثابت کرآئے ہین اس سے بعض متاخرین صوفیہ کی ٹھوکر کھائی ہوئی بھی یہ تاویل بعید سنبھالا
لے سکتی ہے کہ سب ایک نور کے اجزا ہین یا تو شہود اشتراکی ملحوظ فرماکر قطب کے ضمن کے شہود
کو کہدیا ہوگا ایسا نہین تو نصوص حصر قرآنیہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ کا اونکو منکر کہنا پڑیگا

اور وہ جو خالص کے صفحہ ۱۵ مین شرح بردہ قاری سے عبارت نقل کرکے ترجمہ کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقسام علوم کو حاوی ہے سطر ۲۰ بیشک آپ کا فرمایا ہوا
جو وحی غیر متلو کہلاتا ہے بطور قواعد اور کلیات کے ایک ایسی اصل ہے کہ جتنے حوادث جنکا
ظہور اگرچہ حضور کے زمانہ مین نہوا ہو اور بالخصوص اونکی نسبت کچھ نہ فرمایا ہو مگر وہی قواعد
اور کلیات ان حوادث کے حکم کو کفایت کرجاتے ہین یہی حاوی ہونا ہے چونکہ وہ قواعد
اور کلیات احکام جزئیات حوادث مستقبلہ کو اپنے نیچے چھپائے ہوئے تھے وقت
حدوث حوادث اونکا ظہور ہو جاتا ہے تبھی تو کتب فقہ مین مختصر سی حدیث کی شرح
جدا جدا ابواب کے دفتر بھر گئے ہین اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی فرماتے ہین
کہ مین جوامع الکلم دیا گیا ہون خود اسی شرح بردہ قاری مین علومہ تتنوع الی الکلیات
والجزئیات معروض کرتے ہین کا موید ہے یعنی علوم آپ کے نوع بہ نوع بھانت بھانت

ہو کر بہ کھلتے ہین طرف کلیات اور جزئیات کے پس شارع الکلم نبوی جو بطور قواعد ایک اصل دیتے ہین
انہین کلیات کے سمندر سے جزئیات کی نہرین جاری کرنا مجتہدون کا اس تفریع کے مصداق
ہین اگر اس سے اشیاء عالم کا علم اجمالی تفصیلی مراد لیتے تو یہی تمہاری شرح فقہ اکبر مین یہ نہ فرماتے کہ جانو
تم بیشک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اشیاء (عالم) مین سے جو بہی ہوئی چیزین انکو نہین جانتے
ہین جو انکو کبھی کبھی تبلادیا اللہ نے پس جو معتقد ہو اس بات کا کہ وہ جانتے ہین غیب کو تو وہ بیشک
کافر ہوگیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معارضہ کی وجہ سے کہہ دو نہین جانتا کوئی ارضی و سماوی
(بندہ) غیب کو سوائے اللہ کے جیسا کہ امام ابن الہمام کے مسایرہ مین ہے اور خاص کے صفحہ ۵۲
مین جو نقل کیا کہ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی دو کتابون مین علم حروف کی روش پر ختم
دنیا تک کے وقائع بطور رموز ذکر فرمائے ہین جن سے اون کی اولاد مین سے آئمہ مشہورین
احکام نکالا کرتے تھے - امام علی رضا کو جب مامون رشید خلیفہ نے ولی عہد کیا تو فرمایا کہ
یہ کام پورا نہوگا سو ایسا ہی ہوا کہ امام رضی اللہ عنہ نے مامون رشید کی زندگی ہی مین شہادت
پائی یہ ۲۰۳ھ تک کا خلاصہ بطور التقاط ہے - شاہان مصر کے احوال کی طرف رمزون مین
اشارہ کرنا جو ترجمہ مین مذکور ہے وہ اور یہ رمز کہ یہ کام پورا نہوگا یہ وقائع کے علم تفصیلی پر دلالت
نہین کرتے اسلیئے کہ کام پورا ہونے کی وجہ اس مین مجہول تھی اور وجہ مانع اتمام بہت ہین
از انجملہ یہ بھی احتمال تھا کہ شاید اس کام کو ارکان دولت یا ولیعہدی کے استحقاق کے مدعی
نہ پورا ہونے دین حرف کی رمز پہچان کر اون سے لگاوٹ نکلتا اس سے کسی امر کو بطور اجمال
بلا تفصیل تاڑ جانا علم غیب نہین ہو سکتا ایسے قیاسات تو لیتے اٹکل پچو احکام نجومی بھی نکال لیتے
ہین تو کیا وہ بھی عالم الغیب بنجاتے لیکن خلاصہ اعتقاد وہ ایسے ہی دو روایتین نقل نہین کین
بعض آئمہ اہلبیت کی کہ یہ علم ہمارے گھر اور بعض ہنود اہل ہند کے گھر کے سوا اور کسیکے
گھر نہین اصل سے الا کہ یہ بعید نہین ہے کہ وہ علم بھی علم نجوم یا اوسکی مثل کوئی دوسرا علم
تھا جیسی الٹ پلٹ ہندوؤن کی پوتھیون مین ہوتی رہتی ہے - امام طحطاوی حاشیہ درمختار مین

لکہتے ہیں ہو (ای الرمل) ہو علم بضروب اشکال من الخطوط والنقط بقواعد
معلومۃ تخرج حروفا فتجمع وتستخرج جملۃ دالۃ علی عواقب الامور وقد علمت
انہ حرام قطعا واصلہ لادریس علیہ السلام انتہی ابن حجر مکی کے فتاوے میں ہے
ان تعلمہ وتعلیمہ حرام شدید التحریم لما فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ
یشارک اللہ فی غیبہ انتہی من مجموعہ فتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ خطوط اور نقطوں کی شکلوں کی
ضرب سے قواعد معلومہ سنبھال اونسے حروف نکال حرفوں سے عواقب امور پر دلالت کرنیوالے
جملے نکال اونسے آیندہ حوادث کا بتانا جسکی اصل ادریس علیہ السلام سے آج وہ شریعت
محمدیہ میں قطعی حرام جسکے شدید التحریم ہونے کی علت وہی امام ابن حجر یہ بتلاتے ہیں (اسمین
عوام کو وہم دلاتا ہے اس امر کا کہ اس علم کا فاعل باہم شریک ہے اللہ کا اللہ کی غیب دانی میں)
جسکی نقل عبارات درج سرائی میں الامن اور انبار ور لاح اور خالص وغیرہ ان مذہب کی
بالکل کتابیں بہری پڑی ہیں امام موصوف عوام کے ایہام علم غیب کی وجہ سے جس علم کو سخت
حرام فرماتے تھے وہ ایہام حقیقی علم غیب بنگیا اون خدائی ہیں جو اس مذہب احمدیہ کے بانی
اور ارکان ہیں وہ ایسے جہلا کو جو علم غیب نہیں علم غیب کے اثبات میں استدلال پیش کرتے ہیں
اور قہر قہار سے خوف نہ کرو۔ کشف کے وقت اولیاء اللہ کا دل لوح محفوظ بنجاتا ہے اور اوس
ہمیشہ سے جو امور کہلتے ہیں تو یہ کشف اوٹھ جانے کے وقتوں میں عواقب امور کہول اپنے
لی کبھی نہیں بنجاتا۔ کلام شیخ وکلام امام غزالی نے سمجھا دیا کہ کشف اور وحی فضل باری ہے
فعل عبد نہیں جو بندہ کا فعل ہی نہیں اوسکو نہ کیا اختیار کیا ایسے ہی روحانی سننا دیکھنا اور
اور جسمانی سننا دیکھنا اور شیخ ترجمہ مشکوۃ فارسی میں ذیل حدیث لیلۃ التعریس فرماتے ہیں
جسکا خلاصہ یہ ہی حدیث ذکر کی یہ ذکر ہے کہ آپ مع اصحاب رات بہر چلے پچھلے پہر اوتر کر
خواب واستراحت فرمائی۔ حضرت بلال کو پہرہ پر چھوڑا تاکہ وقت نماز فجر وہ جگا دیں بلال
بہی سو گئے یہانتک کہ سورج نکل آیا آپ جاگے نماز قضا پڑھی اس پر وہ اعتراض کرتے ہیں

ایک یہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دل میرا جاگتا ہے اور آنکھ میری سوتی ہے پس باوجود بیداری دل
سورج کے طلوع ہونے کا مشاہدہ کیوں نہ ہوا دوسرے یہ کہ وحی اور کشف سے کیوں نہ دریافت کر لیا
شیخ جواب دیتے ہیں کہ آفتاب کے طلوع و غروب کا دیکھنا یہ کام ہے جسمانی آنکھ کا نہ قلبی روحانی آنکھ کا
اور کشف اور وحی کرنا یہ کام ہے اللہ کا اگر اس امر خاص میں آپ پر وحی نہ بھیجی اور کشف نہ کیا تو آپ کیا کرتے
روحانی سننے دیکھنے کو جسمانی سننے دیکھنے میں پیرزادگی روحوں کو حاضر ناظر ٹھہرانے کے لیے
چلیں بنا اور فقہا کی تصریحات سے آنکھ بند کر لینا جس قدر اعتقادی کا موجب اور نقصیت اور ضرر
کے لئے کا باعث ہونے والا ہے اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ مگر کیا کیجئے پیرزادوں وہابیت کی
نیچو دیچو کی تیجی کی آڑ میں ایسے ہی واہیات سے پالا ہے اور اگر یہی تو اس دہر کی حسن بن صباحیان
اور بہت ہیں۔ ہمارے شیخ کی کتاب المواعظ کے چند حصے جن کے بیان اسی پر ہوئے ہیں اس
مذہب کی بعض فلسفے یہ ہیں وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ سے حسب مع اعراض
اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کا بیان روشن مفصل قرآن میں ہوتا بتایا تھا تو اس وقت سے اب تک اس
مدعی نے نہ اپنے دعوے کی تائید میں کوئی قوی یا ضعیف قول کسی مفسر کا صحابہ و تابعین سلف
و خلف سے پیش کیا اور نہ چہار مذاہب اہل سنت سے کسی کتاب عقائد کی عبارت پیش کی
اور ایسے ہی مفاتح الغیب خمس پیشگی جاننے کا حصر اللہ وحدہ کے لئے آیات اور احادیث میں
منصوص ہے ان پانچ کا علم محیط محبوبان خدا کو مانتے ہیں نہ قول صحابہ تک ہی پیش کیا اور
نہ کوئی عبارت کسی مذہب کی کتاب عقائد سے پیش کی۔ بلکہ سب نرالی اڑائی ہیں کہا تو یہ کہا
کہ خامہ برق بار رضا خانی بھوڑی تحقیقات میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے۔ اور جب بہت سے
سوالات پیش کئے گئے کہ جب قرآن ہر شے کا بیان روشن ہے اور روشن بھی کس درجہ کا مفصل اور
شئے ہر موجود کو کہتے ہیں تو فرشتوں اور نبیوں رسولوں کی سوا حتی ان روشن بیانی کے ساتھ
مفصل قرآن مجید میں دکھلاتے اور ان کے ناموں کی تفصیل ہی دکھلائے۔ دنیا کے ہر کھیت کے پیداوار
کی جنس النوع دانہ دانہ کی گنتی ریت کے ذروں کی گنتی بجمیع الابواب تفاصیل شعر شعر کہانت کے

علوم اور اس عالم کے ماکان و مایکون کا بیان اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی
کس درجہ کا مفصل قرآن کریم مین دکھا کر اپنے دعوے مین سرخرو ہو جاتے۔ مگر محض لفاظی
کی بناوٹ اور سجاوٹ مین یہ دم کہان جو یہ جواب بن آتے کہ فرشتون اور دیونکی سوانحعمریان
یا نامونکی تفصیل روشن بیانی کے ساتھہ فلان فلان آیات مین ہے اور ہر کھیت کے پیداوار کی
جنس نوع دانہ دانہ کی گنتی ریت کے ذرون کی گنتی جمیع ابواب و تفاصیل شعر سحر کہانت کے
علوم و فنون اور اس عالم کے ماکان و مایکون کے بیان روشن مفصل فلان فلان آیات مین ہین
اور یہ بیانات آیتون مین ہین ہی کہان اور نہ انکے بیان کی قرآن کریم مین ضرورت حتی کہ لوح محفوظ
مین بہی ماکان مایکون کی غیر متناہی کائنات کل بطور استیعاب مندرج نہین بلکہ شعر سحر کہانت
سے تو قرآن و صاحب قرآن کی تنزیہ آیات قرآنی ہی بیان فرما رہی ہین ایسے ہی اللہ کے لشکرون
دعیو کی نسبت ارشاد ہے پس جنکے اجمالی بیان تک کی نفی قرآن سے قرآن ہی بیان کر رہا
تو اون کا تفصیلی روشن بیان قرآن مین اب کیسے بن سکتا ہے دعوے کرنے کی بھبھک
مین اس مدعی نے اوس دور اندیشی کو بھی ملحوظ رکھا جو شیعہ اور خوارج اور بعض معتزلہ نے ملحوظ رکھی
تھی بموجب مقاصد نزول قرآن ہی سے۔ ان مدعی صاحب نے جب تبیانا لکل شیء وغیرہ کی
معنی گڑہی ہین اہل سنت از صحابہ تا ایندم سب کو چھوڑ دیا بلکہ ہر سہ فرق مذکورہ بالا سے بہی بالا دہو
کرکے ان کل الزامون اعتراضون کو سر لیا تو دور کی خوبی کہ کہین مذہب اہل سنت کے خلاف
بلکہ اکثر اسلامی فرقون کے خلاف ہنود و مجوس اور فلاسفہ کے موافق جو ہمارے عقائد و
اعمال اختراعی ہین اون سے مطلع ہو کر اہل سنت سے مانوس عوام لوگ بدک نہ جائین اسکی
روک تہام کے لئے لفظ اہل سنت و الجماعت کو برقعہ بنا کر اپنے اوپر لیا کہ اوتر نہ جائے
باب مطبع پر دیکھو تو یہی لکھا ہوا ہے مطبع اہل سنت و الجماعۃ۔ بات بات مین یہی گہت کہ ہم
اہل سنت و الجماعۃ ہین۔ حالانکہ انکی صورت عملی و اعتقادی سے لفظ پناہ مانگتا ہے سدا
بڑی شان رکہتا ہے یہ لفظ لیک * زیادہ سے لے گیا ہوئے ہے یزدان پاک

سبھے اہل سنت والجماعت جو نمونہ ہین عملیات و اعتقادیات مین جماعت صحابہ کرام و تابعین
و آئمہ مجتہدین کے اتباع کا طریقہ سلوکہ فی الدین مین وہ بیت نہین سکتے اور نہ اونکو بنا ضرورت
لینے منہ میان مٹھو بنے کی ضرورت اور جعلی اصحاب بن ہین سکتے اخر دعونا ان الحمد
للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی الہ
جمیع الانبیاء والمرسلین فقط

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۰۰ سطر ایک **قولہ** چوتھے طبقہ مین الخ چوتھا طبقہ تو
بہت بیہج سے خلافت شیخین کے بعد کی روایت حدیث کا حال مین وجہ ایک شخص وہی رکھتا ہے
جسکو بذیل مضمون حنفیت اور اسلام القاسم نمبر ۱ طلبہ اعین علامہ محقق احمد صاحب سلمہ
بہاری سے لیکر درج کیا ہے۔ اسلام کے لئے جو امر زیادہ خطرناک ثابت ہوا وہ یہ کہ ان بدیانت
مسندہ بردارون نے جو تقدس اور صداقت کے لباس مین چھپے ہوئے تھے گڑھی ہوئی حدیثون
کا روایت کرنا اور مسلمانون مین اوس کا شایع کرنا شروع کیا دہریہ کہین ناکس خاص امتیاز کے
روایت حدیث کی سند پر غاصبانہ قابض ہوکر اوس کا مالک بن گیا۔ یہی وجہ ہوئی کہ شیخین کے
بعد لوگون نے کثرت سے حدیثون کی روایات شروع کی اور اوس کا نتیجہ جعلی حدیثون کا ہی
ایک جبہ بڑا ذخیرہ ایمان فروشون کی عنایت سے جمع ہوگیا بخلاف عہد شیخین کے اوسمین
لوگون سے بہت کم روایت کی اور خود شیخین نے بھی اس مین اسقدر احتیاط کی کہ بجز
چند حدیثون کے انھون نے بھی کوئی روایت نہین کی اسلئے جو روایتین شیخین کے عہد خلافت
مین کی گئین وہ نہایت معتبر و قابل وثوق ہین۔ اسی طرح جو مسائل اور فتاوے شیخین کے
عہد خلافت مین مرتب ہوئے وہی ان حدیثون سے زیادہ قابل وثوق ہین جو اون کے
بعد کی ہین (ناقل کہتا ہے جبکہ بعد کی صحیح حدیثون سے وہ مسائل اور فتاوے زیادہ قابل
وثوق ہین جو شیخین کے عہد خلافت مین مرتب ہوئے تو چوتھے طبقہ کی [illegible] روایت کہ

تیرہ سو برس کے سر پہنچنے کی جو صحیح مرفوع متصل الاسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے فرمائی ہوئی عہد خلافت شیخین میں سرچلائی ہوئی کے معارض جس پر وہ اعتراض ہو رہا ہے جسکو تحریر و شرح تحریر سے نقل کر چکا ہون کب قابل عمل و اعتقاد ہو سکتی ہے؟ حضرت امیر معاویہ نے جب دیکھا کہ ملک مین حدیث بنانے کی مشین قایم ہو گئی ہے اور بہت سے کارخانہ دارون نے اس کا ٹھیکہ لے لیا ہے تو اس لئے مجبوراً ان کو مجمع عام مین یہ اعلان کرنا پڑا۔

عَلَیْکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ مَا کَانَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (مسلم) مسلمانو ان حدیثون پر عمل کرو جو حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت مین روایت کی گئی ہیں اون کے سوا کسی روایت کا اعتبار نہین۔

اسیطرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے جب دیکھا کہ ان جعلی حدیثون کی وجہ سے مسائل مین بہت اختلاف ہو گیا اور لوگون نے مختلف فتوے دینے شروع کر دئے تو آپ نے مسلمانون کے اس اختلاف مٹانے اور مذہب کی حفاظت کے لئے یہ زرین اصول بنایا مَنْ کَانَ مُسْتَنًّا فَلْیَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ (یعنی) اون شخصون کے فتوون پر عمل کرو جو وفات پا چکے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا انتقال حضرت عثمان رض کے قتل ہونے سے پہلے ہو چکا تھا اس لئے ان کے قول مَنْ قَدْ مَاتَ سے خلافت شیخین کے فتاووں کی طرف اشارہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ انہون نے اس اصول پر خود بھی اس اہتمام سے عمل کیا اور یون فرمایا۔ لَوْ سَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا وَسَلَکَ عُمَرُ شِعْبًا لَسَلَکْتُ شِعْبَ عُمَرَ۔ حضرت عمر کے فتوون سے خواہ تمام ملک اختلاف کرے مگر مین انہین کے فتوون پر عمل کرونگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی باوجودیکہ کبار فقہا اور صحابہ مین فضل و کمال مین ممتاز اور مجتہد تھے مگر انہون نے خود کو اس تقلید شخصی سے بے نیاز نہ پایا جیسا کہ علامہ ابن قیم اعلام الموقعین مین لکھتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم کی تقلید شخصی کے ملتزم الامۃ حضرت عبداللہ بن مسعود [illegible] تھے کہ انکے مذہب اور قول کے مقابلہ میں اپنے	وکان یترک مذہبہ وقولہ بقول عمرؓ وکان لایکاد یخالفہ فی شیٔ من مذہبہ ویرجع الی قولہ من قولہ

مذہب اور قول کو چھوڑ دیتے تھے اور حضرت عمرؓ کے مذہب سے کسی چیز میں مخالفت کرنے کے قریب نہیں جاتے تھے (اور فتوے دیتے تھے اگر اپنا قول انکے قول کے خلاف ہوتا تو اپنا قول چھوڑ کر آپ حضرت فاروق اعظم کے قول کی طرف رجوع فرماتے۔

(اور یہ التزام اور انتظام کیوں ہوا اسلئے کہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عہد ہی میں اس امر کی ضرورت سمجھی گئی اور مسلمانوں کا بعد میری [illegible] کی تقلید میں ضرورت ہوگی اور آپ نے اپنے عہد کے تھے مسلمانوں کو یہ حکم دیا

مجھے معلوم نہیں کہ کب تک تم میں رہوں تم میرے بعد ابی بکر اور عمر کی پیروی کرنا اور اپنے بعد کے	انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر

لئے دو چیزیں چھوڑیں - چنانچہ فرماتے ہیں - ترکت فیکم امرین لن تضلوا ابدا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنتی (رقعہ [illegible] مشکوۃ) میں تمکو دو چیزیں ایسی دیتا ہوں جب تک انکو تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے قرآن اور میرا طریقہ جو مسلمانوں کا اصلی دستور العمل ہے - پھر یاد رہے کہ قرآن عربی میں تھا اور صحابہ اسکے سمجھنے سے عاجز نہ تھے اور ان کو آنحضرت کے افعال اور اقوال (اور تقریر) سے بھی صحابہ واقف تھے - مگر پھر بھی حضور کو یہ حکم دینا کہ میرے بعد ابوبکر اور عمر ان دونوں کی پیروی کرنا اور انکی پیروی کیسا اور انکی بات ماننے کے حکم سے کیا سبق ملتا ہے کیا کہ ان کو انکی پیروی کی ضرورت ہیں ؟
اور آنحضرت نے صحابہ کو یہ آزادی نہیں دی کہ جو کچھ وہ قرآن اور سنت سے سمجھیں اسی پر عمل کریں اور یہی وہ امر ہے جو زیادہ توجہ کے لائق ہے اور تقلید شخصی کے لئے نہایت مضبوط دلیل ہے کیونکہ تقلید اسی کا نام ہے کہ کسی معتبر و ہوشیار فقیہ کی بات پر [illegible]

اور احکام میں جو وہ خدا اور اوسکے رسول کی طرف سے بیان کرے انمیں اُسکی تقلید کرے
اور یہ باور کرے کہ جو کچھہ یہ کہتا ہے وہ خدا اور اوس کے رسول کا حکم ہے نہ اوس کا ذاتی حکم
جیسا کہ آجکل مقلدوں پر الزام دیا جاتا اور بہتان لگایا جاتا ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ یا امام شافعی
کے احکام کو مانتے ہیں نہ خدا و رسول کے اور یہ امام اپنی طرف سے کہتے ہیں حاشا کہ مقلدان
اور اماموں کی شان اس سے بری ہے۔ اس تقلید شخصی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ حکم محض اسلیے تہا کہ مسلمانوں سے اس اتفاق اور اتحاد کی عمارت متزلزل نہ ہونے
پاوے ورنہ اگر مسلمانوں کو یہ اختیار دیا جاتا کہ وہ کتاب و سنت سے جو کچھہ اپنی رائے سے
سمجھیں اوسی پر عمل کریں اور اس میں کسی کی تقلید نہ کریں تو پھر اختلاف کا ہونا لازمی ہے کیونکہ
سمجھہ کا اختلاف اور اوس سے مذہب کا اختلاف انسانی سرشت کا خاصہ لازمہ ہے اور
پھر عام خاص ایک جم غفیر کی مختلف رایوں سے ان گنت مذہبوں کے پیدا ہونے کی
نوبت پہنچتا جسکا نتیجہ جیسے اتفاق اور اتحاد کی جو مقصود اعظم تہا خرابی ظاہر کی)
سرور کائنات کے مقدس عہد کے بعد حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس اصول اتحاد کی پابندی کی اور اسے اپنی حکومت کا ایک قانون قرار دیکر تقلید
شخصی کو (خلیفہ کی) ضروری قرار دیا (ازالۃ الخفا مقصد دوم ص۱۳۱) اور اس کے متعلق
دفعات ذیل مقرر فرمائیں (۱) کوئی شخص بجز اُسکے جسکو خلیفہ مقرر کرے حدیث کی روایت
کا مجاز نہیں (۲) فتوے وہی شخص دے گا جسکو خلیفہ اجازت دے اوس کے سوا
کسی عالم کو اسکا مجاز نہ ہوگا کہ وہ فتوے دے (۳) اُن واعظین کے سوا جن کو
حکومت نے مقرر کیا ہے کسی دوسرے کو وعظ کہنے کا مجاز نہیں (۴) خلیفہ کے فتوے
کے سوا کسیکے فتوے پر عمل نہ کیا جاتے۔ حضرت صدیق اکبر کے بعد حضرت فاروق
اعظم نے بھی اس قانون کو مع دفعات مذکورہ ضروری قرار دیا جیسا کہ حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مقصد دوم میں لکھتے ہیں لہذا درین عصر اختلاف مذاہب

دیگر سنت آرا واقع نشد ہمہ بر یک مذہب و بر یک رائے مجتمع و آن مذہب خلیفہ و رائے
مجتمع و آن مذہب خلیفہ و رائے او بود روایت حدیث و فتوی و قضا و مواعظ مقصور
بود در خلیفہ یا کسیکہ نائب خلیفہ باشد انتہی ۔ مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ اُن
دونوں خلافتوں میں کثرت سے وہ مقدس اصحاب تھے جنکی آنکھوں کو سرور کائنات
کے افعال دیکھنے اور کانوں کو اقوال کے سننے کی عزت حاصل تھی جنکے دل آفتاب
نبوت کے انوار سے منور ہوکر اسلامی آبادی کے لئے بدر کامل ہو گئے تھے جنکو خود
سرور کائنات اور ہادی حقیقی نے مستقل مادہ قرار دیکر دنیا کے لئے اسوہ حسنہ ٹھیرایا
جنکو کسی زبردست سے زبردست کی سطوت و جبروت صراط مستقیم سے ایک انچ بھی
نہیں ہٹا سکی اور نہ کسی اثر و دباؤ کی چمکدار تلوار کی تیز دھار اُنکی زبان کو سچائی سے
روک سکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مقابلہ میں وہ کسیکی
بھی پرواہ نہیں کرتے تھے لیکن حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے اس حکم تقلید
شخصی کی سب نے تعمیل کی اسطرح سے تمام صحابہ کا پھر اجماع ہو گیا صحابہ کا یہ اجماع
اور شیخین کا یہ حکم ہر مسلمان کو یقین دلاتا ہے کہ تقلید شخصی اسلام کا عظیم الشان اصول
ہے جسکے لئے اہل اسلام اللہ اور رسول کی طرف سے مامور ہیں انتہی ملخصا و ملتقطا
مع تقدیم و تاخیر ناقل عرض پرداز ہے کہ مذکورہ بالا حدیث ترمذی و حدیث مقدمہ ابن
خلدون و حدیث مسلم کی اجتماعی شان بزبان حال یہ بیان کر رہی ہے کہ کتاب و سنت کے
ساتھ تمسک کرنے میں بھی پیروی کرنا اُن دو لوگوں کی جو یکے بعد دیگرے اُنپر اور ہمپر اُنکی جنکے
پاس انکا علم اور فقہ دینکا ذخیرہ ہے ضروری ہے بس خود رائی سے قرآن و حدیث کے معنی لگانا اس سے
ممنوع ہوا ناظرین کرام ہمہ شما پر پوشیدہ نہ رہا ہوگا کہ یہ امر کہ بعض ہدایات ذی شرف محمد مصطفی صلعم کی حدیث کذا اپنے
ثبوت آخر جب وہ لم یجعلنا نتفق فیہ بارک الحدیث سے ہم نے اپنی سر دمی کی ہے اور جو عذر کہا ہے کا سبب صرف یہی
ہوا ہے کہ یہ استدلال اُنکا سلف ہی نرالا ہے سلف نے بھی امر کو مختص یہ نبوت و باکثر طریقہ کہ فی الدین ٹھیرایا اسکو

دعاے برکت کرنا فعل نبوی ہونے کی وجہ سے قابل اتباع ہی تو اس دعاے برکت سے پہلا
نبوی صلعم
نقل کنندہ ہے ہوتے آئے اور گوشت کی ہانڈی میں اپنے دہن مبارک کا لعاب ڈالتا ہے
تو تم بھی کھانے پر تھوک کر دعا پڑھو تو اسکا جواب بجز رونے چھینکنے کے کچھہ نہیں بنا اس کو
زیادہ بسط کیساتھ اسی حصہ میں لکھوں (صفحہ ۹۰ کی سطر ۱۷ کے ختم کا ضمیمہ ہے) منجملہ کتب ابوکرفا
کتاب میں سیرخ اور حکمت مطبوعہ کرسچن نالج سوسائیٹی انارکلی لاہور سنہ ۱۹۱۰ء پر جو تمہید پادری
کیمبن ۔ ایچ ۔ یو ۔ وایٹ ۔ بریٹ صاحب بی ۔ ایچ ڈی ۔ ڈی ۔ ڈی نے اپنی طرف سے لگائی ہی
اوس میں یہ ہے کلیسا میں ابوکرفا کی وقعت کلیساے انگلستان کے مسائل میں سے چھٹے مسئلہ میں
صلعم
عہد نامہ عتیق کی مسلم کتابوں کی فہرست کے پہلوں آیا ہے ۔ دوسری کتابوں کو چال چلن کے
نیک نمونے اور اخلاق کی درستی کے لیئے کلیسا پڑھتا ہے ۔ مگر عقائد کے ثبوت کے لیے ان سے
سند نہیں لیتی "

یہ وہ کتابیں ہیں جو ابوکرفا (مخفی یعنی کتاب الاسرار) کے نام سے مشہور ہیں اب یہ سوال آتا ہی
کہ یہ نام کسطرح پڑگیا اور اگر یہ کتابیں بیبل کے ساتھہ کسقدر ربط بھی ہیں تو انکا مطالعہ اور تعارف
کہاں تک سمجھیوں کے لیے مفید اور ضروری ہے جملہ ناظرین کو یہ معلوم ہی ہے کہ کتب ابوکرفا ہماری
مروجہ بیبل میں پائی نہیں جاتیں مگر رومن کیتھولک کلیسا اور چند دیگر فرقوں کے ہاں وہ بیبل کا جزو صحیح
سمجھی جاتی ہیں (الی قوله) اس سپتواجنت (ترجمہ توریت) اور ابوکرفا میں ایک خاص تعلق
ہے حضرت ناقل کہتا ہے پہلا جو کتابیں اکثر عیسائی فرقوں کے اعتقاد میں الہامی بیبل
کا جزو حصہ مانی گئی ہوں اور نہ ماننے والا فرقہ بھی اونکو چال چلن اور تہذیب اخلاق (دیکھو
ضمیر جلد وغیرہ) میں مفید اور واجب الاطاعة مانے وہ عقائد میں صرف اس جرم کی وجہ سے
نہ لی جاویں کہ ان میں راز کے مسائل کا بیان ہے الله وحده لاشریک له کو خیر و شر نیک و بد
دونوں کا خالق بتلایا ہے اور جبر و اختیار وغیرہ مسائل تقدیر میں جو شبہات پیدا ہوسکتے تھے

لہ انجیل سے پہلے انبیا کو عہد نامہ عتیق کہتے ہیں ۔ ۱ منہ

اُنہین اوٹھایا ہے بھلا جو شلہ اللہ سبحانہ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے آثار دکھانے مین آفتاب نیمروز کا کام دے اوسمین عقل ناقص کے شکوک وشبہات بے بنیاد دیکھکر اُن کتابونکو خاص کسی مرض چھوڑا جاوے ۔ اور ترجمہ توریت کو جسمین مترجمون کے باطل خیالات کا خمیر ملکر متن کے ساتھ ہم ذات ہو گیا ہے نہ چھوڑا جاوے بلکہ اوسمین اللہ سبحانہ کی مقدس ذات سے علم جیسے کمال کی نفی کرنے مین خبیث فلاسفرون کے قول کا نقشہ بابن طور اوتارا ہوا لے لیا جاوے کہ ہو۔ اہ تعالی شانہ آدم کو پیدا کرکے پچھتایا قوم نوح کو ڈباکر دلگیر ہوا ۔ آسمان و زمین کو پیدا فرماکر عرش پر آرام فرما ہوا ۔ اور مثل اسکے اُسے چھوڑا جانے مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے سے زبور کو چھوڑا جاوے ، پولس مقدس کے خط کو چھوڑا جاوے پطرس کے پہلے خط عام کو چھوڑا جاوے اگر چھوڑا جاوے اور وہ بھی ایک جزوی حصہ مین تو کسکو اپوکرفا کو جسکا توریت سے ایک خاص تعلق بھی آپ ہی بتلاتے جاتے ہین ۔ اگنی کو پیدا کرکے پچھتایا پرمیشور کا جو برادران وطن کے دھرم پستکون مین درشن دکھا رہا ہے وہ بھی اُنہین فلاسفہ کی دہسک کا دھوان ہے جو بک گئے کہ خدا کو علم ہمیت یا جزئیات کا علم نہین تو اُن جان بن ہے خلاف حکمت کام ہو جانے پر آپ ہی پچھتانا دلگیر ہونا پڑے گا ۔

پادری موصوف نے صنعت الہی کی تعریف اور جبر و اختیار کی بحث اور خیر و شر نیک و بد کے مخلوق الہی ہونے کے حوالے کتاب یسوع بن سیرخ اور حکمت سے یون دئے ہین باب ۳۹ کی آیت ۱۲ سے باب ۴۲ کی آیت ۲۴ تک صنع الہی کی تعریف ہے اور خیر و شر کی بابت خیالات مین صفحہ ۱۴۴ باب ۱۵ کی آیت ۱۱ سے ۲۰ تک جبر و اختیار کی بحث ہے ماحصل یہ کہ خدا ہمہ دان اور قادر مطلق اور ناقابل مزاحمت ہے باب ۱۰ درس ۳ تا ۷ باب ۲۴ درس ۷، ۱ باب ۳۳ ۴ آیت ۱۰ ، ۱۰ (مین تقدیر کا ثبوت ہے) اور مصنف تقدیر کا قائل ہے صفحہ ۱۴۵ جب خدا کی ہمہ دانی کی حکمت اور پوری قدرت بے روک ٹوک کا مقتضا یہی خیر و شر دونون کا پیدا کرنا پیدا کرنا ٹھیرا اور تقدیر شر کی اوس سے نفی کرتے ہین اوسکی قدرت اور ارادہ پر نقص

اور عیب اور ناکامیابی اور مغلوبیت کا دہبا آیا اور وہ بھی اس نفی کرنیکی وجہ سے اور ایسی عقل
سفلی کے تکیے علمانے پر یہ الزام پڑا کہ جب سب کی نسبت خدا کا ارادہ خیر کا تھا کہ سب ایماندار بہشت
اور شیطان کا ارادہ تھا کہ سب کافر ہو کر مرین۔ اور باتفاق اہل کتابین و اہل اسلام دوزخ اور جنت
دونون کے مستحق دو فریق ہین ضرور تو کفر پر مرنے والی جماعت کی نسبت یہی ماننا پڑیگا کہ خدا کا
ارادہ انکی بارہ مین پورا نہوا اور شیطان کا پورا ہو گیا پس بمقابلہ شیطان معاذ اللہ اللہ
سبحانہ کی ایسی ناکامیابی اور مغلوبیت اوسکو قادر مطلق کب ثابت ہونے دیگی پس نقص کے
شرکی اُس سے نفی کرکے اُسکو قادر مطلق کہنا بنتا ہتین۔ پولس مقدس اس مرحلہ کو
یون طے کرچکے ہین اپنے خطوط مین کہ وہ ایکہی لوندے سے عزت کا برتن بناتا ہے
اور بے عزتی کا بھی تو کیا مٹی کمہار ہو لیکن کہہ سکتی ہے کہ تو نے مجکو ایسا کیون بنایا اے انسان تو خدا سے
کیون مزاحمت کرتا ہے وہ جسپر چاہتا ہے قہر کرتا ہے ان آیات مین بالمقابل بیان تو تھا
قہر مہر کا جیسے عزت اور بے عزتی کا جو کمہار کی طرف بظاہر منسوب ہونیکی وجہ سے ترجمہ مین ظالم نظر آتی
ہین مگر مثل ان قدریہ نے اپنے خیال کی تقویت خاطر مین یہی دکہا دی قہر کی جگہ رحم کو رکھکر۔ رحم کا
مقابل مہر کو ٹھیرا کر رحم اور مہر کو ذکر کر دیا۔ حالانکہ رحم اور مہر دونون ایک صرف عربی اور فارسی واردو
زبان کا فرق ہے عربی مین جسکو رحم کہتے ہین فارسی اور اردو مین اوسی کو مہر کہتے ہین نہ اُسکے
مقابل کو اور جو مقابل تو وہ ہی قہر ہے جسپر عقل نارسا کو اعتراض ہو۔ اور اُسی
اعتراض اور مزاحمت سے پولس روکتے ہین۔ مہربانی کرنے ہو تو اعتراض اور
مزاحمت کرنے کا موقع ہی نہین۔ اور جب اعتراض نہین تو اعتراض سے
روکنے کی حاجت بھی نہین۔ اور حاجت ہوتی ہے تو اُسی قہر پر اعتراض کرنے
کی وجہ سے پس اعتراض اور مزاحمت کا بیجا ہونا کمہار کے برے بھلے برتن
بنانے پر تجربے برتن کو مزاحمت کرنے سے مثلاً روکنے سے سمجہایا۔ اور یہ مطلع تو ایسا فہم جب کوئی
ناچیز تہ جب بننے کی وجہ سے اسکا نہین ہوا اعتراض کرتا ہے تو

یہی جواب دیا جاتا ہے کہ تو کون ہے ہم اپنی مملوک زمین میں جو چاہیں بنائیں اگر مالک
مجازی کو اعتراض کو معترض کے منہ پر مار کر چپ کر دینے کا یہ حق ہے تو مالک حقیقی کو بدرجۂ اولیٰ
اس سے زیادہ حق ہونا چاہیے ابو کرفا اور پولس اسی کو پیش کرتے ہیں پولس کے
کلام پر ایمان رکھنے والوں کو جب مسئلہ تقدیر شر برخلاف عقل ہونیکا شبہہ ہوا تھا تو اون کو
اس کلام پولس سے [۱۔ قرنتیون باب ۱ - ورس ۲۵ - کیونکہ خدا کی بیوقوفی آدمیوں
کی حکمت سے بہ نسبت حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیوں کی بہ نسبت زور آور ہے
صفحہ ۲۹ یہ آیت نسخہ سنہ ۱۸۱۴ء میں یوں ہے خدا کا احمقانہ سہم آدمیوں سے عاقل تر اور خدا کا
ضعیفانہ سہم آدمیوں سے قوی تر ہے] یہ مان لینا چاہیے تھا اگرچہ عقل سفلی ناقص دوسری جہت
سے چشم پوشی کرنیوالی ہے نارسی سے خدا کے خالق شر ہونیکو بیوقوفی اور احمقانہ کمزور اور
ضعیفانہ کا کام خیال کرتی ہے مگر آدمیوں کے عاقلانہ اور قوی کاموں سے زیادہ قوی عاقلانہ
پر حکمت کام ہے اور قدرت کاملہ کا مقتضا اور اسکا انکار اسکا مورث ہے جو منکر کو [illegible]
ہے پطرس کے پہلے خط عام کے باب ۲ کی آیت ۸ کا اخیر یہ ہے سو تے [illegible] ہیں
جو سرکش ہو کے کلام سے ٹھوکر کھاتے ہیں جسکے لئے وے مقرر بھی ہوئے [illegible] کسی
کے لئے مقرر کیا جانا وہی وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی کی تصریح ہے
ایوب کی باب ۳۴ کی آیت ۱۹ کا اخیر یہ ہے کہ (دولتمند اور مسکین) سب اوسی
کے بنائے ہوئے ہیں صفحہ ۹۵ بلفظہ اوسی کے حصر کے ساتھ دونوں [illegible]
ہونے ثابت ہو رہے ہیں نہ یہ کہ دولتمند اسکے بنائے ہوئے ہیں اور مسکین شیطان کے
[illegible] اور ایک کو دولت دیکر دولتمند بنا دیا اور دوسرے کو نہ دیکر مسکین
بنا دیا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک کو ایمان کی توفیق دیکر ایماندار بنا دیا اور دوسرے کو
توفیق نہ دیکر ایمان سے محروم کر دیا ملاحظہ کر تو الیکن تو یہ خیرہ وشرہ من اللہ کے اثبات
میں اور بھی آیتیں ہیں جس [illegible] مل سکتی ہیں بقصد اختصار [illegible]

اپو کر ذا یہ مسئلہ مانہ کا انسانی علم اور بیان مین نہ آسکے تو اس سے اسکا انکار کر جانا
اوس عقل دوراندیش کا کام نہین جو اپنے آپ کو خدائی کامون کے اسرار کے ادراک مین
قاصر پانا تعجب کی بات نہین سمجھتی کیونکہ وہ بہت سے انسانی تصرفات مین بہت چیزیں
ایسی دیکھ چکی ہے جو علم اور بیان مین نہین آتین صرف ذوق اور وجدان مین
آسکنے کی وجہ سے مانی جاتی ہین بلکہ بعض کا ذوق بھی اُن سے حاصل نہین ہوتا اُنکے
اثر سے اونکی ذوق کا پتہ چلتا ہے اسکی مثالین بہت ہین از انجملہ ایک یہ کہ معشوق کی ترچھی
نگاہ کی برچھی جو عاشق کی از خود رفتگی مین اثر کر گذرتی ہے اس حالت کو علم اور بیان مین
لانے سے وہ اثر ہرگز نہوگا اس حالت کو علم اور بیان مین لا کر لاکھ سناؤ اوسکی وہ حالت
نہوگی جو معشوق کی نگاہ بانہی دیکھنے کے ذوق مین ہوتی تھی - دوسرے یہ کہ شعرا کے سخن
کے ڈھنگ بھی علمی اور بیانی نہین ذوقی اور وجدانی ہین - ایسے ہی مسئلہ تقدیر خیر و شر
کی حقیقت اور حکمت اور اوس پر جزا اور سزا کے ترتب کی عدالت پر آثار ذوقی اور وجدانی
ہے نہ علمی اور بیانی جس ذوق کا اثر بیجان اور جاندار کی حرکت کے فرق دیکھنے مین چمکتا ہے
اور جبر اور اختیار ان دو امر کے درمیان مین ایک امر موجب جزا و سزا جہان کہین شیخ
اکبر قدس سرہ نے جو فرمایا ہے کہ اس کا ذوق اعیان ثابتہ کو بھی نہین ملا متکلمین نے جو عرض
کیا وہ اُسکے معارض نہین اسلیئے کہ اس ذوق کا اظہار نظر بر آثار ہے - پھر اس مسئلہ کی تائید اور
ثبوت مین انبیاء سلف و خاتم الانبیا علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام اور کتب سماویہ سے نصوص
محکم دلیلین موجود بخلاف تثلیث کے کہ نہ وہ ذوقی اور وجدانی اور نہ مسئلہ تقدیر کی طرح
قدرت کاملہ کے اثر کی ظاہر کرنے والی بلکہ کمال قدرت کے مقتضا کے منافی توحید کے منافی
دعوت انبیا اور کتب سماویہ کی شہادت کے منافی - کون سا ماہر نہین جانتا کہ جب دو فرقون
کی [illegible] جو کس برادریت سے خدا اور معبود ٹھہرانے والے مشرکون سب پرستو بنین
کتب سماویہ کا رد اور انکار بڑے اہتمام کے ساتھ محفوظ چلا آتا ہے تو تثلیث اس جملہ

آسمانی سے ہرگز نہیں بچ سکتی جسکے مٹانے پر تمام انبیا کی تعلیم تلی ہوئی ہے وہ کیسے کسی کے
واسطے سبب نرالی بطور رازنہ شہر مادر ہو سکتی ہے

[صفحہ ۱۱۲ کی سطر ۱ کے ختم کا ضمیمہ یہ ہے] اس حصہ کے صفحہ ۱۶۱ میں ستر وید کا ترجمہ جہانتک
ہو سکا دیانندجی کے صفحہ ۵۷۰ سے یا یہ مضمون نقل ہو چکا کہ جب یہ ذروں سے بنی ہوئی دنیا
اور آکاش اور خود ذرے یہ مانو پرکرتی مادہ کچھ بھی نہ تھا اوسوقت اوسکی قدرت ہی قدرت تھی
تو بھلا وہ قول کب مان رکھنے لائق ہو سکتا ہے جو مادہ اور ارواح کے ازلی ابدی اور قدیم
کہنے میں ٹھوکر کھا چکا ہو۔ اوس وید بردان کو لبسان ارسطو کی غلطی میں غلطان اکثر ہو د
اپنا گھر بھول جو یہ کہنے لگے ہیں کہ یہ جہان ہمیشہ سے یوں ہی چلا آیا ہے اور یوں ہی
چلتا رہیگا۔ ہر مہاپرلی یعنی قیامت کے بعد آکاش اور پرآن پرمیشور میں نکل عقل اور روح
اور ذرے اپنے میں سے نکال جڑ ل اسباب جمع ہو کر سلسلہ عالم کا پھر چھڑ جایا کریگا
یہ ایسی انوٹھی بات ہے جو اگلے حکما اور وید کے بھی سراسر خلاف ہے اور ارسطو کی
باطل رائے سے غلطی میں بڑھتا جسکو حکیم رامکشن مولف حیات انسان بروے عقلی
مذہب براہمہ کے خلاف اور عالم کے حدوث کو بدیہی بتلاتے ہیں [اغاثہ کے خاتمہ
میں ہے اور اُن حکما کے اراکین رسولوں اور شریفوں کی تعظیم کرتے تھے اور اس بات کے
معترف تھے کہ جس بات کو رسول لاتے ہیں وہ عقل کے طور سے بالا اور سوا ہے اور وہ
لوگ الہیات میں کچھ گفتگو نہ کرتے تھے اور اوسکی گفتگو کو رسولوں پر حوالہ کرتے تھے اور کہتے تھے
کہ ہمارے علوم صرف ریاضیات اور طبیعیات اور انکے توابع ہیں اور اصحاب مقالات نے
نقل کی ہے کہ اول جس شخص سے عالم کے قدیم ہونے کا قول مشہور ہوا وہ ارسطو ہے اور یہ شخص
مشرک اور بت پرست تھا اور اُسنے الہیات میں تقریر کی ہے کہ بالکل غلط ہے اوسکو مسلمانوں
کی بہت سی جماعتوں نے رد کیا ہے یہانتک کہ جہمیہ اور معتزلہ اور قدریہ اور شیعہ
اور حکما اسلام سبھی نے رد کیا ہے مختلف ... عملی اور اعتقادی احکام اسلام کے

سب ہمین عقل روشن کے موافق ہین جیسے نقل کے ہان ذات وصفات وافعال الٰہی
کی کنہ کے ادراک سے چونکہ عقل قاصر ہے اور عقل ہی حاکم ہے کہ یہ عالم اثر ہے اور موثر
اول کل ممکنات مین اللہ سبحانہ ہے اور اثر موثر کی کنہ کو ادراک نہین کرسکتا لہذا عقلاے
روشن طبع اس امر کے جاننے والون نے کہ ذات الٰہی ذوات مخلوق سے جبکہ عقلاً بہی نرالی ہے
ایسے ہی صفات وافعال الٰہی صفات وافعال مخلوق سے نرالے اور ہماری
عقلی دسترس صرف اسی قدر ہے کہ ذات وصفات وافعال الٰہی کو مخلوق کی ذات
وصفات وافعال پر قیاس کریں پس نرالی اور واجب قسم کو غیر نرالی ممکن قسم پر قیاس
کرنے مین ہم ٹہیک بات کو نہین پاسکتے ہو آخر وہ ان امور کو ان پر حوالہ کرتے تھے جو اس
بارہ مین واسطہ فیض الٰہی اور اس بیت کے مصداق ہین ؎

جہان فلسفہ گنگ بے بال و پر ہے ٭ رسالت دہان ناطق و چارہ گر ہے

اس مین سے انہون نے اسیقدر بتلا دیا جسکا انکی رسالت سے تعلق تہا اور جسکا لوگون سے
اوسپر ایمان لانا مطلوب ہی پس انبیاء کے لائے ہوئے مین سے یہی قسم مراد ہے
امام ابن القیم کی نہ انہیکے لئے اور بیان فرمائے ہوئے عملی اور اعتقادی
احکام کی سب قسمین کیا معلوم نہین کہ ارسطو اور اوس کے ہمنواؤن نے اس بے قال
بات مین بولی انکی دوڑ اگر کسی عقل کو کہا ہی ہے کیا ہم اوس آواز کو نہین سن سکتے جسنے
انسان اشرف المخلوقات مخدوم الکل ذی اختیار کو جسکے کام مین لگی ہوئی چیزین
آنیوالی سب آسمان اور زمین کی چیزین ہین ان مجبور کو اکہہ ہولی وغیرہ انکا اونکی مورتون
مشغولون کا پجاری بناکر ریت گوا دیا تہا کہ جنس انسان تو صرف پجاری ہے کو آگ وغیرہ
کی اور یہ کہ آگ وغیرہ جو انسان کے معبود ہین یہ پجاری ہین اپنے سے اوپر کے درجہ کی کائنات
کے اسی طرح آٹھ قسمین درمیان کی ہا بدا اوپر کے درجہ کی اور نیچے کے درجہ کی پجاری کہین دیوان
واسطہ صرف معبود یا نیچے واسطہ کا نیچے کے درجہ والون کا دستگیر ہین

اگرچہ عزیر اور گواکیب سب کو معبود انسان کا ٹھیرایا یزدان کی نماز کے بعد آتش کدہ
اور غلط زنگی بوجا بر جیکایا مگر وہ پہولکر بھی کسی حاجت کے مانگنے اور کسی بلا کے دفع کرانے مین
خدا کا نام لینا نہین جانتا اور نہ اوسکی مشیت اور ارادہ تکوین کا اس عالم مین دخل سمجہتا ہے
ویدک رس نچوڑا ہوا دیانندجی کا بارہا چکہا دیا گیا عنر وہ یہہ ہے کہ مخلوق اپنے کرمون
(فعلون) آپ پیدا ہوتی رہتی ہے۔

دونا ہتی والا منتر اور اوسکے ہم آواز اور بہت سے منتر اسی حصہ مین برمحل دیکھو اسکو رگ کے
رہنے کی جگہ سے راحت مانگی جا رہی ہے فقط کے عید ان سے بالی کے زمے بوٹیون
سے جنگلات کے دیوتا سے برہم لوک سب سے بلند کرہ وغیرہ سے راحت بخشنے کی درخواست ہے
ص۱۱۹ سوتا دیوتا کی تحریک سے اسونی کمارون کے دونون بازوؤن سے پوشن دیوتا کے
دونون ہاتہون سے رسی لوگ کی ٹانگین باندہنے کے لئے پکڑا جاتا ہے ص۱۱۷ وو دنا سے
درخواست ہے کہ اشونی کمارون کے لئے نکل آ سرستی دیوی کے لئے نکل آ اند دیوتا کی بی
کے لئے نکل آ ص۱۱۸ چاند بہترون ہر جہت وغیرہ کے لئے سوا ہا گائی جا رہی ہے ص۱۱۸
۲۱ بہوت پریت کا زور حاصل کرنے کی درخواست وید کا مصنف اپنے لئے بالی کے
مالک دیوتا سے کر رہا ہے ص۱۱۲ اس عالم سے خدائی دخل کے منکر خدا سے لو لگا سکیا منتر
کب گا سکتے ہین۔

ارسطو قدم عالم کی بلا سبب ورمان گاتے مین اپنے استاد افلاطون کی بہی نہین سنتا
جب اوسپر استاد کی مخالفت کا الزام آتا ہے تو اوس کو یون ٹال دیتا ہے کہ یہہ جو اللہ
اکیلے کے مستحق عبادت ہونے اور دوسرے معبودون کی عبادت کے باطل و شرک
منافی توحید ہونے کا قول کیا ہے افلاطون نے ایسے ہی الہیات وغیرہ مین جو کچہ
فرمایا ہے موافق شرع موسی کے یہ شریعت و تبرات موسی سے عرب ہوکر دیا
اور اپنی تیز تبیع سے عقلی دلائل کو بہی اوسی طرف موڑ دیا ہے۔ اگرچہ عقلاً اللہ تعالیٰ اکیلا

کا مستحق عبادت ہوتا اور دوسرے معبودون کا مستحق عبادت ہونا ثابت نہین ایسے ہی مجازات
عقلی مین جو ارسطو نے کہا ہے بے برہان ہے تہافت فلاسفہ امام غزالی رح کی اور چند کتب
امام ابن تیمیہ اور ملل ونحل شہرستانی وغیرہ کے دیکھنے والون پر عقل کے خلاف مین بے عقلی کی باتین
اور تہافتین ارسطو اور اوس کے ہم نواؤن کی پوشیدہ نہین ازانجملہ اسی حصہ مین ارسطو کے اُس
قول کی فلسفیت کا فساد دیکھیے جو اپنے قبرون سے مُردون کے اجسام زندہ کرکے اوٹھائے
جانے کے بعد جلنے مین باین طور لگا کہ جسم اوٹھینگے تو اپنے تمام وصفون کے ساتھہ اوٹھینگے
اور منجملہ اوصاف اجسام اُن جسمونکے پیدا ہونے اور مرنے کے وقت بھی ہین اور اُن دونون کو بعینہ
اُن جسمون کے قبرون سے اُٹھتے وقت جسمون کے ساتھہ اوٹھانے کے لیے لوٹا کر لانا محال
لہذا قبرون سے جسمون کا زندہ ہوکر اُٹھنا بھی محال۔ اسکو اعادہ معدوم کے بعینہ محال ہونے
پر متفرع کرنا کوری حماقت ہے اگرچہ اس حماقت کو حکمت کا بہروپ بہرواکر حکمت کے باس
مین دکھایا ہے۔ اسلیے کہ جسم کا مادہ جو اوس جسم کی حقیقت ہے وہ معدوم کب ہوا ہے
وہ تو موجود ہے اگر گل جل کر منتشر ہوجائے یا زمین یا درندہ کے کھانے سے متغیر ہوجائے
یا جسمین سے اُس قدر دوسرے حیوانون کا جزء بدن ہوجاتا ہے جو موٹے ہونے سے
بڑھا اور دُبلے ہونے سے زندگانی دنیا مین گھٹتا رہا ہے۔ اس سے وہ علیم اور قدرت سے
علیم و قدیر تعالے شانہ کی نظر سے نہین جاتا متغیر کو حالت اصلی پر لے آنا زمین کے کھاتے ہوے
جو زمین سے واپس لینا جزو بدن بنجانے والیکو بدن سے نچوڑ لینا اگرچہ ہے وہ عجیب
نہین ہے پر قدرت پر دشوار نہین اور پیدا ہونے اور مرنے کی ساعتون اور اُن دونو ساعتون
کے دونون کا جب مادہ ہی نہین تو اس معدوم پر موجود کو قیاس کرنا باطل ہے۔ ان مین
پاپ کمانے والے اصلی جسم کا مادہ بعینہ ہونا چاہیے جسنے جہرا تھا مدح نیک و بد اعمال
اور اعتقادونکا ارتکاب کیا ہے تاکہ مجرم کے بدلے بیگناہ کو سزا دینے کا ظلم نہ لازم
آئے ایسے ہی نیکی کی جزا دینے مین نیکی کرنے والے کو محروم کرکے غیر مستحق کو جزا دینے کا

عنصب ہو جانے سوا اسی مادہ سے دنیا ہی جسم پیدا ہوکر اوٹھیگا اور وہی مادہ بمنزلہ تخم
اوس جسم کے بننے کا ہوگا گویا تحت عرش سے پانی برسیگا اوسکے اوگنے کے لیے حقیقت
جسمانی کا ویسا ادل بدل ہوگا جیسا کہ تناسخ مین ہونا لازم آتا ہے ۔ اور جبکہ یہ وارد ہو چکا کہ
جنتی کا چہرہ چودہوین رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا جس سے کالے کریہ المنظر کے حسین
ہوکر اوٹھنے کا ثبوت بہم پہنچتا ہے تغیر وصفی کے ساتھ تو نہ ہمارے اعتقاد پر اعادہ معدوم
کا اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ تناسخ کا اور جسمون کے پیدا ہونے اور مرنے کے دنون اور
ساعتون کو نہ ان جسمون کی ذاتیت مین دخل نہ صفت مین اگر ایسا دخل ہوتا تو اون جسمون
کی زندگانی دنیا مین ان مرنے پیدا ہونے کی گھڑیون کا ان جسمون کی ذاتیت اور صفت
مین اڑا ہوا ہر دم رہنا ضروری ہوتا اور یہ دربارہ وصفیت کب جبکہ وہ دن اونکے اپنے وصف
ہوتے جو موصوف سے جدا نہین ہوا کرتے ۔ بچھوال بچے تک جانتے ہین کہ جو جسم دن پیدا
ہوا اوس سے دوسرے دن دو دن کا کہلائیگا ۔ مگر اوس دوسرے دن مین پہلا دن اوسکے
کے ساتھ نہ رہیگا اور اوس عمر بچہ وہی کا وہی رہیگا اسی طرح آخر وقت عمر تک سب کے بعد دیگرے
ہر ایک کی جو ایک ہر ساعت ہر دن ہر رات عدم کی راہ لیتے چلے جائینگے جب ان دنون
ساعتون کا بیان اونکے ساتھ رہنا اونکی حیات مین ضروری نہین تو قبرون سے اوٹھنے
کے وقت [illegible] ضرورت کا سبب کسی دیوانہ کو بھی دکھائی دیگا ۔ اور بھلا جب اس بعث مین
ان دنون کے [illegible] مادہ کی ضرورت ہی ۔ حالانکہ یہ ظروف زمانی ہین تو اس ضرورت سے
محسوس کرنے والیکو چاہتے تھا کہ وہ ان جسمون کے پیدا ہونے اور مرنے کی جگہون کو بھی
ان جسمونکے ساتھ رہنے ساتھ اوٹھنے مین ضروری ٹھہرا کر ان جسمون کے گلے کا ہار
بنا کر بچھوال بچون تک کو اپنے اوپر ہنساتا اسلیے کہ وہ ظرف زمانی ہین تو یہ ظرف مکانی
اور جبکہ جملہ اوصاف جسم کی لازمی نہین دیکھو جوانی کے وقت لڑکپن کا وصف اور
بڑھاپے کے وقت جوانی کا وصف خواب و خیال ہو جاتے ہین تو یہ چلتی پھرتی

ظرف ندبانی کی جنکو اجسام مذکورہ کی نہ ذاتیت مین دخل نہ وصفیت مین کیسے قبرونسے اجسام کے اوٹہائے جانے کے لئے لوٹائی جانی لازمی اور ضروری ہجانگی۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ آیت سورہ ق مین اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ زمین جو مقدار اُن مردون کے جسمون مین سے کم کردیتی ہے وہ ہمارے علم سے نہین نکل جاتی حاصل یہ کہ مقدار معلوم زمین کی کہائی دوسرے کرہون مین پہنچائی ہوئی سکا پہر جمع کرنا قدرت پر دشوار نہین كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ آیت النساء پارہ والمحصنات مین جو فرمایا کہ ہرگاہ پک جائینگے چمڑے اونکے یعنی جل جائینگے بدل کردینگے ہم اونکو چمڑے اُن (یعنی) چمڑون کے غیر۔ بموجب تفسیر جلالین اس سے تبدیل وصفی مراد ہے یعنی چمڑونکی جلی ہوئی صفت کو بدلکر ان جلی حالت اصلی پر لوٹا لائینگے۔ ماہرون پر پوشیدہ نہین کہ بعض اعضاء جسمانی تو ایسے ہین کہ جن مین تبدیلی ہوسکتی ہے جیسے ہاتہ پاؤن کی نلی ٹوٹی ہوئی کو نکالکر اوسکی جگہ بکرے وغیرہ کی نلی جوڑ دینا ہاتہ پاؤن کاٹ ڈالنا ان مین تبدیلی اور کمی ہوجانے سے انسان انسانیت سے نہین نکل جاتا مر نہین جاتا اور دوسرے بعض اجزاء جسمانی ایسے ہین کہ اون کے بدلنے کاٹنے توڑنے پہوڑنے پہینے سے انسان زندہ نہین رہ سکتا جیسے دل دماغ پہیپڑا وغیرہ اور انہین کو حقیقت جسم انسانی مین بڑا دخل ہے اور روح کے ساتہ ہوکر پاپ کی کمائی مین شریک یہی ہین حقیقت جسمانی اعتبار کی جاتی ہے پس قسم اول بعث مین بہی بدلجاے تو ہمارے مدعا کو مضر نہین وہ حکم لباس کا رکہتی ہے اور چمڑہ بہی اوسی قسم مین ہے اور خاتمہ اسی آیت کا بعد بیان تبدیلی جلد لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ کے افادہ فرمارہا ہے کہ یہ تبدیلی چمڑونکی بہر راست کی آسانی دفع فرماکر نت نئے عذاب کی سختی دکہانے کو اونہین کفار کی اُسی حقیقت انسانیہ کو نئے نئے طور مین آسے گی جسنے کفر کا ارتکاب کیا تہا۔ اوس حقیقت

انسانی آنکے غبرکے لئے جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ وغیرہ بہت سی آیتیں باعلے
ندا پکار رہی ہین کہ یہ عذاب و ثواب انہیں عمل کرنیوالون یا مالک و ماکسب کمانیوالون کو دیا جاتا
بدلا ہوگا اُن عملون کا جو وہ کر چکے ہین اور پہلے عمل تھا اور بہت کچھ عمل وہ روح اور جسم
کے مجموعہ سے ہوا ہے جو روز جزا جزا سزا کے لئے پیش ہو رہا ہے اگر ان دو جزون مین سے
ایک بھی بدل جاتا تو یہ نہ فرمایا جاتا بلکہ یون فرمایا جاتا کہ یہ بدلا ہے اُن عملون کا جو یہ
روحین پہلے چھوڑے ہوئے جسمون کی شرکت مین کر چکے ہین اس بدلے ہوئے جسم کو
اُن بدلی روح کے ساتھ۔

چونکہ نئے پرانے فلسفہ کی منہ جوڑ بولون کے چڑھاو اُتار کی اُلٹ پلٹ سے خود مطلبی کا
فائدہ لینے مین اہل باطل نے کسقدر بہت پھیر سے اپنے باطل کی مانگ پٹی سنبھالی ہے
اوسمین سے ہے وہ جو کہا جاتا ہے کہ ہر سال جاندار کی کھال اُتر کر اوس کے نیچے سے
گوشت کا حصہ کھال بنکر اتری ہوئی کھال کے قایم مقام ہو جاتا ہے اور ہر سال کی اس قایم
مقامی سے ایک مدت دراز مفروض المقدار مین گویا جسم ہی بدلجاتا ہے اگر اس تبدیلی کے
تمام ہونے کے وقت وہ مرگیا اور پہلے اُن بدلے جسم کے کمائے ہوئے پُن پاپ کی
جزا سزا مین یہ بدلا ہوا جسم جزا سزا کے لئے روز جزا پیش ہوا تو وہی اعتراض بہتر ہوتا بُرا
جو ہمنے تناسخ کے ماننے والونپر ڈالا تھا جواب اسکا چند وجہ ہے اول یہ کہ اس تبدیلی
اور قایم مقامی سے بالآخر جسم کی تبدیلی لازم آنکو تجربہ باطل کر رہا ہے دیکھو جسم بدلکر
دوسرا جسم بنجانے اوس کے نت نیا جزء آجزا ہی قایم ہو اکرتا تو پرانی جانور کا گوشت
نئے جانور کے گوشت کی طرح اُتنی ہی جلد یک قلم گل جایا کرتا جتنی جلد نئے جانور کا
گل جاتا ہے اور اگر سب نہ گلتا تو اوسقدر تو گلجاتا جو سال دو سال کے اندر اندر ہی بدلکر
نیا خیار ہوا ہے اسکو بھی تجربہ یون توڑ رہا ہے کہ پرانے جانور کے گوشت کا نہ حصہ
بالائی گلتا ہے نہ حصہ زیرین نئے گوشت کے نیلے آگ جلانے سے جو چند وقت پرانے

بہشت کو بتاتے اوسکی سختی نہ جاتی بخلاف اسکے کہ وہ اوس سے نصف مدت مین
ہی گھلکر ریزہ ریزہ ہو جاویگا اگر جسم بدلا کرتا تو ایسا فرق نہوتا دوسرے یہ کہ چہرے بدلکر
قایم مقامی ہوا کرتی تو ہمیں چہنسے وغیرہ کے چہرے کے موٹے موٹے مجل اترتے کبھی
تو دیکھے جاتے اور جب ایسا نہین ہوتا تو وہ بھی ایک خیالی ڈھکوسلا ظنی بے بنیاد بات ہے
اور یہ جو انسان کے جسم کہجانے سے دہول سی اوڑجاتی یا باریک چہلکے سے ریزہ ریزہ
اوڑتے نظر آتے ہین یہ کہانے پینے کا فضلہ ہے جو مساموں کی راہ سے اسی طرح
نکلکر اوڑجاتا ہے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ بعض جانداروں کی کہال بہی اوترتی ہے
تو اوس کے قایم مقام ہونیکو فضلہ کیا تہوڑا ہے تیسرے یہ کہ لازم مذکور پر جسم بدل
جایا کرتا تو انانیت بہی بدلجایا کرتی اسلیئے کہ ستر برس کے بعد پہلے پہچانے ہوئے سے مگر
جب ملاقات ہوتی ہے اور وہ بسبب بڑہاپے کے پہچانا نہین جاتا ہان جب وہ پہچا
کہتا ہے کہ مین وہی تو ہون جو ستر برس ہوئے کہ تم سے فلان مقام پر ملا تہا اور یہان
مین صرف اکیلی روح سے ظاہر نہین ہوتی جس منہ سے مین نکل رہی ہے وہ اوس کے
ساتھ رہا ہے اور اگر یہ بلا مدد جسمانی ادراک روحانی ہی ہے تو جسم کے بدلجانے سے
روح بیخبر کیون رہی بس جس خانہ کی تبدیلی کی اوس خانہ کی رہنے والی روح کو خبر ہو
اوسکی خبر اوسکو کیسے مل گئی اور کہان سے مل گئی جسکو دوسرے کے بدلنے سے نہ تعلق رہ جاتا
اور نہ جسمانی خصوصاً جبکہ اپنے ہی جسم کی تبدیلی کا اوسے ادراک نہوا — اگر [illegible]
یہ کہا جاوے کہ یہ تبدیلی اور قایم مقامی سونے کی حالت مین ہوتی تو کہا جاوےگا کہ
سونا کام جسم کا ہے نہ روح جیسے لطیفہ کا کہ ہوشیار و بیدار رہتا ہے اگر تبدیلی ہوتی تو
روح اوس سے بیخبر نہ رہتی اسلیئے کہ مفارقت تو روح کی جسم سے ہوتی ہی نہین بخلاف
جاری ہونے موت کے کہ وہان مفارقت ہو جاتی ہے۔ [illegible] الا یہ کہ [illegible]
[illegible] ہو گا اگر مردون کے جسمون کا تغیر فنا سے زندہ کرکے اوٹھایا جانا ہو تو

اُن جسمون کے پیدا ہونے اور مرنے کے دنونکے بعینہ اعادہ پر تو ہر فرد و بشر کی مزدوری مارنا
آسان ہو جائیگا جب وہ مزدوری مانگنے آئیگا تب ہی اُس سے مزدوری کے دن کے
بعینہ لوٹا کر لانے کا مطالبہ کیا جائیگا۔ وہ اُن کو لا نسکیگا نہ مزدوری پائیگا یہ اندھی فلسفیت
نظام عالم مین اندھیر پر کردیگی۔ اِس کے سوا اور بھی نمونے ارسطو اور اُس کے ہم نواؤن کی
ننگ فلسفیت کے اِس حصّہ مین مذکور ہین۔ منجملہ قائلین بشنو ہنود جو یہ کہتے ہین کہ پرمیشور
کی بے اختیاری مین حاملہ کے حمل کی طرح اکاش اور پران پرمیشور مین سے نکلکر پھر اون مین سے
ذرّون اور روحون اور عقول وغیرہ کا پیدا ہوکر جُز و کل اسباب جمع ہونے سے سلسلہ عالم کا
چھڑ جاتا ہے۔ دیانندی سماج بار بار نقل کر دئے گئے کہ مخلوق اپنے کرمون آپ پیدا ہوتی اور
مرتی ہے۔ چونکہ کاریگرون دنیا کی حاجتون اور ضرورتون کے ادراک سے اوپر نہ جانے والی
نظر ہنود مین پیدا کرنے پالنے مارنے کے کام جسم اختیار کئے بغیر پا نہین سکتے اس لئے
اُنھون نے مظاہر قدرت کاملہ الہیہ تین مُون کو مانکر برہما کو مخلوق کا پیدا کرنے والا اور وشنو
کو پالنے والا اور مہادیو مہیش رُدّر کو مارنیوالا ٹھہرایا اور آتش پرست مجوسیون نے ان کا موت
ثبت یُوحش الاختیار عقول عشرہ اور کواکب کو مانا اور باوجود اس کے ہنود اور آریہ والے بھی
خدا کو قادر مطلق سرب شکتیمان بھی دیکر کہنے لگتے ہین اور یہ نہین سوچتے کہ وہ فرضی قدرت
قدرت کاملہ کیسے مانی جا سکتی ہے جسکا مقدور کچھ نہو یا اپنے موصوف مین رہکر اپنا اثر ظاہر
کرنے سے عاجز ہو اور اپنے موصوف سے جدا ہوکر پنج کے درجہ کی مخلوق مین پہنچکر وہ پیدا
کرنا پالنا مارنا سیکھ جاتے۔ یہ خیالات خود زبان حال کہہ رہے ہین کہ ایسے خیالات اور اعتقاد
رکھنے والا قدرت الہیہ کو پرائے سہارے کا محتاج ٹھہرانے والا قادر مطلق کہنے مین ایسا ہی
ہے جیسے رٹنے والے طوطے کی طرح مطلب سمجھے بے کو سیتا رام رٹتا ہے۔ چونکہ ہنود اور مجوسیون اور آریون
کے اعتقاد مین عالم پرمیشور یزدان مین سے نکلا ہے اُسکا جزو ہے عالم سے ازلی
ذرات انادی اور قائم ہین یہ کہہ چکے کہ عناصر کہنے والے سب دستاویز ہے وہ

کام نہین ہو سکتو جیسے کرنے مین دست یا اعضا کی ضرورت ہے۔ اسی سے پیدا نخل دوڑادی کہ
ہر مشہور کمالات روپ بھرنے سے پہلے جسم و جوارح سے منزہ ہونیکی حالت مین بے دست و پا
کی طرح خود مخلوقات نے اجسام بنانے یا بننے مارنے سے عاجز ہے اور آسمانی ادیان نے ایسے انار و ریت
دکھا دکھا اوس قدرت کا کمال ہین عنوان ثابت کردیا کہ اوسکا کلمہ کُن تمام امور بلکہ بینہ مجردات
و مادیات تمام کائنات کے پیدا کرنے یا اسباب ارضی و سماوی رزق دینے پالنے مارنے جلانے
وغیرہ مین وہ کارسازی فرما رہا ہے جو جسمانی طاقت قاصرہ خداداد کے بل بوتہ سے باہر ہے
اور مخلوق متناہی اور محدود ہین غیر متناہی اور نامحدود ذات کے خواص جنکی حد اور نہایت
ہی نہین کیسے آ اور سما سکتے ہین جبکہ قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا اوس سے جدا ہونا محال
مخلوق مین اوس کا سمانا محال وہ ساری کائنات تمام ممکنات سے نرالی ذات جسکو خود اوس
آریہ بھی اب مان گئے ہین مگر اوس کے قدرتی کامون مین قانون قدرت قاصرہ کا روڑا
اٹکانا بھی نہین بھولے ۔۔ اور قدرت کاملہ کی معرفت کے نقطہ نے مسبب الاسباب کو
چھوڑ اسباب کی پوجا پاٹ کرنے نذر بھینٹ دیگر منانے پر جانے پر جھکایا جسکی مثل وہی
ہوئی جیسے کسی بھولا ناڈھ نے اپنے قتل ہونے سے ڈرکر قاتل کی تلوار پر گھی چپڑ پھول چڑھایا
ایک پلٹیا جن کی ڈھلکا اوسکے آگے ڈنڈوت کرکے کہا کہ ہمنے اب قتل کرنے والے کو منا
پر جا لیا ہے - اب ہمارا کوئی کچھ نہین کر سکتا - قاتل کو جب اس بے پروائی اور بھروسہ
نہ کرنے کی چیز پیا اوس کے بھروسہ کرنے کی خبر ہوئی تو اس ناحق ستناسی
ہراسکی خفا ہوا وہ تلوار کا وار کرنے کے لیئے اوس کے پاس پہونچگیا - اوس نے
پھر تلوار سیا کی ڈہائی دی ہے نتائی مگر یہ وہائی اور ہے اور تلوار کے آگے
کی ہاتہ جوڑ تو اوس کو قتل ہونے سے نہ بچا سکی ۔ جب قدرت کاملہ کی تاثیر کے
نہ سمجھے اور قدرت کے کمال کو ماتکرنہ پہچاننے پر تنبیہ کی گئی تو کہا کہ بعض ان جلون
کو خداوند سے سوال سوجھے - ایک یہ کہ خدا قادر مطلق ہے تو ایک خدا اور کیون نہین

پیدا کرلیتا اس کا جواب سوال کو واضح کرانے کے لئے یہ ملا کہ کہاں تو تمنے قدرت کا وہ عجز
دیکھا کہ وہ قادر مطلق بے دست و پا کی طرح کچھ نہ کرسکا اور کہاں اوسکا وہ زور جتایا کہ اپنی
مانند دوسرے خدا پیدا کرنیکے آرزو مند ہوتے ہیں ۔ اُس قادر مطلق سے بہروپی اور
بجھائی ہوئی ہوا وغیرہ اپنے بہت سے خداؤں اور معبودوں کا اول چھپالینے کے لئے ونکا ذکر
کس پیرایہ میں سوال چھیڑ دیا اور اتنا نہ سوچا کہ سوال کیا کررہا ہوں آیا سوال ٹھیک بھی ہے
یا نہیں اس لئے کہ حاصل اوس سوال کا تو یہی ہے کہ خدا قادر مطلق ہے یعنی کسی مقدور
مخلوق پر اوسکی قدرت جاری ہونے سے عاجز نہیں تو وہ ایک ایسی ذات کو پیدا
کیوں نہیں کرلیتا جو پیدا کیئے جانے سے منزہ ہو کسیکی قدرت کی تاثیر کا اثر نہو
ازلی ہے ابتدا ہو بس ازلی بے ابتدا کی ابتدا کو پیدا کئے جانے سے منزہ کیسے پیدا
پیدا کرنے کو قدرت کے نیچے نہ آنے والے کے قدرت کے نیچے آنے کو طلب کرتا
اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا اور اپنے سر پر آپ آرا چلاتا ہے ۔ بیشک اللہ سبحانہ
کو ہر طرح کی مخلوق کے پیدا کرنے پر قدرت ہے ۔ مگر جو قدرت کے تحت آئیگا مقدور
اور مخلوق ہی کہلائیگا نہ خدا ۔ خدا تو وہی ہوگا جو خود بخود ہو ۔ اور کسیکی قدرت کے تحت
نہ آیا ہو ۔ بس ایسا سوال کرنا ہی سراسر حماقت ہے اگرچہ انہوں نے اس کا سائل راجہ بن بیٹھے
اونکی حماقت ہے اسکو وزنی سمجھا جاتا ہے مگر مراد اس سائل سے ایک فرضی شخص ہے
نہ کوئی معین شخص اسلئے کہ جسنے ابھی حکایت پوچھی اس جواب کو سنا اُسنے اصلی حال کو بھی
نہیں بتلایا اور اس سے بڑھکر ملاحظہ کے سوال کا جواب ہے آیات محکمہ قرآنیہ کی مطابق
دلالت اور مفسرین کی صریح شہادت سے آگے حصہ میں بیان ہو چکا کہ امور تکوینیہ کی
قدرت حاصل ہونا ہی غیر اللہ کو محال ہے ۔ پس جس قدرت کا حاصل ہونا محال ہو
وہ کیونکر ثابت ہو اسکو بیان نقصان تا حیا انکا اون سے جدا ہوا ہے تب ہی تم لا بیان قرآنی
قرآنی مطالب کے پانچ جگہ ایک ہی سورت میں ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ سے تحت فرمائی

سمجھا دیا کہ تخلیق ارض و سماوات (کل کائنات) و ترزیق مخلوقات وغیرہ امور تکوینیہ
مین سے اللہ سبحانہ کے سوا کوئی کچھ بھی کر سکتا تو وہ خدا کے ساتھ دوسرا معبود ہو سکتا
اور جب اس مین سے کوئی کچھ بھی نہین کر سکتا تو وہ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بھی
نہین ہو سکتا اس لئے کہ امور تکوینیہ مین کارسازی کام قدرت کاملہ کا ہے جو ذاتی
ہی ہوتی ہے نہ قدرت قاصرہ کا جو عطائی ہی ہوتی ہے اور قدرت کاملہ کے غیر مین
ثابت ہی نہین ہو سکتی پس جو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ تسخیر ہوا کی تخت سلیمان علیہ السلام کے لئے اور میوہ دار
ڈالیان وغیرہ جھک آنے کی تسخیر جنتیون کے لئے ہوا کو یہان اور درختان جنت وغیرہ
کو وہان ہوا اور درختون وغیرہ کو شعور دیکر حکم برداری پر لگا دینا کچھ صفت تکوین دی ڈالنا
نہین ہے جیسا کہ بعض سخن دشمنان لوگون کو اس اِتَّخَذُوا۟ أَحْبَارَهُمْ يَأْذَنُ بِهِ ٱللَّهُ
کا سودا ہوا ہے اور اس دُھن مین ایک بڑی کتاب لکھ ماری ہے۔
(صفحہ ۴۲ کی سطر ۱۷ کے ختم کا ضمیمہ یہ ہے کہ بنا بر ترجمہ اور حکمت کی تمہید کے
صفحہ ۴ مین ہے کہ کلیسا مین آٹھ سو برس تک عبرانی زبان کا علم معدوم رہا تھی جب آسمانی
کتابون کی زبان کا علم آٹھ سو برس تک معدوم رہے تو آسمانی کتابون کی نا بلدانی مین قصد
علم کا رد ان کے مطالب سمجھنے مین جیسا سد راہ ہوگا عقلا پر پوشیدہ نہین تو ممکن کہ سے لگوا
لگانے والے معنی گڑھی مین تا مرادکہ مراد الہی ٹھہرانے مین جو کچھ کر گذرین تھوڑا ہے
خصوصاً لغات عبریہ مشکلہ وہی زبان مندرسہ و متشابہات کتابیہ کے ترجمہ کرنے مین
اندھیرا اور دھندے لئے ہوئے باطل خیالات کا خمیر متن مین ملا جائین تو کوئی تعجب کی بات نہین
بعض قدمار فلاسفہ اپنے باطل خیال کے بکانے مین جو یہ کہہ گئے ہین کہ اللہ کو علم نہین اور بعض
کا یہ خیال تھا کہ جزئیات کا علم نہین کہو اوس کا خاکہ ترجمہ توریت متن کے ساتھ بہات کیا اچھا
دکھائی نہین دیتا ہے یہ ہے کہ یہوواہ تعالیٰ شانہ آدم کو پیدا کرکے پچھتایا نوح کی قوم کو
ڈبا کر دلگیر ہوا آسمان و زمین پیدا کرنے کے بعد تھک کر ستو یہ آرام فرما ہوا اور اس کے سوا

اور اسکی سوا اور دوسری ہفوات فلسفیہ کا خمیر بھی اوسمین ملا ہوا دیکھلو بعث جسمانی سے صدو قیون کا منکر ہو جانا اوسی ممنہ کی ترسی ہے ۔

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۸۱ قولہ بیشک پولوسی تعلیم فتنہ کے درزے بجاے غور تو نکو آزادی ملجانے سب کچھ حلال سب روا کی خوشخبری سنانے کی وجہ سے آسانی اور بہانہ ڈھونڈنے والی بڑی جماعت کی نظرونمین مقبول ہو چکی تھی (از سطر ۱۲ تا ۱۴) حسب ہدایت اگلے نوشتونکے یہود منتظر تھے کہ ایک نجات دلانے والا آئیگا اور توریت کے سخت حکمون کی تلافی فرمائیگا ۔ جب عیسی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ خطرات قلبیہ پر بھی مواخذہ ہوگا اگرچہ وہ فعل جسکا خطرہ دل مین گذرا ہے عمل مین نہ آئے ہون ۔ حالانکہ توریت مین خطرات قلبیہ پر مواخذہ نہ تہا زانی بعد ثبوت زنا مطابق حکم توریت کے لائق سزا تہا جب زبان عیسوی یہ سنا کہ غیر زوجہ کو بنظر شہوت دیکھنے سے زنا موجب سزا ہو جاتا ہے اسی طرح جیکے اور سخت احکام جنکی متی کے باب ۵ مین تصریح ہے سنکر بدحواس ہوتے اور سمجہ لئے کہ یہ وہ نجات دلانے والا موعود سخت حکمون کی تلافی کرنے والا نہین ہے اُن یہود کو یہ بات یاد تہی کہ نواری شرع کے پابند اور آسمانی بادشاہت آنے کے آرزومند عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اوٹھائے جانے کے بعد بھی تھے ہر چند کہ سب شرائع انبیاء آسمانی بادشاہت کا قانون ہے اور اُن قوانین کے جاری کرنے مین اصحاب شرائع انبیاء ورسل علیہم الصلوۃ والسلام خدا تعالے کے نائب ۔ درحقیقت مین یہ بات بیچ ہی رہی کہ بعض کو اُن مین سے زیادہ اختیارات دئیے گئے اور بعض کو کم مثلاً ہمارے سادات موسی ویوشع داؤد وسلیمان علیہم کو کفار پر جہاد کرنے مین قتل کرنے سزائے موت دینے کا بھی اختیار دیا گیا تھا ۔ اور سید نا عیسی کو یہ اختیار نہین دیا گیا علیہم الصلوۃ والسلام بس شریعت عیسوی بھی آسمانی بادشاہت کا فرمان ہے ۔ اور شریعت محمدیہ بھی فرمان ہی کی جسمین اختیارات کا ہے ۔ شریعت محمدیہ مین سب سے زیادہ اختیارات و...

گئے ہیں چونکہ وہ ایسی اکمل ہے کہ اُسکے بعد دوسری شریعت کے آنے کی ضرورت نہیں
رہی اور اُسی کے لئے یوحنا اور عیسیٰ علیہما السلام کا اعلان اور دعا ہو رہی ہی جو آیندہ آنے
ہے اور درحقیقت کامل بلکہ کامل تر آسمانی بادشاہت بھی وہی ہے اور جس آسمانی بادشاہت
کے عیسائیوں سے لیکر دوسروں کو دینے کا ذکر انجیل متی سے آیندہ آئے گا وہ موجود نہیں
اور سب جانتے ہیں کہ دعا آیندہ ہی کے لئے ہوتی ہے نہ موجود اور حاصل شدہ کے لئے چنانچہ
دعا میں صیغے مستقبل کے خود موجود ہی کے ہیں اور حواریوں کی پابندی شریعت کا ثبوت
واقعات تاریخی مندرجہ اناجیل مروجہ سے روشن ہے حسب خیال صاحب چہار رسالہ
پولس مقدس پابندی مذکور کے مخالف ہیں اور یہی مخالفت پابندی شریعت چھڑانے کا
سبب ہوئی ہے چنانچہ پطرس حواری کا بہ پابندی شریعت ختنہ کرانے کا حکم دینا
جبکو اپنی بات پاس ہو جانے سے پہلے پولس نے بھی انجیل کی امانت مان لیا تھا جیسا کہ
صفحہ ۹۷ حصہ ہذا میں گلتیون کے باب ۲ ورس ۷ سے منقول ہوا ہے میں پطرس حواری
جب انطاکیہ پہنچے ہیں تب اُن سے پولس نے مقابلہ کیا ہے اور اُن پطرس کو شریعت
چھڑانے اور اُس ختنہ کرانے کے حکم دینے کی وجہ سے ملامت کے لائق ٹھیرایا ہے
حالانکہ اسکو پہلے انجیل کی امانت کہا تھا اور برنباس کو بھی بوجہ معلوم ریا میں شریک
تبلایا ہے جیسا کہ صفحہ ۱۰۸ میں باب مذکور کے ورس ۱۱ تا ۱۴ سے منقول ہوا اور عیسیٰ
علیہ السلام کے مثل یوحنا کا اعلان دینے دعا سکھانے کا بیان یہ ہے - لوقا باب ۱۱
اور ایسا ہوا کہ وہ (مسیح) ایک جگہ دعا مانگتا تھا جب مانگ چکا ایکنے اُس کے
شاگردوں میں سے اُس کو کہا اے خداوند ہمکو دعا مانگنا سکہا جیسا کہ یوحنا نے اپنے شاگردوں کو
سکہایا (۲) اُسنے اُن سے کہا جب تم دعا مانگو تو کہو اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے
تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے تیری مراد جیسی آسمان پر ہے زمین پر
بھی بجا ہووے صفحہ ۲۲ متی باب ۶ ورس ۱۰ کہ تیری سلطنت آوے تیری مرضی

جیسی آسمان پر زمین پر بھی بر آوے صہ امرقس کے شروع باب ۱۲ سے ورس ۱۲
تک انگور کی باغ کی تمثیل ہین باغ والیکا میوہ لانے کے لیے اپنے آدمیون کو بھیجنا باغبانون
کا اُن مین سے کسیکو پیٹنا کسیکو قتل کرنا کسیکا پتھرون سے سر پھوڑنا بالاخر اوس کے بیٹے
کو بھی مار ڈالنا پھر باغ کے مالک کا ان باغبانون کو ہلاک کرکے انگور کا باغ اورونکو دینا
اور اس باغ بانے والے پتھر معمارون کے ناپسند کیے ہوے سے الہی قصر نبوت کی
تکمیل ہوکر اوس محل کے کونہ کا سرا ہونا بصفحہ ۴۴ و ۵۵ مذکور ہے اور اسی طرح متی کے
باب ۲۱ ورس ۳۳ تا ۴۴ مین ہے ورس ۴۳ مین اتنا اور ہے - اسلیے مین تمہین کہتا ہون
کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جاویگی اور ایک قوم کو جو اسکے میوے لاوے دی
جاویگی ملا ہ اور یہی مضمون لوقا کے باب ۲۰ ورس ۹ سے ۱۸ تک مین بصفحہ ۴۵ و ۴۶
مسطور ہے اور یہ تمثیل اس مین سے کسقدر با عقیدہ صاف صاف مع بیان پتھر
زبور ۱۱۸ ورس ۲۲ سے ۲۶ تک مین مذکور ہے جس سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہے
کہ خدا کی بادشاہت عیسائیون سے لیکر جس قوم کو دیگئی وہ امت والی قوم صحابہ کرام
لشکر ہے ختم المرسلین کا جسنے خدائی باغ کی پوری آبپاشی کرکے اُس باغ کے
عمدہ میوے آپکی معرفت باغ والے تعالی شانہ کی نذر کرکے مصداق رضی اللہ
عنہم و رضوا عنہ کے ہوے یعنی اللہ سبحانہ اُنسے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے
راضی ہوے - اور وہ پتھر جسکو اہل عناد یہود و نصاریٰ نے ناپسند کیا تھا جس بغیر نبوت
کا قصر الہی ناتمام بنا ہوا تھا وہ اوس محل کے کونہ کا سرا ہوا جس سے ظاہر ہے کہ تمام
انبیاء اُس قصر نبوت کی تیاری کے لیے بمنزلہ پتھر کے تھے جسکے سنگ بنیاد آدم مین ان
سب سے اوس قصر نبوت کی تیاری ہوئی ایک پتھر بغیر وہ بے سرا ناتمام پڑا ہوا تھا سب
نبیون کے سردار ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ پورا ہوا آپ کا سردار
انبیاء و مرسلین ہونا جس سے ظاہر ہے اور آپ مرجع انبیاء و مرسلین صلوات اللہ

علیہم اجمعین ہی کے سردار نہیں ہین بلکہ ساری کائنات کے سردار ہین وہ بشارت عیسوی
مذکورہ مصنفہ ہذا گواہ ہے جسمین عیسی علیہ السلام فرما چکے ہین کہ اس جہان کا سردار
آنے والا ہے - اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جب قصر نبوت کی تکمیل آپ سے ہو گئی
اور بعد آپ کے اُس مین کسی اینٹ پتھر روڑے کے خرچ کی ضرورت نہی جیسا کہ انجیلی
تمثیلون اور زبور اور حدیثون سے ثابت ہو چکا اور آپ نے خود بھی فرما دیا کہ وہ پتھر مین
ہون - پس بعد آپ کے جو کوئی نبوت و رسالت کا دعوے کرے وہ موافق تصریحات
احادیث علاوہ دجال معروف جھوٹا دجال ہے منجملہ تیس دجالون کے حدیثین تو اس
باب مین بہت وارد ہوئی ہین قدرے اون مین سے یہ ہی وانہ سیکون فی امتی کذابون
ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی بروایت
ترمذی و ابوداود حدیث ثوبان مین کا یہ ٹکڑا ہے جو مشکوۃ کی کتاب الفتن کی فصل
ثانی کی چودہوین حدیث مین مسطور ہے ترجمہ اسکا یہ ہے اور تحقیق شان یہ ہے کہ
عنقریب ہونگے میری امت مین بڑے جھوٹے تیس ہر ایک اُنمین سے زعم کریگا کہ مین
اللہ کا نبی ہون اور زیادہ یہ ہے کہ مین آخر الانبیا ہون یعنی بعد میرے نبوت و رسالت ختم ہو گئی
کوئی نبی بعد میرے ہونیوالا نہین ترجمہ تمام ہوا اور مشکوۃ ہی کے باب الملاحم کی فصل
اول کی پہلی حدیث بخاری و مسلم مین سے یہ ہے وَحَتّٰی یُبْعَثَ دجالون کذابون
قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ الحدیث ان حدیثون مین قرب
قیامت کی نشانیان بیان فرمائی ہین منجملہ اُن کے ایک یہ اور یہانتک کہ اٹھائے
جاوینگے بڑے جھوٹے دجال قریب تیس کے ہر ایک ان مین کا زعم کریگا کہ مین اللہ کا رسول
ہون الحدیث اور طبرانی کی حدیث مین تیس اور تیس سے زیادہ کا بیان ہے اس مین کوئی
تعارض نہین رہا اسلئے کہ بعضی تیس سے کم ہونگے اور نبوت اور رسالت دونون کے مدعی ہون
گے [illegible] نبوت و رسالت جو جھوٹے دجال صرف نبی آخر [illegible]

خاتم النبیین ہونا آیت قرآنی میں منصوص ہے نہ یہ کہ صرف معتقدوں کی اجتہادی رائے کی
اپج تان ہو۔ تو کوئی صورت نہ تھی کہ قرآن کا ماننے والا نبوت یا رسالت کیا دعوے کرے
مگر جھوٹے دجالوں کی دجالیت کا کمال بھی قابل دید ہے اور دادنگی بے حیائی لایق داد۔
انہوں نے دنیا کو اپنی دجالیت کے جال میں پھانسنے کے لیے کیا دگرائی چال چلے کہ اتمام النبیین
معرفہ باللام کے الف لام کی اقسام معنوی میں ایک قسم ہمارے دعوے نبوت کو جالیت
سے بچا سکتی ہے۔ حالانکہ صحابہ کرام جو اسباب نزول آیات و زبان قرآن و مواقع استعمال
الف لام کے ماہر تھے نہ انمیں سے کسی کو اس تراشیدہ قسم کے احتمال پر آپ کے بعد کسی کے
دعوے نبوت کی صحت کا شبہ ہوا اور نہ مسلمہ کذاب کو یہ سوجھی جو آجکل کے دجالوں کو سوجھی ہے
دوسرے یہ کہ جب خود ختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی اپنے خاتم النبیین ہونے کی
یہ تفسیر فرما چکے کہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی کوئی نبی بعد میرے نہ ہوگا اور اگر ہوتا تو عمر ہوتا اور بعد میرے
جو زعم کرے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اللہ کا رسول ہوں تو وہ بہت بڑا جھوٹا دجال ہوگا۔ پھر
جبکہ کثرت سے اس معنی کے منصوص کتاب و سنت میں موجود ہیں تو ایسے دجالوں کی دجالیت
کو نبوت ماننا گویا کفر ہے اور منکر نبوت کا منکر ہے۔

(آسمانی مجموعہ مطلب) جب ختم زمانہ حواریوں کے عیسائیوں نے پابندی شریعت کی بالکل
چھوڑ دی باعث اس کا چار سو انجیل کا رسائل پولس کی اس غلطی کو ٹھہرانا ہے جو گلتیوں کے
باب ۳ درس ۱۰ تا ۱۳ سے اور فلپیوں کے باب ۲ درس ۹ سے صفحہ ۲۰۰ میں اور
اعمال کے باب ۵ درس ۲۴ سے ۴۰ تک صفحہ ۱۰۲ حصہ ۲ میں منقول ہے جس میں شریعت
پر عمل کرنے کی حکمت پر ردّ و انکار ہے اور انطاکیہ میں پطرس حواری سے مقابلہ
جھگڑا تک آ پہنچا۔ چونکہ جدا ہو جانے کا اظہار ہے اور یہ کہ برنباس مرقس کو لے کے
کپرس کو روانہ ہوا اور پولس سیلاس کو ہمسفر کر ساتھ لیے سوریہ اور کلکیہ سے گذر کر کلیسیاؤں
کو تقویت دیتے پھرتے رہے۔ علاوہ اس کے انجیل حصہ میں مکاتیب پولس کے منقول

ہو چکا کہ مسیح کے آنے تک شریعت ہمارا اُستاد تھی جب وہ آ گئے تو پھر ہم شریعت کے
پابند نہیں رہے تو مسیح نے یعنی ہمکو ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا شریعت نے اسکی کچھ کام نکیا
شریعت کو ایمان سے کچھ تعلق نہیں جو تم ختنہ کراؤ گے تو فضل کی نظر سے گر جاؤ گے مسیح سے
جدا ہو جاؤ گے میرے لئے سب حلال ہے سب روا الغرض شریعت مٹانے کے شواہد مکاتیب
پولس رسول بکثرت موجود ہیں انتہی ملخص ہوا نہ اگر کہا جاوے کہ یہود کی استغاثہ پیدا کرنے کے لئے پولس
نے شریعت کی پابندی توڑنے کی کارروائی کی تھی تو کہا جاویگا کہ احکام میں سختی کی جگہ آسانی
ہو جانے سے بھی اُٹھتا نہ کہ احکام شریعت مٹانے اور عہد بندی توڑنے سے ختنہ کے حکم
عہد بندی کے مٹانے کی مجال کسی نبی کو نہوئی اوسکی پابندی بعد موسیٰ علیہ السلام کے یوشع
داؤد سلیمان ارمیاہ دانیال تا عیسیٰ علیہم السلام سب کرتے رہے کوئی کسی ایک تو بتلاوے
کہ فلان نبی نے اس سے منہ موڑا اور اس عہد بندی کو توڑا ہے تھی تو بطرس حواری تک اس حکم
کی تعمیل کا وہ اہتمام رہا کہ مقابل کے روکنے پر بھی وہ اس تعمیل سے نہ رکے یعنی کہ
توریت کے سخت حکموں کی تلافی فرمانیوالی شریعت سہلہ محمدیہ نے بھی اسکی تعمیل کی
جو آئندہ آنے والی آسمانی بادشاہت کی مصداق ہے سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت الوہی
جسکا خطاب پایا ہے حواریوں کے بعد یہ عقیدہ تراشا گیا کہ تثلیث کے ماننے والے کو کوئی کام شریعت
کا کرنا ضرور نہیں اُسکی نجات کو اسی قدر کافی ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب دیا جانا اور لعنتی
ہو کر تین دن دوزخ میں رہنا اور پھر جی اٹھنا یقین کرتا ہو حالانکہ حواریوں سے لفظ تثلیث
بھی منقول نہیں بعد کا مدار نجات ٹھہرانا مسیح کے مدار نجات ٹھہرانے میں مذکور ہوا نہ حواریوں کے
یہ تبدیلی کی شرع کرنے کے مطبوعات میں مدت دراز کے بعد ٹھہرایا گیا ہے جیسا کہ کتب تواریخ
ازانہ میں مذکور اور اس حصہ میں بھی قدرے مذکور ہے تبھی تو محققین عیسائی یہ تصریح کرتے
ہیں کہ تثلیث کا عقیدہ مندرجہ صحائف عیسویہ سے نہیں نہ خلاصہ ہے حقیقۃ الاسلام اور
کشف الحقائق وغیرہ کی عبارتوں کا - تمام شد تذکرۂ مسیحیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۴	۱۵	زمینی ہنگیا	زمین میں دہنگیا
۱۰۸	۹	....	یہ تھا دشتی کھلانا اسکا بہرہم
۱۲۱	۱۴	وادسی	وہ ادسی کا
۱۲۳	۱	بکر میں ابسہ نام	بکر زمین جو اللہ کے نام
۱۳۳	۸	لطفہ	نطفہ
۱۳۹	۹	دین	دین میں
[illegible]	۱۶	جہوڑرو	جہوڑ
۱۴۸	۲۰	مردکا گبارہ	مردکا برائی گبارہ
۱۵۵	۱۲	فقرہ وسکا	فقرہ ویدسکا
۱۵۶	۱۹	حکیم نہ	تجہہ خدا حکیم نہ دے
۱۵۸	۸	نور روان	تو نہ روان
۱۶۰	۳	قابول	قالبوں
۱۶۲	۲۱	اوس	اوس میں
۱۷۲	۵	انز	انزل
۱۷۴	۱۰	والی اہین	والی خفیہ اہین
۱۸۰	۵	ہیہی	ہیچی میں
۱۸۸	۱۰	خدا اور سلیا	خدا ہوا اور کو سلیا
۱۹۶	۷	عبادس	عباد
۲۰۲	۱۳	توریت کی	توریت کی حرام کی ہوئی
۲۰۹	۸	سکا کہ	سکا اور یہ کہ
۲۱۱	۳	جسکا	جسکے
۲۲۷	۱۴	دغیرہ کو	دغیرہ کو سنین
۲۲۸	۱۶	[illegible] فقہا	محدثین و حیلہ فقہا
۲۳۱	۱۹	صفدا ایمان	صفدا ایمان یا ایمان
۲۳۳	۲۱	بہ ہیچ	بہ ہیچ
۲۳۴	۱۳	دہی	دیری
[illegible]	۶	[illegible]	[illegible]
۲۳۸	۱۰	قدرت کا منہ	قدرت کا منہ کا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۱۶	دہرکی	دہری کی
۱۱۱	۱۷	برٹ کے	[illegible]
۱۲۲	۱۹	سلٹ	[illegible]
۱۲۳	۱۴	آئینہ کام	آئینہ کا کام
۱۳۴	۱۱	طبین	قبین
۱۳۶	۱۳	تشریح ہی	تشریح بھی اس
۱۴۵	۱۷	[illegible]	[illegible]
۱۵۲	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۵۵	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۵۷	۱۲	اگر	اگرچہ
۱۵۸	۹	[illegible]	[illegible]
۱۶۱	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۶۱	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۷۲	۷	[illegible]	[illegible]
۱۷۹	۱۹	[illegible]	[illegible]
۱۸۶		[illegible]	[illegible]
۱۹۲	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۹۶	۲۰	اکا	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۱۰	۲۰	[illegible]	[illegible]
۲۱۴	۸	[illegible]	[illegible]
۲۲۶	۱۷	[illegible]	[illegible]
۲۲۹	۱۵	[illegible]	[illegible]
۲۳۲	۹	[illegible]	[illegible]
۲۳۳	۴	[illegible]	[illegible]
۲۳۵	۳	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۳۹	۴	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۸	۳	گزرے یہ	گذری تھی یہ
۲۱۹	۵	سوے تھین	سوکے اٹھی تھین
ر	۷	جو متقی	جو متقی
ر	۲۰	الامن	الامن مین
۲۲۳	۱۴	ہون	تھون
ر	۱۱	سکا کام	کام کام
ر	۴	ہو جیسے	ہوتے تھے
۲۲۷	۱۱	صرف تھین	صرف بھی تھین
ر	[illegible]	اب	ایٹ کی
۲۵۰	[illegible]	آہ	ہم
ر	[illegible]	ہمیسر	ہم پر آسمان
ر	[illegible]	سے	کے پاس
ر	[illegible]	نگرہ	نگروہ
۲۷۰	۱۵	ناحجاز	مار حجاز
۲۷۲	۱۲	کذائی	کذائی کو
۲۷۳	۴	ذکر	ذکر کیا
۲۸۱	۴	خانقاہ الاعتقاد	خانقاہ الاعتقاد کی
۲۸۲	۱۳	سکا کیا	سکا بدل کیا
۲۸۳	۱۸	انبیاء المصطفی	انبیاء المصطفی ہی
۲۸۴	۱۱	ران	تان
۲۸۶	۸	متصلین	متصلین کی
۲۸۷	[illegible]	تجہ	تجہیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۱۹	سشرح	سشرح ہے
۳۰۵	۵	ہیں جو	ہیں مگر اوسکو
ر	۱۸	لیا	کیا
۳۰۶	۲۰	جھوا	جھوڑا
۳۱۱	۱	متکلم	معلم
۳۱۹	۱۴	منزلقبول	منزل مقبول
ر	۱۸	ملخص	مشخص
۳۲۶	۳	—	نہ
ر	۴	بر	بر پا
۳۲۸	۱	ضروری ہے	ضرورت ہے
۳۲۹	۹	سے ابتدا	سب سے ابتدا
ر	ر	ر	ر
۳۳۰	۵	مرض	قبر نہ تھین
۳۳۱	۲	ترسی	ترستی
ر	۱۹	وال	ڈالا گیا
۳۳۲	۲۱	لو مراد گھر	کی مراد تھی ہوگی اور بغیر دعیان نبوت و رسالت
۳۳۵	۳	[illegible]	خاتم النبیین
ر	[illegible]	روانہ لیٹ	دو بالیت
۳۳۶	۵	خبت	ہمنشلو
ر	۹	ایک	ایک کو

الحمد للہ کہ کتاب اعتقاد الاحباب [illegible] الاسلام علی اسمار الالاء نام مطبع نیر اعظم مراد آباد میں چھپ

[illegible] جولائی سنہ [illegible] میں چھپکر ... شائقان ہوئی خدا مقبول کرے




3 1761 07066625 0